بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ثمرۃ النبوت

دیباچہ

سید نیاز حسین عابدی

تعریف ہے خدا کے لئے جو برتر ذات پاک ہے جس نے [illegible] ماسوا کو اپنی قدرت کاملہ
سے خلق کیا اور [illegible] مخلوقات میں سے انسان کو منتخب کر کے خلعت عقل سے مشرف و ممتاز فرمایا اور پھر
از لطف و کرم سے اپنے خاص بندوں کو عوام کی ہدایت کے لئے مبعوث بہ نبوت و رسالت کیا۔
وہ پاک و مقدس ذات ایسی ہے کہ ہمارے عقول اس کا ادراک نہیں کر سکتے کیونکہ عقل محدود و محصور
و جل جلالہ ہر قسم کی حدود سے [illegible] ارفع و اعلیٰ ہے۔ اس کے لئے نہ زمان کی ضرورت ہے اور نہ مکان
[illegible] تمام صفات ذاتیہ [illegible] سے منزہ و مبرا ہے [illegible] اس کے صفات [illegible] ذات ہیں اس لئے وہ بھی
عقل انسانی سے ماورا ہیں [illegible] وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ وہ موجود ہے لیکن ایسا موجود نہیں
[illegible] وجود میں آیا ہو یا [illegible] کسی طرف سے لایا گیا ہو۔ وہ ہر شے کے قریب ہے لیکن اس کی قربت
[illegible] ہر چیز سے علیحدہ ہے لیکن اس کی علیحدگی
[illegible] مکانی [illegible] وہ [illegible] ہے لیکن اس کی وحدت عددی نہیں ہے [illegible]
[illegible] اس کی وحدت [illegible] وہ عادل [illegible] قائم [illegible]
[illegible] کی ضرورت۔ وہ ایسا [illegible] کسی عقل
نہیں [illegible] وہ اپنی ذات و صفات میں کسی شے سے تشبیہ
[illegible] رحیم [illegible] بندوں [illegible] اور ان کی پرورش کرتا ہے اور
وہ یہ نہیں چاہتا کہ اس کے بندے گمراہ ہوں اس لئے [illegible]
[illegible] کرتا رہا [illegible] بلکہ اس نے [illegible] اپنی حجت کو مخلوق
[illegible] حجت کو [illegible] مقدس [illegible]

پھر مختصر فرمایا اللہ حضرت آدم علی نبینا و آلہ و علیہ السلام سے ابتدا کر کے اس سلسلہ کو برابر جاری رکھا یہانتک
بنا [illegible] کی مصلحت مقتضی ہوئی تو اوس نے اپنے [illegible] خاص الخاص بندے کو جسکے نور کی خلقت کو تمامی مخلوقات
[illegible] فرما چکا تھا [illegible] [illegible] شرافت و نجابت و سیادت میں اپنا مثیل و نظیر نہ رکھتا تھا۔
[illegible] کیا جس کا اسم نامی محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف [illegible] ہے صلی اللہ علیہ و آلہ
[illegible] [illegible] کی خوشخبری [illegible] معرفت اپنے مبدء [illegible]
اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ادن تمام خدا [illegible] شریفہ و اوصاف
حمیدہ سے مزین و آراستہ فرمایا [illegible] کے مناسب [illegible] اور جب آنحضرت کا سن مبارک
چالیس برس کا [illegible] منصب رسالت [illegible] فرما کر منشور رسالت او کمال شریعت کیساتھ رحمۃ
للعالمین و خاتم النبیین کے خطابات عطا کئے اور اون کی تعریف [illegible] فرمایا و ما ارسلناک الا رحمۃ للعا
[illegible] [illegible] ان ھو الا وحی یوحی [illegible] ہزار ہزار شکر ہے [illegible]
ہم کو اپنے [illegible] ہزار ہزار شکر ہے کہ اوس نے ہم کو اپنے
نبی و حبیب کے اہلبیت [illegible] اپنے کلام سے تمسک کی توفیق کرامت فرمائی جس تمسک کے ارشاد سے [illegible]
کے کمال اور [illegible] خبر دے کر [illegible] رضا و خوشنودی کا پروانہ صادر فرمایا۔
اہلبیت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم [illegible] پاک و معصوم ہادی و حجت ہیں کہ اللہ جلشانہ نے اون کو
[illegible] [illegible] اپنے کلام [illegible] بعبارت انما یرید اللہ لیذھب
[illegible] اہل البیت [illegible] تطہیر [illegible] عطا فرمائی [illegible] پر اون کی
اطاعت و مودت [illegible] اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم اور قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا
[illegible] اون کو [illegible] اور [illegible] دنیا کی اون کی [illegible]
[illegible]
النجوم [illegible]
اھل بیتی [illegible] الارض۔ (۲) [illegible] جابر بن عبد اللہ و ا
عباس رضی اللہ عنہما [illegible] رسول [illegible] النجوم امان لاھل ال
[illegible] النجوم [illegible] ذھب [illegible]
(۳) فی الصواعق النجوم امان لا
بسندہ عن محمد الباقر [illegible]

یا علی اکتب ما املی علیک قلت یا رسول اللہ اتخاف علی النسیان قال لا وقد دعوت اللہ عزوجل ان یجعلک حافظاً ولکن اکتب لشرکائک الائمۃ من ولدک بہم تسقی امتی الغیث وبہم یستجاب دعائہم وبہم یصرف اللہ عن الناس البلاء وبہم تنزل الرحمۃ من السماء وھذا اولہم واشار الی الحسن ثم قال ھذا ثانیہم واشار الی الحسین ثم قال الائمۃ من ولدہ رض

ترجمہ -(۱) مناقب میں احمد بن حنبل نے اخراج کیا ہے کہ کہا حضرت علی علیہ السلام نے کہ فرمایا جناب رسالتمآب نے کہ نجوم اہل سما کیواسطے باعث امان ہیں اگر نجوم جاتے رہیں اور مفقود ہوجائیں تو اہل سما بھی ناپید ہوجائیں اور میرے اہلبیت باعث امان ہیں اہل زمین کے لئے اگر میری اہلبیت باقی نہ رہیں تو اہل ارض ناپید ہو جائیں۔ (۲) حاکم نے اخراج کیا ہے اس حدیث کو جابر بن عبداللہ و ابو موسیٰ اشعری و ابن عباس رضی اللہ عنہم سے اونھوں نے بیان کیا کہ فرمایا حضور سرور عالم نے کہ نجوم اہل آسمان کے لئے اور میری اہلبیت اہل زمین کے لئے امان ہیں اگر نجوم جاتے رہیں تو اہل سما بھی جاتے رہیں اور اگر میرے اہلبیت جاتے رہیں تو اہل ارض بھی جاتے رہیں۔ (۳) صواعق میں ہے کہ نجوم اہل آسمان کے لئے اور میری اہلبیت میری اُمّت کیلئے باعث امان ہیں اس حدیث کو اخراج کیا ہے۔ ایک جماعت علما نے۔ (۴) حموینی نے بہ اسناد اخراج کیا ہے اس حدیث کو کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے والد بزرگوار حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے اور اونھوں نے اون کے جد امجد حضرت امام حسین علیہ السلام سے اور وہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ فرمایا حضرت ختمی مرتبت نے یا علیؑ لکھو جو میں تم کو بتاتا ہوں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ کو یہہ اندیشہ ہے کہ میں بھول جاؤں گا۔ آنحضرت نے فرمایا کہ نہیں۔ یہہ تو میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ وہ تمہارے حافظہ کو برقرار رکھے ولیکن میں چاہتا ہوں کہ تم اپنے شرکا ائمہ کیواسطے لکھ رکھو جو تمہاری اولاد سے ہونے والے ہیں اون کی وجہ سے باران میری امت کو سیراب کرتا ہے اور اون کے واسطے سے دعا مقبول ہوتی ہے۔ اور اونھیں کی بدولت اللہ تعالیٰ لوگوں سے بلا کو دور رکھتا ہے اور انھیں کے طفیل میں آسمان سے رحمت نازل ہوتی ہے اور یہہ (حضرت حسنؑ کی طرف اشارہ کرکے) اونمیں کے پہلے اور یہہ (حضرت حسینؑ کی طرف اشارہ کرکے) اون میں کے دوسرے اور باقی ائمہ اُن کی نسل سے ہونگی رضی اللہ عنہم۔ (۱) فللہ الحمد بلا انقضاء ولہ الشکر بلا انتہاء ثم الصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ ورسولہ وخیر خلقہ وخاتم انبیائہ سیدنا محمد المصطفےٰ احمد المجتبےٰ وآلہ الطیبین الطاہرین الہادین المعصومین الاذکیا واصفیا الکاملین الناصرین المہذبین العارفین الاتقیاء۔

مقدمہ کتاب ہذا۔ جہان اور علوم نے اہل اسلام کے سایہ عاطفت میں نشو و نما پائی وہاں

حاشیہ (۱) ینابیع المودۃ مطبوعہ مطبع دتا پرشاد۔ بمبئی ٹنڈل اسٹریٹ۔

وہاں علم تاریخ بھی اون کے فیض توجہ سے محروم نہیں رہا اور اس میں سے بہت سی کتابیں لکھی گئیں جو زمانہ میں موجود ہیں لیکن ان تاریخوں کا مجموعہ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک بحر ذخار ہے جسمیں سے کسی ایک فرد ممیز کے حالات و سوانح چنکر نکالنا سوانح نویس کیلئے سمندر میں غوطہ لگا کر موتی نکال لینے سے کم دشوار نہیں ہے۔ ان مختلف تاریخوں میں سوانح نویس کیلئے سب سے بڑی دقت یہہ ہوتی ہے کہ تمام واقعات تاریخی ایک حیثیت سے نہیں ملتے کسی تاریخ میں ایک واقعہ درج ہے تو دوسری تاریخ میں بجائے اوس کے سکوت ہے یا صرف اشارہ پر اکتفا کیا گیا ہے تیسری میں اوس سے انکار ہے چوتھی میں اوس واقعہ کا ایک جزو تو لکھا ہے لیکن دوسرے جزو کا ذکر ہی نہیں ہے پانچویں میں اوسی واقعہ کا رد کیا گیا ہے۔ غرض ان تمام تاریخوں کے دیکھنے سے بعض حالات میں واقعات کا ایک عجیب خلط مبحث پایا جاتا ہے جس سے خواہ مخواہ یہہ خیال پیدا ہوتا ہے۔ کہ آخر مورخین نے واقعات میں اسقدر اختلاف کیوں کیا ہے یہہ کوئی رائے اور قیاس کا معاملہ تو ہے نہیں جسمیں اختلاف کا ہونا ممکن کیا بلکہ لازمی ہو یہہ تو واقعات ہیں جنمیں اختلاف کا ہونا ضرور کوئی نہ کوئی بات ہے اگر غور سے تاریخ لکھنے والے کے زمانہ کی حکومت و صاحبان حکومت اور اون کے طرز حکومت پر نظر کی جائے تو اس اولجھی ہوئی گتھی کی گرہ کھل جاتی ہے اور اختلاف کے اسباب صاف نظر آنے لگتے ہیں۔

ہر شخص اپنے زمانہ کی رفتار اور حاکم وقت کے اقتدار سے متاثر ہوتا ہے۔ اگر کسی واقعہ کا اظہار حاکم و حکومت کی مصلحت کے خلاف ہے یا اوس کے طریق عمل پر اچھی روشنی نہیں ڈالتا تو اوس وقت کا مورخ اوس کے ذکر کی جرات کیونکر کر سکتا ہے پھر اگر کسی واقعہ کی نسبت جو اوس سے پہلے ایک مورخ لکھہ گیا ہے حاکم وقت کا اوس کی خاص مصلحت کے لحاظ سے یہہ اشارہ ہو کہ وہ واقعہ دبا دیا جائے یا اوس کی شان بدلدیجائے اور اگر اوسکی تردید کردیجائے تو بہت ہی خوشنودی کا باعث بلکہ انعام کا موجب ہوگا تو اس کے خلاف کرنے کی کس میں طاقت ہوسکتی ہے۔ خود علما اور وہ بھی بڑے بڑے علما جو نہ صرف مجتہد بلکہ امام کے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں اور جن کے احکام و فتاوی پر لوگوں کے اعمال و عبادات آج تک چل رہے ہیں سلاطین کے اثر سے محفوظ نہیں رہ سکے اور اون کی خواہش کے مطابق فتوی دینے میں بوجہ خوف یا طمع احکام الہی کی پابندی نہ کرسکے چنانچہ (نظیراً) قاضی القضاۃ امام ابو یوسف کی نسبت تاریخ الخلفا علامہ سیوطی مترجمہ مولوی خلیل الرحمن میں مذکور ہے کہ جب خلیفہ ہارون رشید عباسی کی ہوائے نفسانی اوس کے متوفی باپ خلیفہ مہدی عباسی کی مدخولہ پر مائل ہوئی تو امام صاحب موصوف نے اوسکی حلت کا فتوی دیکر ہارون رشید کو اپنی ہوس نکالنے کی اجازت دیدی اور شاید اسی کے صلہ میں قاضی القضاۃ کے عہدہ جلیلہ پر فائز ہوئے۔ اسی طرح ایک اور مسئلہ کی نسبت امام صاحب موصوف نے خلیفہ ہارون رشید سے جسکا تک ایک لاکھ درم کھرے کھرے بعنوان شکرانہ لئے اور جس کے

مسئلہ کو حل فرمایا۔ تاریخی اختلاف کے متعلق یہہ امر بھی غور طلب ہے کہ جس واقعہ کو کوئی مورخ لکھتا ہے اور کوئی مورخ چھپاتا ہے یا اوس کی شان بدلکر ظاہر کرتا ہے یا اوس کی تاویل میں جد و جہد کرتا ہے اوسکو اوس مورخ کے عقیدے اور مذہب سے کس حد تک تعلق ہے۔ اس تعلق کے معلوم ہونے سے واقعہ کے اظہار و اخفا پر بہت روشنی پڑتی ہے۔ الغرض اختلاف کے اسباب زیادہ تر مورخ کے عقائد اور اوس کے وقت کی حکومت میں دائر ہوتے ہیں اگر کوئی مورخ ایسا واقعہ لکھ جائے جو عام طور پر اوسکے مذہب میں قابل پسند و پذیرائی نہو یا اوسکے وقت کے حاکم کے اصلی رویہ پر روشنی ڈالتا ہو یا اوسکے مذہب کے کسی پیشوا پر اوس سے کوئی الزام پیدا ہوتا ہو تو ایسا واقعہ بہت ہی قابل لحاظ و غور ہوگا اور اوس مورخ کی واقعہ نگاری کی دلالت کریگا۔ اس کتاب میں جو حالات مجھے لکھنا ہیں اون کے لحاظ سے مورخین کی حالتوں کا اندازہ کرنے کے لئے زمانہ کے حالات پر نظر کرنا اور ناظرین کے لئے اون کا بالاختصار بیان کر دینا ضروری ہے

بانی اسلام جناب سرور عالم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم نے عرب کے مذہب و معاشرت کو بالکل بدلکر کا یا پلٹ کر دیا اور عرب وہ عرب نہیں رہا جو حضور سرور کائنات کی ولادت باسعادت یا بعثت باکرامت کے قبل تھا اس رنگ متغیرہ پر عرب تا حیات آنحضرت قائم رہا حضرت خیر البشر کے انتقال فرمانے کے بعد اوس نے پلٹا کھایا اور اپنے اصلی رنگ کی طرف رُخ کیا کسی نے پیغمبری کا دعوےٰ کر دیا کسی کو حکومت کا ادعا پیدا ہوا کسی نے زکات سے سبکدوشی چاہی بعض قبائل نے حضرت ابوبکر کو ایک غیر مستحق والی سمجھکر یہاں تک کہہ دیا کہ جب اہلبیت رسالت سے ولایت و حکومت نکل گئی تو ایک ادنے قبیلہ کی فرد کی ہم کیوں اطاعت کریں اور زکوٰۃ کا روپیہ اوس کو کیوں دیں جبکہ خود ہمارے ہی قبیلہ میں مستحقین زکوٰۃ موجود ہیں۔ غرض ایک طوفان بے تمیزی اوٹھ کھڑا ہوا اس تلاطم کا روکنا بہت مشکل کام تھا خصوصاً جب یہہ دیکھا جاتا ہے۔ کہ اوسوقت جو صاحب تخت خلافت پر بٹھلائے گئے تھے وہ خود کسی زمانہ میں اوسی عام زمرہ میں داخل تھے تو اس طوفان کا زور قوت تدارک سے کہیں زیادہ بڑھا ہوا معلوم ہوتا ہے لیکن حاکم وقت حضرت ابوبکر کی قوت اسلامیہ کہئے یا اون کی اولوالعزمی و بیدار مغزی یا اون کے مشیروں کی اصابت رائے و تدبیر و یکجہتی یا علیؑ ابن ابیطالب کا اپنے حق کے پامال کر دئیے جانے پر صبر و تحمل۔ بہرحال جو کچھ بھی ہو وہ قابل تحسین و آفرین ہے کہ اون کو اپنی حکومت کا رنگ جمانے اور سکہ بٹھلانے کا پورا موقع ملا اور بالآخر بجز بنی ہاشم کے سب کو تخت حکومت کے سامنے سر جھکانا پڑا۔ گو اس گیر و دار میں بعض سپہ سالاروں سے بیحد زیادتیاں اور بیعنوانیاں بھی ہوگئیں۔ (۱) لیکن قیام حکومت

حاشیہ۔ (۱) منجملہ اون کے ایک مالک بن نویرہ کا قتل ہے جس کا واقعہ یہہ ہے کہ جب حضرت ابوبکر خلیفہ ہوئے اور اونھوں نے زکوٰۃ طلب کی تو مالک بن نویرہ صحابی نے جو پیغمبر خدا کی خدمت میں حاضر ہوکر مشرف بہ اسلام ہوا تھا اون کو خلیفہ تسلیم کرنے اور زکات دینے میں تامل کیا اور جناب علی مرتضیٰ کی طرف میلان ظاہر کیا۔ حضرت ابوبکر نے خالد بن ولید کو فوج دے کر اوس کی سرکوبی کے لئے بھیجا لیکن خالد کو یہہ فہمائش کر دی کہ اگر اوس کے قبیلہ سے اذان کی آواز سنائی دے تو قتل سے پرہیز کرنا

کی نظر سے وہ چنداں قابل گرفت نہیں ہین۔ کیونکہ یہہ قاعدہ ہے کہ جب مسلم حکومت توڑ کر نئی حکومت قایم ہوتی ہے تو بغیر ایسی سخت کارروائیوں کے نئے بادشاہ کا رعب و تسلط دفعتاً ملک و قوم پر نہیں ہوتا۔

خیر یہہ سب کچھ تو ہوا لیکن خود اسلام میں خلافت کے متعلق دو پارٹیاں مخالف عقائد کی قایم ہو گئین ایک تو وہ جس نے حضرت ابوبکر کو خلیفہ رسول تسلیم کر لیا اور دوسری وہ جس نے اون کو خلیفہ تسلیم نہ کر کے حضرت علی کو خلیفہ رسولؐ سمجھا حضرت ابوبکر کی پارٹی (جو سُنی کے لقب سے مشہور ہے) کا یہہ استدلال ہے کہ چونکہ کثرت رائے اون کی طرف ہے اس لئے اون کی خلافت صحیح ہے۔ حضرت علیؑ کی پارٹی (جو شیعہ کے لقب سے مشہور ہے) یہہ کہتی ہے کہ جناب رسالتمآب حضرت علیؑ کو اپنا خلیفہ اور جانشین مقرر کر گئے ہیں۔ اس لئے وہی خلیفہ برحق ہیں۔ اس نزاع اور اختلاف کا بنیادی پتھر جناب سرور عالم کے انتقال فرماتے ہی

جب خالد دفعتاً اوس کے سر پر فوج لے کر پہونچ گئے تو مالک یہہ سمجھ کر کہ کوئی غنیم حملہ کے ارادہ سے آیا ہے خالد کے مقابلہ پر آیا کیونکہ اوس زمانہ میں اکثر جن قبیلوں میں باہم عداوت ہوا کرتی تھی۔ وہ موقع پا کر اپنے حریف قبیلہ پر تاخت و تاراج کیا کرتے تھے۔ لیکن جب مالک کو معلوم ہوا کہ حملہ آور لوگ اوس کے برادران اسلامی ہیں تو جنگ کے ارادہ سے باز آیا اور خالد کی فرمائش پر ہتھیار کھول دئے۔ مالک بن نویرہ کی زوجہ حسن و جمال میں مشہور تھی۔ اور خالد کا دل اوس پر تصرف کرنے کے لئے بہانہ ڈہونڈتا تھا۔ اس لئے رات کے وقت جبکہ مالک اور اوس کے قبیلہ والے غافل ہو گئے خالد نے اپنے ساتھی صحرائی عربوں کو لے کر اون پر حملہ کر دیا۔ اور مالک کو معہ اوس کے قبیلہ والوں کے گرفتار کر کے مشکیں باندہ دیں اور اون سب پر کفر و ارتداد کا الزام لگا دیا مالک نے ہرچند اپنا مسلمان ہونا ظاہر کیا اور خود خالد کے ساتھیوں نے بھی شہادت دی کہ اوس کے قبیلہ سے اذان کی آواز سنائی دی تھی۔ لیکن خالد نے محض اون صحرائی عربوں کے قول پر جو مالک سے عداوت اور مال کی طمع رکھتے تھے اعتبار کر کے مالک کو قتل کر ڈالا اور اوسی شب میں اوس کی زوجہ پر بلا لحاظ عدہ کے متصرف ہوئے۔ ابو قتادہ انصاری اس بیباکی سے سخت ناراض ہو گئے۔ اور لشکر سے جدا ہو کر مدینہ چلے آئے اور حضرت ابوبکر و عمر سے تمام کیفیت بیان کی۔ مالک کا بھائی بھی آ کر مستغیث ہوا حضرت عمر اس ظلم سے بہت متاثر ہوئے اور خالد کو زنا کی سزا دینے اور اون سے قصاص لینے پر دربار خلافت میں بہت زور دیا لیکن حضرت ابوبکر نے خالد کو معاف کر کے بیت المال سے مالک کے بھائی کو خون بہا دیدیا۔ اور خالد کو سیف اللہ کے خطاب سے سرفراز فرمایا (کنز العمال علی متقی) اور باقی اہل قبیلہ کو جو گرفتار کر کے لائے گئے تھے مثل لونڈی غلام کے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا واضح ہو کہ مثل حضرت عمر کے شیعہ بھی مالک کو صحابی رسولؐ مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ مرتد نہیں تھا بلکہ مسلمان تھا۔ اور ناحق قتل کیا گیا اور اوس کی قوم کی عورتیں اور بچے بظلم لونڈی غلام بنائے گئے۔ اگر بفرض محال مالک مرحوم کو مرتد مان بھی لیا جائے تو عورتوں اور بچوں کا کیا قصور تھا۔ اور خصوصاً بچوں کا جو حالت اسلام میں پیدا ہوئے تھے اور جو کسی طرح غلام نہیں بنائے جا سکتے تھے چنانچہ حضرت عمر اپنے حصہ پر متصرف نہیں ہوئے اور جب وہ خود خلیفہ ہوئے تو قبیلہ مالک کے سبایا اور اموال کو جہانتک ممکن ہوا لوگوں سے واپس لے کر چھوڑ دیا۔ جیسا کہ امام شہرستانی کتاب ملل و نحل میں تحریر فرماتے ہیں وقد ادی اجتہادہ فی ایام خلافتہ الی رد السبایا والاموال الیہم والطلاق المحبوسین۔ ۱۲

۱؎ صاحب شرح مواقف لکھتے ہیں۔ الشیعۃ ای الذین شایعوا علیا وقالوا انہ الامام بعد رسول اللہ بالنص اما جلیا واما خفیا واعتقدوا ان الامامۃ لا یخرج عنہ وعن اولادہ وان خرجت فاما بظلم یکون من غیرہم او بتقیۃ منہ او من اولادہ یعنے شیعہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے پیروی کی علیؑ کی اور کہا کہ رسولؐ کے بعد بنص جلی و خفی علی مرتضیٰ امام ہیں اور اون کا عقیدہ یہہ ہے کہ امامت اون سے اور اونکی اولاد سے جدا نہیں کی گئی مگر بظلم

۲؎ تاریخ بلاذری میں ہے۔ لما قتل الحسین بن علی کتب عبد اللہ ابن عمر الی یزید بن معاویہ اما بعد فقد عظمت الرزیہ وجلت المصیبۃ وحدث فی الاسلام حدث عظیم ولا یوم کیوم قتل الحسین فکتب الیہ یزید اما بعد یا احمق فاننا جئنا الی بیوت منجدۃ

رکھا گیا اور تعمیر ہوتے ہوتے اوسپر وہ مسلخ تیار ہوا جہاں (مصرع) سر دین را ببید ببدینے ۔ اسمیں شک نہیں کہ مسلمانوں نے خلیفہ کے تقرر میں بہت جلدی کی اور بقول حضرت عمر کے حضرت ابوبکر کا انتخاب فلتۃً یعنے بے سوچے سمجھے ناگہانی طور سے ہوگیا (تاریخ الخلفا سیوطی و صحیحین و تاریخ مسٹر گبن) چنانچہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تجہیز و تکفین میں شرکت کا خیال اور اوس کا انتظار بھی نہ کیا گیا اور یہہ جلدی محض اسوجہ سے کی گئی کہ اگر حضرت علیؑ کو جو معہ بنی ہاشم کے آنحضرت کی تجہیز و تکفین میں مصروف تھے جلسہ میں شریک ہوکر اپنے کہنے اور دوسروں کو اون کے سننے کا موقع دیا جاتا تو امیدواران حکومت کی امیدوں پر پانی پھر جاتا۔ لیکن بعض اس جلدی اور جنازۂ پیغمبر سے بے توجہی کے متعلق ایک چلتا ہوا فقرہ یہہ کہدیتے ہیں۔ کہ اگر خلافت کا انتخاب جلدی سے نہ کرلیا جاتا اور مسلمان آنحضرت کی تجہیز و تکفین میں مصروف رہتے تو بڑا فساد و بلوہ ہوجاتا کیونکہ منافقین بر سر فساد اور موقع کے منتظر تھے اور اس فقرہ کی تائید میں اون لڑائیوں کو پیش کردیتے ہیں جو انتخاب کے بہت بعد آگے چلکر اور اون میں سے بھی بعض ناپسندیدگی انتخاب کے سبب سے واقع ہوئیں۔ یہہ چلتا ہوا عام فریب فقرہ کورانہ تقلید کرنے والوں پر تو بیشک کارگر ہوسکتا ہے۔ لیکن جنکی نظر واقعات پر ہے وہ اوس کو ہوائے قلعہ سے بھی زیادہ

وفرش ممهدة وسائدة فقاتلنا عنها فان يكون الحق بغيرنا فابوك اول من سن هذا وابتزوا استاثر بالحق على اهله ومن همنا قيل قتل الحسين يوم السقيفة وقيل قتل ابينا باسيا ذالفقار النجفي وسهلها اصيب على لسيف ابن ملجم یعنے جب قتل ہوئے امام حسینؑ تو عبد اللہ ابن عمر نے یزید لعین ابن معاویہ کو خط لکھا کہ بسبب قتل حسینؑ ابن علیؑ کے مصیبت عظیم واقع ہوئی اور سخت حادثہ اسلام پہ نازل ہوا۔ اس خط کا جواب یزید نے عبد اللہ کو یہہ لکھا کہ اے نادان ہم آئے طرف مکانات مسمار شدہ کے کہ نہیں عمدہ فرش بچھا ہوا تھا اور بڑے بڑے تکیے لگے ہوئے تھے اس قتال میں اگر ہمارے مخالف حق پر تھے تو اوسکا الزام آپکے والد ماجد پر ہے کہ وہی اس کے بانی اول تھے جنھوں نے خاندان رسالت سے خلافت کو نکال کر ایسے ظلم کی سنت جاری کی چنانچہ لوگوں کا قول ہے کہ حسینؑ بروز شوریٰ سقیفہ قتل ہوئے اور یہہ بھی لوگ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے علیؑ ابن ابیطالب اوسی سقیفہ کے دن ابن ملجم کی تلوار سے قتل ہوئے۔ یزید کی اس تحریر اور حجت الزامی کا اس قدر اثر عبد اللہ ابن عمر پر ہوا کہ جب امام حسینؑ کے قتل کے سبب سے اہل مدینہ نے یزید کی بیعت توڑ ڈالی تو عبد اللہ ابن عمر نے اپنے اعوان اور دوسرے لوگوں کو جمع کرکے کہا کہ یزید پر اجماع ہوچکا ہے۔ اور وہ امام وقت ہے۔ اوسکی مخالفت جائز نہیں ہے اور نہ بسبب اوس کے فسق و فجور کے بیعت توڑنا درست ہے چنانچہ میں نے اوس سے بیعت کرلی ہے اور یہہ بیعت مقبول خدا و رسول ہے پس تم لوگ اوس کی بیعت سے نکلکر اپنے دین کو فاسد نہ کرو (قسطلانی جلد دہم) صحیح مسلم و جامع الاصول ابن اثیر جزری میں اسقدر اور زیادہ ہے کہ عبد اللہ ابن عمر نے کہا کہ میں نے رسول اللہ سے سنا ہے کہ جو شخص امام وقت کے خلاف ہوکر مرا وہ کافر ہوکر مرا۔ یزید کے ایسے خوش عقیدہ مقلد و دست بیع ہونے کے باوجود عبد اللہ ابن عمر سے صدہا حدیثیں قبول کی گئیں لیکن امام جعفر صادقؑ سے اس بنا پر بخاری نے حدیث نہیں لی کہ وہ شیخین کو اچھا نہ سمجھتے تھے۔ حالانکہ عبد اللہ ابن عمر وہ شخص ہیں جو مخالف تھے علیؑ ابن ابی طالب کے اور طرفدار تھے معاویہ کے۔ کسقدر تعجب خیز یہہ امر ہے کہ جو لوگ معاویہ و یزید کو اپنا امام اور خلیفہ رسول سمجھیں اور اہلبیت پیغمبر سے دشمنی اور مخالفت کریں اون کی بیان کی ہوئی حدیثیں قبول کرنے میں کچھ بھی تامل و احتیاط نہ کیجائے اور جو لوگ حضرت علیؑ اور اون کی اولاد کو حسب وصیت پیغمبر اپنا ہادی و امام سمجھیں

ناپائدار سمجھتے ہیں۔ حضور سرور عالم کا انتقال بقول ابن خلدون دوشنبہ کو دوپہر کے وقت ہوا اور منگل کا دن گذر کر چارشنبہ کی آدھی رات کو یعنے بارہ پہر کے بعد آپ دفن ہوئے اس قدر دیر کا سبب بجز اس کے اور کچھہ نہیں معلوم ہوتا کہ سوائے آنحضرت کے خاندان والوں اور دوچار صحابیوں کے جنکی مجموعی تعداد بقول ابوالفدا وغیرہ کے سات سے زیادہ نہ تھی کوئی تجہیز و تکفین میں شریک نہیں ہوا صرف ایک قبر کن کیلئے مدینہ کی تپھریلی زمین کھودنا آسان نہ تھا لامحالہ دیر ہوئی اگر مدینہ والے تمام مسلمان پیغمبر خدا کی تجہیز و تکفین کو اپنے اغراض پر مقدم کرتے اور حاضر ہوکر اس کام میں اہلبیت کی مدد کرتے تو یقیناً زیادہ سے زیادہ چھہ سات گھنٹہ میں فراغت ہو جاتی اس امر پر تقریباً کل مورخین کا اتفاق ہے کہ وہ حضرات جو سقیفہ میں خلافت کا انتظام اور اوسپر معرکہ آرای کر رہے تھے حضور سرور عالم کی نماز جنازہ اور دفن میں حاضر و شریک نہیں ہو سکے جس سے ظاہر ہے کہ نصف شب چارشنبہ تک انتخاب سے فرصت نہیں ہوئی تھی اور وہ لوگ وہیں تھے۔ اگر بعد دفن بہت جلدی سمجھی جائے تو کہا جا سکتا ہے کہ نصف شب مذکور کے بعد ایسے وقت حضرت ابوبکر کو خلیفہ مقرر کرنے اور اون کی بیعت ستانی کے انتظام سے فرصت ہوئی ہوگی کہ وہاں سے آتے آتے آنحضرت دفن ہو چکے تھے۔ جب دوشنبہ سے نصف شب چارشنبہ تک لوگ خلافت کے لئے بلاخوف فساد و بلوہ جھگڑتے رہے تو چھہ سات گھنٹہ کے اندر تجہیز و تکفین سے فراغت حاصل کرنیمیں فساد و بلوہ ہو جانے کا کیوں خوف کیا گیا ہاں علیؑ ابن ابیطالب کی شرکت باعث فساد و بلوہ سمجھی جائے تو دوسری بات ہے۔

شمس العلما مولوی شبلی صاحب نے بھی الفاروق میں اس جلدی کی متعلق اسی قسم کی توجیہ کی ہے جسکو ہم اونہیں کے الفاظ میں لکھکر اوسپر مرزا عابد علی بیگ صاحب نے جو ریویو کیا ہے۔ اوس کو یہاں نقل کرتے ہیں۔ جناب شبلی فرماتے ہیں "ہر شخص جو ذرا بھی اصول تمدن سے واقفیت رکھتا ہو بہ آسانی سمجھ سکتا ہے کہ آنحضرت نے جس وقت وفات پائی مدینہ منورہ منافقوں سے بھرا ہوا تھا جو مدت سے اس بات کے منتظر تھے کہ رسول اللہ کا سایہ اوٹھ جائے تو اسلام کو پامال کر دیں۔ اس نازک وقت میں آیا یہ ضروری تھا کہ لوگ جزع و فزع اور گریہ و زاری میں مصروف رہیں یا یہہ کہ فوراً خلافت کا انتظام کر لیا جائے۔ اور ایک منتظم حالت قائم ہو جائے"۔ مرزا صاحب موصوف اسپر یہہ ریویو فرماتے ہیں۔" ذی علم مصنف کی اس تقریر پر یہہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پیغمبر خدا بھی اصول تمدن سے واقفیت رکھتے

اور اون کی امامت و خلافت کے معتقد ہوں وہ باوجود ثقہ و راستباز تسلیم کئے جانے کے اس قابل نہ سمجھے جائیں کہ اون سے حدیث لی جائے بلکہ معتقدین تو درکنار خود امام سے حدیث پیغمبر لینے سے احتراز کیا جائے۔ حالانکہ یہہ آیئہ اہلبیت وہ ہیں کہ جن کے دشمن بھی باوجود سعی و کوشش کرنے کے اون میں کوئی عیب ثابت نہ کر سکے۔

تھے یا نہیں اور پیغمبر کو یہہ علم تھا یا نہیں کہ مدینہ منافقوں سے بھرا ہوا پڑا ہے اور وہ مدت سے اس بات کے منتظر ہیں کہ رسول اللہ کا سایہ اوٹھ جائے تو اسلام کو پامال کردیں اور بنظر اوس حالت کے آیا اون کو ضرور تھا کہ وہ اپنی زندگی میں خصوص حین حیات گی میں خلافت کا کوئی انتظام کرجائیں۔ اور اوسی کے موجب منتظم حالت قایم ہوجائے اور جس کسی کو وہ خلیفہ تجویز کریں اوس سے بہتر کوئی شخص منتخب کرسکتا تھا یا یہہ کہ ایسی نازک وقت میں انتظام خلافت اور تقرر خلیفہ ایسے لوگوں کے ہاتھ میں چھوڑ جائیں جنمیں منافق کثرت سے ہوں کہ مدینہ منافقوں سے بھرا پڑا ہوا تھا اور آیا پیغمبر یہہ سمجھتے تھے کہ بعد اون کے لوگ جس کسی کو خلیفہ مقرر کریں گے وہ پیغمبر کے مجوزہ سے عمدہ ہوگا اور آیا پیغمبر یہہ جانتے تھے کہ امر خلافت میں بعد اون کے نزاع ہوگا اور اوس کا اثر دین اسلام اور مسلمانوں کی سلطنت پر پڑے گا۔

"ہر مسلمان خصوص جنہوں نے پیغمبر کو دیکہا تھا اور علمائے اسلام قایل چلے آتے ہیں کہ پیغمبر اسلام اعلےٰ درجہ پر اصول تمدن سے واقفیت رکھتے تھے۔ اور غیر دین اسلام والے بھی مثل پیٹر اعظم شہنشاہ روس کے یہاں تک قایل ہوئے ہیں کہ محمد رسول اللہ اول درجہ کے حکیم اور فلاسفر تھے۔ آج تک زمانہ میں اون جیسا عقلمند پیدا نہیں ہوا اسلامی سلطنت کی ترقی و قیام کے لئے جو اصول اونھوں نے مقرر کئے ہیں وہ ایسے برجستہ ہیں کہ اون سے بڑھ کر ہونا ناممکن ہے۔ نپولین بوناپارٹ کا یہہ مقولہ تھا کہ کل مقبوضہ ممالک میں ایک ہی مذہب اور ایک ہی زبان رائج کرنے کے لئے سوائے مذہب اسلام کے اور کوئی مذہب نظر نہیں آتا خلیفہ وقت کے فرائض میں داخل ہے کہ جہاں جہاں کلمہ گو ہوں خواہ وہ دنیا کے کسی حصہ میں رہتے ہوں اون کے معاملات میں بے تکلف مداخلت کرسکے اور وہ اوس کی خدمت کی بجا آوری مذہبا اپنے اوپر فرض عین سمجہیں اور یہ بات اور یہہ اتحاد کسی اور مذہب و ملت کو دنیا میں حاصل نہیں ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مذہب اسلام ایک اعلےٰ اصول تمدن پر قایم کیا گیا ہے۔ جب نپولین بوناپارٹ سے یہہ پوچھا گیا کہ موجودہ زمانہ میں اسقدر تنزل اور انحطاط کا کیا باعث ہے تو اوس نے جواب دیا کہ اوس کی وجہ سوائے اس کے اور کوئی نہیں ہے کہ بعض نفس پرست اور خودغرض آدمیوں نے رخنہ اندازی کی ہے اور اپنی نفسانیت کے لئے مسلمانوں کی متفقہ جماعت میں تفرقہ ڈالا ہے یہی تفرقہ اس تنزل کا سبب ہے۔" اس سے بھی کوئی مسلمان عالم انکار نہیں کر سکتا کہ پیغمبر سے زیادہ کوئی نہیں جان سکتا تھا کہ مدینہ منورہ منافقوں سے بھرا ہوا پڑا ہے۔ جو مدت سے اس بات کے منتظر ہیں کہ رسول اللہ کا سایہ اوٹھ جائے تو اسلام کو پامال کردیں جن منافقوں کی انواع و اقسام کی خبر قرآن میں موجود ہے جو کوئی اصول تمدن اور اصول سلطنت داری سے ذرا بھی واقفیت رکھتا ہے وہ ضرور اس بات کا قایل ہوگا کہ پیغمبر کو اوس نازک حالت میں تمدن اور سلطنت کے برقرار

رکھنے کے لئے ضرور تھا کہ اپنی زندگی اور خصوص اخیر حصہ زندگی میں کسی کو منتظم خلافت مقرر کر جائیں تاکہ منافقوں کی طرف سے جو خطرہ ہے اوس کی بنیاد اوکھڑ جائے اور اس نوعیت سے پیغمبر کا مرنا کسی کو معلوم ہی نہو مسلمانوں کو بنی بنائی سلطنت معہ اوس کے عمدہ منتظم کے بغیر کسی خرخشہ کے ملے اور کوئی خراب اثر وفات پیغمبر سے سلطنت اسلامیہ پر نہ پڑ سکے۔ اس سے بھی کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ پیغمبر کو اپنے عہد میں ہر صحابی اور مہاجر اور ہر انصار کا تجربہ ہو چکا تھا کہ کون کس کس قسم کی لیاقت رکھتا ہے۔ اور کس کے کیا خیالات ہیں پیغمبر بلحاظ اپنے تجربہ کے اور بنظر حالت موجودہ کے جس کسی کو بعد اپنے منتظم اور خلیفہ تجویز کر جائیں اوس سے بہتر مذہب اسلام کو اوس کے صحیح مرکز پر چلانے والا ہو نہیں سکتا تھا۔ جو کوئی اس کا قایل نہو اوس کو اس بات کا قایل ہونا پڑے گا کہ پیغمبر نہ اصول تمدن سے آگاہ تھے نہ اصول سلطنت داری سے اور نہ اون کو اپنے صحابہ اور اپنے عہد کے مسلمانوں کے کچھ حالات معلوم تھے کہ اون کا رخ امر خلافت کے متعلق کس طرف ہے ایسے قایل ہونے سے پیغمبر پر ناقابلیت اور جہل کا اطلاق ہوگا۔ جو قطعی خلاف واقعہ ہے اگر کوئی اس بات کا قایل ہو کہ پیغمبر ناقابل اور جاہل نہ تھے۔ مگر اون کو ضرور نہ تھا کہ وہ اپنی زندگی اور خصوص آخر حصہ زندگی میں کسی کے لئے استخلاف کرتے تو اوس کو اس بات کا قایل ہونا پڑے گا کہ خود پیغمبر منافقوں کے خطرہ کو اور امر خلافت کی نزاع کو عمداً دیدہ و دانستہ چھوڑ گئے اور جس کی وجہ سے دین اسلام نہ تمام دنیا میں پھیل سکا اور نہ اپنے صحیح مرکز پر چل سکا اور امر خلافت کی باہمی نزاع سے درمیان مسلمانوں کے خونریزی ہو کر خاندان رسالت تباہ اور دین اسلام برباد ہو گیا۔ گویا اوسکے خود پیغمبر بادی ہوئے۔ کہ جو بانی اسلام کی شان کے خلاف تھا اس فروگذاشت عظیم کا یہہ نتیجہ ہوتا ہے کہ پیغمبر نے اپنے کار منصبی کو ناتمام چھوڑا اور تبلیغ رسالت میں (معاذ اللہ) قصور کیا وہ رسالت کہ جس کی شریعت قائم کر کے دین کو دنیا سے الگ نہیں رکھا ہے اور اوس نے توحید اور تمدن و سیاست مدن و معاش و معاد کے کامل مسائل بتا دیئے ہیں اور اوس کے متعلق احکام نافذ کر دئیے ہیں جنکی تعمیل بغیر ایسے شخص کے جس کو پیغمبر منتظم قرار دیں ہو نہیں سکتی تھی۔ یہہ امر کسی طرح سمجھ میں نہیں آسکتا کہ جو کام خود پیغمبر کو کرنا ضرور تھا۔ اوس کو یعنے نزاع امر خلافت کے طے کرنے اور خلیفہ کے قرار دینے کو بعد اپنے ایسے لوگوں کے ہاتھ میں چھوڑ جائیں کہ جنمیں کثرت سے منافق ہوں جن سے مدینہ بھرا پڑا ہوا تھا اور جو مدت سے منتظر تھے کہ پیغمبر کا سایہ اوٹھ جائے تو اسلام کو پامال کر دیں۔

"اگر پیغمبر کو اپنی زندگی میں ضرورت تعین خلیفہ کی نہ تھی یا کسی کے لئے استخلاف نہیں کیا تھا کہ جو پیغمبر کے دم نکلتے ہی فوراً دین اسلام کے بموجب خلافت کا چلانیوالا ہو تو وقت وفات پیغمبر سے

تا تقرر خلیفہ کے (جو زمانہ بعد وفات پیغمبر قرار دیا جائے) جو امور خلاف امر و نہی کے لوگوں سے سرزد ہوں اون کی سزادہی کا اختیار کس کو ہو سکتا ہے۔ کیا یہہ قبول کیا جا سکتا ہے کہ زمانہ فترۃ میں ایسے پیغمبر نے جس کا دین قیامت تک تبدیل ہونے والا نہو لوگوں کی مہار چھوڑدی تھی کہ وہ جسطرف چاہیں چلے جائیں اور اون کے بیراہ ہونے کا تدارک کوئی نہ کر سکے یا یہ کہا جا سکتا ہے کہ خلیفہ اپنے تقرر سے ماقبل زمانہ کی بابت بھی دار وگیر کا اختیار رکھنے والا ہوگا لیکن یہہ دونوں امر خلاف عقل اور اصول تمدن اور سیاست کے ہیں۔ جب تک یہہ امر قبول نہ کیا جائے کہ پیغمبر اپنی زندگی خصوص آخیر حصہ زندگی میں دین اسلام کے قائم و برقرار رکھنے والے اور اوس کے موجب سلطنت اسلامیہ چلانے والے کو بتا اور جتا گئے تھے تب تک وہ خدشات و شبہات جنسے فضول پیغمبر کی ذات ستودہ صفات پر عائد ہوتے ہیں رفع نہیں ہو سکتے۔" شمس العلما ڈپٹی نذیر احمد صاحب نے بھی اس جلد بازی کی توجیہ فرمائی ہے لیکن اون کی توجہ مولوی شبلی صاحب کی طرح مدینہ کے ہی منافقین تک محدود نہیں ہے بلکہ اون کے خیال نے ملک عرب سے نکال کر روم و ایران کی طرف اون کو متوجہ کر دیا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ حکومت اسلام کے بغلی گھونسے روم و فارس اور سرحدی زبردست سلطنتیں اوس کو ہروقت آنکھیں دکھاتی رہتی تھیں اس لئے بمجبوری فی الوقت کسی نہ کسی کو پیغمبر کا جانشین تجویز کرنا ضرور ہوا۔ اگر ڈپٹی صاحب موصوف واقعات اور حالات زمانہ پر نظر ڈالتے تو اون کو معلوم ہو جاتا کہ اوسوقت اور اون ممالک میں نہ تار برقی تھی اور نہ ریل کہ مدینہ والے دن کے دن ایران۔ توران والوں کو تار دیدیتے کہ جس بات کے ہم عرصہ سے منتظر تھے وہ آج ہو گئی حدود شاہ اسلام کو پامال کر دو۔ اور ایرانی تورانی چھہ سات گھنٹہ کے اندر ہی فوج لے کر مدینہ پر چڑھ دوڑے تھے۔

الغرض اس قسم کے فقروں سے بجز اس کے کہ بجائے صفائی کے اور الزام ثابت ہو۔ دراصل کوئی مفید نتیجہ پیدا نہیں ہوتا۔ پس یہہ کہنا کہ اس کارروائی یعنے فی الوقت حضرت ابوبکر کو خلیفہ بنا دینے سے آتش فتنہ و فساد بجھہ گئی بالکل خلاف واقعہ ہے اگر عقیدہ و تعصب سے الگ ہو کر دیکھا جائے تو صاف نظر آئیگا کہ مسلمانوں میں جو اختلاف کی آگ بھڑکی ہوئی ہے اور جس کو تیرہ سو برس کا زمانہ مدید بھی نہیں بجھا سکا اوس کی چنگاری اسی سقیفہ کے آتش دان میں حکومت کی ہوا سے روشن کی گئی تھی۔ بھرحال اسلام اور اخلاق کا مقتضا یہہ تھا کہ سب مسلمان پہلے حضور سرور عالم کی تجہیز و تکفین اور نماز و دفن سے فراغت کر کے اہلبیت رسالت کو پرسہ دیتے اوس کے بعد داگر حقیقت رسول اللہ کسی کے حق میں استخلاف نہیں کر گئے تھے تو ایک کونسل منعقد کرتے

جسمیں افاضل مہاجرین وانصار علی الخصوص بنی ہاشم معہ اپنے رئیس علی ابن ابی طالب کے جو اجماعاً محسن اسلام تھے شریک کئے جاتے اور سب ملکر بہ نیک نیتی ان امور پر غور کرتے۔ (۱) آیا قرآن میں کوئی ہدایت یا حکم اس بارہ میں ہے یا نہیں کہ سید الانبیا کے بعد اون کا جانشین کون شخص ہو (۲) اگر قرآن میں ایسا حکم یا ہدایت نہ پاتے تو اقوال و احادیث نبوی کی طرف رجوع کرتے اور دیکھتے کہ رسول اللہ نے اس بارہ میں کچھ فرمایا ہے یا نہیں (۳) اگر اس سے بھی کچھ معلوم نہ ہوتا تو آنحضرت کے طرز عمل پر غور کرتے (مثلاً تبلیغ[1] احکام سورۂ براۃ و ہدایت اہل یمن پر مامور کرنا وغیرہ) اور اوس سے نتیجہ نکالتے کہ کون شخص پیغمبر کی جانشینی کے لئے سب سے زیادہ موزون ہے۔ (۴) اگر اس میں بھی کامیاب نہوتے تو دیکھتے کہ انبیائے سابق اور ملت ابراہیمی میں جانشینی کا کیا طریقہ تھا یا یہ کہ موجودہ لوگوں میں بلحاظ علم و فضل و حلم و شجاعت و زہد و دیانت و تقوے و امانت و سخاوت و حسب و نسب کے کون سب سے افضل و ممتاز ہے جس کسی کو ان صفات سے متصف پاتے اوس کو منتخب کر کے سریر

[1] سید علی ہمدانی (عالم سنی المذہب) اپنی کتاب مودۃ القربیٰ میں اور اوسی کے حوالے سے شیخ الاسلام قسطنطنیہ سلیمان الحنفی اپنی کتاب ینابیع المودۃ میں تحریر فرماتے ہیں: عن ابی صالح عن ابی سعید الخدری و عن ابی ہریرۃ قالا ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ بعث ابا بکر بسورۃ براۃ فلما بلغ ضجنان سمع بغام ناقۃ علی فعرفہ وقال جا شئ فی قال خیر ان النبی قد بعثنی ببراۃ فلما رجع انطلق معہ ابوبکر الی رسول اللہ فقال یا رسول اللہ مالی قال خیر و انت صاحبی فی الغار غیر انہ لا یبلغ عنی الا انا او رجل منی یعنی علیا۔ اور صاحب روضۃ الصفا تاریخ مذکور میں کہتے ہیں۔ حضرت رسول صدیق اکبر (ابوبکر) را بہ امارت سے صدفراز اصحاب موسوم ساختہ فرمانداد کہ بہ مکہ رود و خلائق را مناسک حج بیاموزد و از اوائل سورہ براۃ تا چہل آیہ بر مردم خواند و ابوبکر از موضع ذو الحلیفہ احرام بستہ بموجب فرمودہ روان شد مقارن این حال جبرئیل فرود آمدہ پیغام حضرت عزت بہ آنسرور رسانید کہ باید ہیچکس تبلیغ رسالت نکند الا تو یا علی و بروایتے تو یا مردے کہ از تو باشد و چون امیر المومنین از میان قوم و عشیرت بزیادتی قربت و قرابت بہ رسول اللہ اختصاص داشت آنسرور جناب ولایت مآب را از کیفیت واقعہ آگاہ ساختہ فرمود کہ از عقب ابوبکر برو و اوائل سورۂ براۃ را از وے بستان و در موسم حج بر مردم خوان۔ اس کے بعد آگے چلکر لکھتے ہیں۔ در اعلام الورے مذکور است کہ چون علی در راہ بہ ابوبکر رسید ابوبکر پرسید کہ اے علی چہ واقع شدہ مگر در شان من چیزے نازل گشتہ علی گفت نہ ولیکن رسول خدا امر فرمودہ کہ سورۂ براۃ از تو بستانم و بر مشرکان خوانم۔ ابوبکر ہم از راہ برگشتہ بنزد رسول خدا آمد و بعرض رسانید کہ انک اہلتنی لامر طالت الاعناق فیہ الیہ فلما توجہت تردد تنی عنہ مالی نزل فی قرآن فقال النبی لا ولکن الامین ہبط الی عن اللہ عز و جل لا نہ لا یودی عنک الا انت او رجل منک و علی منی وھو اخی و وصیتی و وارثی و خلیفتی فی اہلی و امتی من بعدی یقضی دینی و ینجز وعدی لا یودی الا علی۔ ان ہر سہ کتب اہل سنت کی عبارات مندرجہ بالا کا خلاصہ مطلب اردو میں یہ ہے کہ جب سورۂ براۃ نازل ہوئی تو پیغمبر خدا نے حضرت ابوبکر کو میر حاج مقرر کر کے سورۂ براۃ اون کے سپرد کی اور فرمایا کہ موسم حج میں مکہ میں پہونچکر اس کے احکام کی تبلیغ کرو۔ حضرت ابوبکر حسب الحکم مکہ کو روانہ ہوئے اون کے روانہ ہونے کے بعد ہی جبرئیل آنحضرت کے پاس نازل ہوئے اور کہا کہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے کہ تبلیغ رسالت صرف تم کر سکتے ہو یا علی (بروایتے یا وہ شخص جو تم سے ہو) پس رسول اللہ نے علی مرتضیٰ سے کیفیت بیان کر کے حکم دیا کہ جاکر ابوبکر سے سورۂ

سر برآرائی خلافت کرتے۔ لیکن یہہ تو کچھ نہیں کیا گیا۔ بلکہ جسوقت بنی ہاشم اور اہلبیت پیغمبر کے کفن ودفن میں مشغول تھے چند لوگوں نے مسجد وخانۂ نبوی سے بہت سے دور ایک جگہ یعنی سقیفہ میں جمع ہوکر خلافت کا بندوبست اور حضرت ابوبکر کا انتخاب کرلیا۔ اور پھر چونکہ اس قلیل جماعت نے ایک راستہ ڈال دیا تھا دوسروں کو اوسپر آنے اور چلنے میں زیادہ غور وفکر کی ضرورت نہوئی صرف تھوڑا سا دباؤ یا ذاسی مروت وطمع اون کو اس راہ پر لانیکے لئے کافی ہوگئی جب اہلبیت اور بنی ہاشم کو حضور سرور عالم کے دفن سے فرصت ہوچکی اور اس انتخاب کی خبر ہوئی تو حضرت علیؑ نے اوسپر اعتراض کیا تمام بنی ہاشم اور چند خاص اصحاب نے جناب علی مرتضیٰ کی خلافت پر اتفاق کیا لیکن چونکہ غلبہ حضرت ابوبکر کی پارٹی کو ہوچکا تھا اس لئے حضرت علیؑ کی پارٹی نے کچھ تو آپکے سمجھانے اور منع کرنے سے اور کچھ اپنی قلت کے خیال سے سکوت کرکے خونریزی سے پرہیز کیا اور اسلام کے سر پر خانہ جنگی کی آفت نہیں آنے دی۔ ایسی حالت میں جو باتیں حضرت علیؑ کے استحقاق پر دلالت کرتی ہوں یا جو امور نامناسب اس اختلاف اور خلیفہ وقت کی سیاست کے سبب سے حکام وعمال کے ہاتھوں اہلبیت رسالت کی نسبت سرزد ہوئے ہوں اون کا اظہار یا ذکر علی الاعلان کیونکر کوئی کرسکتا ہوگا۔ بلکہ تعصب ومصالح حکومت کا اقتضا یہہ ہوگا کہ اس قسم کی باتیں یا تو بالکل دبادی جائیں یا اون کے ذکر کی ممانعت کی جائے۔ یا اون کی تاویل کرکے شان بدل دی جائے۔ جیسا کہ علامہ سعدالدین تفتازانی شرح مقاصد میں لکھتے ہیں:۔ ان ما وقع بین الصحابۃ من المشاجرات علی وجہ المسطور فی کتب التواریخ والمذکور علی الالسنۃ وکان الباعث لہ الحقد والعناد والحسد واللداد وطلب الریاسۃ والمیل الی اللذات والشہوات اذ لیس کل صحابی معصوما ولا کل من لقی النبی بالخیر مرسوما۔ الا ان العلماء لحسن ظنہم باصحاب رسول اللہ قد ذکروا لہا محامل وتاویلات بہا یلیق وذہبوا الی انہم محفوظون عما یوجب التضلیل والتفسیق صونا لعقائد المسلمین عن الزیغ والضلالۃ فی حق کبار الصحابۃ سیّما المہاجرین منہم والانصار والمبشرین۔ بالثواب فی دار القرار واما ما جری بعدہم من الظلم علی اہل بیت النبی فمن الظہور بحیث لا مجال

براۃ لیلو اور تم مکہ پہونچکر احکام خدا کی تبلیغ کرو۔ چنانچہ علیؑ ابن ابی طالب روانہ ہوئے اور راستہ میں حضرت ابوبکر سے ملے اور سورہ براۃ اون سے لے کر مکہ کو گئے اور احکام خدا کی تبلیغ فرمائی۔ حضرت ابوبکر واپس ہوکر جناب رسالتمآب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپنے ایک بڑے اور اہم کام پر مامور فرماکر میری عزت افزائی فرمائی اور جب میں اوس کام کے بجالانے پر متوجہ ہوا تو آپنے مجھے اوس سے معزول کردیا کیا میرے بارہ میں کوئی حکم خدا نازل ہوا؟ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ یہہ بات نہیں ہے بلکہ تم کو معزول کرنیکا سبب یہ ہوا کہ منجانب پروردگار جبرئیلؑ یہہ حکم لے کر نازل ہوئے کہ تبلیغ رسالت میں خود کروں یا وہ شخص کرے جو مجھ سے ہو اور یہہ تو تم سب کو معلوم ہے کہ علیؑ مجھ سے ہے اور وہ میرا بھائی اور وصی اور وارث اور میری اہلبیت میں سے میرے بعد میرا خلیفہ ہے وہی میرے دین کو ادا اور میرے وعدوں کو پورا کرے گا اور بجز علیؑ کے یہہ کام کوئی نہیں کرسکتا

للاخفاء ويبقى سوء عملهم على كثر الشهود ومر الدهور فلعنة الله على من باشر او امر او رضى او سعى والعذاب للاخرة اشد وابقى فان قيل فمن علماء المذهب من لم يجوز اللعن على يزيد مع علمهم بانه يستحق ما يربو على ذلك ويزيد قلنا تحاميا على ان يرتقى الى الاعلى فالاعلى كما هو شعار الروافض على ما يروى فى ادعيتهم ويجرى فى انديتهم فراى المعتنون بامر الدين الجام العوام بالكلية طريقا الى الاقتصاد فى الاعتقاد بحيث لا يزل الاقدام عن السواء ولا يضل الافهام بالاهواء والا فمن الذى يخفى عليه الجواز والاستحقاق وكيف لا يقع عليه الاتفاق۔ یعنے جو نزاعات و مشاجرات صحابہ کے مابین واقع ہوئے اور جو زبان زد خلائق ہیں اور کتب تواریخ میں لکھے ہوئے ہیں اون کا سبب بجز عناد و حسد و بغض و طلب ریاست و خواہشات و لذات نفسانی کے اور کچھ نہیں ہے ۔ کیونکہ نہ کل صحابی معصوم تھے اور نہ یہہ ضرور ہے کہ جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں رہا ہو وہ خیر پر بھی ہو علماء نے بسبب اوس حسن ظن کے جو اون کو صحابہ کیساتھ ہے اون مشاجرات و نزاعات کی تاویل کی ہے اور دوسری باتوں پر اونکو محمول کردیا ہے اور یہہ اونھوں نے اسوجہ سے کیا ہے کہ لوگوں کے عقیدے اصحاب خصوصاً مہاجرین و انصار و مبشرین بالثواب کے بارہ میں فاسد نہو جائیں رہا یہہ امر کہ اون کے بعد اہلبیت رسالت پر ظلم و ستم کیا گیا وہ ایسا ظاہر از بام ہے کہ اوس کا اخفا نا ممکن ہے پس خدا کی لعنت ہے اوس شخص پر جو اوس کا مرتکب ہوا یا جس نے اوس کے ارتکاب کا حکم دیا یا جو اوس پر راضی ہوا یا جس نے اوسمیں سعی کی - اور یہہ امر کہ بعض علمائے مذہب نے یزید ابن معاویہ پر لعنت کرنا جائز نہیں قرار دیا حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ وہ لعنت سے بھی زیادہ کا مستحق ہے اوس کی وجہ یہہ ہے کہ اوس کے اعمال شنیعہ پر مطلع ہونے اور اوسپر لعنت کرنے سے یہہ اندیشہ و خوف ہے کہ اوس کے اوپر والوں پر لعنت کا سلسلہ قائم ہو جائے جیسا کہ رافضیوں[ل] (یعنے شیعوں) کا طریقہ اون کی محفلوں میں رائج ہے بلحاظ دور اندیشی و پیش بندی علماء نے یزید پر لعنت کرنے کی ممانعت کی ہے تاکہ یہہ سلسلہ اوپر والوں کی طرف رہبری نہ کرے ورنہ یہہ امر پوشیدہ نہیں ہے کہ بہ اتفاق یزید پر لعنت کرنا درست ہے - اور وہ اس کا مستحق ہے اسیطرح ابن حجر مکی اپنی کتاب صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں - قال الغزالی وغیرہ یحرم على الواعظ روایة مقتل الحسن والحسین وحکایاته وما جرى بين الصحابة والتشاجر والتخاصم فانه يهيج على بغض الصحابة والطعن فيهم یعنے امام غزالی وغیرہ کا قول ہے کہ واعظ پر فرزندان رسول یعنے حسنین کے

امام فخرالدین رازی نے اپنی تفسیر کبیر اور امام سیوطی نے اپنی تفسیر دُرِ منثور میں بھی یہی واقعہ لکھا ہے۔

[ل] متعصبین اہلسنت بہ نیت توہین شیعہ کو رافضی کہتے ہیں۔

قتل کا حال بیان کرنا اور اصحاب کی باہمی عداوت و دشمنی کا ذکر کرنا حرام ہے کیونکہ اس سے صحابہ کے واقعی حالات معلوم کر کے اونپر طعن کرنے اور ان سے بغض رکھنے کا موقع لوگوں کو ملتا ہے۔

ایسے وقت و حالت میں اگر کسی صحابی یا مورخ یا عالم نے باوجود حضرات ابوبکر و عمر کی پارٹی میں ہونے کے کوئی بات ایسی کہی یا لکھی ہو جس سے وہ امور نامناسب ظاہر ہوتے ہوں جو حکام و عمال کے ہاتھوں اہلبیت پیغمبر پر واقع ہوئے یا جو حضرت علیؑ کے استحقاق خلافت پر دلالت کرتی ہو یا دوسرے کے استحقاق کے منافی ہو تو وہ بہت قابل لحاظ ہو گی۔ اور اس میں شک نہیں جیسا کہ تاریخیں اور تذکرے بتلا رہے ہیں کہ اکثر مستند لوگوں کے زبان و قلم سے ایسے واقعات و حالات کا ذکر نکل گیا ہے اور اس کا ایک سبب یہہ بھی ہو سکتا ہے کہ جب حکومت کو پورا اقتدار او تسلط ہو گیا اور حضرت علیؑ نے عزلت گزین ہو کر سکوت اختیار کیا بلکہ معاملات شرعی میں جب کبھی کوئی مشکل نئے وقت کو پیش آئی یا اون سے غلطی واقع ہوئی تو آپ نے اون کی مشکل کو حل کرنے میں یا غلطی کی اصلاح کرنے میں کبھی دریغ نہیں کیا تو حکومت کی طرف سے اوس کی بندش میں زیادہ کد و کاوش بھی نہیں کی گئی یہاں تک کہ حضرت ابوبکر کی حکومت کا مختصر دور ختم ہو گیا اور بذریعہ استخلاف کے حضرت عمر کی خلافت کا دور شروع ہوا حضرت ابوبکر نے نہایت عقلمندی سے اس امر کا موقع ہی نہیں آنے دیا کہ بعد اون کے انتقال کے پھر کوئی کمیٹی ہو اور خلیفہ کے تقرر پر پھر معرکہ آرائی کی نوبت آئے بلکہ اونھوں نے اپنی بیماری کے زمانہ میں انتقال سے پہلے حضرت عمر کو اپنا ولیعہد مقرر کر دیا۔

حضرت عمر کی خلافت میں بھی (بجز مجبوری کے وقت کے) حضرت علیؑ یا اور کسی بنی ہاشم کو حکومت میں کسی قسم کا دخل نہیں دیا گیا اور نہ اون سے کسی قسم کی زیادہ باز پرس ہی کی گئی حتیٰ کہ یہہ دور بھی ختم ہو گیا لیکن اس دور میں یہہ ہوا کہ خاندان رسالت کے قدیم دشمن خاندان بنی امیہ کو ترفع حاصل ہوا اور اونکی قوت کا جو پایہ ڈالدیا گیا تھا وہ کسی قدر مضبوط بھی ہو گیا اور خاندان رسالت (بنی ہاشم) کی عزت و بزرگی جو عرب میں ہمیشہ سے مسلم تھی لوگوں کی نظروں میں کم ہو گئی۔

اب تیسرا دور خلافت کا بذریعہ شوریٰ اس طرح شروع ہوا کہ حضرت عمر نے انتقال سے پہلے چھ اشخاص یعنے عثمانؓ۔ علیؑ۔ عبدالرحمان۔ طلحہ۔ زبیر و سعد کو خلافت کے لیئے نامزد کر کے وصیت کردی کہ یہہ چھ آدمی آپس میں مشورہ کر کے انہیں میں سے کسی ایک کو منتخب کر لیں اور اختلاف ہو تو جس کی جانب عبدالرحمان ہوں اوس کے حق میں فیصلہ کیا جائے اس طرح گویا ہونے والے خلیفہ کا تقرر خلافت خود حضرت عمر نے فرما دیا کیونکہ سعد چچا زاد بھائی عبدالرحمان کے تھے اور

خسر تھے عثمان کے۔ اُن سے کسی طرح یہہ امید نہیں کی جا سکتی تھی کہ وہ عثمان کو چھوڑ کر کسی دوسرے کی خصوصاً علی مرتضیٰ کی جنبہ داری کریں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اون کی جنبہ داری سے حضرت عثمان خلعت خلافت سے سرفراز ہو گئے۔ یہہ حضرت خاندان بنی امیہ کے بڑے ممبر تھے اونھوں نے اس خاندان کی قوت میں جو رہی سہی کمی تھی اوس کو بالکل رفع کر کے پورے طور سے اس خاندان والوں کو تمام ممالک اسلامیہ پر بلا لحاظ اون کے فسق و فجور کے مسلط فرما دیا تمام عہدے بنی امیہ کے لئے مخصوص اور بیت المال بنی اُمیہ کے لئے وقف کر دیے۔ اپنے برادر نسبتی مروان کو قلمدان وزارت دے کر موضع فدک جاگیر میں بخشدیا اور خمس بھی جو خاص خاندان رسالت کا حق از روئے قرآن تھا اوس کو عطا فرمایا حالانکہ مروان وہ شخص تھا کہ رسول اللہ اوس سے بوجہ اوس کی بدفعلیوں کے اس قدر متنفر و بیزار تھے کہ اوسکو ہمیشہ کے لئے خارج البلد کر دیا تھا خاندان رسالت کیساتھ اس زمانہ میں بنی امیہ جس بداخلاقی اور بے ادبی سے پیش آتے تھے اوس کا اس واقعہ سے اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ کہ ایک روز معاویہ کا باپ ابو سفیان جناب حمزہ سید الشہدا عم پیغمبر خدا کی قبر پر آیا اور اوس کو ٹھوکر مار کر کہنے لگا کہ اے ابو عمارہ جس سلطنت کے لئے ہمارے تمہارے درمیان تلواریں چلتی تھیں آج وہی سلطنت ہمارے لڑکوں کے ہاتھ میں مثل گیند کے ہے جس سے وہ کھیل رہے ہیں۔ غرض عثمان کے خاندانی تعصب و طرفداری اور اون کے اوس بُرے برتاؤ سے جو اونھوں نے حضرت ابوذر غفاری اور عمار یاسر اور ابن مسعود وغیرہ خاص اور جلیل القدر اصحاب پیغمبر کے ساتھ برتا اور اون کے عہدہ داروں کے مظالم سے عام طور پر مسلمانوں میں بددلی اور ناراضگی پھیل گئی تھی کہ علاوہ اور اصحاب کے عبد الرحمن بن عوف جنکی جنبہ داری سے اون کی خلافت کا پلہ بھاری ہوا تھا اون سے خفا ہو گئے نتیجہ یہہ ہوا کہ ممالک اسلامیہ کی رعایا بگڑ گئی اور آخر بلوہ کر کے اون کو قتل کر ڈالا۔ اس میں شک نہیں کہ ان تینوں گذشتہ خلافتوں میں بہت سے ملک فتح ہوئے اور اہل اسلام کی تعداد میں بہت کچھ اضافہ ہوا لیکن افسوس ہے کہ اس عرصہ میں ایسے مسلمان بنائے گئے کہ جب اہلبیت رسالت میں خلافت آئی تو اون مسلمانوں نے بجائے نصرت کے بصرہ و صفین و نہروان و کوفہ و کربلا میں اون پر تلواروں اور تیروں کا مینہ برسا دیا اور اپنی دانست میں اہلبیت کو صفحۂ ہستی سے نابود کر دینے میں کوتاہی نکی اور ایسا وہ کیوں نہ کرتے جبکہ اہلبیت کے حقوق و فضائل پر پردہ ڈال کر اون کو عوام میں شامل کر دیا گیا تھا حالانکہ رسول اللہ ؐ مرتے دم تک انہیں اہلبیت کی سفارش بلکہ اون کی پیروی کی تاکید امت سے کرتے رہے تھے لیکن آنحضرت کی سفارش و تاکید پر عمل کرنے اور اوس سے لوگونکو آگاہ کرنیکے بجائے اہلبیت کے استخفاف کا سبق اون کو ایسا یاد کرایا گیا۔

کہ وہ اس کو کبھی نہ بھولے۔ الغرض خلافت ثالثہ کا دور ختم کر کے مدینہ کے مسلمان اجماعاً حضرت علیؑ کے در دولت پر حاضر ہوئے اور آپ سے خلافت قبول فرمانے کی استدعا کی اس مقام پر یہہ امر بہت غور کے قابل ہے کہ جب مسلمانوں کو آزادی کے ساتھ بلا کسی قسم کی سفارش اور دباؤ کے امام کی تلاش ہوئی تو اون کی نظر کس پر اور کیوں پڑی اور اسی طرح اگر اون کو بلا کسی قسم کی سفارش اور دباؤ کے آج سے چوبیس برس پہلے یعنے پیغمبر خدا کے انتقال کے بعد آزادی کے ساتھ پیشوا کی تلاش کرنیکا موقع دیا گیا ہوتا تو وہ کس کے حضور سر تسلیم خم کرتے۔ غرض کہ ملک کی ابتری اور نااہل صوبہ داروں کی خودسری کے لحاظ سے حضرت علیؑ نے اس ظاہری حکومت کو قبول کرنے سے انکار فرمایا اور کئی روز تک اوسکو ٹالتے اور انکار فرماتے رہے لیکن مہاجرین والانصار کے اصرار سے آخر آپنے مسجد جامع میں اپنے حسن قبول سے اپنی شرائط کیساتھ نہ کہ لوگوں کی شرائط پر اون سے بیعت لیکر خلافت کو مشرف فرمایا۔

امیرالمومنین علی ابن ابی طالب وہ شخص تھے جنھوں نے حفاظت وحمایت اسلام و بانی اسلام علیہ السلام میں کفار و منافقین کے بڑے بڑے نامیوں کو خاک میں ملا کر اون کے گھروں کو ذلیل کیا تھا اور جس کو چھوڑا بھی تھا تو خدا اور سولؐ کا کلمہ پڑھوا کر چھوڑا تھا اس لئے اکثر قبائل بلکہ تقریباً کل عرب کے قلوب آپ کی طرف سے مکدر و پر کینہ تھے اور باوجود اسلام قبول کر لینے کے اون کے دلوں میں انتقام کا جوش موج زن تھا خصوصاً خاندان رسالت کا پرانا دشمن خاندان بنی امیہ جس کے بڑے بڑے نامی کفر و اسلام کی لڑائی میں آپکی تلوار کے گھاٹ اوتر چکے تھے اپنی گھات میں تھا اور اس وقت وہ عہدہائے سابقہ کی بدولت انتقام لینے کی قوت و طاقت حاصل کر چکا تھا حضرت عثمان کے مقرر کئے ہوئے صوبہ داران و عمال بنی امیہ خود مختارانہ حکومت کے خوگر اور اپنے ناپسندیدہ طرز عمل کی نسبت حاکم بالادست کی بازپرس سے بیخطر تھے اون میں سے اکثر ایسے تھے جن کے آبا و اجداد کو اسلام و کفر کی لڑائی میں حضرت علیؑ نے قتل کیا تھا یا جن کے اعزا پر بوجہ ارتکاب مناہی حد جاری کی تھی۔ ساتھ ہی اس کے یہہ بھی وہ جانتے تھے کہ ہم اپنے ان افعال کے ساتھ علیؑ کی خلافت میں حاکم نہیں رہ سکتے اور نہ علیؑ ہم کو نظر پسندیدگی سے دیکھ سکتے ہیں۔ یہہ لوگ حضرت علیؑ کو تخت خلافت پر دیکھنے کے بجائے اپنے تئیں تختہ پر دیکھنا بہتر سمجھتے تھے۔ علیؑ لوگوں کے ساتھ برتاؤ کرنے میں آیہ اکرمکم عند اللہ اتقاکم پر نظر رکھتے تھے اور طرز حکومت میں نظام شریعت قائم کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ شاہ عبدالحق صاحب دہلوی رسالہ تکمیل الایمان میں تحریر فرماتے ہیں از امام شافعی پرسیدند کہ علت نفرت خلائق و عدم اجتماع ایشان بہ حضرت مرتضیٰ چہ باشد گفت آنکہ وے در اظہار حق بروے کسے نمیدید و از ہیچ احدے مبالاتے نداشت و مداہنت نمی کرد زیرا کہ وے زاہد

بود وزاہد را بدنیا و اہل دنیا مبالاتے نباشد و عالم بود و عالم را مدایلت بود و شجاع بود و شجاع را ترس از کسی نبود و شریف بود و شریف را پروائے کس نباشد۔ لوگوں کی یہہ نفرت و مخالفت امیر المومنینؑ سے ازراہ حسد خود حضرت ختمی مرتبتؐ کے عہد مبارک سے چلی آتی تھی اور اوس زمانہ میں بھی لوگ حضرت امیرؑ کو تکلیف دینے اور شماتت کرنے سے باز نہیں رہتے تھے چنانچہ علامہ زمخشری اپنی تفسیر میں یہ لکھتے ہیں کہ آیہ ان الذین یوذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والاٰخرۃ کا نزول اون منافقین کے حق میں ہوا جو حضرت علیؑ کو تکلیف دیکر اور اون کی خدمت میں بے ادبانہ سب و شتم کرکے پیغمبر خدا کی اذیت و آزردگی کا باعث ہوتے تھے۔ (۱)

الغرض جب امیر المومنینؑ نے طرز حکومت کو شریعت پیغمبری کے مطابق کرنا چاہا تو یہہ عام لوگون کو شاق ہوا اور سب سے پہلے طلحہ اور زبیر نے نکث بیعت کرکے اسوجہ سے بغاوت کی کہ جناب امیرؑ نے اون کو اون کی مطلوبہ صوبہ داری دینے سے انکار فرمایا تھا یہہ دونوں صاحب مدینہ سے بہاگ کر مکہ پہونچے اور وہاں سے کئی ہزار کی فوج لیکر امیر المومنینؑ کے مقابل ہوئے آپنے ہر چند اون کو پند و نصیحت فرمائی لیکن وہ باز نہ آئے اور آخر جنگ چھیڑ دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ طلحہ اور زبیر دونوں مارے گئے اور بغاوت کا بالکل استیصال ہوگیا۔ ابھی اودہر سے فرصت ہوئی تھی کہ خاندان بنی امیہ کے رئیس معاویہ پسر ابوسفیان حاکم شام نے علم بغاوت بلند کیا اور ایک لاکھ سے زیادہ فوج شامی لیکر آپکے مقابلہ میں آگیا امیر المومنین نے اوس کو بھی بہت سمجھایا لیکن وہ راہ راست پر نہ آیا آخر نوبت بہ جنگ پہونچی اور متواتر کئی شکستیں اوسکو ہوئیں لیکن معاویہ نے امیر المومنینؑ کے کئی فوجی سرداروں کو روپیہ اور حکومت کی طمع دے کر ملا لیا اس لئے ابھی قطعی شکست سے اوس کا استیصال نہیں ہونے پایا تھا کہ ایک شقی ازلی عبد الرحمن ابن ملجم ملعون نے زہر آلودہ تلوار کا وار امیر المومنین کے سر اقدس پر ایسے وقت میں کیا کہ آپ مسجد کوفہ میں صبح کی نماز پڑھ رہے تھے اور سجدہ میں تھے۔ زخمی ہوتے ہی آپنے فرمایا فُزتُ بربِّ الکعبۃ اور چونکہ تلوار زہر آلود اور زخم کاری تھا تیسرے روز ماہ رمضان کی اکیسویں کو آپ پیغمبر خدا کی خدمت میں تشریف لے گئے۔ حضور کی شہادت سے یہ ہوئی کہ معاویہ کی دنیا بن گئی۔ امیر المومنین کے بعد حضرت امام حسنؑ پیغمبر خدا کے بڑے نواسے آپکے خلیفہ ہوئے لیکن مسلمانوں نے بجز معدودے چند کے معاویہ کے مقابلہ میں آپ کی نصرت نہ کی اس لئے بمجبوری آپنے ترک جہاد فرمایا اور گوشہ نشین ہوگئے۔ اور تمام ممالک اسلامیہ پر معاویہ کا قبضہ ہوگیا۔

بنی امیہ کا دورہ اسلام و محافظین اسلام یعنے اہلبیت پیغمبر کے لئے نہایت منحوس دور تھا معاویہ

(۱) مبغضین کے اس مغالطے سے بچنے کے لئے کہ امیر المومنین صاحب تدبیر نہ تھے دیکھو الکرار باب ۴۔

نے تسلط پاتے ہی بنی ہاشم اور خصوصاً اہلبیتؑ پیغمبر پر دست تعدی دراز کر دیا تمام قلمرو میں گشتی جاری کی کہ شیعیان امیر المومنینؑ میں سے کسی کو گورنمنٹی ملازمت نہ دی جائے اور جہاں جو شیعہ ملے یا جس شخص پر شیعہ ہونے کا شبہ ہو اوس کا گھر لوٹ لیا جائے اور وہ قتل کر ڈالا جائے جناب لعنمآب کے کئی صحابیوں کو امیر المومنینؑ کی رفاقت کے جرم میں قتل کروادیا پیغمبر خدا کے بڑے نواسہ حضرت امام حسنؑ کو زہر دلوا کر شہید کر ڈالا خود حضرت امیر المومنینؑ پر بر سر ممبر لعن کرنیکا طریقہ ایجاد کیا اور تمام قلمرو میں حکم نافذ کر دیا کہ یہہ بیہودہ کلمہ نماز جمعہ کے خطبہ میں شامل کیا جائے۔ (۱) تاویل قرآن اون لوگوں سے پوچھنے کا حکم دیا جو اہلبیتؑ سے الگ تاویل کرتے تھے اور لوگوں کو جبراً منع کیا کہ مذہب علیؑ کے موافق جو روایت ہو اوس پر کوئی عمل نہ کرے (کتاب دراسات اللبیب)، جو شخص اہلبیت کی مدح میں پیغمبر کی حدیث بیان کرے اوس کیلئے سزا مقرر کی کچھ لوگ اس کام پر مقرر کئے کہ اہلبیتؑ پیغمبر کے خلاف شان اور اون کے مخالفین کی مدح میں حدیثیں اور روایتیں وضع کریں اور اوس کے صلہ میں منصب انعام جاری کئے چنانچہ ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ میں شیخ ابو جعفر اسکافی سے نقل کی ہے ان معاویۃ وضع قوما من الصحابۃ و قوما من التابعین علی روایۃ اخبار قبیحۃ

(۲) شیخ الاسلام قسطنطنیہ سلیمان الحنفی النقشبندی اپنی کتاب ینابیع المودۃ میں لکھتے ہیں۔ عن سہل بن سعد عن ابیہ قال امر معاویۃ بن ابی سفیان سعداً ان تسب ابا تراب قال اما ما ذکرت ثلاثا قالهن رسول اللہ فلن اسبہ لان تکون لی واحدۃ منهن احب الی من حمر النعم سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یقول لہ وخلفہ فی بعض مغازیہ فقال یا رسول اللہ تخلفنی بالنساء والصبیان فقال لہ اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ هارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی و سمعتہ یقول یوم خیبر لاعطین الرایۃ رجلا یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ یفتح اللہ علیہ فاعطاها علیا ولما نزلت هذہ الایۃ قل تعالوا ندع ابنائنا وابنائکم دعا علیا و فاطمۃ وحسنا وحسینا وقال اللهم هؤلاء اهلی۔ اخرجہ مسلم و ترمذی اخرجہ ابن ماجہ ایضا لکن اورد حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ مکان آیۃ تعالوا ندع ابنائنا یعنے مسلم و ترمذی نے اخراج کیا ہے کہ سہل بن سعد نے اپنے باپ سے نقل کی ہے کہ معاویہ نے اونکے باپ سعد کو حکم دیا کہ حضرت علیؑ کے حق میں کلمات بیہودہ کہو۔ اونھوں نے جواب دیا کہ میں ہرگز ایسی گستاخی نکرونگا۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ کو حضرت علیؑ کی نسبت تین باتیں ایسے کہتے ہوئے سُنی ہیں کہ اگر اون میں سے ایک بھی میرے حق میں کہتے تو مجھ کو تمامی دولت سے زیادہ عزیز اور قابل فخر ہوتی جبکہ رسول اللہ نے کسی غزوہ (تبوک) میں جاتے وقت اون کو اپنا خلیفہ مقرر کرکے مدینہ میں چھوڑا تو اونھوں نے آنحضرت سے کہا کہ کیا آپ مجھے عورتوں اور بچوں پر خلیفہ مقرر کرکے چھوڑے جاتے ہیں۔ اسپر حضور سرور عالم نے فرمایا کہ تم کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کو موسے سے تھی صرف اسقدر فرق ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہو گا اور بروز جنگ خیبر میں نے رسول اللہ کو یہہ کہتے سُنا ہے کہ میں علم ایسے شخص کو دونگا جو خدا اور رسول کا محب و محبوب ہے اور خدا اوس کے ہاتھ پر فتح دیگا یہہ کہکر وہ علم حضرت علیؑ کو آنحضرت نے دیا۔ اور جب آیہ مباہلہ نازل ہوئی تو رسول اللہ نے علیؑ و فاطمہ و حسن و حسینؑ (علیہم السلام) کو بلا کر فرمایا کہ اے خدا یہ ہی میرے اہلبیت ہیں۔

ابن ماجہ نے جو روایت نقل کی ہے اوس میں بجائے آیہ مباہلہ کے حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کا ذکر ہے یعنے آنحضرت نے فرمایا کہ جس کا میں مولا ہوں علیؑ اوس کے مولے ہیں۔

فی علی یقتضی الطعن فیہ والبراءۃ منہ وجعل لہم علیٰ ذالک جعلا یرغب فی مثلہ فاختلقوا ما ارضاہ منہم ابو ہریرۃ وعمرو بن العاص والمغیرۃ بن شعبۃ ومن التابعین عروۃ بن الزبیر۔ یعنے معاویہ نے صحابہ اور تابعین میں سے کچھ لوگوں کو اس کام پر مقرر کیا کہ وہ امیر المومنین کی نسبت روائتیں اور حدیثیں اس قسم کی گڑھیں کہ اون میں آنحضرت پر طعن اور اون سے براۃ کی گئی ہو اور اس کا صلہ اون کے لئے مقرر کیا جو لوگ اس کام پر مقرر ہوئے تھے اون میں سے منجملہ صحابہ کے ابو ہریرہ اور عمرو بن عاص اور مغیرہ بن شعبہ تھے اور منجملہ تابعین کے عروہ بن الزبیر تھے۔ ان لوگوں نے معاویہ کی خوشنودی کے لئے روایات قبیحہ اور احادیث موضوعہ اختراع کیں اس قسم کی بہت سی حدیثیں صحیح بخاری و ترمذی وغیرہ صحاح ستہ میں موجود ہیں۔ اور غضب تو یہہ ہے کہ ان حدیثوں اور روائیتوں کے گڑھنیوالوں نے حضرات خلفائے ثلاثہ کی جوش مدح میں رسول اللہ کی توہین اور تنقیص کی بھی پرواہ نہیں کی ہے چنانچہ اسی طرح کی وہ روائت ہے جسمیں بیان کیا گیا ہے کہ معاذ اللہ رسولخدا بی بی عائیشہ کو حبشیوں کا ناچ رنگ دکہارہے تھے۔ کہ حضرت عمر کہیں سے آگئے اون کو دیکھتے ہی ناچنے والوں کا مجمع تتر بتر ہوگیا اسپر آنحضرت نے فرمایا کہ عمر سے شیاطین بھاگتے ہیں۔ یا اسی طرح کی وہ روائیت ہے جسمیں مذکور ہے کہ پیغمبر خدا نے امیر المومنین اور سیدۃ النساء کو نماز تہجد پڑہنے کا حکم دیا۔ تو اونھوں نے اوس کے پڑھنے سے انکار کردیا اور کہا کہ ہم تو فرض سے زیادہ نہ پڑہیں گے۔ اور جب رسول اللہ نے تاکید فرمائی تو لڑنے کو تیار ہوگئے (صحیح بخاری صحیح ترمذی وغیرہ) فاضل معتزلی نے بھی مثالاً چند موضوعہ حدیثیں اور بیہودہ باتوں کا اس کتاب میں نقل کرنا مناسب نہیں سمجہا جو صاحب اون کو دیکھنا چاہیں وہ کتاب مذکور میں دیکھ سکتے ہیں۔ یہہ مجمل اور خلاصہ بیان تو خاص معاویہ پسر ابو سفیان کے افعال و کردار کا ہے اوس کے جانشینوں کی کارگذاریاں اس سے بھی کہیں بڑہی چڑھی ہیں باوجود ان افعال کے اکثر علما فرماتے ہیں کہ معاویہ صحابی پیغمبر اور بوجہ اجماع امت خلیفہ برحق ہے اوس سے جو امور ناشدنی سرزد ہوئے وہ اوس کے اجتہادی تھے اور خطا پر ہونے کے باوجود بھی ایک درجہ ثواب کا کہیں نہیں گیا۔ یہہ عجیب و غریب عقیدہ عیسائیوں کے عقیدۂ تثلیث سے کچھ کم پیچیدہ نہیں ہے جو کسی عقلمند کی سمجھہ میں آجائے۔ اگر یہہ امور یعنی امام وقت سے متواتر جنگ کرتے رہنا اور اوسپر برسر منبر لعنت کرنا اور کروانا اور پیغمبر کے جان و جگر حضرت حسنؑ کو زہر سے شہید کروانا اور ہزاروں مسلمانوں کا محض اہلبیت پیغمبر کی دوستی کیوجہ سے قتل و غارت و بے خانمان کردینا اور اصحاب پیغمبر کو امیر المومنینؑ

مہ روائتیں نقل کی ہیں جن سے اون بیہودہ

تاریخ ابو الفدا میں ہے۔ وکان معاویہ وعمالہ یدعون لعثمان فی الخطبۃ یوم الجمعۃ ویسبون علیا یعنی معاویہ اور اوسکے عمال جمعہ کے روز خطبہ میں حضرت عثمان کے لئے دعا کرتے تھے اور حضرت علی علیہ السلام پر نعوذ باللہ لعن کرتے تھے۔

علیؑ کی رفاقت کے جرم میں قتل کرنا اور مصنوعی حدیثیں وضع کروا کے مشہور کرنا خطائے اجتہادی کی آڑ میں جائز ہیں اور باوجود اون کے ارتکاب کے وہ قابل خلافت وحامل امامت اور دعائے خیر مثل رضی اللہ عنہ کے مستحق ہے تو شیعوں کا خلفائے ثلاثہ کی خلافت صحیح تسلیم نہ کرنا اور دشمنان اہلبیتؑ سے تبرا کرنا تو بہت ہی خفیف درجہ کی خطائے اجتہادی ہے (بشرطیکہ یہہ فی الحقیقت اون کی غلطی ہو) خصوصاً جبکہ شیعوں کے پاس اس عقیدے کے دلائل قویہ موجود ہیں کہ علیؑ رسول اللہ کے خلیفہ بلا فصل ہیں اور جو شخص اون کے حقوق میں دخل انداز ہوا وہ ظالم وغاصب ہے اور معاویہ کے پاس کوئی حجت نام کو بھی ان امور قبیحہ کے عمل میں لانے کی نہ تھی اور نہ کوئی محل اجتہاد تھا پس اگر شیعوں کا یہہ فعل بربنائے خطاء اجتہادی جائز اور قابل درگذر سمجھا جائے تو کیا قباحت ہے۔ میرے نزدیک تو ایسا سمجھنا مسلمانوں کی باہمی نفرت و عداوت رفع کرنے کے لئے بہت ضرور ہے اگر اس مسئلہ کا فائدہ علماء اہلسنت شیعوں کو بھی عنایت فرماتے تو فریقین کو باہمی دشمنی سے فرصت ملجاتی اور یہہ اتفاق ترقی اسلام میں سنی وشیعہ یکجہتی کے ساتھ ساعی رہتے اور آج فریقین جو کفار کے مظالم کا رونا رہے ہیں اوس کی نوبت کیوں آتی۔ اب بھی مسلمان بیدار ہوکر ہوشیار ہو جائیں اور باہمی مخالفت وعناد کو چھوڑ دیں تو اگرچہ گذشتہ مخالفتوں کے نتائج کیوجہ سے دیر ہوگی تاہم اپنے کھوئے ہوئے مدارج پھر حاصل کر سکتے ہیں۔ بنظر آگاہی ناظرین وانکشاف حالات اسی خاندان یعنے بنی امیہ کے ایک اور خلیفہ کا مختصر حال بیان کیا جاتا ہے۔ عبد الملک پسر مروان جب خلیفہ ہوا تو اوس نے حجاج بن یوسف کو عراق کا گورنر مقرر کرکے اولاد رسولؐ اور اون کے ہواخواہوں کو خوب قتل کرایا اور امام حسینؑ کی قبر کا نشان مٹانے کی حد کوشش کی مگر قدرت خدا سے وہ مٹ نہ سکا۔ اس زمانہ میں بھی احادیث رسولؐ میں تغیر وتبدل کیا گیا اور بالعموم یہہ حکم جاری کیا گیا کہ تقوے بغض علیؑ اختیار کیا جائے اور شیعیان علیؑ عذاب شدید میں مبتلا کئے جائیں۔ خلیفہ مذکور کے قاضی امام زہری تھے اور امور دینیات کا دار ومدار واحکام شرعی کا اجراء اونھیں کی ذات سے متعلق تھا۔ امام زین العابدینؑ لوگوں کی روگردانی اور مخالفت سرکاری کی وجہ سے گوشہ نشین تھے۔ امام زہری نے علم حدیث میں ایک کتاب شایع کی اس کے قبل کوئی کتاب علم حدیث میں نہ تھی محض زبانی بیانات پر اعتبار کیا جاتا تھا۔ اور اس زبانی بیان کے کرنیوالے عموماً بجز مخالفین اہلبیتؑ کے کوئی اور نہ تھا۔ یہہ ظاہر ہے۔ کہ ایسے خلیفہ کا برگزیدہ تعبیر اوس کی رفاقت واطاعت وخوشنودی کے کوئی نہیں ہوسکتا تھا اور خوشنودی خلیفہ بلا مخالفت اہلبیتؑ ناممکن تھی اور بمقتضائے الناس علی دین ملوکہم عداوت اہلبیت کا مرض عالمگیر تھا۔ حدیثوں اور روائتوں میں جو کثیر بیونت نہ کی گئی ہو وہ کم ہے اور یہہ خیال کیوں نہ ہو جبکہ اکثر کتب صحاح ستہ کے راویان حدیث خوارج ودشمنان اہلبیت مثل مغیرہ بن شعبہ وعمرو عاص وعمر ابن سعد وحصین ابن

نیسر وغیرہ ہیں جن میں سے بعض تو وہ ہیں جو معاویہ کے ساتھ امیر المومنین پر تلوار لیکر بقصد قتل آئے تھے اور بعض وہ ہیں جو معرکہ کربلا میں یزید کی فوج میں شامل اور قتل امام میں شریک تھے۔ عبد اللہ ابن عمر اور سعد وقاص بھی بہت بڑے درجہ کے بزرگ سمجھے جاتے ہیں اور اون کی بیان کی ہوئی حدیثیں بہت بڑی معتبر خیال کی جاتی ہیں حالانکہ یہہ وہ لوگ ہیں جن کی نسبت اگر اقوال شیعہ سے قطع نظر کی جائے تو عالم اہلسنت سبط ابن جوزی تذکرہ خواص الائمہ میں لکھتے ہیں قال الزہری العجب ان عبد اللہ ابن عمر و سعد ابن وقاص لم یبایعا علیا و بایعا یزید ابن معاویہ یعنے زہری کہتے ہیں کہ تعجب ہے کہ عبد اللہ ابن عمر اور سعد ابن وقاص نے علیؑ سے تو بیعت نہیں کی اور یزید ابن معاویہ کی بیعت کر لی (ایضاً کتاب مروج الذہب امام مسعودی و تاریخ حافظ ابن کثیر شامی) حالانکہ حسب روایت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اس بیعت کا یہہ عنوان تھا کہ یزید چاہے تو بیعت کرنیوالے کو بیچے یا آزاد کرے اور چاہے خدا کی اطاعت کی طرف بلائے اور چاہے خدا کی معصیت کی طرف بلائے (جذب القلوب الی دیار المحبوب) امام ابوحنیفہ اسی خلیفہ کے وقت میں پیدا ہوئے اور اسی آب و ہوا کے علمائے امویہ امام شعبی و حماد وغیرہ سے تعلیم پائی اور زمانہ امام جعفر صادق علیہ السلام میں منجانب گورنمنٹ عباسیہ اون کا اجتہاد بمقابلہ امام منصوص جاری ہوا کیونکہ اونھوں نے خلفائے وقت کے حسب دلخواہ فقہ مرتب کی۔ اس زمانہ کے علمانے قیاس کو مسائل میں خوشنودی خلفا کے لئے داخل کر دیا (حجۃ اللہ البالغہ) اور ابوحنیفہ نے تو قیاس کو حدیث پر ترجیح دیدی۔ عموماً علمانے تاویل کرنے کا یہہ حکم دیا کہ اصحاب کے افعال اگر باعث لعن و طعن ہوں تو تاویل کر کے اون کو لعن و طعن سے محفوظ رکھنا چاہئے اگرچہ وہ تاویل قرآن و حدیث کے خلاف کیوں نہو (شرح عقاید نسفی) آئمہ اہلبیت سے لوگ اس قدر روگردان تھے اور اون کو حقیر سمجھتے تھے کہ اون کے منہ پر اون کو برا کہتے تھے چنانچہ لواقح الانوار میں عبد الوہاب شعرانی لکھتے ہیں کہ ایک روز امام زین العابدینؑ مسجد سے نکلے تو ایک شخص نے آپ پر (معاذ اللہ) لعنت کی۔ امام معصوم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا خوش آمدی کیا تجھے کوئی حاجت درپیش ہے اگر ہے تو بیان کر تاکہ میں اوس کو بر لاؤں۔ یہہ خلق و مروت دیکھکر وہ شرمندہ و نادم ہوا۔ اوس زمانہ کے لوگ ائمہ اہلبیت کو علما میں بھی شمار نہ کرتے تھے۔ چنانچہ امام زہری کہا کرتے تھے کہ اس دنیا میں صرف چار عالم ہیں ایک ابن المسیب مدینہ میں دوسرے حسن بصرہ میں۔ تیسرے مکحول شام میں چوتھے شعبی کوفہ میں (سیرۃ النعمان) گویا زہری کے نزدیک امام زین العابدینؑ و امام محمد باقر علیہما السلام کا شمار علما میں بھی نہ تھا۔ ابن تیمیہ نے حسب رائے مولوی شبلی صاحب نہایت گستاخی و خیرہ چشمی سے ابوحنیفہ کو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا معاصر و ہمسر لکھا ہے۔ جبکہ علمائے وقت کا اہلبیت پیغمبر کی نسبت ایسا عقیدہ ہو تو اون سے مسائل کا اخذ کرنا اون کی پیروی کرنا

کیا۔ الا ماشاءاللہ۔ الغرض بنی امیہ کے دور میں شیعوں کا قتل تو درکنار خود اہلبیت پیغمبر مثل گوسفندوں کے ذبح کئے جانے لگے شیعوں کا یہہ حال ہوا کہ وہ اپنا مذہب چھپانے لگے حتے کہ باپ بیٹے اور بیٹا باپ سے اپنا مذہب و عقیدہ ظاہر کرنے میں احتیاط و تامل کرتا تھا چنانچہ اگر حالات پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا۔ کہ اسی تقیہ کا یہ نتیجہ ہے کہ سادات میں دو مذہب ہوگئے ورنہ صرف آل ابی طالب ہی نہیں بلکہ بنی عباس بھی ابتدا میں اپنے اس موروثی عقیدہ پر متفق تھے کہ پیغمبر خدا کے خلیفہ بلافصل علیؑ ابن ابی طالب ہیں۔

خیر خدا خدا کر کے بنی امیہ کا دور ایکہزار مہینہ کی حکومت کے بعد ختم ہوا اور بنی العباسؑ کا زمانہ آیا۔ بنی امیہ کی حکومت کے آخری دور اور بنی عباسؑ کی حکومت کی ابتدا میں بوجہہ اون کی باہمی نزاع اور جنگ کے شیعہ و سادات کو کسی قدر امن ملا اور چونکہ اہلبیت کے نام سے بنی عباس نے بنی امیہ پر غلبہ حاصل کرکے اون کا استیصال کیا تھا اس لئے اس خاندان کے پہلے بادشاہ سفاح ابو العباسؑ نے سادات و شیعہ سے چنداں تعرض نہیں کیا۔ چنانچہ اس زمانہ میں حضرات امام محمد باقر و امام جعفر صادقؑ کو مذہب امامیہ کے رواج دینے اور اوس کی اشاعت کرنے کا موقع ملا۔ اور یہہ مذہب بغرض امتیاز مذہب جعفری کے لقب سے پکارا جانے لگا اور تقریباً چار سو کتابیں اس مذہب کی شائع ہوگئیں جو اتبک پردہ خفا میں تھیں۔ لیکن چونکہ ان سلاطین کو بھی امام زمانہ اور خلیفہ رسول ہونے کا ادعا تھا اور شیعہ بجز آئمہ اہلبیت کے کسی دوسرے کو خلیفہ رسول اور امام وقت عقیدۃً نہیں سمجھتے اس لئے حکومت عباسیہ کے قیام و استحکام کے لئے اس کے خلاف عقیدہ کو رواج دینا اور شیعہ مذہب کو دبانا اور اونپر جبر و تشدد کرنا ضروری بلکہ لازمی سمجھا گیا اور پھر ایسا ہی کیا بھی گیا۔ (تاریخ الخلفا سیوطی) اس لئے عموماً شیعہ پھر تقیہ کرنے پر مجبور ہوئے۔ اول اول تو اون لوگون نے ازراہ تقیہ بکراہت و تصنع مذہب سلطنت کو اختیار کیا لیکن بعد کو آگے چلکر یہی مذہب نمائشی اون کی اولاد میں سے اکثر کا اصلی مذہب بن گیا۔ الغرض اس ظالم دور نے پانسو برس سے زیادہ طول کھینچا اور بالآخر اون موضوعہ حدیثوں کی وضعیت کو دکھلاتا ہوا ساتویں صدی ہجری میں ختم ہوا جنکو سلاطین عباسیہ نے اپنی حکومت کی نسبت خلافت حقہ کا اعتقاد لوگوں کے دلوں میں جمانے کے لئے وضع کروا کے تمام مملکت میں شائع کر رکھا تھا۔ علامہ سیوطی کی تاریخ الخلفا مترجمہ مولوی خلیل الرحمن میں بہت سی ایسی حدیثیں موجود ہیں منجملہ اون کے بطور نمونہ کے ایک تو یہہ ہے۔ اور اس کو حدیث قدسی کا خطاب دیا گیا ہے کہ "جب خلافت بنو عباسؑ کو پہونچ جائیگی تو پھر اوس خاندان سے نہ نکلیگی یہاں تک کہ وہی لوگ مہدی اور عیسٰی کو خلافت سپرد کریں گے،، دوسری یہہ ہے کہ " فرمایا پیغمبر خدا نے اے عباس اس امر کو خدا نے مجھ سے شروع کیا اور تمہاری اولاد سے ختم کرے گا"

بنی امیہ اور بنی عباس کے زمانوں میں مصالح ملکی وملی اس امر کے داعی ہوئے کہ با اثر لوگ علاوہ احادیث موضوعہ کو مشہور کرنے کے اپنے مقلدین کو تحقیق و تاریخی اجتہاد سے روکیں اور اون واقعات کے بیان کرنیکے مانع ہوں جن سے اہلبیت پیغمبر کا فضل ثابت ہوتا ہو یا حکام وقت یا اون کے بزرگوں سے جو بیجوانیاں اور بدسلوکیاں اہلبیت واولاد پیغمبر کی نسبت سرزد ہوئی ہوں اون کا اظہار ہوتا ہو کیونکہ افضل کی موجودگی سے مفضول کی خلافت پیغمبری کو عروج پانا محال ہے غرض بڑے بڑے علماء نے حکومت کے اشارہ سے اس قسم کے وعظ کرنا شروع کئے اور کتابوں میں بھی اسی قسم کی ہدائتیں لکھنے لگے اور ان باتوں کو منطقی مغالطوں سے کچھ اس طرح عوام کے ذہن نشین کردیا کہ اون کا اثر اب تک چلا جاتا ہے۔ حالانکہ اسلام کی تعلیم یہہ ہے کہ حقیقت وصداقت کو دریافت واختیار کرو اُس کے برخلاف اون لوگوں نے حقیقت پر منطقی پردہ ڈال کر کورانہ تقلید کا راستہ بتا دیا اور شیعہ مذہب کے متعلق خلاف واقعہ روائیتیں اور قصے گڑھ کر عوام کو اوس کے اصول پر غور کرنے اور کتب کے دیکھنے سے روک دیا چنانچہ ابھی حال ہی میں جبکہ دہلی کی سلطنت مغلیہ کو زوال آیا اور لوگ آزادی پا کر مذہب شیعہ کی طرف مائل ہوئے اور اوس کو اختیار کرنے لگے تو شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی نے ایک کتاب تحفہ اثنا عشریہ لکھی جسمیں بالکل لغو اور خلاف عقل اصول وعقائد مذہب شیعہ اثنا عشری کی طرف منسوب کرکے خلقت کو اوس سے نفرت دلانے کی بیحد کوشش کی۔ بقول ریاض مولف الکرار کتب تاریخ اور نوشتجات قدیمہ (خود اپنے مذہب کے) دیکھنے سے روکنا اور اصلی واقعات کے بیان کو منع کرنا اس امر کا فطرۃً شبہ دلاتا ہے کہ کچھ قلعے ایسے بنائے گئے ہیں کہ اون کا قیام عدم تحقیق اور کورانہ تقلید پر منحصر ہے چنانچہ اس روک تھام کا نتیجہ یہہ ہے کہ اگر کسی ایسے واقعہ کو بیان کرو جو ہو تو بالکل سچا لیکن جمائے ہوئے عقیدے کے موافق نہو تو لوگ اوس سے آزردہ ہوتے ہیں۔ اور گڑھی ہوئی بات سمجھتے ہیں۔

جب زمانہ ان حالات کے ساتھ گذرا ہو تو کیا یہہ قیاس کیا جاسکتا ہے کہ اہلبیت رسالت کے بالخصوص وہ حالات اور واقعات جو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سرزد ہوئے اون کے سوانح نویس کو بہ آسانی اور بلا اختلاف مل سکتے ہیں اور کیا کل کے کل مورخین سے یہہ امید کی جاسکتی ہے۔ کہ اون سب نے واقعات کو مسخ نہیں کیا ہے۔ بلکہ ہو بہو لکھدیا ہے۔ میرے نزدیک تو ایسی امید ایک خیالی اور خوش اعتقادی کی بات ہے جس سے اصلی حالات کے متلاشی کی تسکین نہیں ہوسکتی۔ اصلی حالات سمجھنے اور جاننے کے لئے لازم ہے کہ مختلف تاریخوں کا مطالعہ اور خود مورخ کے حالات کا اندازہ کیا جائے اور اس کا لحاظ کافی رکھا جائے کہ کون کون سی باتیں

ثقہ لوگوں کی روائتوں کے موافق اور کون کون سی مخالف ہیں اور راویوں پر زمانہ اور حکومت اور عقیدے کا اثر کس حد تک ہے، مختلف اور متعدد تاریخیں بغور دیکھنے سے حق و باطل میں تمیز کرنے کا ملکہ حاصل ہو جاتا ہے اور چاہئے کہ جب یہہ ملکہ حاصل ہو جائے تو اوس کو اپنے کانشنس کے تابع رکھکر کام میں لائے یہہ امر بھی ملحوظ خاطر رہے کہ جب کسی واقعہ کے سچے اور جھوٹے ہونیکے متعلق اختلاف ہو تو اوس واقعہ مختلف فیہ کے متعلقہ واقعات مقبولہ پر اوس کو منطبق کر کے دیکھا جائے کہ یہہ واقعہ مختلفہ اون واقعات مقبولہ سے فطرت انسانی اور عادت بشری کے موافق مطابقت رکھتا ہے یا نہیں اگر عقل سلیم اوس کے مطابق ہونے پر گواہی دے تو زیادہ تر قرین قیاس اور گمان غالب یہہ ہو گا کہ وہ واقعہ سچا ہے ورنہ اس کے خلاف

اس زمانہ میں خدا کے فضل سے گورنمنٹ انگلشیہ (خدا اوس کو بہ توفیق خیر و بعدل و داد قائم و برقرار رکھے) کی بدولت حکم دینیکم ولی دین کا پھریرہ عالم میں لہرا رہا ہے اور ہر طرح امن و آزادی اہل عالم کو حاصل ہے کوئی کسی کی ناجائز مزاحمت نہیں کر سکتا ایسے پر امن زمانہ میں بھی اپنی قوت امتیازیہ سے حق و باطل میں تمیز نہ کرنا اور کانشنس کا گلا گھونٹ کر پرانی غلط لکیر کے فقیر بنے رہنا قابل افسوس ہوگا

آجکل کا زمانہ جہانتک اوس کو تاریخ سے تعلق ہے اس امر کا مقتضی ہے کہ اہلبیت کے حالات جو مختلف کتب میں منتشر اور دوسری زبانوں میں مخفی ہونے کی وجہ سے اہل زمانہ کی نظروں سے پوشیدہ ہیں عام فہم اردو زبان میں لکھی جائیں تاکہ اون سے لوگ واقف ہو کر جانیں کہ یہہ بزرگوار کیسے تھے اور اونھوں نے اپنے طریق عمل سے کیا مثالیں ہدائت کی غرض سے قائم کیں اور ہم کو اون کے معتقد ہونے اور اون کی تقلید کرنے سے کیا کیا دینی و دنیوی فائدے حاصل ہو سکتے ہیں۔ اس لئے میں نے سوانح لکھنے کی غرض سے ایک فرد کو اون اشخاص مثالی میں سے اختیار کیا جو بلحاظ ذاتی و صفاتی قابلیت اور مقدس اوصاف کے بہترین عالم ہیں اور جن کے فضائل میں مسلمان تو کیا غیر مسلم بھی رطب اللسان ہیں اور جن کے ساتھ عقیدت و محبت رکھنا عین دین اور جن پر درود و سلام بھیجنا عین عبادت آلہی ہے،

وہ فرد مثالی ام الائمہ صدیقہ کبریٰ سیدہ طاہرہ جناب فاطمۃ الزہراء بنت سید الانبیا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جنکی صفت میں خاتم النبیین فرماتے ہیں کہ یہہ میری لخت جگر سیدۃ نساء العالمین ہے اور جن کی شان میں خداوند کریم آیۂ تطہیر نازل فرما کر عصمت و طہارت کی سند عطا فرماتا ہے یہہ معصومہ طاہرہ اوسی نور کا ایک جزو ہیں جسکی نسبت مخبر صادق اشرف الانبیأ نے خبر دی ہے کہ اول ما خلق اللہ نوری یہہ صدیقہ کبریٰ اون افراد طاہرہ میں سے ایک ہیں جن کے اسمائے حسنے کے ذریعہ سے حضرت ابو البشر آدم صفی اللہ علیہ السلام نے اپنے ترک اولےٰ کی معافی چاہی اور خدائے غفار نے اون کے واسطے۔

سے حضرت صفی پر رحم فرمایا۔ (۱) اُن کی مدح و ثنا امکان بشری سے خارج ہے اوس کے لئے خدا کی زبان چاہئے۔ اور بس جس طرح پیغمبر خدا کے بعد ائمہ اثنا عشر اشخاص مثالی ہیں اوسی طرح صدیقہ کبریٰ جناب فاطمہ زہرا بھی ایک فرد مثالی ہیں خصوصاً زنان عالم کے لئے جس طرح پیغمبروں میں حضرت خیر البشر کو درجہ اولویت و افضلیت حاصل ہے اوسی طرح اون خواتین عالم میں جو تقدس و تقرب باری تعالےٰ کے ممتاز و سرفراز ہیں حضرت خیر النساء کو درجہ اولویت و افضلیت حاصل ہے جس طرح ذکور کے لئے حضرت سید البشر کی ذات بابرکات باعث فخر و ناز ہے اوسی طرح اناث کے لئے جناب سیدۃ النساء کی ذات ستودہ صفات مایہ فخر و ناز ہے جیسے طرح پیغمبر خدا و آئمہ ہدیٰ کے اقوال و افعال امت کے لئے حجت ہیں اوسی طرح صدیقہ طاہرہ کے اقوال و افعال بربنائے عصمت امت پیغمبر کے لئے حجت ہیں کیونکہ کلام باری تعالےٰ اور حدیث پیغمبر خدا آپ کی عصمت پر شاہد عادل ہیں اور جبکہ از روئے نص آپ معصومہ ہیں تو آپ کو حجت خدا ہونے میں بھی کلام نہیں۔ بظاہر آپ کے حجت خدا ہونے کی وجہ اور مصلحت یہہ معلوم ہوتی ہے کہ جناب رسالتمآب مرد تھے وہ عورتوں کے عملیات مخصوصہ (مثلاً اطاعت شوہر) کو عملاً نہیں دکھا سکتے تھے اور نہ اوس پر مثال قائم کر سکتے تھے نیز یہہ کہ عورتیں بہ نسبت مردوں کے خلقتاً کمزور واقع ہوئی ہیں۔ وہ رسول اللہ کے افعال مثالی پر یہہ عذر کر سکتی تھیں کہ پیغمبر تو مرد ہیں اور ہم عورت ذات۔ بھلا ہم میں اتنی طاقت کہاں کہ زہد و صبر وغیرہ میں اون کی تاسّی و پیروی کر سکیں۔ اس حجت و عذر کے رفع کرنے کے لئے خدا نے اناث میں سے جناب فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہا کو اپنی حجت قرار دیا تاکہ وہ اون مسائل کو جو عورات سے مخصوص ہیں اون کو بتلائیں اور اپنے طرز اخلاق و معاشرت سے بمتابعت احکام و منشاء خدا و پیغمبر اون کے لئے عملی مثال قائم کریں اور غالباً یہی وجہ تھی۔ کہ جناب رسالتمآب باوجود باپ ہونے کے جناب سیدہ طاہرہ کی تعظیم فرمایا کرتے تھے اور باہمی ملاقات میں مساوات کا درجہ قائم رکھتے تھے ورنہ باپ کے لئے اولاد کی اس طرح تعظیم کرنا کب لازم ہے جناب معصومہ کا درجہ پیش خدا وہ عالی تھا کہ حضور سرور عالم نے اوس کے لحاظ سے باپ بیٹی کے عام میل جول کے طریقہ سے قطع نظر فرما کر مساوات کا طریقہ اختیار فرمایا چنانچہ مشکوٰۃ وغیرہ میں منقول ہے۔ کہ

(۱) عالم اجل الشیخ سلیمان الحنفی نے کتاب ینابیع المودۃ میں بحوالہ ابن المغازلی لکھا ہے۔ عن ابن عباس قال قال رسول اللہ عن کلمات التی تلقی ادم من ربہ فتاب علیہ قال سئلہ بحق محمد وعلی وفاطمۃ وحسن وحسین - رواہ ابن المغازلی یعنے ابن عباسؓ راوی ہیں کہ فرمایا جناب رسالتمآب نے کہ جو کلمات اللہ تعالےٰ نے حضرت آدم کو القا کئے اور جنکی ذریعہ سے اون کی توبہ خدا نے قبول کی وہ یہہ تھے کہ اونھوں نے خدا سے سوال کیا بحق محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ علیہم السلام۔

جب یہہ دونوں معصوم ملتے تھے تو ایک دوسرے کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوجاتے تھے اور استقبال کرکے اپنی جگہ پر بٹھلاتے تھے۔ پیغمبر خدا کا جناب سیدہ کی تعظیم کرنا کوئی معمولی بات نہیں ہے اور نہ سرسری نظر سے دیکھنے کے قابل ہے اگر مسلمان چشم بصیرت اور دیدہ معرفت سے دیکھیں گے تو اون کو معلوم ہوجائیگا کہ پیش پرودگار جناب فاطمہ زہرا صلی اللہ علی ابیہا وعلیہا کی وہ عظمت وجلالت تھی کہ پیغمبر خدا اور وہ بھی وہ پیغمبر جو سید المرسلین وخاتم النبیین ہیں خدا کی طرف سے اون کی تعظیم کرنے پر مامور تھے۔ کیونکہ اس سے کوئی مسلمان از روئے ایمان انکار نہیں کرسکتا کہ آنحضرت کا کوئی قول یا فعل خواہش نفسانی سے نہیں ہوتا تھا بلکہ آپ جو کرتے اور کہتے تھے وہ وحی اور حکم خدا پر مبنی ہوتا تھا خود یہہ طرز عمل رسول اللہ کی امت کی ہدایت کے لئے کافی ہے آیات واحادیث مزید براں ہیں۔

جناب زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا کے فضائل ومناقب علمائے اسلام نے کتابوں میں اس قدر لکھے ہیں کہ اون کا احصا مشکل ہے لیکن آپ کے حالات وسوانح لکھنے والے کا مطلب محض فضائل ومناقب سے پورا نہیں ہوتا دوسرے حالات وواقعات بھی اوس کے لئے ضروری ہیں مگر وہ اون میں ایک جگہ مرتب ومسلسل نہیں ملتے اس زمانہ کا مذاق اون سب کو ایک جگہ مرتب ومسلسل بالتفصیل دیکھنا چاہتا ہے لیکن حالات مسبوق الذکر کی وجہہ سے جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کے سوانح خصوصاً وہ جو سرور عالم کی رحلت کے بعد واقع ہوئے چھپائے گئے اور جو باقی رہے اوس کے اس قدر ٹکڑے کر ڈالے گئے اور اس طرح منتشر کردئے گئے اور اون میں اختلاف ڈالدیا گیا کہ اون کا دریافت وجمع کرنا مشکل ہوگیا کیونکہ بعض ٹکڑے تو بالکل مفقود کردئے گئے اور جو موجود رہے اون کی یہہ حالت ہے کہ بعض ٹکڑا کسی تاریخ کی کتاب میں ہے تو بعض حدیث کی کتاب میں اور وہ بھی مختصراً وضمناً مذکور ہوگیا ہے۔ شیعوں کو اگرچہ بعد پیغمبر خدا کے اہلبیت سے ہی تعلق ہے لیکن اوائل میں اون کو اس کا موقع نہ ملا کہ وہ اون کے حالات کو جمع کرکے شائع کرتے بعد کو جب اونھیں موقع ملا تو علما ومورخین نے اپنے آئمہ اور روایان اہلبیت سے دریافت کرکے آپ کے حالات میں مستقل طور پر کتابیں لکھیں لیکن ایک تو وہ عربی یا فارسی میں ہیں دوسرے اون میں کے بعض مندرجہ حالات علما ومورخین اہلسنت کے ملکھدہ حالات سے بالتفصیل مطابقت نہیں رکھتے اس لئے حتی الامکان اس کا لحاظ ضرور ہوا کہ صرف ایسے واقعات اس کتاب میں لکھے جائیں جو نزاعی نہوں اور جن کو علما ومورخین فریقین نے اپنی کتابوں میں لکھا ہو اس لحاظ سے میں نے مختلف ومتعدد کتب فریقین سے متفرق اجزا کو جمع اور اون میں سلسلہ قائم کرکے مسلسل حالات اس کتاب میں درج کئے ہیں اور تحقیق طلب امور جہان مذکور ہوئے ہیں وہاں علاوہ حوالہ کتاب

کے اصل عبارت نقل کردی ہے تاکہ ناظرین اصل کتاب محولہ کو دیکھکر اپنی تشفی کرسکیں اس کتاب میں میں نے صرف نقل کا کام کیا ہے رائے اور قیاس کو مطلق دخل نہیں دیا کیونکہ رائے اور قیاس کے دخل کا نتیجہ یہہ ہوتا ہے کہ کتاب بجائے سیرۃ کے مناظرہ کی شکل اختیار کرکے مباحثہ کا بازار گرم کردیتی ہے۔ جو میرے مقصد ومنشا کے خلاف ہے۔ رائے اور قیاس تو کجا میں نے طول وفضول الفاظ اور عبارت آرائی سے بھی اس کتاب میں کام نہیں لیا ہے میری غرض سوانح کو اردو میں ایک جگہ ترتیب دیدینا ہے اور وہی حتی الامکان میں نے کیا ہے۔ اسپر بھی اگر کوئی صاحب اپنی ناواقفیت یا تعصب سے نکتہ چینی فرمائیں تو وہ نکتہ چینی دراصل اون علما ومحدثین ومورخین پر ہوگی جن کی تصانیف اس کتاب کی اصلی ماخذ ہیں۔ میں یہہ نہیں کہتا کہ جناب سیدہ عالمیان سلام اللہ علیہا کے تمام فضائل میں نے اس کتاب میں لکھدئے ہیں البتہ سوانح جہاں تک مجھے ملے میں نے جمع کردئے ہیں اور اون کے ذیل میں جن آیات واحادیث کا تعلق بطور جزء لاینفک کے ہے درج کردیئے ہیں۔ باقی احادیث وآیات جو آپ کی شان میں وارد ہوئے ہیں اون کے لئے کتب احادیث وتفاسیر ہی موزون ہیں کتاب سیرۃ میں ایسے امور کی تفصیل کی گنجائش نہیں ہوتی۔ اس کتاب کا نام میں نے ثمرۃ النبوۃ المعروف بالزہراء قرار دیا ہے اور اس کو دو حصوں پر تقسیم کرکے حصہ اول میں جناب معصومہ کے وہ حالات درج کئے ہیں جو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ حیات میں گذرے اور حصہ دوم میں اون سوانح کا ذکر ہے جو آنحضرت کے زمانہ علالت میں اور انتقال کے بعد واقع ہوئے۔

اگر اللہ عزوجل مجھ بندہ عاصی کے اس حقیر عمل کتابت کو قبول فرمائے تو اوس کی رحمت و بندہ نوازی سے کچھ بعید نہیں ہے۔ ربنا اغفر لی ولوالدی وللمومنین والمومنات والمسلمین والمسلمات بحق محمد وآل محمد صلواۃ اللہ علیہم اجمعین۔ فقط

طالب مغفرت
سید نیاز حسین ابن سید فضل امام مرحوم اعلی اللہ مقامہ
ساکن موضع بہیرا ساتا ضلع فتحپور ہسوہ کمشنری اللہ آباد

۲۰ شعبان المعظم ۱۳۳۱ھ
۲۳ جولائی ۱۹۱۳ء
یوم چہار شنبہ

حصّہ اوّل

عقد جناب رسالتمآب با حضرت خدیجہ کبرےٰ

جناب خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی قوم قریش میں سے مکہ کی ایک عالی نسب ممتاز اور متمول تاجر پیشہ بیوہ خاتون تھیں۔ آپکی ماں فاطمہ بنت زایدہ بن الاصم قبیلہ بنی عامر بن لوی سے تھیں۔ اون کو کاروبار تجارت کے لئے جو اون کا آبائی پیشہ تھا ایک امین کی ضرورت پیش آئی۔ مکہ میں سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امانت و دیانت ایسی مشہور تھی کہ اون کے مخالفین تک اون کو الامین کے لقب سے پکارتے تھے اس وجہ سے اور اس خیال سے کہ بنی ہاشم ہمیشہ سے تجارت کرتے رہے ہیں۔ اور خود جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے عم محترم حضرت ابوطالب کے ساتھ ملک شام کا سفر کر چکے ہیں اور وہاں کے تجارتی معاملات سے خوب واقف ہیں حضرت خدیجہ نے جناب محمد مصطفےٰ کو اپنا امین مقرر کرنے اور کاروبار تجارت سپرد کرنے کی اجازت حضرت ابوطالب سے چاہی اور بعد حصول اجازت آپ کو اپنا مال سپرد کر کے شام کی طرف بغرض تجارت روانہ کیا۔ آپ نے اس حسن و خوبی سے اس کام کو انجام دیا کہ اُمید سے کہیں زیادہ نفع ہوا۔ جناب خدیجہ نے آپ کی امانت و صداقت اور محاسن اخلاق کو ایسا کامل پایا کہ آپ سے نکاح کرنے کی درخواست کی۔ آنحضرت نے اپنی منظوری کو اپنے بزرگ چچا حضرت ابوطالب کی اجازت پر محول کیا۔ جب اون سے اجازت چاہی گئی تو اونھوں نے بخوشی اجازت دے دی اور معززین قریش کو دعوت دے کر محفل عقد منعقد کی اور نہایت شان و شوکت سے حضرت محمد مصطفےٰ ؐ کا نکاح جناب خدیجہ سے کر دیا۔ اس موقع پر حضرت ابوطالب نے جو خطبہ پڑھا اوس کے مفہوم کو ہم بالاختصار روضۃ الصفا سے نقل کرتے ہیں وہو ہذا۔

حمد و سپاس خدائی را کہ ما را از فرزندان ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ گردانید و از اصل معد و مضر پدید آورد و ما را محافظان بیت و پیشوایان حرم خویش ساخت و خانہ را کہ قبلہ و مطاف خلقی است و حرمی مامن یعنی بیتے کہ ہر انجا برسد در امان باشد بما ارزانی داشت اما بعد برادرزادۂ من محمدؐ کسے است کہ قرابت او با من شما را معلوم است اکنون خواستگاری می نماید خدیجہ بنت خویلد را بہ مہر بست تسترمایہ از مال من کہ صداق موجل و معجل او بہمان باشد و باللہ کہ محمدؐ را مرتبہ عظیم و امرے بزرگ در پیش است۔

بعثت حضرت محمدؐ مصطفیٰ

اس عقد کے کئی سال کے بعد حضرت محمدؐ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث برسالت ہوئے اور آپنے اوس کا اعلان فرمایا جناب خدیجہ اور حضرت علی ابن ابی طالب نے فوراً آپ کی تصدیق کی۔ جملہ محدثین و مورخین اسلام نے بطریق متعدد لکھا ہے کہ حضور سرور عالم محمدؐ مصطفیٰ دوشنبہ کے دن مبعوث ہوئے۔ اور سہ شنبہ کو علی ابن ابی طالب نے اون کے ساتھ نماز پڑھی۔ (ترمذی واحمد وغیرہ) عالم اجل الشیخ سلیمان الحنفی اپنی کتاب ینابیع المودۃ میں لکھتے ہیں کہ ابن ماجہ۔ القزوینی۔ احمد حنبل۔ ابونعیم الحافظ۔ ثعلبی۔ اور حموینی علماء نے اسناد کے ساتھ اخراج کیا ہے۔ عن عباد بن عبداللہ قال قال علی انا عبداللہ واخو رسول اللہ ولنا الصدیق الاکبر لایقولها بعدی الاکذاب مفتر ولقد صلیت قبل الناس سبع سنین یعنی عباد بن عبد اللہ کا بیان ہے کہ فرمایا امیر المومنین علی ابن ابی طالب نے کہ میں بندہ خدا اور برادر رسولؐ خدا ہوں اور میں صدیق اکبر ہوں۔ میرے بعد (یا میرے سوا) اس لقب کو کوئی کسی کے لئے نہیں کہیگا بجز کذاب ومفتری کے اور یقیناً میں نے تمام آدمیوں سے سات برس پہلے نماز پڑھی ہے۔ نیز عالم موصوف نے بحوالہ صحیحین کتاب مذکور میں لکھا ہے کہ حضرت عمر ابن خطاب نے فرمایا کہ میں اور ابوبکر اور ابوعبیدہ اور بہت سے لوگ پیغمبر خدا کی خدمت میں حاضر تھے اور اوس وقت آنحضرت نے علی ابن ابی طالب سے فرمایا کہ تم بلحاظ ایمان کے اول المومنین اور بلحاظ اسلام کے اول المسلمین ہو اور تم کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو حضرت ہارون کو حضرت موسےٰ سے تھی۔

انعقاد حمل

جب پیغمبر خدا معراج میں بالائے آسمان تشریف لے گئے تو عجائبات آسمانی ملاحظہ فرماتے ہوئے بہشت میں رونق افروز ہوئے جبرئیلؑ نے بحکم خدا ایک سیب پیش کر کے عرض کیا کہ اس کو نوش فرمائیے آپنے اوس کو نوش کیا۔ معراج سے واپس آنے کے بعد وہ پہل اوسی رات کو نطفہ بنکر ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ علیہا السلام کے رحم اطہر میں منتقل ہوا اور آپ حاملہ ہوئیں (۱)۔ زمانہ حمل میں اکثر اوقات جنین سے ام المومنین تسبیح وتہلیل کی آواز سنا کرتی تھیں اور بعض وقت وہ بچہ اون سے باتیں بھی کیا کرتا تھا

(۱) مولوی انوار اللہ صاحب حنفی حیدرابادی نے پیغمبر خدا کی معراج جسمانی کے ثبوت میں جو روایت بحوالہ الدر منثور حضرت ام المومنین عائشہ سے اپنی کتاب افادۃ الافہام حصہ دوم میں لکھی ہے اوس کا بھی یہی مضمون ہے
المولف

جس سے تنہائی میں اون کا دل بہلتا تھا (ینابیع المودۃ) ایک روز جناب رسالتمآب گھر میں تشریف لائے تو ام المومنین کو باتیں کرتے سُنا آپ نے پوچھا کہ تم کس سے باتیں کر رہی تھیں اونھوں نے جواب دیا کہ یہہ بچہ جو میرے پیٹ میں ہے اکثر مجھ سے باتیں کیا کرتا ہے اور تنہائی میں یہی میرا مونس ہے رسول اللہ نے فرمایا کہ یہہ جبرئیل آئے ہیں اور بشارت دیتے ہیں کہ تمہارے شکم میں پاک اور مبارک بیٹی ہے اللہ تعالے اوسکی نسل سے اماموں کو پیدا کرے گا جو تمام دنیا کے ہادی اور پیشوا یکے بعد دیگرے ہونگے۔ ام المومنین اس بشارت کو سُن کر بہت خوش ہوئیں اور خدا کا شکر بجالائیں۔

ولادت باسعادت

جب حمل کی مدت ختم ہوئی اور وضع حمل کے آثار ظاہر ہوئے تو ام المومنین نے زنان قریش میں سے بعض کو بلا بھیجا لیکن اونھوں نے آنیسے صاف انکار کر دیا اوس وقت چار بیبیان جو بنی ہاشم کی عورتوں سے مشابہ تھیں ام المومنین کے پاس آئیں اور بعد سلام کے کہا کہ ہم کو خداوند کریم نے تمہاری خدمت کے لئے بھیجا ہے اور ہم تمہاری بہنیں ہیں ایک نے اون میں سے تبلایا کہ مین سارہ زوجہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ ہوں اور یہہ آسیہ بنت مزاحم زن فرعون ہیں اور یہہ مریم بنت عمران حضرت عیسی روح اللہ کی ماں ہیں اور یہہ کلثوم حضرت موسیٰ کلیم اللہ کی بہن ہین (وسیلۃ النجات مولوی محمد مبین الحنفی فرنگی محلی وینابیع المودۃ شیخ سلیمان الحنفی) یہہ چاروں بیبیاں حضرت خدیجہ کے گرد بیٹھیں اوس وقت بستم جمادی الثانی سنہ پنجم (۱) از بعثت النبی کو جمعہ کے دن ام المومنین کے بطن پاک سے جناب پیغمبر خدا کے یہاں بیٹی پیدا ہوئی اور اوس وقت ایک ایسا نور چمکا کہ مکہ کے تمام مکان روشن ہوگئے اس دختر نے پیدا ہوتے ہی سجدہ کیا اور کہا کہ میں گواہی دیتی ہوں کہ خدا واحد ولا شریک ہے۔ اور میرے باپ محمد مصطفےٰ خدا کے رسول اور میرے شوہر علی مرتضیٰ خدا کے ولی اور رسول اللہ کے وصی اور میرے فرزند

(۱) سال ولادت میں علمائے اسلام نے اختلاف کیا ہے۔ بعضوں نے پیغمبر خدا کی عمر کا اکتالیسواں سال لکھا ہے اور ابن جوزی نے پانچ سال قبل نبوت کہا ہے۔ اور صاحب مدارج النبوۃ نے اسی کو اشہر خیال کیا ہے۔ صاحب ناسخ التواریخ نے سال ولادت ۶۲ شمسی بعد از ہبوط آدم لکھا ہے۔ پیغمبر خدا نے ۶۲۱۶ شمسی میں ہجرت فرمائی اسوقت جناب فاطمہ کی عمر آٹھ سال و بائیس یوم شمسی کی تھی جو بحساب قمری ۸ سال ۱۱ ماہ کی ہوتی ہے پیغمبر خدا کی عمر بوقت ہجرت ۵۳ سال کی تھی اور بعثت کے ۱۳ سال کے بعد آپنے ہجرت فرمائی اس حساب سے جناب فاطمہ کی ولادت ۴ سال ایک ماہ بعد بعثت ہوئی۔

جناب رسالتمآب کی متفق علیہ حدیث سے جو ابن عباسؓ اور حضرت عائشہ سے منقول ہے معراج کے بعد ولادت ثابت ہوتی ہے کیونکہ آنحضرت جناب فاطمہ کو اکثر سونگھا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ میری دختر کی خلقت اوس خوشبودار پھل سے ہوئی ہے جو میں نے شب معراج بہشت میں کھایا تھا اور اوسی پھل کی خوشبو اس میری لخت جگر سے آتی ہے (ینابیع المودۃ) المولف

ائمہ ہدیٰ ہیں۔ پھر اون چاروں بیبیوں کو نام لے لے کر سلام کیا اور تبسم فرمایا اس کے بعد طفلی کی طرف عود کیا۔ اوس وقت دس حوریں بہشت سے طشت و ابریق نہلانے کا سامان لے کر حاضر ہوئیں اور اوس پاک و پاکیزہ دختر کو آب کوثر سے غسل دیا اور ایک سفید و معطر کپڑے میں لپیٹ کر اور ایک پاکیزہ کپڑے کا مقنعہ سر پر ڈال کر ام المومنین خدیجہ کی گود میں دیا اور کہا کہ یہہ آپ کی بیٹی پاک و پاکیزہ مبارک نسل والی ہے۔ ام المومنین نے اوس کو گود میں لے کر دودھ پلایا۔ اس کے بعد وہ سب بیبیاں جو جنت سے آئی تھیں رخصت ہو کر واپس گئیں۔ (ناسخ التواریخ)

تسمیہ و وجہہ تسمیہ

جبرئیل امین نے پیغمبر خدا کی خدمت میں حاضر ہو کر تہنیت ادا کی اور کہا کہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے کہ میں نے آپ کی اس دختر کو اور اوس کی ذریّت کو اور اوس کے محبّوں کو آتش دوزخ سے آزاد کر دیا ہے۔ پس اس مناسبت سے اس کا نام فاطمہؑ رکھو۔ حضور سرور عالم خدا کا شکر بجالائے اور اپنے نور دیدہ کا نام فاطمہؑ رکھا (۱) اور ایام طفولیت ہی سے اوس کی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ فرمائی۔ قوت نمود و بالیدگی حضرت فاطمہؑ میں اس قدر تھی کہ ایک مہینہ کی عمر میں ایک سال کی معلوم ہوتی تھیں آپ کے اسمائے

(۱) مدارج النبوۃ میں شاہ عبدالحق صاحب دہلوی لکھتے ہیں کہ فاطمہؑ اس وجہ سے نام رکھا گیا کہ خداوند کریم نے اونپر اور اون کے دوستوں پر آتش جہنم حرام فرمائی ہے اور اون کو اوس سے محفوظ رکھا ہے۔ قال رسول اللہ یا فاطمہ تدرین لم سمیتک فاطمہ قلت یا رسول اللہ لم سمیت فاطمہ قال ان اللہ تعالیٰ قد فطمها و ذریتها عن النار (اخرجه الحافظ الدمشقی) یعنے حافظ دمشقی نے اس حدیث کو جناب فاطمہ سے نقل کیا ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا اے فاطمہؑ تم کو معلوم ہے کہ میں نے تمہارا نام فاطمہؑ کیوں رکھا ہے میں نے عرض کی کہ باباجان آپ ہی اس کا سبب بیان فرمائیے حضور سرور عالم نے فرمایا کہ خداوند کریم نے اوس کو (یعنی تم کو) اور اوس کی (یعنی تمہاری) ذریت کو آتش دوزخ سے آزاد کر دیا ہے۔ جابر صحابی سے روائیت ہے کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ میری بیٹی فاطمہؑ حوراء آدمیہ ہے اور وہ حیض و طمث سے پاک و مبرا ہے اللہ تعالےٰ نے اوس کا نام فاطمہ اس وجہ سے قرار دیا ہے کہ اوس نے اوس کو اور اوس کی اولاد کو اور اوس کے دوستوں کو آتش دوزخ سے نجات دیدی ہے (ینابیع المودۃ و وسیلۃ النجات)۔ عن عکرمہ عن ابن عباس قال قال رسول اللہ لفاطمہ ان اللہ غیر معذبک ولا احداً من ولدک (اخرجه الطبرانی فی الکبیر و رجالہ ثقات) یعنے طبرانی نے کبیر میں اس حدیث کو اخراج کیا ہے اور اس کے رجال ثقہ ہیں عکرمہ نے ابن عباسؓ سے نقل کی ہے کہ اونھوں نے کہا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا جناب فاطمہؑ سے کہ اللہ تم پر اور تمہاری اولاد پر ہرگز عذاب نہ کرے گا۔ صاحب فردوس نے روائیت کی ہے۔ عن سلمان رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ ص انما سمیت ابنتی فاطمہ لان اللہ عز وجل فطمها و فطم محبها من النار یعنی سلمان فارسی رض نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ میری بیٹی کا نام فاطمہؑ علیہا السلام اس وجہ سے رکھا گیا ہے کہ خداوند کریم نے اوس کو اور اوس کے محبّوں کو دوزخ سے آزاد فرما دیا ہے ۱۲ — المولف

مبارکہ بہت ہیں منجملہ اوُن کے اہل ارض میں جو زیادہ مشہور ہیں وہ یہہ ہیں ۔ الصدیقہ ۔ المبارکہ ۔ الطاہرہ ۔ الزاکیہ ۔ المعصومہ ۔ الراضیۃ ۔ المرضیۃ ۔ المحدثہ ۔ الحرہ ۔ السیدہ ۔ الحصان ۔ البتول ۔ العذرا مریم الکبرے ۔ فاطمۃ الزہرا ۔ اور اہل اسمان میں یہہ نام زیادہ معروف ہیں :۔ النوریہ ۔ السماویہ ۔ الحانیہ ناسخ التواریخ ۔

انتقال امّ المومنین خدیجہ علیہا السلام

جناب فاطمہ کا سن مبارک جب پانچ سال کا ہو تو حضرت ام المومنین خدیجہ بیمار ہوئیں اور اسی بیماری میں تین سال قبل ہجرت نبوی انتقال فرمایا شفیق ماں کا سایہ سر سے اوٹھ جانا کوئی معمولی بات نہیں ہے جناب فاطمہ کو بڑا صدمہ ہوا جب پیغمبر حضرت ام المومنین کو دفن کر کے گھر میں واپس آئے تو حضرت فاطمہ آپ کے گرد بار بار پھرتی اور پوچھتی تھیں کہ بابا ۔ اماں کہاں گئیں ۔ رسول اللہ بھی از حد محزون وملول تھے بیٹی کو مضطرب دیکھکر بیچین ہوگئے اور دل میں سوچنے لگے کہ اس معصومہ کو کیا جواب دوں اور کیونکر تسلی کروں اتنے میں جبرئیل امین نازل ہوئے اور کہا کہ خدا فرماتا ہے کہ فاطمہ سے میرا سلام کہو اور کہو کہ تمہاری ماں بہشت کے ایک ایسے مکان میں ہیں جو طلائی اور مرصع بجواہر ہے اور وہ گھر بی بی مریم اور بیبی آسیہ کے گھروں کے درمیان میں ہے ۔ کتاب مودۃ القربیٰ میں ہے ۔ عن مہاجرین میمون

عن فاطمۃ قالت قلت لابی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم این امنا خدیجہ قال بیت من قصب لا لغوب فیہ ولا نصب بین مریم وآسیہ امرءۃ فرعون قلت من ای القصب قال من القصب المنظوم بالدر والیاقوت

یعنے مہاجر بن میمون نے جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا سے اس حدیث کو نقل کیا ہے ۔ کہ جناب معصومہ فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے پدر بزرگوار حضرت رسول مختار سے پوچھا کہ میری ۔ ادر گرامی حضرت خدیجہ کہاں ہیں تو آنحضرت نے فرمایا کہ وہ ایک ایسے مکان میں ہیں جو قصب کا بنا ہوا ہے اور اوس میں نہ کسی قسم کی فکر ہے اور نہ تکلیف اور وہ گھر حضرت مریم و حضرت آسیہ کے مکانوں کے درمیان میں ہے میں نے پوچھا کہ قصب کس چیز کا ہے تو فرمایا کہ وہ موتی اور یاقوت کا ہے ۔ الغرض جب فاطمہ کو حضور سرور عالم نے خالق بے نیاز کی طرف سے بعد سلام اون کے سوال کا جواب دیا تو آپ نے کہا ان اللہ ھو السلام ومنہ السلام والیہ یعود السلام اور اپنی والدہ ماجدہ حضرت خدیجہ الکبرےٰ سلام اللہ علیہا کی مفارقت پر صبر فرمایا (۱)

(۱) حضرت ام المومنین خدیجہ کو بلحاظ سبقت اسلام و محبت خیر الانام و جلالت قدر و عظمت شان جملہ ازواج پیغمبر پر فوقیت حاصل ہے جسوقت اون کا عقد پیغمبر خدا سے ہوا اوسوقت وہ بہت متمول اور صاحب عزت و ثروت

لڑکپن کے بعض حالات

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خانہ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ جسوقت آپ سجدہ میں گئے ابوجہل کے اشارہ سے بعض کفار نے اونٹ کی اوجھری آپ پر ڈال دی۔ اوس کے بوجھ سے آپ دب گئے اور اوٹھ نہ سکے اگر کوئی چاہتا تھا کہ اوس کو اوتار کر پھینکدے۔ تو کمبخت ابوجہل اور اوس کے ساتھی اوتارنے نہیں دیتے تھے اور مارنے دوڑتے تھے۔ کسی نے جاکر جناب فاطمہؑ کو خبر دی وہ سنتے ہی خانہ کعبہ میں تشریف لیگئیں۔ اور آنحضرت پر سے اوجھڑی اوتار کر پھینک دی۔ آپ کا سن اوس وقت بہت کم تھا لیکن رعب جلالت اس قدر تھی کہ آپ کو دیکھکر کفار مرعوب ہو گئے۔ اور کچھ تعرض کرنے کی اون کو جرات نہوئی۔ (روضۃ الصفا) عمران ابن حصین کا بیان ہے۔ کہ میں پیغمبر خدا کی خدمتمیں ایک مرتبہ حاضر تھا کہ جناب فاطمہؑ حضور کے پاس آئیں اور اسوقت اون کا سن مبارک بہت کم تھا۔ میں نے دیکھا کہ اوس معصومہ کا چہرہ بھوک کی شدت سے زرد ہوگیا ہے۔ جب وہ آنحضرت کے قریب آئیں تو آپ نے اون کے سینہ پہ گلے کے پاس ہاتھ رکھکر فرمایا اے بھوکھوں کے

تھیں لیکن اونھوں نے اپنا کل مال آنحضرت کی ملکیت و تصرف میں دیدیا جس کو سرور عالم نے ابتدا زمانہ میں اشاعت اسلام و امداد مسلمین میں صرف فرمایا۔ چنانچہ مشہور ہے کہ تین چیزیں اسلام کی ترقی کی باعث ہوئیں۔ ایک خُلق پیغمبر خدا کا دوسرے مال حضرت خدیجہؑ کا تیسرے تلوار حضرت علیؑ کی جب تک اُمّ المومنین خدیجہ زندہ رہیں۔ آنحضرت نے دوسری زوجہ نہیں کی اور بعد اون کے ہمیشہ اون کو ذکر خیر سے یاد فرمایا کرتے تھے۔ حضرت اُمّ المومنین خدیجہؑ کی شان میں بہت سی حدیثیں فریقین کے صحاح میں درج ہیں لیکن اس مقام پر ہم اہلسنت کے یہاں سے چند احادیث نقل کرتے ہیں۔

(۱) فی کتاب عمل الیوم واللیلۃ۔ للنسائی۔ عن انس قال جاء جبرائیل الی النبی وعندہ خدیجۃ وقال ان اللہ عزوجل یقرأ خدیجۃ السلام فقالت ان اللہ هو السلام وعلی جبرئیل السلام وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امام نسائی نے اپنی کتاب عمل الیوم واللیلہ میں انس سے یہہ رواثیت نقل کی ہے کہ ایک دفعہ حضور سرور عالم کے قریب حضرت خدیجہؑ تھیں کہ جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کہا کہ اللہ جلشانہ خدیجہ کو سلام کہتا ہے۔ یہہ سن کر اُمّ المومنین نے کہا کہ سلام اللہ تبارک وتعالےٰ کے اسمائے مبارکہ میں سے ہے اور جبرئیلؑ پر سلام ہو اور آپ پر یا رسول اللہ سلام ہو اور رحمت و برکات خدا

۲۔ الشیخ حافظ ابن حجر عسقلانی کی کتاب الاصابہ میں ہے۔ عن علی رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول خیر نسائہا خدیجۃ بنت خویلد وخیر نسائہا مریم بنت عمران وبشر خدیجۃ ببیت فی الجنۃ من قصب لا صخب فیہ ولا نصب وجاء جبرائیل الی النبی فقال ان اللہ تبارک وتعالی یقرأ السلام علی خدیجۃ ویقول ورحمۃ وبرکاتہ علیہا یعنے حضرت علیؑ نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ بہترین زنان عالم خدیجہ بنت خویلد اور مریم بنت عمران ہیں۔ اور جنت کے ایک ایسے مکان کی حضرت خدیجہ کو بشارت دی جو قصب کا ہے اور جسمیں نہ کوئی فکر ہے اور نہ رنج۔ اور حضور سرور عالم کے پاس جبرئیلؑ آئے اور کہا کہ خداوند کریم خدیجہ کو سلام کہتا ہے۔ اور اونپر رحمت و برکت نازل فرماتا ہے۔

۳۔ صحیح بخاری و مسلم میں ہے۔ عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت ما غرت علی امرءۃ ما غرت علی خدیجہ

سیر کرنے والے پروردگار! فاطمہؑ کو بھوکا نہ رکھ۔ پس میں نے دیکھا کہ جناب فاطمہؑ کے چہرہ سے زردی جاتی رہی اور روئے مبارک گلگوں ہو گیا (ناسخ التواریخ) ایک روز حضرت ختمی مرتبت دیوار کعبہ سے تکیہ لگائے بیٹھے ہوئے تھے کہ خواتین قریش کی ایک جماعت عمدہ لباس پہنے ہوئے حضور کے سامنے آئی اور عرض کی کہ اے محمدؐ اگرچہ بلحاظ ملت کے ہم سے اور آپ سے مغایرت و بیگانگی ہے لیکن قرابت کی نظر سے ہم اور آپ غیر و بیگانہ نہیں ہیں اور پھر آپ اور ہم ایک شہر میں بھی رہتے ہیں اس لئے ہم کو یہ منظور نہیں ہے بلکہ بحث آپ سے قطع تعلق کرلیں۔ آج ہمارے یہاں عروسی کی تقریب ہے آپ اپنی دختر فاطمہؑ کو ہمارے یہاں بھیجئے کہ وہ ہماری تقریب میں شریک ہوں اور عروسی کا تماشہ دیکھیں تاکہ ہمارے اور آپ کے درمیان مراسم قرابت جاری رہیں۔ سرور کائنات نے کچھ دیر تامل کرکے فرمایا کہ اچھا تم لوگ جاؤ میں فاطمہؑ کو بھیج دوں گا۔ یہہ کہکر آنحضرت بیت الشرف میں تشریف لائے اور جناب معصومہ سے کہا کہ اے جان پدر مجھ کو حکم ہے کہ خلائق کے ساتھ بخلق و مدارات پیش آؤں اور اون کی جفاؤں پر صبر و تحمل کروں آج قریش کی کچھ عورتیں میرے پاس آئیں اور مجھ سے درخواست کی کہ اون کے یہاں شادی کی تقریب میں تم کو بھیجوں اور میں نے اون کی درخواست کو منظور کرلیا ہے۔ جناب سیدہؑ نے کہا کہ خدا و رسولؐ کے حکم کی میں تابع ہوں اگر آپ فرماتے ہیں تو مجھے تعمیل ارشاد میں کیا عذر ہے میں جاؤں گی لیکن متحیر ہوں کہ میں کیا لباس پہنکر جاؤں میری چادر میں تو لیف خرما کے پیوند لگے ہوئے ہیں وہاں زن عتبہ و دختر شیبہ و خواہر ابوجہل و ہندہ زوجہ ابوسفیان ہونگی وہ میرے پھٹے پرانے لباس کو دیکھکر شماتت و استہزا

ولقد ماتت قبل ان یتزوجنی بثلاث سنین لما کنت اسمع اسمها یذکرہ ولقد امرہ ربہ ان یبشرھا ببیت من قصب فی الجنۃ وان کان لیذبح الشاۃ ثم یہدیہا الی خلائلھا یعنی ام المومنین عائشہ نے بیان کیا کہ جب خدیجہ کا ذکر میں سنتی تھی تو مجھ پر بہت شاق گذرتا تھا حالانکہ میری تزویج سے تین سال قبل اون کا انتقال ہو چکا تھا ا تحقیق کہ اللہ تعالے نے پیغمبر کو حکم دیا کہ خدیجہ کو جنت کے ایسے مکان کی بشارتؐ دو جو قصب کا بنا ہوا ہے۔ اور پیغمبر خدا بکرے ذبح کرکے اوس کا گوشت اون حاجتمند اشخاص کو ہدیہ بھیجا کرتے تھے جو حضرت خدیجہ سے وابستہ تھے۔ ۴۔ صحیح بخاری و مسلم میں ہے۔ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت ما غرت علے احد من نساء النبی ما غرت علے خدیجہ وما رایتہا ولکن کان النبی یکثر ذکرھا وربما ذبح الشاۃ ثم یقطعھا اعضاء ثم یبعثہا فی صدائق خدیجہ فقلت لہ کانہ لم تکن فی الدنیا الا خدیجہ فیقول انہا کانت حبیبۃ لی وکانت عاقلۃ وکان لی منہا ولد (وزاد مسلم) وانی قد رزقت حبہا۔ یعنے ام المومنین عائشہ نے کہا کہ پیغمبر خدا اکثر خدیجہ کا ذکر کیا کرتے تھے۔ اور بکری ذبح کرکے اوس کا گوشت اون کے دوستوں کے یہاں بھیجا کرتے تھے۔ آنحضرت کی بیبیوں میں سے کسی پر مجھے اس قدر رشک و حسد نہیں ہوتا تھا جتنا کہ خدیجہ پر ہوتا تھا پس میں نے پیغمبر خدا سے کہا کہ کیا خدیجہ کے سوا کوئی اور دنیا میں نہیں ہے تو آپنے فرمایا کہ وہ میری حبیبہ تھیں اور عقلمند تھیں اور اون سے خدا نے مجھے اولاد عطا فرمائی اور درحقیقت اون کی محبت مجھ میں بھر دی گئی ہے۔

کریں گی آپ ان عورتوں کے لاف و گزاف سے تو خوب واقف ہیں حالانکہ یہی وہ عورتیں ہیں جو کسی زمانہ میں میری مادر گرامی حضرت خدیجہ کے یہاں خاکروبی کرنا اپنے لیئے باعث فخر سمجھتی تھیں اور ہر روز اون کی ملازمت میں حاضر رہا کرتی تھیں آج یہہ عورتیں عمدہ اور فاخرہ لباس پہن کر اور مجھے پیوند دار چادر اوڑھے ہوئے دیکھکر طنز یہ کہیں گی کہ یہہ اوس بیبی کی بیٹی ہے جو محمد کے ون گلے میں ایسے جواہرات کا مالا پہنے ہوئے تھی جس کی قیمت ایک مملکت کا خراج تھی۔ آج اوسی بیبی کی بیٹی ہماری محفل میں پھٹی پرانی چادر اوڑھ کر آئی ہے۔ بابا جان! یہہ لوگ ظاہر بیں و دنیا پرست ہیں اُن کو یہہ کیا معلوم کہ جو شخص لباس علم و نبوت سے آراستہ ہے اوس کو دنیوی آرائش سے کیا تعلق۔ آج میری ماں زندہ ہوتیں تو البتہ اون کو زبان کھولنے کی جرات نہ ہوتی۔ افسوس وہ مجھے غم فراق دے کر جوار رحمت میں تشریف لیگئیں۔ یہہ کہہ کر جناب سیدہ کے آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے پیغمبر خدا بھی آبدیدہ ہوئے اور فرمایا اے نور چشم الفقر فخری تم ملال نہ کرو۔ دنیا کا جاہ و جلال چند روزہ ہے اسپر ناز کرنا جاہلوں اور دنیا پرستوں کا کام ہے جن کو آخرت میں بجز حرمان و ندامت کے کچھ نہ ملے گا۔ حضور یہہ فرما رہے تھے کہ جبرئیل نازل ہوئے اور کہا کہ خدا بعد سلام فرماتا ہے کہ فاطمہ سے کہیئے کہ عروسی میں شریک ہوں کہ اس میں رمز و مصلحت ہے آنحضرت نے سیدہ سے کہا کہ یہہ جبرئیل حکم خدا لائے ہیں۔ کہ تم شادی میں شریک ہو۔ جناب فاطمہ نے کہا کہ بچشم حکم کی تعمیل کرتی ہوں جو کچھ میں نے کہا تھا عذر کی راہ سے نہیں کہا تھا بلکہ جو اندیشہ میرے دل میں گذرا تھا اوس کو عرض کیا تھا۔ یہہ کہہ کر آپ نے چادر اوڑھی اور سر اطہر پر مقنعہ ڈالا اور تنہا روانہ ہوئیں۔ وہاں زنان قریش آپس میں کہہ رہی تھیں کہ محمد کی بیٹی بوسیدہ مقنعہ اور پھٹی چادر اوڑھے آتی ہوں گی۔ اتنے میں مکان روشن ہو گیا عورتیں گھبرا کر دیکھنے لگیں کہ یہہ روشنی کیسی ہے کہ ناگاہ جناب سیدہ نمودار ہوئیں اور آپنے اسلام کے طریقہ سے سلام کیا وہ عورتیں آپ کو دیکھکر ایسی متحیر و ششدر رہیں کہ سلام کا جواب دینا بھی بھول گئیں اور اون کو یہہ نظر آیا کہ جناب فاطمہ نہایت پر تکلف اور بیش قیمت لباس و جواہرات سے آراستہ ہیں اور آپ کے جلو میں نہایت حسین و با تمیز لڑکیاں ہیں جن میں سے بعض لباس کو سنبھالے ہوئے

مسٹر گبن انگریزی مورخ اپنی تاریخ ڈکلائن اینڈ فال آف دی رومن ایمپائر میں ابوالفدا سے لکھتے ہیں کہ حضرت عائشہ نے پیغمبر خدا سے کہا کہ آپ [illegible] خدیجہ کو یاد کیا کرتے ہیں۔ کیا وہ ایک سن رسیدہ بیبی نہ تھیں۔ اور کیا خدا نے اون سے بہتر عورت آپ کو اون کے بدلے نہیں دی [illegible] نہایت جوش اور واجبی اظہار شکریہ کے ساتھ فرمایا کہ بخدا نہیں۔ خدیجہ نے [illegible] میری [illegible] لوگ [illegible] سے نفرت کرتے تھے۔ اور اونھوں نے اوس وقت میری مدد کی اور [illegible] لوگ مجھے ستاتے تھے۔ المولف۔

ہیں اور بعض کے ہاتھوں میں مرصع انگیٹھیاں ہیں کہ اون میں عود سلگ رہا ہے اور اوس کی خوشبو سے تمام مکان معطر ہوگیا ہے اور بعض لڑکیاں جواہر نگار پنکھے لئے ہوئے آپ پر جھل رہی ہیں یہہ عظمت و دبدبہ دیکھکر اون خواتین قریش کے ہوش اوڑ گئے سب اوٹھ کر تعظیم و ترحیب بجالائیں بعض عورتیں مجلس سے اوٹھکر چلی گئیں اور کہنے لگیں کہ یہہ سب محمدؐ کا جادو ہے۔ اور جو عورتیں وہاں رہیں اونھوں نے عرض کیا کہ یا بنت محمدؐ ہم نے آپ کو تکلیف دی معاف فرمائی۔ اور جو آپ حکم دیں اوس کی تعمیل کرنے کو ہم حاضر ہیں ہر قسم کے کھانے اور شربت موجود ہیں جو آپ فرمائیں ہم حاضر کریں۔ سیدۂ عالمیان نے فرمایا کہ عمدہ کھانے پینے سے میں خوش نہیں ہوتی۔ بھوکا رہنا اور خدا کا شکر کرنا میرا اور میرے پدر بزرگوار کا شعار ہے اگر میری خوشنودی چاہتے ہو تو وہ کام کرو جس سے خدا و رسول خوش ہوں۔ کفر و شرک سے توبہ کرکے دین اسلام اختیار کرو تاکہ رضائے باری تعالےٰ اور جنت عقبےٰ تم کو حاصل ہو اپنے ہاتھ سے بت بنانا اور پھر اوس کو خدا سمجھکر اوس کی پرستش کرنا کس قدر حماقت و جہالت کا کام ہے۔ انسان کو چاہئے۔ کہ اپنے خالق کی معرفت حاصل کرے اور اوسکی عبادت و رضا جوئی کو اپنی پیدائش کی علت سمجھے۔ جناب فاطمہؑ کا کلام ایۃ التیام سنکر کئی عورتیں اوسی وقت مسلمان ہوگئیں۔ (روضتہ الشہدا ملا حسینؒ واعظ کاشفی)

ایک مرتبہ جناب سیدہ کو معلوم ہوا کہ قریش نے باہم اتفاق کرکے یہہ ارادہ کیا ہے کہ پیغمبر خدا کو قتل کر ڈالیں تو آپ روتی ہوئی اپنے پدر بزرگوار کے پاس آئیں اور کہا کہ باباجان۔ قریش نے آپکے قتل کا ارادہ کیا ہے۔ حضور سرور عالم نے اپنی قرۃ العین جناب فاطمہؑ کو پیار کیا اور فرمایا تم اطمینان رکھو قریش مجھے قتل نہیں کرسکتے خدا میرا حافظ ہے یہہ کہکر آپ مسجد الحرام میں تشریف لے گئے۔ کسی کافر کی جرات نہوئی کہ کسی قسم کی مزاحمت کرتا۔ آپنے ایک مٹھی خاک اوٹھا کر کفار کی طرف پھینکی اور فرمایا۔ شاہت الوجوہ جس جس کافر پر وہ خاک پڑی وہ بدر کی لڑائی میں مارا گیا۔

ہجرت

پیغمبر خدا کے حامی چچا حضرت ابو طالب ابن عبد المطلب کی سیادت و وجاہت کا سکہ قریش کے دلوں پر بیٹھا ہوا تھا اور اون کی حمایت و رعایت کی وجہ سے کفار آنحضرت سے زیادہ مزاحم و متعرض نہیں ہوسکتے تھے جب حضرت ابو طالب کا انتقال ہوگیا تو مشرکین مکہ دل کھول کر پیغمبر خدا کو ستانے لگے اور صرف ستانے ہی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ قتل کرنے کے درپے ہوگئے۔ اس عرصہ

میں خدا نے یہہ فضل کیا کہ چند اہل مدینہ حج کے لئے مکہ کو آئے اور حضور سرور عالم کا وعظ سن کر ایسے متاثر ہوئے کہ آپ کے دست حق پرست پر توحید و نبوت کا اقرار کر کے بیعت کر لی۔ اور عرض کی کہ اہل مکہ کو آپ سے سخت عداوت ہے کہیں خدانخواستہ خدام رسالت پناہی کو اون کے ہاتھ سے صدمہ نہ پہونچ جائے حضور مدینہ تشریف لے چلیں ہم ہر طرح حمایت و نصرت کے لئے تیار و آمادہ ہیں آنحضرت نے فرمایا کہ مدینہ چلنا خدا کے حکم پر موقوف ہے جس وقت باری تعالےٰ کا حکم ہوگا میں یہاں سے ہجرت کر کے آجاؤں گا۔ تم لوگ وہاں اشاعت اسلام میں سرگرم رہ کر منتظر رہو۔

شیخ الاسلام سلیمان الحنفی اپنی کتاب ینابیع المودۃ میں سید علی بن شہاب ہمدانی کی کتاب مودۃ القربےٰ سے اس بیعت کی کیفیت اس طرح تحریر فرماتے ہیں۔ زید بن حارثہ قال لما کانت اللیلۃ التی اخذ فیہا رسول اللہ علی الانصار بیعۃ الاولےٰ قال انا اٰخذ علیکم بما اخذ اللہ علی النبیین من قبلی ان تحفظونی وتمنعونی عن ما تمنعون انفسکم عنہ وتمنعوا علی ابن ابی طالب عن ما تمنعون انفسکم عنہ وتحفظوہ فانہ الصدیق الاکبر یزید اللہ دینکم وان اللہ اعطی موسیٰ العصا و ابراہیم برد النار و عیسیٰ الکلمات یحیی بہا الموتی واعطانی ہذا علیا ولکل نبی اٰیۃ وہذا ایۃ والائمۃ الطاہرین من ولدہ اٰیات ربی لن تخلو الارض من اہل الایمان ما ابقی اللہ احدا من ذریتہ واحدا۔ یعنی زید بن حارث راوی ہیں کہ رسول اللہ نے رات کے وقت انصار سے بیعت اولےٰ اس طرح لی کہ آنحضرت نے اون سے فرمایا کہ میں تم سے اوس طریقہ سے بیعت لیتا ہوں جس طریقہ سے خدا نے مجھ سے پہلے انبیاء سے بیعت لی۔ تم اس عہد کے ساتھ بیعت کرو کہ تم مجھ کو اون چیزوں سے بچاؤ گے جن سے تم اپنی جانوں کو بچاتے ہو اور میری حفاظت و حمایت اوسی طرح کرو گے جس طرح اپنے نفوس کی حفاظت و حمایت کرتے ہو اور اسی طرح مثل اپنے نفوس کے علیؑ ابن ابی طالب کی حفاظت و حمایت کرو گے کیونکہ وہ صدیق اکبر ہے۔ ایسا کرنے سے خدا تمہارے ایمان میں افزائش کرے گا۔ خداوند کریم نے موسیٰؑ کو عصا اور ابراہیمؑ کو برد نار اور عیسیٰؑ کو وہ کلمات عطا فرمائے جن سے وہ مردے کو زندہ کرتے تھے اور مجھ کو خدا نے علیؑ کی ذات عطا فرمائی اور ہر نبیؐ کے لئے خدا نے ایک آیۃ یعنے نشانی مقرر فرمائی اور میرے لئے علیؑ خدا کی آیۃ ہیں اور اون کی نسل سے جو ائمہ طاہرین ہون گے وہ خدا کی آیات ہیں جب تک اون کی ذریت سے ایک شخص بھی باقی رہیگا۔ اوس وقت تک خدا زمین کو اہل ایمان سے خالی نہ کرے گا (ینابیع المودۃ)

الغرض جب کفار کی زیادتی حد سے گذر گئی تو بحکم خدا حضور سرور عالم نے مدینہ کو ہجرت کرنے کی

تیاری کی اگرچہ اس امر کے پوشیدہ رکھنے میں آپ نے احتیاط کی تاہم قریش کو خبر لگ گئی کہ آنحضرت مکہ سے مدینہ جانیوالے ہیں۔ یہہ خبر پاتے ہی کفار نے ایک کمیٹی کی جس میں تمام مشرکین قریش جمع ہوئے اور یہہ تجویز کی کہ حضور مکہ سے جانے نہ پائیں اور روانہ ہونے سے پہلے قتل کر ڈالے جائیں اور یہہ رائے قرار پائی کہ ہر قبیلہ سے ایک ایک آدمی لیا جائے اور وہ سب ملکر رات بہر آنحضرت کا گھر گھیرے رہیں اور صبح ہوتے ہی شمع رسالت کو گل کر دیں چنانچہ یہہ مشورہ کرکے ایک رات کافروں نے شام ہی سے حضور کا گھر گھیر لیا۔ پیغمبر خدا نے اپنے چچازاد بھائی علیؑ ابن ابی طالب سے فرمایا کہ مشرکین کہ میرے قتل پر آمادہ ہیں اور مجھ کو خدا کا حکم ہوا ہے کہ اسی شب میں مدینہ کو روانہ ہو جاؤں اور تمکو حکم ہوا ہے کہ میرے بستر پر لیٹ رہو پس تم میری یہہ سبز چادر اوڑھ کر میری جگہ پر سو جاؤ۔ اور متعلقین سے خبردار رہو اور میرے پاس یہاں کے لوگوں کی کچھ چیزیں امانت ہیں یہہ لو اور جس کی جو چیز ہے اوسکو پہنچا دینا۔ حضرت علیؑ جان پر کھیل کر خدا و رسول کے حکم تعمیل پر تیار ہو گئے اور فرمان نبوی کے مطابق چادر اوڑھ کر پیغمبر خدا کے فرش پر تلواروں کی چھاؤں میں لیٹ رہے۔ پیغمبر خدا گھر سے برآمد ہوئے اور کفار کے سامنے سے ہوتے ہوئے تشریف لے گئے خدا نے اون کی آنکھوں پر ایسا پردہ ڈال دیا۔ کہ اون کو حضور کے نکل جانے کی خبر تک نہوئی۔ وہ اپنے زعم ناقص میں یہی سمجھتے رہے کہ آنحضرت گھر میں ہیں صبح ہوتے ہی تلواریں برہنہ کئے ہوئے کفار گھر میں گھس آئے۔ شاہ مردان علی مرتضیٰ اون کی یہہ دیدہ دلیری دیکھکر اوٹھ کھڑے ہوئے اور تلوار لے کر اون کے مقابل ہو گئے۔ وہ لوگ پیغمبر خدا کے بجائے علیؑ مرتضیٰ کو شمشیر بکف دیکھکر بوکھلا گئے اور پوچھنے لگے کہ محمدؐ کہاں ہیں۔ حضرت علیؑ نے جواب دیا کہ کیا تم اون کو میرے سپرد کر گئے تھے جو مجھ سے پوچھنے آئے ہو۔ بعض کافروں نے کہا کہ یہہ بھی محمدؐ سے کم نہیں ہیں اگر وہ نہیں ملے تو انہیں کو قتل کر ڈالو لیکن خدا کی حفاظت حضرت علیؑ کے شامل حال تھی آپ کو تلوار بکف دیکھکر کفار ایسے مرعوب ہوئے کہ واپس چلے گئے۔ اور اشتہار دیا کہ جو کوئی محمدؐ کو گرفتار کرکے لائیگا یا قتل کرے گا اوس کو بہت کچھ انعام دیا جائیگا۔ اودہر حضرت ختمی مرتبت مکہ سے خدا کی حفاظت میں روانہ ہو کر تھوڑے دنوں میں بخیر و عافیت مدینہ پہنچے۔ وہاں کے مسلمانوں نے بڑی گرمجوشی اور عقیدت مندی سے استقبال کیا حضور نے شہر کے باہر محلہ قبا میں قیام فرمایا اور علیؑ مرتضیٰ کو حکم بھیجا کہ تم اپنی مادر گرامی فاطمہ بنت زبیر بن عبدالمطلب اور میری نور دیدہ فاطمہ زہرا کو لے کر مدینہ چلے آؤ۔ شاہ مردان علیؑ ابن ابی طالب نے حکم کی تعمیل کی اور اون خواتین معظمہ کو لے کر مدینہ روانہ ہوئے۔ راستہ میں ضجنان کے مقام پر حارث بن امیہ کا غلام مسمی جناح کفار قریش

کے اشارے سے سات سواروں کو لے کر مزاحم ہوا اور پکار کر کہا کہ اے علیؑ تم ان مخدرات علیا کو نہیں لے جا سکتے تمہارے حق میں بہتر یہہ ہے کہ اون کو واپس کرو اور قریب آ کر اسد اللہ الغالب علیؑ ابن ابی طالب پر تلوار کا وار کیا آپ نے اوس کا وار خالی دے کر اوس کے ہاتھ سے تلوار چھین لی اور اوسی تلوار سے اوس کے دو ٹکڑے کر دئے جناح کے قتل ہوتے ہی اوس کے ساتھی بھاگ گئے۔ آپ اطمینان سے خواتین معظمہ کو لئے ہوئے مدینہ کی طرف متوجہ ہوئے اور مقام قبا پر حضور سرورِ عالم کی قدمبوسی سے مشرف ہوئے ان سب کے صحیح سلامت پہونچ جانے سے پیغمبر خدا کو پورا پورا اطمینان ہو گیا اس کے بعد آنحضرت نے آیہ[۱] من الناس من لیشریہ نفسہ ابتغاء مرضات اللہ واللہ روف بالعبادیعنے آدمیوں میں سے بعض آدمی ایسا ہے کہ خدا کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے اپنی جان بیچتا ہے اور اللہ اپنے بندوں پر مہربانی کرنے والا ہے۔ پارہ ۲- سورہ بقر)

حضرت علیؑ کو سنائی اور فرمایا کہ یہہ آیہ مبارکہ تمہاری جان نثاری کی تعریف میں خدا نے نازل فرمائی ہے (مدارج النبوۃ) اے علیؑ بخدا اتم کو کوئی دوست نہ رکھیگا بجز مومن کے کہ جس کے قلب کا امتحان ایمان میں اللہ تعالی نے کیا ہوگا اور تم سے کوئی شخص بغض و عداوت نہ رکھے گا بجز اوس کے جو منافق ہوگا یا کافر۔ جمعہ کے دن نماز جمعہ پڑھ کر جناب رسالتمآب سب کو لے کر شہر میں تشریف لائے اور ایک مقام پر کچھ زمین خرید کر مسجد کی بنا ڈالی۔ خود حضرت ختمی مرتبت اور علی مرتضیٰ معہ صحابہ کرام کے اوس کی تعمیر کرتے تھے۔ پیغمبر خدا کے اصحاب میں عمار بن یاسر رضو اوس کے بنانے میں سب سے زیادہ محنت کرتے تھے اگر کوئی صحابی ایک اینٹ یا پتھر لاتا تھا تو یہہ دو لاتے تھے غرض جب مسجد بن چکی تو اوسی سے ملحق حضرت نبی اور علیؑ کا بالکل سادہ مکان بنایا گیا۔ جب مکان تیار ہو چکا تو ابو ایوب انصاری رضہ کے یہاں سے جنکے گھر میں ابتک حضور فروکش تھے۔ اپنے گھر میں اوٹھ آئے

[۱] مفسرین امامیہ و اہلسنت لکھتے ہیں کہ یہہ آیہ مبارکہ حضرت علیؑ کی شان میں اونکی جان نثاری کی تعریف میں نازل ہوئی ہے چنانچہ فخرالدین رازی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں نزلت ہذہ الآیۃ فی علی ابن ابی طالب بات علی فراش رسول اللہ لیلۃ خروجہ الی الغار ویروی انہ لما نام علی فراشہ قام جبرئیل عند راسہ و میکائیل عند رجلیہ و جبرئیل ینادی بخ بخ من مثلک یا ابن ابی طالب یباھی اللہ علی الملائکۃ۔ ایضاً تفسیر امام ثعلبی و مسند امام احمد بن حنبل و احیاء العلوم امام غزالی و تاریخ خمیس۔ ان سب کا خلاصہ مطلب تاریخ روضۃ الاحباب سے ہم یہاں نقل کرتے ہیں دران شب علی کرم اللہ وجہہ در جامہ خواب آنحضرت تکیہ نمودہ نفس خود را فدائے وے (یعنے پیغمبر) ساخت حق تعالی وحی کرد بہ جبرئیل و میکائیل کہ میان ہر دو عقد مواخات بستم و عمر یکے را بیش از عمر دیگر گردانیدم کدام از شما ایثار حیات دیگر بر حیات خود میکند ہر یکی از ایشان گفتند تا ایثار حیات خود بر حیات کسی نمیکنم زندگی خویش دوست میدارم اللہ تعالی وحی کرد بایشان چرا مثل علی ابن ابی طالب نمیشوید کہ مواخات بستم میان او و محمد واو نفس خود را فدائے محمد ساخت برو ید بر زمین و وے را از شر اعدا محافظت نمائید ایشان بموجب امر حاوند تعالی بر زمین آمدند جبرئیل بر بالین علی نشست و میکائیل بر پائین وے جبرئیل گفت بخ بخ کیست مثل تو اے علی حق جل جلالہ مباہات کرد بتو بر ملائکہ (روضۃ الاحباب)

جس سال پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ میں آگر ہے اوسی سال سے اہل اسلام زمانہ کا حساب کرتے ہیں اللہ وہ سال سنہ ایک ہجری کہلاتا ہے۔

سیرت جناب سیّدہ

ہجرت کے وقت جناب فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کا سن مبارک قریب ۹ سال کے تھا۔ حضرت ام المومنین عائشہ کہتی ہیں کہ گفتار و رفتار اور حرکات و سکنات اور سیرت و محاسن اخلاق اور سکینۂ و وقار میں فاطمہ بالکل رسول اللہ کے مشابہ تھیں اور جب وہ اپنے پدر بزرگوار کے پاس آتی تھیں تو آنحضرت تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے اور پیشانی مبارک پر بوسہ دے کر اپنی جگہ اونکو بٹھاتے تھے۔ حضرت عائشہ کا قول یہہ بھی ہے کہ میں نے فاطمہ سے بہتر و افضل بجز پیغمبر خدا کے کسی کو نہیں دیکھا۔ جناب رسالتمآب جب چلتے تھے تو داہنی اور بائیں جانب متمائل ہوتے تھے اوسی طرح جناب سیدہ بھی داہنی اور بائیں جانب جھکتی ہوئی چلتی تھیں اور قدم نہایت سکینہ و وقار کے ساتھ اوٹھاتی تھیں۔ حضور سرور عالم جناب فاطمہ کو سونگھا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس خاتون جنت سے بہشت کی خوشبو آتی ہے اور یہہ اوس میوۂ جنت سے پیدا ہوئی ہے۔ جو مجھ کو شب معراج جبرئیل نے کھلایا تھا (جامع ترمذی۔ ینابیع المودۃ روضۃ الصفا۔ روضۃ الاحباب۔ وسیلۃ النجات)

شادی خانہ آبادی

بیا ساقی اے مجلس آرائے دین
بہا ای اتول رسل را بجوان
بکن اہتمام چراغان سور
خدا میکند نسبت مرتضے
ملائیک ہمہ در سر انجام کار
رسیدہ است ایام سوری چنین

بیا مد ایا مغنے زماء معین
طلب قدسیان انجوان گستری
برافروز شمعی بہر سوز نور
وکالت مفوض بہ روح الامین
فلک از کواکب بدامن نثار
تو مجلس بیارا بدین عز و شان

بیار اے بزمے جو باغ جنان
بخوان حور و غلمان آرامشگری
کہ در خانہ شاہ دین مصطفےٰ
معین بہ مشاطگی حور عین
بنا گشتہ تا کاخ چرخ برین
کہ من میروم بر سر داستان

ہجرت کے دوسرے سال یعنے سنہ ہجری میں جبکہ جناب فاطمۃ الزہراء کی عمر شریف قریب دس برس کے ہوئی تو بعض متمول و جلیل القدر مسلمانوں نے شادی کا پیغام دیا حضرت رسالت پناہ نے سب کو جواب دیا کہ فاطمہ کی شادی خدا کے حکم پر موقوف ہے میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کرسکتا

ایک روز حضرت علیؑ کے خاص دوستوں نے اون کو مشورہ دیا کہ آپ کا حق دختر پیغمبر سے شادی کرنے میں سب سے زیادہ ہے کیونکہ اول تو آپ رسول اللہ کے چچازاد بھائی ہیں اون سے آپ کو بہت قریب کا رشتہ ہے دوسرے بلحاظ اسلام کے آپ کا رتبہ سب مسلمانوں سے بڑھا ہوا ہے۔ آپ حضور سرور عالم کی خدمت میں حاضر ہو کر جناب فاطمہ زہراؑ کی خواستگاری کیجئے۔
یہہ شرف ایسا نہ تھا کہ جس کے حصول کی تمنا نہو تی لیکن حیا اوس کے اظہار کی مانع تھی۔ لوگوں کے کہنے سننے سے حضرت علیؑ ابن ابی طالب جرأت کر کے حضور سرور کائینات کے در دولت پر حاضر ہوئے اوس وقت آنحضرت ام المومنین ام سلمہ کے پاس تشریف فرما تھے۔ شاہ مردان علیؑ مرتضی نے زنجیر ہلائے۔ ام المومنین نے پوچھا کہ کون ہے پیغمبر خدا نے فرمایا اے ام سلمہ دروازہ کھولدو یہہ وہ شخص ہے جس کو خدا اور رسولؐ دوست رکھتے ہیں اور جو خدا اور رسولؐ کو دوست رکھتا ہے۔ ام المومنین نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں وہ ایسا کون شخص ہے جس کی نسبت آپ یہہ گواہی دے رہے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ وہ میرے چچا ابو طالب کا بیٹا اور میرا بھائی علی ہے۔ یہہ سنکر ام المومنین نے جلدی سے دروازہ کھولدیا۔ سید الاولیا علیؑ مرتضی اندر آئے پیغمبر خدا نے اون کو اپنے پاس بٹھایا اور وہ سر جھکا کر بیٹھ گئے۔ (معارج النبوۃ) لیکن حیا کے مارے کچھ کہہ نہ سکے تھوڑی دیر بیٹھکر چلے گئے۔ دوسرے دن پھر اوسی ارادہ سے آئے اور سر جھکائے چپ بیٹھے رہے اور شرم نے لب کھولنے نہ دئیے تیسرے دن پھر حاضر ہونے کا ارادہ تھا لیکن ابھی حاضر نہوئے تھے کہ

بیامد بفرمان رب جلیل	بنزد رسول خدا جبرئیل	رخے پر نشاط و لب خندہ ریز	زبان مژدہ گو و نفس مشک بیز
رسانید اول درود و سلام	چنین گفت آنگہ بخیر الانام	کہ خیر النسا را بخیر الرجال	ہمال از کرم ساخت آن بیہمال
بفرمائش امروز کرد و بیان	نمودند تزئین زمین و آسمان	بہ بستند آئین بہ ایوان عرش	ز سندس بفردوس کردند فرش
ز نو داد رضوان صفائے بہشت	شد آراستہ قصرہائے بہشت	بہ بستند پیرایہا حوریان	ز استبرق و از حریر جنان
گرفتند بر کف برائے نثار	طبقہائے پر گوہر شاہوار	دگر از زر و سیم و مشک تتار	ازان پیش کار دگر گشت عیان
گرفتند و رفتند فردوسیان	بسوئے بیت معمور شادی کنان	در آنجا بفرمان رب غفور	یکے منبر آراستند ز نور
برآمد بہ منبر بحکم اله	ز قدسی نژادان با قدر و جاه	بنام کسے[1] کہ ہست افصح قدسیان	یکے خطبہ فرمود اول بیان
بدین نسبت آنگہ اے معتمد	بشیر خدا عقد خیر النسا	نمودند حوران نثار از نوا	ہمان بے بہا ہدیہ ہائے جنان
بلائے تبرک ملائک تمام	نمودند بران نثار از دحام	شدہ بدم انبوہ حور و ملک	گمان شکستن بیام فلک

[1] بروائتے نام فرشتہ راحیل و بروائتے جبرائیل ۱۲ المولف

درآمدم بمن حکم پروردگار	رسید آنکہ قسمے تو ہم زین نثار	برائے حبیبم محمد ہبہ	زلعبد سلامش بدہ این خبر
کہ بستیم ما بر سپہر برین	بہم عقد ان ہر دو خورشید ثمین	مبارک بود بر تو این انعقاد	بیابی از ایشان ثمار فواد
تو ہم بر زمین عقد آن شان ببند	بدہ این گہر را بہ ان ارجمند	بگفت این و بگزاشت پیشش بہ مہر	نثاریکہ آوردہ بود از سپہر
نبیؐ پس کزان مژدہ شد شادمان	شدش از پے شکر ہر موز بان	چو جبرئیل آن گفت و رفت از برش	درآمد ہماندم علیؑ از درش

(از حملہ حیدری)

صحیح البیان

حضرت سید الاولیا علیؑ مرتضیٰ جناب رسالتمآب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام کر کے چپ بیٹھ گئے۔ حضورؐ نے مسکرا کر فرمایا۔ **پیغمبر** یا علیؑ! کیا کسی ضرورت سے آئے ہو اور کچھ کہنا چاہتے ہو۔ **علیؑ** ہاں یا رسول اللہ **پیغمبر** کیا میری لخت جگر فاطمہ زہرا سے عقد کی خواستگاری کرنے آئے ہو۔ **علیؑ** بابی انت وامی یہی تمنا لیکر حاضر ہوا ہوں اور آپکے کرم کا امیدوار ہوں۔ **پیغمبر** یا علیؑ! مہر کے واسطے تمہارے پاس کیا ہے۔ **علیؑ** میری جو حالت ہے وہ آپ سے پوشیدہ نہیں ہے مال دنیا سے میرے پاس ایک زرہ اور ایک تلوار اور ایک اونٹ ہے۔ **پیغمبر** تلوار کی تو جہاد کیلئے از حد ضرورت ہے اور اونٹ بھی بار برداری کے لئے درکار ہے البتہ زرہ چنداں ضروری نہیں ہے اوس کو بیچ کر قیمت میرے پاس لاؤ۔

شاہ مردان بہ تعمیل حکم اپنی زرہ لے کر بیچنے نکلے ایک اجنبی شخص آپ کو ملا اور اوس نے پانسو درم کو وہ زرہ خرید لی۔ ادہر حضرت ختمی مرتبت بیت الشرف میں تشریف لائے اور حضرت سیدہ طاہرہ کو اپنے پاس بلایا اور نہایت شفقت و مہربانی سے فرمایا کہ اے نور چشم خدا نے تمہارا عقد علی ابن ابی طالب سے آسمان پر کیا اور مجھ کو حکم بھیجا ہے کہ زمین پر اوس کی تجدید کردوں پس میں تمہارا نکاح اپنے عزیز ترین بھائی علی مرتضیٰ سے کرتا ہوں جو خدا کے ولی اور میری اُمت کے سید و امام ہیں۔ جناب معصومہ نے حیا سے سر جھکا لیا اور خاموش رہیں۔ سید المرسلین نے فرمایا کہ یہہ خاموشی رضامندی ہے اس کے بعد اپنی بیبیوں کو حکم دیا کہ گھر میں شادی کا سامان کرو۔ یہہ فرما کر باہر تشریف لائے اتنے میں سیدنا علیؑ زرہ کی قیمت لے کر حاضر ہوئے اور سرور عالم کے سامنے رکھدی۔ رسول اللہ نے مسکرا کر پوچھا کہ کس کے ہاتھ تم نے زرہ فروخت کی آپنے جواب دیا کہ ایک اعرابی نے وہ زرہ مجھ سے خرید لی پیغمبر خدا نے کہا کہ وہ اعرابی نہ تھا بلکہ جبرائیلؑ تھے اونھوں نے بحکم خدا اوس زرہ کو خریدا اور مجھے لاکر دے گئے۔ تو یہہ زرہ موجود ہے میں تم کو عطا کرتا

سلہ اس حدیث کو عربی میں شیخ الاسلام سلیمان الحنفی نے ابن مسعود سے اپنی کتاب ینابیع المودۃ میں نقل کر کے لکھا ہے۔ اخرجہ الحافظ الغسانی۔ صرف فرق اس قدر ہے کہ اِس حدیث میں خطیب کا نام جبرئیلؑ بیان کیا گیا ہے۔ باقی مضمون یہی ہے۔ المولف

ہوں۔ شاہ مردان یہہ سن کر خوش ہو گئے اور شکریہ ادا کر کے زرہ لے لی۔ (۱) سید البشر نے ایک مٹھی درم حضرت بلال کو دیئے اور فرمایا کہ خوشبو مول لاؤ۔ پھر اونچلی بہر درم حضرت ابو بکر کو دیئے اور فرمایا کہ عمار یاسر کو ساتھ لے لو اور سیدہ النساء فاطمۃ الزہرا کے لئے لباس اور اثاث البیت خرید لاؤ۔ دونو صحابی یہہ چیزیں خرید کر لائے ایک پیراہن ایک مقنعہ۔ ایک سیاہ چادر۔ ایک چٹائی خرمے کی چھال کی۔ دو بچھونے کتان کے کہ ایک میں خرمے کی چھال اور دوسرے میں بھیڑ کی اون بھری ہوئی تھی چار تکئے۔ ایک پردہ۔ ایک چکی۔ ایک لگن تانبے کی۔ ایک مشک۔ ایک پیالہ لکڑی کا۔ ایک قربہ۔ ایک لوٹا ایک آبخورہ مٹی کا۔ سیدۂ کونین کا یہہ جہیز حبیب اشرف المرسلین کے سامنے لا کر رکھا گیا تو آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور اپنی اُمت کے غریب و مفلس لوگوں کی ناداری کا خیال کر کے رونے لگے اور فرمایا کہ خدا اہلبیت کو برکت کرامت فرمائے اس کے بعد گھر میں تشریف لے گئے اور ازواج سے کہا کہ فاطمہؑ کو دلہن بناؤ اور دل ہی دل میں یہہ خیال کر کے آبدیدہ ہو گئے کہ آج فاطمہؑ کی ماں حضرت خدیجہؓ ہوتیں تو کیا کچھ وہ اہتمام کرتیں اور اون کو کس قدر مسرت ہوتی۔ ادھر بلال نے آپ کے حکم سے مدینہ میں منادی کر دی کہ پیغمبر خدا کی دختر اطہر کا عقد ہے لوگ محفل نکاح میں شریک ہوں۔

جب سب مسلمان جمع ہو چکے تو حضور سید المرسلین منبر پر تشریف لائے اور حمد و ثناء باری تعالےٰ کے بعد فرمایا اے مسلمانو! خدا کی طرف سے ایک فرشتہ میرے پاس آیا اور اوس نے مجھ کو خبر دی کہ اللہ جلشانہ نے ملائکہ کو بیت المعمور میں جمع کر کے اپنی کنیز خاص فاطمہ زہرا کا عقد اپنے خاص بندے علی مرتضیٰ سے کر دیا اور خمس دنیا اور ثلث بہشت اور زمین کے خاص چار دریا فرات و نیل و نہروان و نہر بلخ فاطمہؑ کو علی کی طرف سے مہر میں عنایت کئے اور مجھکو حکم دیا کہ میں اوس عقد کی تجدید تم سب کے سامنے کر دوں اور پانسو درم مہر قرار دوں تاکہ یہہ میری امت میں سنت قرار پائے اور ہر امیر و غریب دے سکے اس کے بعد شاہ مردان علیؑ مرتضیٰ سے فرمایا کہ خطبہ پڑھو۔ سید الاولیاء نے نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ خطبہ پڑھا۔ حضور سید الانبیاءؐ نے جناب سیدہ کا عقد حضرت امیرؑ سے کر کے فرمایا کہ جبرئیلؑ نے مجھ کو خبر دی ہے کہ عنقریب فاطمہؑ کے دو فرزند ہوں گے جو جوانان اہل بہشت کے سید و سردار ہوں گے (معارج النبوۃ۔ ناسخ التواریخ روضۃ الصفا۔ ینابیع المودۃ وغیرہ) یہہ عقد جمعہ کے دن ربیع الاول ۲ سنہ ہجری میں ہوا۔ (بعضوں نے یکم ذیحجہ اور بعضوں نے رجب لکھا ہے۔ واللہ اعلم) عقد کے بعد

(۱) واضح ہو کہ جو روایت ہم نے خرید و فروخت زرہ کی لکھی ہے وہ حسب روایت اہلبیتؑ ہے۔ راوی اہلسنت کا بیان یہہ ہے کہ عثمان ابن عفان نے بیشتر خدا سے وہ زرہ خرید لی۔ ۱۲

خرمے لٹائے گئے اور محفل میں ہر طرف سے بارک اللہ فی جمع شملهما کی صدائیں بلند ہوئیں اور ہر شخص خوشی کرنے لگا۔ حضور سرور عالم محفل سے اوٹھ کر گھر میں جناب معصومہ کے پاس آئے تو اون کو روتے دیکھا غالباً یہہ رونا اپنی مادر گرامی حضرت خدیجۃ الکبرےٰ علیہا السلام کی یاد میں ہوگا۔ پیغمبر خدا نے پیشانی پر بوسہ دیا اور سر مبارک پر شفقت سے ہاتھ پھیر کر فرمایا کیوں روتی ہو اے پارہ جگر میں نے تمہارا عقد ایسے شخص سے کیا ہے جو بعد میرے بہترین عالم ہے اگر علیؑ نہوتے تو تمہارا کوئی کفو نہ تھا علیؑ کا وہ رتبہ ہے کہ خود خدا نے تمہارا عقد اون سے کیا اور مہر میں خمس دنیا اور ثلث بہشت تم کو عطا فرمایا جناب سیدہ نے شرم سے سر جھکا لیا۔ عقد ہوکر ایک مہینہ کا عرصہ گذر گیا لیکن جناب سیدہ کی رخصت ہنوز نہیں ہوئی۔ امیرالمومنین علیؑ ابن ابی طالب بھی شرم کے مارے اوس کا ذکر زبان پر نہ لاسکے ایک دن پیغمبر خدا کی بیبیاں حضرت امیرؑ کے پاس جمع ہوئیں اور کہنے لگیں کہ تم سید المرسلین سے فاطمہؑ کی رخصت کے بارہ میں کیوں نہیں کہتے اگر تم کو شرم آتی ہے تو ہم سے کہو ہم آنحضرت سے عرض کریں۔ حضرت علیؑ نے کہا کہ بہتر ہے۔ مرضی پاکر امہات مومنین حضور سرور عالم کے پاس آئیں اور ام سلمہ نے کہا یا رسول اللہ آج اگر خدیجۃ الکبرےٰ زندہ ہوتیں تو فاطمہؑ کی شادی اور علیؑ کی دامادی سے کس قدر خوش ہوتیں اور فاطمہ کی رخصت میں اس قدر دیر نہوتی۔ اب ہم سب اون کی قایم مقام ہیں اور چاہتے ہیں اور علیؑ کی بھی خواہش ہے کہ فاطمہ کو رخصت کیجئے۔ اور اب زیادہ تاخیر کو دخل نہ دیجئے۔ حضرت خدیجۃ الکبرےٰ علیہا السلام کا نام سنکر حضور سرور عالم کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ اور فرمایا کہ خدیجہ کا مثل کہاں ہے اور کون ہوسکتا ہے اونھوں نے اوس وقت میری تصدیق کی جبکہ تمام لوگ مجھے جھٹلاتے تھے اور اونھوں نے دین خدا میں میری مساوات کی اور اپنے مال سے اسلام کی اعانت کی خداوند کریم نے اون کو سلام کہا اور مجھ کو حکم دیا کہ میں اون کو ایسے مکان کی بشارت دوں جو جنت میں قصب زمرد کا بنا ہوا ہے اور جس میں نہ کوئی اضطراب ہے اور نہ ابتلا (معارج النبوۃ وغیرہ) اس کے بعد کہا کہ اچھا فاطمہؑ کی رخصت کا سامان کرو اور امیرالمومنین سے فرمایا کہ تم خرما و روغن بہم پہونچاو اور گوشت و روٹی کا انتظام میں کرتا ہوں اور جس کو چاہو دعوت دو۔ حضرت امیرؑ نے کھانے کا اہتمام کیا اور مسجد میں آئے۔ آپ کو شرم معلوم ہوئی کہ بعض کو دعوت دیں اور بعض کو ندیں پس آپنے تمام مہاجرین و انصار کو دعوت دیدی وقت مقررہ پر چار ہزار سے زیادہ آدمی دعوت میں آئے کھانا جو تیار ہوا تھا وہ بہت کم تھا مہمانوں کی کثرت اور کھانے کی قلت سے آپ کو تردد ہوا۔ اشرف الانبیاءؐ نے اون کو متردد دیکھکر فرمایا اے علیؑ تردد نہ کرو۔ میں خدا سے برکت کی دعا کروں گا۔ اور وہ اپنے فضل و کرم سے

اس کھانے کو سب کے لئے کافی و وافی کرے گا۔ یہہ کہکر حضور خواجہ کائنات نے اوس کھانے کو اپنے دست مبارک سے مس کیا اور امیر المومنین سے کہا کہ دستر خوان بچھاؤ اور مہمانوں کو کھانا کھلانا شروع کرو۔ حضرت علیؑ نے مہمانوں کو کھانا کھلانا شروع کیا اور اوس میں ایسی برکت ہوی کہ وہ سب کے لئے کافی ہوگیا اور بچ رہا۔ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس سے بہتر ولیمہ ہم نے کبھی نہیں کھایا تھا۔ الغرض جب سب مہمان سیر ہوکر کھا چکے تو پیغمبر خدا نے کاسے بھر بھر کر ازواج مطہرات کو کھانا بھیجا اور ایک کاسہ میں ولیمہ کا کھانا رکھکر فرمایا کہ یہہ فاطمہؑ اور اون کے شوہر کے لئے ہے کھانا کھلاتے کھلاتے اور تقسیم کرتے کرتے شام ہوگئی اوس وقت پیغمبر خدا امیر المومنین کو لے کر گھر میں آئے اور ام سلمہ سے فرمایا۔ کہ فاطمہؑ کو لاؤ پس وہ جناب سیدہ کو آنحضرت کے پاس لائیں اوس وقت وہ معظمہ طاہرہ سر سے پیر تک چادر اوڑھے ہوئے تھیں اور چادر کے پلوؤں میں چلتے وقت پاؤں اولجھتے اور شرم سے قدم لڑکھڑاتے تھے۔ جب قریب آئیں تو جناب پیغمبر خدا نے کہا کہ خدا دنیا و آخرت میں تم سے لغزش کو دور رکھے اس کے بعد اون کے چہرہ انور سے اس طرح چادر ہٹا دی کہ سید الاولیا علیؑ مرتضیٰ کی نظر جناب سیدہ کے جمال منور پر پڑی اور جناب معصومہ کا ہاتھ لے کر مولیٰ مشکلکشا علیؑ کے ہاتھ میں دیا اور فرمایا خدا تم کو برکت دے یا علیؑ کیا مبارک یہہ تمہاری دلھن ہے جو خیر النساء (یعنے تمام دنیا کی عورتوں سے بہتر و افضل) ہے اور اے فاطمہؑ کیا خوب یہہ تمہارا شوہر ہے جو بعد میرے خیر البشر ہے (۱) اس کے بعد وداع کا حکم دیا اور فرمایا کہ جب تک میں نہ آؤں تم دونوں آپس میں بات چیت نہ کرنا۔ بنی ہاشم اور مہاجرین و انصار کی عورتوں کو حکم دیا کہ وہ جناب سیدۃ النساء العالمین کی سواری کے ہمراہ رجز پڑھتی ہوئی اور تکبیریں کہتی ہوئی اون کے سسرال تک جائیں پھر پیغمبر خدا نے اپنے خاص ناقہ پر حضرت فاطمۃ الزہراؑ کو سوار کیا اور سلمان فارسی رح کو اوس کی مہار پکڑ کر چلنے کا حکم دیا جناب معصومہ کی سواری کے آگے پیغمبر خدا کی بیبیاں رجز پڑھتی ہوئی چلیں اوس کے پیچھے خود سرور عالم اور حضرت حمزہ و عقیل وغیرہ

(۱) شیخ سلیمان الحنفی نے اپنی کتاب ینابیع المودۃ میں سید علی بن شہاب ہمدانی (عالم اہلسنت) کی کتاب مودۃ القربیٰ سے یہہ حدیثیں نقل کی ہیں (۱) عطاء قال سئلت عائشۃ عن علی قالت ذالک خیر البشر لا یشک الا کافر (۲) علی علیہ السلام رفعہ یا علی انت خیر البشر ما شک فیہ الا کافر (۳) حذیفہ قال علی خیر البشر من ابی فقد کفر (۴) جابر رفعہ علی خیر البشر من شک فیہ فقد کفر (۵) ابن عمر رفعہ خیر رجالکم علی ابن ابیطالب و خیر شبابکم الحسن و الحسین و خیر نسائکم فاطمہ بنت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام (۶) عن الامام الباقر محمد بن علی عن ابائہ علیہم السلام انہ سئل رسول اللہ عن خیر الناس فقال خیرھا و اتقاھا و افضلھا و اقربھا الی الجنۃ اقربھا منی و لا اتقی و لا اقرب الی من علی بن ابیطالب۔ ان جملہ احادیث کا ماحصل یہہ ہے کہ علیؑ (بعد رسولؐ) خیر البشر ہیں جو کوئی اس سے انکار کرے یا اس میں شک کرے وہ کافر ہے ۱۲ المولف

بنی ہاشم تلواریں علم کئے ہوئے چلے۔ چند قدم چلے تھے کہ جبرائیل و میکائیل ستر ستر ہزار فرشتے لے کر حاضر ہوئے اور حوران جنان نازل ہوئیں اور وہ سب تسبیح و تقدیس کرتے ہوئے دلہن کی سواری کے گرد ہوئے۔

اُم المومنین حضرت اُم سلمہ یہ اشعار پڑہتی تھیں

سِرنَ بِعَونِ اللّٰهِ جَارَاتِی ۔ وَاشْکُرنَهُ فِی کُلِّ حَالَاتِی ۔ وَاذْکُرنَ مَا اَنعَمَ رَبُّ الْعُلیٰ

بتائید خدا الحمد للہ ۔ چلے ہیں اپنے ہمسایونکے ہمراہ ۔ بہت گھیرا تھا آفات و بلا نے

مِنْ کَشْفِ مَکْرُوہٍ وَّاٰفَاتٍ ۔ وَقَدْ هَدٰنَا بَعْدَ کُفْرٍ وَّقَدْ ۔ اَنْعَشَا رَبُّ السَّمٰوَاتِ

چھوڑا کر نعمتیں دین یہہ خدا نے ۔ نکالا کفر سے بخشی ہدایت ۔ یہہ لطف زیست ہے حق کی بدولت

وَسِرنَ مَعَ خَیْرِ نِسَاءِ الْوَرٰی ۔ تَفْدِیْ لَعَمَّاتٍ وَخَالَاتِی ۔ یَا بِنْتَ مَنْ فَضَّلَهُ ذُوالْعُلیٰ

روان خیر النساء کی ہے سواری ۔ فدا اون پر پھوپھی خالہ ہماری ۔ تو ہے بنت اوسکی اے خاتون جنت

بِالْوَحْیِ مِنْهُ وَالرِّسَالَاتِ

دیا حق نے جسے فضل رسالت

اُم المومنین حضرت عائیشہ یہ اشعار پڑہتی تھیں

یَا نِسْوَۃُ اسْتَتِرْنَ بِالْمَعَاجِرِ ۔ وَاذْکُرْنَ مَا یَحْسُنُ فِی الْمَحَاضِرِ ۔ وَاذْکُرْنَ رَبَّ النَّاسِ قَدْ خَصَّنَا

سنو تم چادروں میں ہو جو مستور ۔ یہہ موجودات محسوسہ کا مذکور ۔ یہہ ذکر اوس کا ہے جو ہے رب کل

بِدِیْنِهِ مَعَ کُلِّ عَبْدٍ شَاکِرٍ ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی اِفْضَالِهِ ۔ وَالشُّکْرُ لِلّٰهِ الْعَزِیْزِ الْقَادِرِ

کیا ہے شاکروں میں ہمکو شامل ۔ جو حمد و شکر ہو اوس کا بجا ہے ۔ عزیز و قادر و یکتا خدا ہے

سِرْنَ بِهَا فَاللّٰهُ اَعْلٰی ذِکْرُهَا ۔ وَخَصَّهَا مِنْهُ بِطُهْرٍ طَاهِرٍ

جلو میں اوسکے ہم اس دم ہیں حاضر ۔ جو عالی مرتبہ ہے پاک طاہر

اُم المومنین حضرت حفصہ یہہ اشعار پڑہتی تھیں

فَاطِمَۃُ خَیْرُ نِسَاءِ الْبَشَرِ ۔ وَمَنْ لَّهَا وَجْهٌ کَوَجْهِ الْقَمَرِ ۔ فَضَّلَکِ اللّٰهُ عَلٰی ذِی الْوَرٰی

جناب فاطمہ خیر النسا ہے ۔ قمر کی طرح چہرہ پُر ضیا ہے ۔ فضیلت سب پہ خالق نے عطا کی

بِفَضْلِ مَنْ خَصَّ بِآیِ الزُّبُرِ ۔ زَوَّجَکِ اللّٰهُ فَتًی فَاضِلًا ۔ اَعْنِیْ عَلِیًّا خَیْرَ مَنْ فِی الْحَضَرِ

کہ دختر ہے تو فخر انبیا کی ۔ دیا اللہ نے تجکو وہ شوہر ۔ جو موجودات عالم سے ہے بہتر

محمود وہ نبی ہیں جنکا مذکور ۳ کتبہای سماوی میں ہے مسطور۔

فَسِرْنَ جَارَاتِيْ بِهَا اَنَّهَا ہیں ساتھ اوس کے یہ کہلاتی ہے	كَرِيْمَةٌ بِنْتُ عَظِيْمِ الْخَطَرِ پدر کا جس کے سب سے دل بڑا ہے

معاذہ ام سعد بن معاذ یہ اشعار پڑھتی تھیں

اَقُوْلُ قَوْلًا فِيْهِ مَا فِيْهِ	وَاذْكُرُ الْخَيْرَ وَاُبْدِيْهِ	مُحَمَّدٌ خَيْرُ بَنِيْ اٰدَمِ
جو امر خیر خوبی سے بھرا ہے	وہی میرے سخن کی ابتدا ہے	محمد مصطفےٰ خیر البشر ہیں
مَا فِيْهِ مِنْ كِبْرٍ وَمِنْ تِيْهِ	بِفَضْلِهٖ عَرَّفَنَا رُشْدَنَا	فَاللهُ بِالْخَيْرِ يُجَازِيْهِ
بلا شک وہ بری از کبر و شہرت ہے	ہدایت کی کیا ایمان سے آگاہ	جزائے خیر دے احمد کو اللہ
وَنَحْنُ مَعَ بِنْتِ نَبِيِّ الْهُدٰى	ذُوْ شَرَفٍ قَدْ مُكِّنَتْ فِيْهِ	فِيْ ذِرْوَةٍ شَامِخَةٍ اَصْلُهَا
جلو میں اوس کے ہم لوگوں کی صف ہے	شرف جس میں ہے اعلیٰ جو ذی شرف ہے	بلندی پہ ہے ایسی اصل زہرا
	فَمَا اَرٰى شَيْئًا يُدَانِيْهِ نہیں حاصل کسی کو قرب جس کا	

اس شان و شوکت سے شہنشاہ انبیاء کی بیٹی حضرت فاطمہ زہرا صدیقہ طاہرہ سیدۃ النساء دلھن بنی ہوئی اپنے شوہر سلطان الاولیا اسد اللہ الغالب امیر المومنین علی ابن ابی طالب کے بیت الشرف کو روانہ ہوئیں اور جب گھر میں رونق افروز ہوئیں تو دونوں دولہا دلھن جناب رسالتمآب کے انتظار میں خاموش بیٹھے شرم سے زمین کی طرف دیکھتے رہے تھوڑی دیر میں حضرت خاتم الانبیا تشریف لائے اور جناب سیدہ سے فرمایا کہ تھوڑا پانی لاؤ وہ اوٹھ کر پیالہ میں پانی لائیں رسول اللہ نے ایک گھونٹ پانی مُنہ میں لے کر اوس پیالہ میں کلی کی اور چلو میں وہ پانی لے کر جناب صدیقہ کے سر و سینہ پر اور حضرت امیر کے سر و پشت پر چھڑکا اور درگاہ رب العزت میں دعا کی خداوندا۔ یہہ میری قرۃ العین فاطمہ تیری کنیز مجھ کو دنیا میں سب سے زیادہ محبوب ہے اور اسی طرح میرا قوت بازو علی ابن ابی طالب تیرا بندہ مجھ کو سب سے زیادہ عزیز ہے تو ان دونوں کو برکت کرامت فرما۔ میں ان دونوں سے ہوں اور یہہ دونو مجھ سے ہیں بارالہا جس طرح تو نے مجھے نجاست و پلیدی سے پاک و طاہر کیا ہے اوسی طرح ان دونوں کو پاک و پاکیزہ کر اور اُن کی نسل میں برکت و طہارت عطا فرما (سنن ابو داؤد) جو شخص ان کی رعایت کرے اور اُن سے صلح و دوستی عمل میں لائے میں اوس سے خوش اور راضی ہوں اور جو شخص اُن کو ناراض کرے اور اُن سے لڑے اور عداوت رکھے اوس سے میں

ناخوش وبیزار ہوں۔ خداوندا تو اون کے دوستوں پر رحم اور اون کے دشمنوں پر غضب نازل فرما۔ (ینابیع المودۃ
وسیلۃ النجات وغیرہ) دعائیں دے کر جناب رسالتمآب رخصت ہوئے اور اپنے دولتسرا کو تشریف لے گئے۔
دوسرے دن حضور سرور عالم جناب معصومہ کے یہاں گئے اور اپنے ساتھ ایک کاسہ دودھ کا بھی لیتے
گئے اور وہ دودھ جناب امیر اور جناب سیدہ کو نوش کرایا۔ اس کے بعد تین دن تک حضور پُر نور
اُن کے گھر پر تشریف نہیں لے گئے چوتھے روز قصد فرمایا دروازہ پر سلمی بنت عمیس کو آپنے دیکھا
اور پوچھا کہ اے سلمی تم یہاں کیوں ہو سلمی نے عرض کی کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یا رسول اللہ
حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ کی بیماری کے زمانہ میں ایک روز میں اون کی خدمت میں حاضر
تھی کہ میں نے اون کو روتے دیکھا میں نے کہا کہ بیبی! آپ بہترین زنان عالم اور زوجہ پیغمبر آخر الزمان
ہیں اور خدا آپ کو اپنے رسول کی معرفت جنت کی بشارت دے چکا ہے آپ روتی کیوں ہیں۔ اوس
وقت اون معظمہ نے کہا کہ اے سلمی میں اس بات پر روتی ہوں کہ فاطمہ ابھی بہت کم سن ہے۔ اور
جب اس کی شادی ہوگی اوس وقت میں نہوں گی زفاف میں عورتوں کو ایسی ضرورتیں لاحق ہوتی
ہیں کہ اون کا سرانجام عورتوں ہی سے ہوسکتا ہے مجھے اندیشہ ہے کہ میرے نور دیدہ کو ایسے وقت
کوئی لائق عورت خدمتگزاری کے لئے نہ ملے اور اس کو زحمت وتکلیف ہو۔ یہہ سُن کر میں نے اُم المومنین
سے وعدہ کیا تھا کہ اگر میں اوس وقت تک زندہ رہی تو اس خدمت کو انجام دونگی چنانچہ اپنے اوس
عہد اور سیدہ کے حوائج پورا کرنے کے لئے یہاں حاضر ہوں۔ حضور نے سلمی کے حق میں دعا
فرمائی کہ خدا تیرے حوائج دینی ودنیوی بر لائے۔ اس کے بعد اندر تشریف لے گئے۔ اور تھوڑا
پانی لے کر اوس پر قرآن کی آیتیں دم کیں اور حضرت امیرؑ اور جناب سیدہ کو وہ پانی پلایا اور
دعا کی خداوندا! اُن سے نجاست وپلیدی کو دور رکھ اور اُن کو ہر قسم کے رجس سے پاک وطاہر
فرما۔ اس کے بعد شاہ مردان باہر چلے گئے۔ سید المرسلین سے جناب صدیقہ نے عرض کی کہ میں نے
شب کو دیکھا کہ زمین میرے ابن عم علی مرتضےٰ سے باتیں کر رہی تھی اس واقعہ سے مجھہ پر خوف
طاری ہے۔ پیغمبر خدا نے یہہ سنکر سجدہ شکر ادا کیا اور کہا کہ اے فرزند یہہ بڑے شکر اور خوشی کا مقام
ہے کہ خداوند کریم نے تمہارے شوہر کو یہہ مرتبہ عظیم کرامت فرمایا ہے کہ زمین کو حکم دیا ہے کہ جو واقعات
اوس پر گذریں وہ اون کو علی ابن ابی طالب سے بیان کیا کرے چنانچہ وہ سب واقعات گذشتہ اون
سے بیان کیا کرتی ہے (شواہد النبوۃ ملا جامی) یہہ سن کر خاتونِ جنت خوش ہوگئیں اور کہنے لگیں
کہ علی ابن ابی طالب سے بہتر شوہر نہیں ہوسکتا لیکن قریش کی عورتیں کہتی ہیں کہ پیغمبر نے اپنی

بیٹی ایک غریب مفلس کو بیاہ دی حضور سرور عالم نے فرمایا کہ وہ جاہل اور حقیقت حال سے ناواقف ہیں مسلے نورِ چشم میرا اور علیؑ کا شمار فقرا میں نہیں ہو سکتا زمین نے اپنے تمام دفینے اور خزانے میرے سامنے پیش کئے لیکن میں نے اون کو قبول نہیں کیا تمہارا شوہر اسلام میں سب سے زیادہ رتبہ رکھتا ہے اوس سے بڑھ کر کوئی عالم ہے اور نہ زاہد اللہ جلشانہ نے اپنی مخلوقات میں سے جن دو شخصوں کو سب سے زیادہ پسند فرمایا اون میں سے ایک تمہارا باپ یعنے میں ہوں اور دوسرا تمہارا شوہر علیؑ ابن ابی طالبؑ ہے (ینابیع المودۃ) خبردار اپنے شوہر کی اطاعت و فرمانبرداری میں کوتاہی نہ کرنا۔ اس کے بعد امیر المومنین کو بلا کر فرمایا کہ اے علیؑ! فاطمہؑ میری پارہ جگر ہے جس بات سے اس کو رنج و اذیت پہونچتی ہے اوس سے مجھ کو رنج واذیت ہوتی ہے اور جو امر اس کی خوشی کا باعث ہوتا ہے اوس سے میں بھی خوش ہوتا ہوں (ینابیع المودۃ) اے علیؑ خدا نے تمہارا نکاح فاطمہؑ سے آسمان پر کیا۔ اور زمین کو اوس کے مہر میں دیا پس جو شخص تم سے بغض و کینہ رکھے اوس کو زمین پر چلنا حرام ہے (ینابیع المودۃ) ایک روز جناب سیدہ نے پیغمبر خدا سے کہا کہ اور آدمیوں کی بیٹیوں کا مہر درم و دینار ہوتا ہے اور آپ کی بیٹی کا بھی مہر بظاہر اوسی جنس کا ہے پس فرق کیا ہوا آپ خدا سے دعا کیجئے کہ وہ اپنے فضل و کرم سے میرا مہر امت عاصی کی شفاعت قرار دے۔ حضور سرور عالم نے خدا کی درگاہ میں دست دعا بلند کیا فوراً جبرائیلؑ نازل ہوئے اور قطعہ حریر کا لائے جس پر لکھا ہوا تھا کہ حق تعالےٰ نے اے فاطمہؑ تیرا مہر تیرے باپ کی امت عاصی کی شفاعت مقرر فرمایا۔ جناب سرور عالم نے وہ رقعہ حضرت فاطمہؑ زہرا کو دے دیا آپ نے اوس کو لے کر سجدۂ شکر کیا اور بہت حفاظت سے اوس کو اپنے پاس رکھا یہاں تک کہ رحلت کے وقت وصیت فرمائی کہ اس رقعہ کو میری قبر میں رکھدینا تاکہ اوس کو لے کر قیامت کے دن اوٹھوں اور اوس کو حجت قرار دے کر اپنے والد کے گنہگار امتیوں کی شفاعت کروں (معارج النبوۃ)

سید علیؑ ہمدانی کتاب مودۃ القربیٰ میں تحریر فرماتے ہیں۔ اخرج ابوبکر الخوارزمی فی کتاب المناقب عن موسی بن علی القرشی عن قنبر بن احمد عن بلال بن حمام رضی اللہ عنہ قال طلع علینا رسول اللہ ذات یوم متبسما ضاحکا و وجہہ کدائرۃ القمر لیلۃ البدر فقام الیہ عبدالرحمن بن عوف فقال یا رسول اللہ ما ھذا النور الذی رأینا فی وجھک المکرم قال بشارۃ اتتنی من ربی فی اخی وابن عمی وبنتی بان اللہ تبارک و تعالیٰ زوج علیا بفاطمۃ وامر رضوان خازن الجنان بھز شجرۃ طوبیٰ فھزھا فحملت رقاقا یعنی صکاکا بعدد محبی اھل البیت والنساء

اللہ تحتہا ملائکۃ خلقہا من النور و اصاب لکل ملک صک فاذا قامت القیامۃ نادت الملائکۃ فی الخلائق فلا یبقی محب لاھلبیتی لا دفعت الیہ الملائکۃ صکا فیہ فکاکہ من النار فصار ابن عمی و ابنتی سبب فکاک رقاب الرجال و النساء من امتی من النار۔

یعنے ابو بکر خوارزمی نے (کہ یہہ بھی علمائے کرام اہلسنت میں سے ہیں) اپنی کتاب مناقب میں یہ حدیث نقل کی ہے موسیٰ بن علی قرشی سے اور اونھوں نے اوس کو لیا ہے قنبر بن احمد سے اور اونھوں نے اوس کو بلال بن حمام سے روائیت کیا ہے۔ بلال کہتے ہیں کہ ایک روز پیغمبر خدا نہائیت شادان و فرحان مسکراتے ہوئے ہمارے سامنے مثل بدر منیر کے آئے تو عبدالرحمن بن عوف نے کھڑے ہو کر پوچھا۔ کہ یارسول اللہ آپ کے چہرہ منور پر یہہ کیسا نور ہے جو ہم دیکھ رہے ہیں آنحضرت نے فرمایا کہ یہہ نور اوس مسرت خیز بشارت کی وجہ سے ہے جو اللہ عزوجل کی طرف سے میرے بھائی اور ابن عم اور میری بیٹی کے حق میں آئی ہے اور وہ بشارت یہہ ہے کہ جب خداوند کریم نے علیؑ اور فاطمہؑ کی تزویج کی تو رضوان خازن جنت کو درخت طوبےٰ کے آراستہ کرنے کا حکم دیا اور اوس کو اوس نے ہلایا۔ تو اوس میں سے ٹکڑے یعنے (لکھے ہوئے) پرچے بشمار محبان اہل بیت ظاہر ہوئے اور اوس درخت کے نیچے اللہ تعالےٰ نے نور سے فرشتے پیدا کئے اور ھر فرشتے کو ایک ایک پرچہ عنائیت کیا جب قیامت برپا ہوگی تو ملائکہ تمام مخلوق کو پکاریں گے اور محبان اہلبیت میں سے کوئی محب ایسا باقی نہ رہیگا کہ اوس کو وہ پرچہ جس میں دوزخ سے آزادی لکھی ہوگی نہ ملے۔ پس میرے ابن عم علیؑ ابن ابی طالب اور میری دختر فاطمہؑ زہرا میری اُمت کے مردوں اور عورتوں کی نجات کا باعث ہوئے۔ (شیخ الاسلام قسطنطنیہ سلیمان الحنفی نے بھی اس حدیث کو کتاب ینابیع المودۃ میں نقل کیا ہے)

کام کی تقسیم و تسبیح فاطمہؑ جناب رسالتمآب نے کام کی تقسیم اس طرح کر دی تھی کہ گھر کے اندر کے کام جناب سیدہ اور باہر کے کام امیر المومنین کیا کریں ایک روز حضرت علیؑ نے جناب سیدہ سے کہا کہ میں نے آج اس قدر آب کشی کی ہے کہ میرا سینہ درد کر رہا ہے جناب معصومہ نے کہا کہ چکی پیستے پیستے میرے بھی ہاتھ میں چھالے پڑ گئے ہیں حضرت علیؑ نے کہا کہ تمہارے پدر بزرگوار کے پاس جہاد سے لونڈی غلام آئے ہیں جا کر ایک خدمتگذار مانگ لاؤ پس جناب صدیقہ امیر المومنینؑ کے استصواب سے حضور سید الانبیاء کے گھر اس غرض سے تشریف لائیں کہ ایک لونڈی طلب کریں لیکن اوس وقت آنحضرت گھر میں نہ تھے سیدہ اپنے آنے کی وجہ اُم المومنین عائشہ سے کہہ کر واپس چلی گئیں۔ شام کو جب حضور سرور عالم

گھر میں تشریف لائے تو ام المومنین نے جناب صدیقہ کے آنے اور لونڈیوں کی خواہش کرنے کا ذکر آپ سے کیا حضور پُرنور اوسی وقت سیدہ کے گھر تشریف لائے اور فرمایا کہ اے قرۃ العین تم کنیز طلب کرنے کی غرض سے میرے گھر آئی تھیں۔ سیدہ نے ابھی جواب دیا تھا کہ امیر المومنینؑ نے کہا یا رسول اللہ گھر کے کام میں فاطمہؑ کو بہت محنت پڑتی ہے اس لئے میں نے ان کو آپ کی خدمت میں ایک کنیز مانگنے کے لئے بھیجا تھا حضرت ختمی مرتبت نے فرمایا کہ میں کنیز تو نہیں دے سکتا کیونکہ بہت سے مسلمان ایسے ہیں جو بوجہ عسرت بھوکوں مرتے ہیں ان بردوں کو فروخت کر کے جو قیمت آئیگی وہ مساکین کو دوں گا۔ البتہ اگر تم چاہو تو میں تم کو ایک ایسی چیز تعلیم کرون جو خادمہ سے ہزار درجہ بہتر ہے اور جسکی وجہ سے خدا تم کو ہزار نیکیوں کا ثواب کرامت فرمائے اور دین و دنیا کے کاموں میں تمہاری مدد کرے۔ حضرت امیرؑ اور سیدہ دونوں نے ایک زبان عرض کیا ہاں یا رسول اللہ بتلائیے۔ سرور عالم نے فرمایا کہ ہر روز صبح کو بقول صاحب ناسخ التواریخ اور شام کو سوتے وقت بقول صاحب روضۃ الصفا ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر اور ۳۳ مرتبہ الحمدللہ اور ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ پڑھا کرو۔ اس کے بعد حضرت امیر المومنین اور جناب سیدۃ النساء العالمین نے ان کلمات کا ہمیشہ ورد رکھا اور زندگی بھر کبھی ترک نہیں کیا۔ (۱)

روائیت ایک مرتبہ ایک یہودی نے حضرت علیؑ مرتضٰے سے بطور طنز کے کہا کہ آپ معدن علم و فضل اور شجاع ترین عرب ہیں آپنے ایک غریب کی لڑکی سے نکاح کرنا کیونکر گوارہ کیا اگر آپ میری لڑکی سے نکاح کرتے تو میں اتنا جہیز دیتا کہ میرے گھر سے آپکے گھر تک مال و اسباب سے لدے ہوئے اونٹوں کا سلسلہ بند ہجاتا۔ آپنے جواب دیا کہ ہماری نظر مال دنیا پر نہیں رہتی ہم اعمال صالحہ اور رضائے باری تعالٰے پر نظر رکھتے ہیں۔

مختلف حالات ایک مرتبہ حضور سرور عالم اپنی قرۃ العین فاطمہ زہرا کے گھر تشریف لائے۔ اثناء کلام میں جناب صدیقہ نے کہا کہ علیؑ گھر میں کھانے پینے کی چیز نہیں رہنے دیتے جہاں کچھ ہوا غریبوں اور فقیروں کو دے دیتے ہیں۔ پیغمبر خدا نے خیال کیا کہ شاید فاطمہؑ کو علیؑ کی شکائیت منظور ہے پس آپنے فرمایا اے فاطمہؑ! کیا علی ابن ابی طالب کا یہہ فعل تمکو ناگوار معلوم ہوتا ہے اور تم کو اون کے فعل پر غصہ آتا ہے یاد رکھو کہ علیؑ کا غصہ میرا غصہ ہے اور میرا غصہ خدا کا غصہ ہے جناب صدیقہ یہہ سنکر سہم گئیں اور کہنے لگیں کہ میں خدا اور اوس کے رسولؐ کے غصہ سے پناہ مانگتی ہوں خدا اوس بات سے بچائے جس سے خدا اور رسولؐ غضبناک ہوں۔

(۱) یہہ کلمات شیعہ مسلمانوں میں تسبیح فاطمہؑ کے نام سے مشہور ہیں اور عموماً شیعہ ان کلمات مبارکہ کو ہر نماز کے بعد پڑھا کرتے ہیں۔ المولف

ایک روز جناب پیغمبر خدا حضرت خاتون جنت کے گھر تشریف لائے تو حریر کا پردہ دیکھا آپ نے اس کو لے کر فقراء کو دے دیا۔ سیدہ نے کہا بابا جان! ریشمی لباس تو آپ نے اپنی امت کی عورتوں پر جائز بتلایا ہے حضور نے جواب دیا ہاں نساء امت کیواسطے بیشک حلال ہے لیکن تمہارے واسطے مناسب نہیں ہے کیونکہ جو فضل و کمال تمکو حاصل ہے اوسکے واسطے خداوند کریم نے آخرۃ میں تمہارے لئے سب چیزیں مہیا رکھی ہیں دنیا اور لذات دنیا سے بہرہ مند ہونا ہمارے لئے مناسب نہیں ہے (وسیلۃ النجات) امیر المومنین کو اون کے بڑے بھائی جعفر ابن ابی طالب نے ایک کنیز بطور ہدیہ کے دی تھی اور وہ جناب معصومہ کی خدمت اور ملازمت میں رہا کرتی تھی ایکروز سیدہ نے دیکھا کہ حضرت علی مرتضیٰ اوسکی گود میں سر رکھے ہوئے آرام کر رہے ہیں جناب نے گھبرا کے کہا اے ابن عم کیا آپکو اس کنیز کیطرف رغبت ہے آپنے فرمایا نہیں اے فاطمہ۔ سیدہ نے عرض کیا کہ میں باباجان کے پاس جانا چاہتی ہوں اگر آپ کی اجازت ہو تو جاؤں۔ حضرت امیر نے کہا کہ مضائقہ نہیں جاؤ۔ ہو آؤ۔ اجازت پاکر آپ پیغمبر خدا کے گھر کو روانہ ہوئیں ادھر جبرئیل نازل ہوئے اور کہا یا رسول اللہ خداوند تعالیٰ بعد سلام فرماتا ہے کہ فاطمہ علی کی نسبت کچھ کہنے آتی ہیں آپ اون کی شکایت قبول نہ کیجئےگا۔ یہہ کہہ کر جبرئیل رخصت ہوئے اور جناب سیدہ پہونچیں رسولخدا نے فرمایا اے فاطمہ تم علی کی شکایت کرنے آئی ہو واپس جاؤ اور علی سے عرض کرو کہ میں نے آپ کی رضا کو اختیار کیا جو آپ کی مرضی ہو اوسپر میں راضی ہوں خاتون جنت نے پیغمبر خدا کے حکم کی تعمیل کی اور مکان کو واپس آکر حضرت امیر سے عرض کیا کہ اے علی آپکے رضا پر میں راضی ہوں۔ امیر المومنین نے کہا اے فاطمہ تم میرے حبیب رسول اللہ کے پاس میری شکایت لے کر گئی تھیں واللہ پیغمبر خدا کی گرانی طبع مجھ کو سخت ناگوار ہے میں نے اس کنیز کو راہ خدا میں آزاد کیا اور چار سو درم جو مجھ کو ملے ہیں وہ میں نے مسکینوں کو دئے۔ یہہ کہہ کر اوس لونڈی کو آزاد اور درموں کو خیرات کر دیا اور پیغمبر خدا کے پاس روانہ ہوئے اودہر پھر جبرائیل نازل ہوئے اور کہا کہ خدا بعد درود وسلام فرماتا ہے کہ علی سے کہو کہ میں نے اس کے صلہ میں کہ اونھوں نے فاطمہ کی خوشی کے لئے کنیز کو آزاد کر دیا اور چار سو درم خیرات کئے بہشت و دوزخ اون کو عطا کیا جس کو وہ چاہیں بہشت میں داخل کریں اور جس کو چاہیں جہنم سے نجات دیں۔ (ناسخ التواریخ)

ایک مرتبہ حضور سرور عالم جناب معصومہ کے گھر تشریف لائے اوس وقت وہ تنور میں روٹی پکا رہی تھیں اور آگ کی گرمی سے پسینہ جاری تھا اور جسم نازنین کو تکلیف پہونچ رہی تھی۔ فرط محبت سے پیغمبر خدا بھی روٹی پکانے میں اون کے شریک ہو گئے لیکن جو روٹی حضور پرنور پکاتے تھے۔ وہ تنور سے کبھی نکلتی تھی اور جناب معصومہ کے ہاتھ کی روٹی ٹپک جاتی تھی۔ سیدہ کو بہت تعجب ہوا

کہ اس کا کیا سبب ہے۔ حضور نے فرمایا کہ یہہ میرا معجزہ ہے کہ جو چیز میرے ہاتھ سے چھو جائگی اوس پر آگ اثر نکرے گی (معارج النبوۃ) جب پیغمبر خدا حضرت فاطمۂ زہرا کو چکی پیستے یا کھانا پکاتے یا گھر کے اور کاموں میں محنت و مشقت کرتے دیکھتے تھے تو فرماتے تھے اے نور دیدہ! دنیا کی تلخی اور تکلیف و اٹھانے میں دریغ نہ کرو کیونکہ اس کا اجر جو آخرت میں ملنے والا ہے وہ بہت شیرین اور آرام بخش ہے۔ آل محمدؐ کو دنیا سے کیا مطلب وہ آخرت کے واسطے خلق ہوئے ہیں اور دنیا اون کے غیر کے واسطے خلق ہوئی ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ میری اہلبیتؑ دنیا کی چند روزہ نعمتوں سے لذت حاصل کریں۔

ایک روز حضور سرور کائنات نے دیکھا کہ سیدہ عالمیان پشمینہ کا بہت موٹا لباس پہنے ہوئے ہیں حضور اوس لباس کو دیکھکر آبدیدہ ہوئے اور فرمایا اے نور چشم مشقت اور تنگی دنیا پر صبر کرتا کہ خداوند کریم فردائے قیامت تجھ کو نعمہائے بہشتی عطا فرمائے۔

ولادت حضرت امام حسنؑ

سنہ ہجری میں ماہ مبارک رمضان کی پندرھویں تاریخ کو حضرت خاتون جنت فاطمہ زہرا صلے اللہ علیہا کے یہاں بیٹا پیدا ہوا۔ یہی وہ فرزند ہے جس کا خلق زمانہ میں خلق حسنی کے نام سے مشہور ہے اسماء بنت عمیس کہتے ہیں کہ حسن ابن علیؑ پیدا ہوئے تو پیغمبر خدا تشریف لائے میں نے زرد کپڑے میں بچے کو لپیٹ کر آنحضرت کی گود میں دیا حضور پر نور نے وہ زرد کپڑا علحدہ کر دیا اور فرمایا کہ سفید کپڑا اوڑھاؤ۔ پس میں نے سفید کپڑا اوس فرزند کو اوڑھا کر حضور کی گود میں دیا آپنے اوس کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی اوس کے بعد فرمایا کہ جبرئیلؑ میرے پاس آئے تھے۔ اونھوں نے مجھ سے کہا کہ خدا بعد سلام و تہنیت کے فرماتا ہے کہ علیؑ کو تم سے وہی نسبت ہے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے تھی اس لئے تمہارے اس فرزند کا نام شبر قرار دیا ہے جو حضرت ہارون کے بیٹے کا نام تھا پس اس فرزند کا نام شبر اور زبان عربی میں حسنؑ ہے (ینابیع المودۃ سلیمان الحنفی) حضرت امام حسنؑ سر مبارک سے سینہ اقدس تک جناب رسالتمآب سے بہت مشابہ تھے اور اخلاق میں تو بالکل پیغمبر خدا کے نمونہ تھے۔

بچپن میں ایک مرتبہ آپ جناب پیغمبر خدا کی پشت مبارک پر سوار تھے ایک صحابی نے کہا کہ اے شہزادے کیا خوب تمہاری سواری ہے رسول اللہ نے کہا کہ سوار کیا اچھا ہے (اخرجہ ترمذی البغوی)

۱؎ صاحب ذبح عظیم علامہ ابن سعد کی طبقات کبرے کے حوالہ سے لکھتے ہیں عن عمران ابن سلیمان قال قال رسول اللہ الحسنؑ والحسینؑ اسمان من اسماء اھل الجنۃ ما سمیت العرب بھما فی الجاھلیۃ یعنے عمران ابن سلیمان نے بیان کیا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ حسنؑ اور حسینؑ کے نام اہل جنت کے ناموں میں سے ہیں اور عرب میں قبل اسلام یہہ نام کسی نے نہیں رکھے۔ ۱۲ المولف

امیر المومنین علی ابن ابی طالب کے بعد حضرت حسن ع مسلمانوں کے امام و ہادی ہیں اور آئمۂ معصومین علیہم السلام میں آپ دوسرے امام ہیں۔ ۵۰ھ ہجری میں معاویہ ابن ابوسفیان حاکم شام نے دغا سے آنحضرت کو زہر دلوایا اور اوس کے اثر سے آپ شہید ہوئے حضرت امام حسین ع نے آپ کی وصیت کے موافق پیغمبر خدا کے پاس دفن کرنا چاہا لیکن اوس وقت کے عام مسلمانوں نے یہہ گوارہ نہ کیا کہ نانا اور نواسہ ایک جگہ آرام فرمائیں چنانچہ جب جنازہ روضۂ پیغمبر کی طرف لایا گیا تو مخالفین نے اوس کو تیروں کا نشانہ بنایا جناب امام حسین ع نے ناچار گورستان جنتہ البقیع میں لاکر اوس کو دفن کیا۔ (روضتہ الصفا وغیرہ) جناب رسالتمآب نے فرمایا ہے من احبنی فلیحب حسنا فلیبلغ الشاہد الغائب یعنے جو شخص مجھ سے محبت رکھتا ہو اوس کو لازم ہے کہ حسن ابن علی ع سے بھی محبت رکھے جو شخص حاضر ہے اوس کو چاہئے کہ میرا یہہ حکم اوس شخص کو پہونچا دے جو غائب ہے اور اس وقت حاضر نہیں ہے (ینابیع المودۃ)

غزوہ اُحد ۳ھ ہجری میں ابوسفیان پانچہزار مشرکین کی فوج لے کر نہایت تزک و احتشام سے جناب رسالتمآب سے جنگ کرنے مکہ سے چلا اور کوہ اُحد کے قریب پہونچکر جو مدینہ منورہ سے تھوڑے فاصلہ پر ہے اوس نے اپنا لشکر ڈالدیا۔ جناب سرور کائنات یہہ خبر سن کر ایک ہزار کی جمعیت لیکر مدینہ سے باہر نکلے لیکن اوس میں سے تین سو آدمی جو منافق تھے علیحدہ ہوگئے اور قریب سات سو کے مسلمان حضور سرور عالم کے ہمرکاب مشرکین کے مقابلہ میں پہونچے دوسرے دن شوال کی گیارہویں تاریخ کو جانبین سے لشکر کی آراستگی ہوکر جنگ شروع ہوئی اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب اور حضرت حمزہ بن عبد المطلب کے شیرانہ حملوں سے کفار پسپا ہوئے اور میدان جنگ چھوڑ چھوڑ کر بھاگنے لگے قریب تھا کہ مسلمانوں کی پوری فتح ہوجائے لیکن جن تیراندازوں کا رسالہ پیغمبر خدا نے کوہ اُحد کے درہ پر متعین کیا تھا تاکہ اودھر سے کفار حملہ نہ کرسکیں اونھوں نے جو کفار کو بھاگتے اور مسلمانوں کو اون کا تعاقب کرتے دیکھا تو غلطی سے سمجھے کہ مسلمانوں کی بالکل فتح ہوگئی۔ یہہ سمجھ کر غنیمت کی لالچ میں درہ چھوڑ کر وہ بھی کافروں کے پیچھے دوڑے اون کے افسر عبد اللہ ابن جبیر نے ہر چند اون کو روکا لیکن وہ نہ تھمے خالد بن ولید کافروں کی فوج کا ایک دستہ لئے درہ کے اوسطرف تھا اوس نے خالی موقع کو غنیمت سمجھا اور یکبارگی درہ کی طرف سے مسلمانوں پر حملہ کردیا۔ اہل اسلام پر دفعتًا جو یہہ حملہ پیچھے سے ہوا۔ تو گھبرا گئے اور پریشان ہوکر جدہر منہہ اوٹھا بھاگ نکلے۔ رسول اللہ ہر چند اون کو اور بعضوں کو تو نام لے لے کر پکارتے رہے مگر اون پر کچھ ایسی بدحواسی چھاگئی تھی کہ کسی نے مڑکر بھی نہ دیکھا اور اپنی جان

کہ اس کا کیا سبب ہے۔ حضور نے فرمایا کہ یہہ میرا معجزہ ہے کہ جو چیز میرے ہاتھ سے چھو جائیگی اوس پر آگ اثر نہ کرے گی (معارج النبوۃ) جب پیغمبر خدا حضرت فاطمۂ زہرا کو چکی پیستے یا کھانا پکاتے یا گھر کے اور کاموں میں محنت و مشقت کرتے دیکھتے تھے تو فرماتے تھے اے نور دیدہ! دنیا کی تلخی اور تکلیف و سختی اٹھانے میں دریغ نہ کرو کیونکہ اس کا اجر جو آخرت میں ملنے والا ہے وہ بہت شیرین اور آرام بخش ہے۔ آل محمدؐ کو دنیا سے کیا مطلب وہ آخرت کے واسطے خلق ہوئے ہیں اور دنیا اون کے غیر کے واسطے خلق ہوئی ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ میری اہلبیتؑ دنیا کی چند روزہ نعمتوں سے لذت حاصل کریں۔

ایک روز حضور سرور کائنات نے دیکھا کہ سیدہ عالمیان پشمینہ کا بہت موٹا لباس پہنے ہوئے ہیں حضور اوس لباس کو دیکھکر آبدیدہ ہوئے اور فرمایا اے نور چشم مشقت اور تنگی دنیا پر صبر کرتا کہ خداوند کریم فردائے قیامت تجھ کو نعمتہائے بہشتی عطا فرمائے۔

ولادت حضرت امام حسنؑ

سنہ ہجری میں ماہ مبارک رمضان کی پندرھویں تاریخ کو حضرت خاتون جنت فاطمہ زہرا صلے اللہ علیہا کے یہاں بیٹا پیدا ہوا۔ یہی وہ فرزند ہے جس کا خلق زمانہ میں خلق حسنی کے نام سے مشہور ہے اسماء بنت عمیس کہتے ہیں کہ حسن ابن علیؑ پیدا ہوئے تو پیغمبر خدا تشریف لائے میں نے زرد کپڑے میں بچے کو لپیٹ کر آنحضرت کی گود میں دیا حضور پرنور نے وہ زرد کپڑا علحدہ کر دیا اور فرمایا کہ سفید کپڑا اوڑھاؤ۔ پس میں نے سفید کپڑا اوس فرزند کو اوڑھا کر حضور کی گود میں دیا آپنے اوس کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی اوس کے بعد فرمایا کہ جبرئیلؑ میرے پاس آئے تھے۔ اونھوں نے مجھ سے کہا کہ خدا بعد سلام و تہنیت کے فرماتا ہے کہ علیؑ کو تم سے وہی نسبت ہے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے تھی اس لئے تمہارے اس فرزند کا نام شبر قرار دیا ہے جو حضرت ہارون کے بیٹے کا نام تھا پس اس فرزند کا نام شبر اور زبان عربی میں حسنؑ ہے (ینابیع المودۃ سلیمان الحنفی) حضرت امام حسنؑ سر مبارک سے سینہ اقدس تک جناب رسالتمآب سے بہت مشابہ تھے اور اخلاق میں تو بالکل پیغمبر خدا کے نمونہ تھے۔

(۱) بچپن میں ایک مرتبہ آپ جناب پیغمبر خدا کی پشت مبارک پر سوار تھے ایک صحابی نے کہا کہ اے شہزادے کیا خوب تمہاری سواری ہے رسول اللہ نے کہا کہ سوار کیسا اچھا ہے (اخرجہ ترمذی البغوی)

لہ صاحب ذبح عظیم علامہ ابن سعد کی طبقات کبرے کے حوالہ سے لکھتے ہیں عن عمران ابن سلیمان قال قال رسول اللہ الحسن والحسین اسمان من اسماء اھل الجنۃ ماسمیت العرب بھما فی الجاھلیۃ یعنے عمران ابن سلیمان نے بیان کیا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ حسنؑ اور حسینؑ کے نام اہل جنت کے ناموں میں سے ہیں اور عرب میں قبل اسلام یہہ نام کسی نے نہیں رکھے۔ ۱۲ المولف

امیر المومنین علی ابن ابی طالب کے بعد حضرت حسنؑ مسلمانوں کے امام و ہادی ہیں اور آئمہ معصومین علیہم السلام میں آپ دوسرے امام ہیں۔ ۵۰ھ ہجری میں معاویہ ابن ابو سفیان حاکم شام نے دغا سے آنحضرت کو زہر دلوایا اور اوس کے اثر سے آپ شہید ہوئے حضرت امام حسینؑ نے آپ کی وصیت کے موافق پیغمبر خدا کے پاس دفن کرنا چاہا لیکن اوس وقت کے عام مسلمانوں نے یہہ گوارہ نہ کیا کہ نانا اور نواسہ ایک جگہ آرام فرمائیں چنانچہ جب جنازہ روضۂ پیغمبر کی طرف لایا گیا تو مخالفین نے اوس کو تیروں کا نشانہ بنایا جناب امام حسینؑ نے ناچار گورستان جنتہ البقیع میں لاکر اوس کو دفن کیا۔ (روضتہ الصفا وغیرہ) جناب رسالتمآب نے فرمایا ہے من احبنی فلیحب حسنا فلیبلغ الشاهد الغائب یعنے جو شخص مجھ سے محبت رکھتا ہو اوس کو لازم ہے کہ حسنؑ ابن علیؑ سے بھی محبت رکھے جو شخص حاضر ہے اوس کو چاہئے کہ میرا یہہ حکم اوس شخص کو پہونچادے جو غائب ہے اور اس وقت حاضر نہیں ہے (ینابیع المودة)

غزوہ اُحد ۳ھ ہجری میں ابو سفیان پانچہزار مشرکین کی فوج لے کر نہایت تزک و احتشام سے جناب رسالتمآب سے جنگ کرنے مکہ سے چلا اور کوہ اُحد کے قریب پہونچکر جو مدینہ منورہ سے تہوڑے فاصلہ پر ہے اوس نے اپنا لشکر ڈالدیا۔ جناب سرور کائنات یہہ خبر سُن کر ایک ہزار کی جمعیت لیکر مدینہ باہر نکلے لیکن اوس میں سے تین سو آدمی جو منافق تھے علیحدہ ہوگئے اور قریب سات سو کے مسلمان حضور سرور عالم کے ہمرکاب مشرکین کے مقابلہ میں پہونچے دوسرے دن شوال کی گیارہویں تاریخ کو جانبین سے لشکر کی آراستگی ہوکر جنگ شروع ہوئی اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب اور حضرت حمزہ بن عبد المطلب کے شیرانہ حملوں سے کفار پسپا ہوئے اور میدان جنگ چھوڑ چھوڑ کر بھاگنے لگے قریب تھا کہ مسلمانوں کی پوری فتح ہوجائے لیکن جن تیراندازوں کا رسالہ پیغمبر خدا نے کوہ اُحد کے درّہ پر متعین کیا تھا تاکہ اودھر سے کفار حملہ نہ کرسکیں اونھوں نے جو کفار کو بھاگتے اور مسلمانوں کو اون کا تعاقب کرتے دیکھا تو غلطی سے سمجھے کہ مسلمانوں کی بالکل فتح ہوگئی۔ یہہ سمجھ کر غنیمت کی لالچ میں درّہ چھوڑ کر وہ بھی کافروں کے پیچھے دوڑے اون کے افسر عبد اللہ بن جبیر نے ہرچند اون کو روکا لیکن وہ نہ [illegible] خالد بن ولید کافروں کی فوج کا ایک دستہ لئے درّہ کے اوسطرف تھا اوس نے خالی موقع کو غنیمت سمجھا اور یکبارگی درّہ کی طرف سے مسلمانوں پر حملہ کردیا۔ اہل اسلام پر دفعتاً جو یہہ حملہ پیچھے سے ہوا۔ تو گھبرا گئے اور پریشان ہوکر جدہر منہہ اوٹھا بھاگ نکلے ۔رسول اللہ ہرچند اون کو اور بعضوں کو تو نام لے لے کر پکارتے رہے مگر اون پر کچھہ ایسی بد حواسی چھاگئی تھی کہ کسی نے مڑکر بھی نہ دیکھا اور اپنی جان

لیکر بھاگنا ہی غنیمت سمجھا۔ اتنے میں پیغمبر خدا کے چچا حضرت حمزہ میدان جنگ میں شہید ہو گئے (۱) اور پیغمبر خدا زخمی ہو کر ایک گڑھے میں گر پڑے۔ ادھر کفار نے یہہ افواہ اوڑا دی کہ پیغمبر خدا قتل ہو گئے۔ یہہ خبر وحشت اثر سُن کر جو چند مسلمان ثابت قدم رہے بھی تھے وہ بھی بدحواس ہو کر بھاگ گئے اور اب بجز حضرت علیؑ اور ابودجانہ اور سہل بن حنیف کے کوئی مسلمان میدان میں نہیں رہ گیا۔ (روضۃ الصفا) جسوقت یہہ خبر اوڑی اوس وقت حضرت امیر میدان جنگ میں مصروف بہ کارزار تھے۔ یہہ خبر سنتے ہی دل میں خیال لایا کہ جب پیغمبر ہی نہ رہے تو ہماری زندگی کس کام کی۔ اس خیال سے آپ نہایت سختی کے ساتھ کافروں سے لڑتے اور مقتولین میں سرور کائنات کو دیکھتے ہوئے مشرکین کی صف میں گھُس گئے اور اوس کو توڑ کر اوس طرف پہونچے جہاں پیغمبر خدا زخمی کھڑے ہوئے تھے۔ شیر خدا علیؑ مرتضیٰ نے دوڑ کر قدموں کو بوسہ دیا اور آنکھوں سے لگایا۔ حضور نے فرمایا اے علیؑ مسلمان کہاں گئے۔

علیؑ۔ اونھوں نے نقض عہد کیا اور بھاگ گئے۔ پیغمبر۔ تم نے اپنے بھائیون کا ساتھ نہیں دیا۔

علیؑ۔ کیا ایمان لانے کے بعد پھر میں کافر ہو جاتا۔ میں تو آپ کا تابعدار ہوں اور آپ ہی کی پیروی کافی ہے۔ یہہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ہشام بن امیہ ایک دستہ فوج کا لے کر پیغمبر خدا پر حملہ آور ہوا شیر خدا نے بڑھ کر اوس کا کام تمام کر دیا اور اوس کے ہمراہی متفرق ہو گئے۔ پھر ایک دستہ فوج کا بشر ابن مالک کی ماتحتی میں حضور سرور عالم کی طرف بڑھا اسد اللہ الغالب نے اوس کا بھی خاتمہ کر دیا۔ کفار جناب پیغمبر خدا کے ساتھ صرف دو تین آدمیوں کو دیکھکر موقع کو غنیمت سمجھتے تھے اور ٹوٹ ٹوٹ کر آنحضرت پر گرتے تھے لیکن شاہ مردان و شیر یزدان علیؑ مرتضیٰ اون کو برابر پسپا کر دیتے تھے۔ جبرئیلؑ حضور کے پاس اوس وقت

(۱) صاحب روضۃ الصفا لکھتے ہیں کہ ہندہ مادر معاویہ کا باپ جنگ بدر میں حضرت حمزہ کے ہاتھ سے مارا گیا تھا اس لیے ہندہ نے ایک غلام سے جس کا نام وحشی تھا یہہ وعدہ کیا کہ اگر تو ان تین آدمیوں یعنے محمدؐ و علیؑ و حمزہؑ میں سے کسی ایک کو بھی قتل کرے گا تو میں اس قدر مال و اسباب انعام میں دوں گی کہ تو آزاد ہو جائیگا۔ انعام کی طمع میں وحشی نے اس کو قبول کیا اور ایک پتھر کی آڑ میں اس قصد سے چھپ کر بیٹھا کہ وہاں سے جب اور جس موقع پائے اپنا وار کرے اتفاقاً حضرت حمزہ شیرانہ حملہ کرتے ہوئے اودھر سے گذرے اوس نے اچانک اون کی طرف حربہ کیا اور وہ حربہ اونکی ناف پر لگکر پشت کی طرف نکل گیا زخمی ہوتے ہی حضرت حمزہ شیر کی طرح اوس بدبخت پر جھپٹے لیکن وہ بھاگ گیا اور حضرت حمزہ نے گھوڑے سے گر کر شہادت پائی جب اوس نے دیکھا کہ حضرت حمزہ گر پڑے ہیں اور حرکت نہیں کرتے تو واپس آیا اور شکم مبارک کو چیر کر جگر نکالا اور لے جا کر ابوسفیان کی جورو ہندہ کو دیا اوس نے اوس جگر کو مُنہ میں رکھکر خوب چبایا اور نگلنا چاہا لیکن نگل نہ سکے آخر اوگل دیا۔ اسی وجہ سے اوس کو ہندہ جگر خوارہ کہتے ہیں۔

جب حضور سرور عالم کو ہندہ مادر معاویہ کی یہہ شقاوت معلوم ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ وہ حمزہ کے جز و بدن کو اس وجہ سے نہ نگل سکی کہ خدا کو یہہ منظور نہوا کہ حمزہ کا کوئی جز و اہل نار کے جوف یعنے شکم میں داخل ہو۔ اخرجہ احمد (ینابیع المودۃ) ۱۲ المولف

موجود تھے شیر خدا کی دلاوری و جان نثاری دیکھ کر پیغمبر خدا سے کہنے لگے کہ علیؑ تو اس وقت آپ کی حمایت میں عجیب کام کر رہے ہیں۔ حضور پر نور نے فرمایا کیوں نہیں۔ میں اون سے ہوں اور وہ مجھ سے ہیں جبرئیل نے کہا وانا منکما اور میں آپ دونوں سے ہوں۔ غرض بار بار کی انقاد سے آخر مشرکین تنگ آگئے اور شیر خدا کی خون چکان تلوار کے سامنے آنے کی جرئت اون میں باقی نہ رہی۔ اسی اثناء میں پیغمبرؐ نے فرمایا اے علیؑ سنتے ہو تمہاری مدح میں فرشتے کہہ رہے ہیں۔ لافتے الا علی لاسیف الا ذوالفقار[1] یہ سن کر پیغمبر خدا کے جان نثار بھائی علیؑ ابن ابی طالب کی آنکھوں میں جوش مسرت سے آنسو بھر آئے اور زبان پر کلمہ شکر جاری ہوگیا۔ اب حضرت عمر وغیرہ اصحاب جو انتشار و اضطرار کی وجہ سے پہاڑ کے گوشوں میں چھپے ہوئے تھے۔ شیر خدا کی جانبازی و دلاوری اور کفار کی فی الجملہ ہزیمت دریافت کر کے ایک ایک دو دو آنے لگے۔ اور تھوڑی دیر میں ایک معتدبہ جماعت حضور سرور عالم کے گرد جمع ہوگئی۔ اودھر ابو سفیان ایک نہایت بلند اونٹ پر سوار ہو کر دریافت حال کے لئے نکلا۔ حضور سرور عالم کے صحیح و سالم رہنے اور مسلمانوں کے پھر جمع ہو جانے سے اوس کو سخت تعجب ہوا امیر المومنینؑ کے شیرانہ حملوں سے کفار کی ہمت تو پست ہو ہی چکی تھی اب ابو سفیان کے بھی رہی سہی جرئت جاتی رہی فوراً اپنے قیامگاہ کو واپس گیا اور وہاں سے کہلا بھیجا کہ آئندہ پھر ہم تم سے مقابلہ کریں گے یہ پیغام بھیج کر اپنی باقیماندہ سپاہ کے ساتھ مکہ کی طرف چلدیا۔ جنگ ختم ہونے کے بعد پیغمبر خدا نے امیر المومنین کا ہاتھ تھام کر تمام مسلمانوں کے سامنے فرمایا اے ابوالحسن اگر تمام خلقت کے ایمان میزان کے ایک پلہ میں اور تمہارے روز احد کے اعمال دوسرے پلہ میں رکھے جائیں تو تمہارے ہی اعمال والا پلہ بھاری ہوگا تمام خلائق کے ایمان سے۔ خداوند کریم اور ملائکہ مقربین نے آج تمہارے اعمال پر فخر و مباہات کیا اور بہشت اور اوس کی سب چیزیں تمہیں شوق کی نگاہوں سے دیکھتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ تمہارے عمل سے خوش اور راضی ہوا اور اس جانبازی کا صلہ تمکو بروز قیامت ایسا دیگا کہ انبیا و رسل اور صدیق و شہید غبطہ کریں گے۔ (سراج المبین) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کی خبر جو میدان جنگ میں اوڑی تھی وہ فراریوں کی بدولت مدینہ منورہ تک پہونچی۔ جناب سیدہ طاہرہ علیہا السلام نے جو یہ خبر سنی تو بیتاب ہوگئیں اور اوسی اضطراب میں روتی ہوئی گھر سے باہر نکل آئیں اور احد کی طرف روانہ ہوئیں۔ بعض مخدرات مدینہ نے آپکے گرد حلقہ کرلیا اور ہمراہ ہوئیں راستہ میں ایک عورت ملی اوس کا نام ہند تھا اور وہ ایک اونٹ پر اپنے مقتول عزیزوں کی لاشیں لئے ہوئے مدینہ کی طرف آرہی تھی۔ جناب سیدہ طاہرہ نے اوس سے اپنے پدر بزرگوار رسول مختار کا حال پوچھا ہند نے کہا۔ میں آپ پر قربان جاؤں۔ آپکے بابا رسول اللہ خدا کے فضل سے بخیریت ہیں۔ اور

---

(۱) نہ مثل علیؑ کے کوئی جوانمرد ہے اور نہ مثل ذوالفقار کے کوئی تلوار ہے۔ ۱۲

میدان جنگ میں موجود ہیں۔ صدیقہ جنگ کی کیا حالت ہے۔؟ ہند آپکے شوہر اور نبی کی قوت بازو علی مرتضیٰ کے ہاتھ خدا نے فتح دی مشرکین پسپا ہو کر بھاگ گئے۔ آپ پھر اس حضور سرور عالم کے پاس تشریف لیجائیں۔ یہہ خوش خبری سن کر جناب معصومہ کے جان میں جان آئی۔ ہند کو دعا دے چیز دیکھ پوچھا کہ اوس اونٹ پر کیا لدا ہوا ہے۔ ہند میری جان آپ پہ فدا ہو۔ اس پر میرے شوہر اور بھائی اور بیٹے کی لاشیں ہیں جو آپ کی والد ماجد کی نصرت میں کفار کے ہاتھوں میدان جنگ میں شہید اور رسول اللہ پہ تصدق ہوئے۔ اگرچہ ایک عورت کے لئے شوہر اور بھائی اور بیٹے کا ایک دم سے مرجانا بہت بڑی مصیبت ہے لیکن جب خدا کے فضل سے پیغمبر خدا زندہ و سلامت ہیں اور اون کا سایہ ہمارے سر پر قایم ہے تو مجھے ان عزیزوں کے مرنے سے کچھ ہراس و غم نہیں ہے آخر ایک روز مرنا ضرور ہے موت کسی کو نہ چھوڑے گی پھر اس موت سے کون سی موت بہتر ہو سکتی ہے کہ جہاد میں رسول خدا کی نصرت میں نصیب ہو اور شہادت ملے۔ خدا حضور سرور عالم کا سایہ ہمارے سر پر قایم رکھے جو ہمارے ماں باپ سے زیادہ ہم پر شفیق و مہربان ہیں۔ جناب معصومہ نے اوس مومنہ کے حق میں دعا کی اور اوس کے ایمان پر تحسین و آفرین فرمائی۔ اس کے بعد کوہ اُحد کی طرف روانہ ہوئیں۔ جب قریب پہونچیں اور سرور عالم نے سنا کہ حضرت معصومہ آرہی ہیں تو میدان سے پہاڑ کے گوشہ میں تشریف لائے اور تمام اصحاب ادب سے ادھر اودھر ہٹ گئے۔ اتنے میں بضعۃ الرسول حضرت زہرا تشریف لائیں۔ پیغمبر خدا نے اوٹھ کر استقبال کیا اور سینہ سے لگایا جناب سیدہ نے اپنے پدر بزرگوار کو اس حال سے دیکھا کہ آپ زخمی ہیں اور دو دندان مبارک شہید ہو گئے ہیں اور خون جاری ہے یہہ حالت دیکھکر آپ رونے لگیں۔ بیٹی کو روتے دیکھکر پیغمبر خدا سے بھی ضبط نہو سکا اور آپکے بھی آنسو جاری ہو گئے۔ آپنے سیدہ کو تسلی دے کر فرمایا کہ اے فرزند خدا کا شکر کرو کہ تم نے میرے قتل کی خبر سنی اور خدا کے فضل سے مجھے زندہ پایا۔ اسکے بعد شیر خدا علی مرتضیٰ پانی لے کر آئے اور جناب سیدہ نے زخم کو صاف اور خون کو پاک کیا اور ایک ٹکڑا ریشمی کپڑے کا جلا کر اوس کی راکھ زخم میں بھر دی جس سے خون کا بہنا موقوف ہوا جب اس کام سے فراغت ہوئی تو امیر المومنین نے اپنی تلوار جناب سیدہ کو صاف کرنے کے لئے دی۔ حضور سرور عالم نے فرمایا کہ اے فاطمہ اس تلوار کو لو۔ تمہارے شوہر نے اسلام کا حق ادا کر دیا۔ اور کفار قریش کو مار گرایا اور بالکل پسپا کر دیا۔ اور اسلام کو قایم کر دیا۔ کتاب المغازی للواقدی میں ہے۔ صلے رسول اللہ علے قتلے اُحد وقال انا علی ہؤلاء شہید فقال ابوبکر یارسول اللہ الیسوا اخواننا اسلموا کما اسلمنا وجاھدوا کما جاھدنا قال بلے ولکن ہؤلاء لم یاکلوا من اجورھم شیئا ولا ادرے ما تحدثون

لبیک۔ فبکیٰ ابوبکر انا لکائنون (ترجمہ) شہدائے احد پر پیغمبر خدا نے نماز پڑھی اور فرمایا کہ میں اُن لوگوں پر (یعنے اُن کے باایمان مرنے پر) گواہ ہوں ابوبکر نے کہا یا رسولؐ اللہ کیا وہ لوگ ہمارے بھائی نہیں ہیں جسطرح ہم اسلام لائے اور ہم نے جہاد کیا اوسی طرح اونھوں نے بھی اسلام قبول کیا اور جہاد کیا۔ پیغمبر خدا نے فرمایا۔ ہاں لیکن اُن لوگوں نے اپنی محنت و مشقت کا صلہ لذات دُنیا سے کچھ نہ پایا اور معلوم نہیں کہ تم میرے بعد کیا کیا احداث (بدعتین) کر دو گے یہہ سُنکر ابوبکر روئے اور تعجب سے کہنے لگے کہ آپ کے بعد کیا ہم سے ایسے افعال سرزد ہوں گے شہدا کی نماز و دفن سے فراغت کر کے پیغمبر خدا مع جناب سیدہ مدینہ منورہ کو واپس ہوئے۔

ولادت امام حسین علیہ السلام

ہجرت نبویؐ کے چوتھے سال یعنی ۴ھ میں ماہ شعبان کی تیسری[1] تاریخ جناب سیدہ کو اللہ تبارک و تعالےٰ نے دوسرا بیٹا عنائیت فرمایا۔ یہہ وہی فرزند ہے جس کی شجاعت کی تمام زمانہ میں دھوم ہے اور جس کی مظلومیت سخت سے سخت قلب کو بھی ہلا دیتی ہے۔ رسول اللہ کا وہ نواسہ یہی ہے جس نے اپنی اور اپنے بہتر[2] اعزا اور رفقا کی جانوں کی قربانی چڑھا کر بحر کفر میں ڈوبتی ہوئی کشتی اسلام کو بچا لیا اور جان بلب اسلام میں اپنے مسیحائی دم سے ایک تازہ روح پھونک دی۔ آپ کی مدت حمل چھہ ماہ ہے بجز حضرت یحیٰی بن ذکریا اور حضرت حسینؑ ابن علیؑ علیہم السلام کے کوئی شش ماہہ بچہ زندہ نہیں رہا جس وقت امام حسینؑ پیدا ہوئے پیغمبر خدا نے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی اور فرمایا کہ جبرئیلؑ امین نے آکر خدا کی طرف سے بعد سلام و ادائے تہنیت مجھ کو خبر دی ہے کہ اس فرزند کا نام شبیرؑ ہے۔ جو حضرت ہارون علیہ السلام کے دوسرے فرزند کا نام تھا اور عربی زبان میں اس کا نام حسینؑ ہے (ینابیع المودۃ) حضرت حسینؑ سینہ سے پاؤں تک رسول اللہ سے بہت مشابہ تھے۔ اسماء بنت عمیس کہتی ہیں۔ کہ جب حسینؑ کے کانوں میں پیغمبر خدا اذان و اقامت کہہ چکے تو اُن کو گود میں لے کر حضور سرور عالم رونے لگے میں نے کہا یا رسول اللہ یہہ تو خوشی کا وقت ہے آپ روتے کیوں ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ اس مولود کے حال پر روتا ہوں میں نے کہا کہ یہہ بچہ تو ابھی پیدا ہوا ہے اور کسی قسم کا کوئی عارضہ بھی اس کو نہیں ہے سرور عالم نے فرمایا کہ میرے بعد اس کو میری اُمت کے اشقیا نہائیت ظلم و ستم سے قتل کریں گے۔ اور وہ ملاعین میری شفاعت سے محروم رہیں گے (روضۃ الصفا)۔

---

[1] بعضوں نے پانچویں تاریخ ماہ شعبان کی بیان کی ہے۔ ۱۲

[2] کسی شاعر نے دونوں بنی زادوں یعنے حسنین علیہما السلام کی تاریخ ولادت میں کیا خوب یہہ شعر کہا ہے۔

شعر — ہر دو فرزند کہ تصویر جمال جد اند ؎ نصف بالا حسنؑ و نیمۂ پائین شبیرؑ۔ ح ج د

جناب سیدہ اپنے اس معصوم بچے کو اس طرح لوریان دیا کرتی تھیں۔ انت شبیہ بابی لست شبیھا بعلی۔ یعنے تو میرے باپ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ ہے اور اپنے باپ علیؑ کے مشابہ نہیں ہے زمانہ بچپن مین ایک روز پیغمبر خدا حضرت حسینؑ کو اپنے داہنے زانو پر اور اپنے صلبی فرزند حضرت ابراہیم کو بائیں زانو پر لئے ہوئے بیٹھے پیار کر رہے تھے کہ جبرائیلؑ نازل ہوئے اور کہا کہ خدائے تعالےٰ کی مصلحت نہیں ہے کہ یہہ دونوں صاحبزادے ساتھ زندہ رہیں۔ پس ان دونوں میں سے ایک کو اختیار کیجئے اور دوسرے سے ہاتھ اوٹھائیے۔ حضورؐ نے حسینؑ کو اختیار کیا اور ابراہیمؑ کی موت گوارہ فرمائی اس کے تیسرے دن حضرت ابراہیمؑ انتقال کر گئے۔ جب حسینؑ ابن علیؑ علیہما السلام پیغمبر خدا کے پاس آتے تھے تو حضور فرمایا کرتے تھے۔ اھلا ومرحبا بمن فدیتہ بابنی ابراھیم (روضتہ الصفا) شیخ الاسلام سلیمان الحنفی نے اپنی کتاب ینابیع المودۃ میں اس حدیث کو نقل کیا ہے جس کا سلسلہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ پر ختم ہوتا ہے۔ حضرت سلمان فارسی کہتے ہیں کہ ایک روز میں حضرت ختمی مرتبت کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ حضور سرور عالم حسینؑ ابن علیؑ کو اپنی گود میں لئے ہوئے اون کی آنکھیں چوم رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ تو سید ابن سید اور امام ابن امام اور حجت ابن حجت ہے اور تو نو حجتوں کا باپ ہے جسمیں سے نوان قائم ہے۔ حضرت حسینؑ ابن علیؑ ائمہ منصوص مین سے مسلمانوں کے تیسرے امام ہیں۔ آپ حضرت امام حسن علیہ السلام کے بعد درجہ امامت پر فائز ہوئے۔ دسویں محرم ۶۱ھ میں یزید ابن معاویہ حاکم شام کے حکم سے کربلا میں مع اعزا ورفقا کے نہایت مظلومیت کے ساتھ شہید کئے گئے۔ اور وہیں دفن ہوئے

جناب سیدہ طاہرہ حسنین علیہما السلام کو بہت چاہتی تھیں اور آپ کو یہہ گوارہ نہوتا تھا کہ نیں زادے نظروں سے اوجھل ہوں۔ ملا حسینؑ واعظ کاشفی کتاب روضتہ الشہدا میں لکھتے ہیں کہ پیغمبر خدا معہ امیر المومنینؑ کے کسی غزوہ میں تشریف لے گئے تھے اور مدینہ میں نہ تھے کہ ایک روز اتفاق سے حضرت امام حسینؑ کھیلتے ہوئے گھر سے باھر نکل گئے اور ایک باغ میں پہونچے وہاں درختوں کی سیر کر رہے تھے کہ ایک یہودی صالح بن رقعہ نے اون کو دیکھا اور اپنے گھر لے جا کر چھپا رکھا۔ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا اس خیال میں رہیں کہ شاید باہر ہوں گے۔ لیکن جب ظہر کا وقت ہو گیا اور امام حسینؑ گھر میں نہ آئے تو آپ سخت متردد و بیچین ہوئیں اور حالت اضطراب میں ستر مرتبہ دروازہ پر آئیں کہ کوئی ملے تو اوس سے اپنے فرزند کا حال دریافت کریں۔ یا اوس کو تلاش کے لئے بھیجیں لیکن اتفاق سے کوئی نہ ملا۔ آخر گھبرا کر حضرت امام حسنؑ سے کہا کہ بیٹا تمہارے

بھائی خدا جانے کہاں چلے گئے ہیں میرا دل متفکر و پریشان ہے ذرا باہر جاکر دیکھو تو حسینؑ کہاں ہیں۔ ماں کا حکم سنکر حضرت حسنؑ باہر نکلے اور ادہر اودہر دیکھتے ہوئے نخلستان میں پہونچے اور پکارتے جاتے تھے کہ اے حسینؑ ابن علیؑ و قرۃ العین نبیؐ تم کہاں ہو۔ ناگاہ ایک ہرن دکھلائی دیا۔ اور اوس سے سوال کرنے کے لئے آپ کو الہام ہوا پس آپنے اوس سے پوچھا کہ اے ہرن میرے بھائی حسینؑ کو تو نے دیکھا ہے۔ خدا کی قدرت سے وہ گویا ہوا کہ اے نور چشم پیغمبرؐ آپ کے بھائی کو صالح بن رقعہ یہودی پکڑ لے گیا ہے اور اپنے گھر میں چھپا رکھا ہے۔ شہزادے حسنؑ صالح یہودی کے مکان پر آئے اور اوس کو آواز دی۔ صالح باہر نکلا اور پوچھا کہ کیا مطلب ہے آپنے فرمایا کہ میرے بھائی حسینؑ کو جلد حاضر کر نہیں تو میں اپنی والدہ سے تیری شکایت کردوں گا۔ اگر وہ بددعا کرینگی تو ایک بھی یہودی روئے زمین پر باقی نہ رہیگا اور اپنے والد ماجد سے شکائت کروں گا تو وہ ایک یہودی کو باقی نہ رکھیں گے سب کو قتل کرڈالیں گے اور پھر اپنے جد امجد سے تیری شکائت کروں گا۔ جو اگر خدا سے دعا کریں گے تو تمام یہودی فنا ہوجائینگے۔ اوس یہودی نے پوچھا کہ آپ کی والدہ کون ہیں۔ آپنے فرمایا میری مادر گرامی ثمرۂ نبوت و رسالت معدن علم و حکمت صدیقہ طاہرہ بتول عذرا جناب فاطمہ زہرا ہیں۔ صالح نے کہا کہ آپ کی والدہ ماجدہ کا تو حال معلوم ہوا اب یہہ فرمائیے کہ آپ کے والد ماجد کون ہیں آپنے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار حیدر کرار شاہ مردان و شیر یزدان سید المسلمین۔ قاتل المشرکین علیؑ ابن ابی طالب ہیں۔ صالح نے عرض کی کہ آپکے والد ماجد کا نام بھی معلوم ہوا اب فرمائیے کہ آپکے جد امجد کون ہیں۔ حضرت حسنؑ نے فرمایا کہ میرے جد نامدار رسولؐ مختار سید المرسلین خاتم النبیین محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ شاہزادہ کے کلام سے وہ یہودی بہت متاثر ہوا اور عرض کی کہ اے جگر گوشہ رسولخدا میں اپنے اس فعل پر سخت نادم ہوں اور آپ کے برادر عالی قدر کو ابھی حاضر کرتا ہوں لیکن قبل اس کے آپ مجھے کلمۂ شہادت تلقین فرمائیے حضرت نے اوس کو کلمہ پڑھایا وہ صدق دل سے مسلمان ہوگیا اور گھر میں سے حضرت حسینؑ کو لے آیا اور ایک طبق دینار دونوں بنی زادوں پر نثار کئے۔ حضرت حسن اپنے بھائی حضرت حسینؑ کو لے کر گھر آئے جناب سیدہ طاہرہ نے دوڑ کر اون کو سینہ سے لگایا اور پیار کیا۔ دوسرے دن اوس یہودی صالح نے اپنی قوم کے ستر آدمیوں کو مسلمان کیا اور اون کو لے کر جناب معصومہ کے در دولت پر حاضر ہوا اور آستانہ پر اپنی پیشانی رکھکر اپنے قصور کی معافی کا خواستگار ہوا جناب صدیقہ نے فرمایا کہ میں نے معاف کیا لیکن وہ فرزند علیؑ ہیں اون سے بھی اپنی خطا کو معاف کرانے رحب پیغمبر خدا اور علی مرتضیٰ جہاد سے

واپس آئے تو صالح بن رقبہ حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام کیفیت عرض کر کے عفو کا طالب ہوا۔ حضرت امیرؑ نے بھی اوس کو معاف کیا اور فرمایا کہ یہہ بچے حضرت پیغمبر کے ہیں اون سے بھی اپنی تقصیر معاف کرالے پس وہ حضرت حسنی مرتبت کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا اور تمام کیفیت بیان کر کے طالب عفو ہوا حضور نے بھی اوس کا قصور معاف فرمایا اور کہا کہ اے صالح یہہ بچے برگزیدگان خدا ہیں خدا کی درگاہ میں بھی توبہ کر اور طالب مغفرۃ ہو۔ وہ مرد صالح جنگل کی طرف نکل گیا اور ستٗرہ دن تک تضرع وزاری کے ساتھ توبہ وانابت کرتا رہا۔ بعد ستٗرہ دن کے خداوند غفار نے حضور پر وحی فرمائی کہ صالح کو واپس بلالو میں نے اوس کے گناہ کو بخشدیا۔ اور دوستوں کی فرد میں اوس کا نام داخل کر دیا۔ ابن ابی زیاد راوی ہے کہ ایک روز حضور سرور عالم ام المومنین عائشہ کے مکان سے نکل کر جناب صدیقہ طاہرہ کے دروازہ پر سے گذرے۔ وہاں حضرت حسینؑ کے رونے کی آواز سنی تو آنحضرت نے فرمایا اے فاطمہؑ کیا تم کو نہیں معلوم کہ حسینؑ کے رونے سے مجھے بےچینی اور اذیّت ہوتی ہے (ینابیع المودۃ) جناب اُمّ سلمہ سے رواٗیت ہے کہ ایک روز حضور سرور عالم اپنے دونوں نواسوں کو پیار کر رہے تھے کہ اتنے میں جبرئیلؑ امین نازل ہوئے اور بعد تحفہ درود وسلام کے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ ان فرزندوں کو بہت چاہتے ہیں۔ خداوند کریم نے اُن کے باب میں ایک حکم جاری فرمایا ہے پس آپ قضائے الٰہی پر صبر کیجئے۔ حضور نے فرمایا کہ وہ کیا ہے اے بھائی جبرئیلؑ۔ جبرئیل نے کہا کہ آپ کے بڑے نواسہ حسنؑ زہر سے اور چھوٹے نواسے خنجر سے شہید کئے جائیں گے۔ یہہ سن کر پیغمبر خدا اس قدر روئے کہ ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی۔ جبرئیلؑ نے یہہ حالت دیکھکر عرض کیا کہ خداوند کریم نے اس امر کو آپ کی مرضی پر چھوڑا ہے پس آپ اگر چاہیں کہ یہہ مصائب آپکے فرزندوں پر سے ٹل جائیں تو خدا سے دعا کیجئے وہ قبول فرمائے گا اور اگر آپ یہہ پسند فرمائیں کہ اون کے مصائب وشہادت آپ کی گنہگار امت کی شفاعت کا ذریعہ وذخیرہ بنیں تو اون پر راضی رہئے۔ آپ نے فرمایا کہ میں اپنی امت کی شفاعت ونجات کو زیادہ پسند کرتا ہوں پس میں راضی ہوں کہ جو حکم حسنینؑ پر ہوا ہے وہ برقرار رہے۔ روحی وروح العالمین لہم الفدا۔

شاہ ولی اللہ دہلوی ازالۃ الخفا میں لکھتے ہیں۔ اخرج الترمذی وعبداللہ ابن احمد فی زوائد المسند مسلسلاً بالسادۃ الاشراف ان النبیؐ اخذ بید حسنؑ وحسینؑ قال من احبنی واحب ہذین وابا ہما وامہما کان معی فی درجتی یوم القیامۃ۔ یعنی ترمذی اور عبداللہ ابن احمد نے زوائد المسند میں سادات اشراف سے سلسلہ وار یہہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ نے حسنؑ اور حسینؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ جو شخص مجھ سے

اور ان دونوں سے اور ان دونوں کے باپ اور ماں سے محبت رکھے گا وہ بروز قیامت میرے ساتھ میرے درجہ میں ہوگا۔

ولادت حضرت زینب و ام کلثوم علیہما السلام

دو بیٹوں کے بعد اللہ تعالیٰ نے جناب سیدہ طاہرہ علیہا السلام کو دو بیٹیاں یکے بعد دیگرے کرامت فرمائیں مصنف طراز المذہب مظفری لکھتے ہیں کہ حضرت زینبؑ جس وقت پیدا ہوئیں اوس وقت حضرت ختمی مرتبت مدینہ منورہ میں تشریف نہیں رکھتے تھے بلکہ کسی سفر میں گئے ہوئے تھے۔ جناب سیدہ نے حضرت امیر المومنین سے کہلا بھیجا کہ بابا جان تو تشریف نہیں رکھتے آپ ہی اس لڑکی کا نام تجویز کیجئے حضرت علی مرتضیٰ نے جواب دیا کہ تمہارے والد پر میں سبقت نہیں کرسکتا عنقریب وہ آنے والے ہیں اوس وقت تک صبر کرنا چاہیئے۔ تین روز کے بعد حضور سرور کائنات واپس آئے اور حسب معمول سب سے پہلے جناب صدیقہ طاہرہ کے گھر تشریف لائے حضرت امیرؑ نے خبر دی کہ آپ کی دختر کے یہاں بیٹی پیدا ہوئی ہے اور آپ کے انتظار میں ابھی اوس کا نام نہیں رکھا گیا ہے اب آپ جو مناسب سمجھیں اوسکا نام تجویز فرمائیں۔ آنحضرت نے جواب دیا کہ اگرچہ فاطمہؑ کی اولاد میری اولاد ہے لیکن اُن کے امور خداوند کریم سے بالخصوص متعلق ہیں اس لئے میں وحی کا منتظر ہوں اس اثناء میں جبرئیلؑ حاضر ہوئے اور کہا کہ خدا بعد درود و سلام فرماتا ہے کہ اس دختر کا نام زینبؑ رکھئے لوح محفوظ میں اس کا یہی نام لکھا ہوا ہے۔ اس کے بعد جبرئیلؑ کے چہرہ سے حزن و ملال کے آثار نمایاں ہوئے۔ پیغمبر خدا نے اس کا سبب پوچھا جبرئیلؑ نے کہا کہ یا رسول اللہ آپ کی دختر تمام عمر سخت مصائب میں مبتلا رہیگی حضور سرور عالم بھی یہہ سُن کر رونے لگے اس کے بعد حضرت خاتون جنت کے پاس آئے۔ اور فرمایا اے فرزند اپنی بچی کو میرے پاس لاؤ۔ سیدہ نے زینبؑ کو آنحضرت کی گود میں دیا۔ آپنے اوس دختر کو لے کر سینہ مبارک سے لگایا اور کہا کہ اس کا نام زینبؑ ہے میں اپنی اُمت کے حاضر و غائب کو وصیت کرتا ہوں کہ اس دختر کی حرمت و عزت کا پاس و لحاظ رکھیں یہہ بچی خدیجہ کبریٰ سے بہت مشابہ ہے یہہ کہکر رسول اللہ رونے لگے۔ خاتونؑ جنت نے کہا کہ بابا جان آپ روتے کیوں ہیں حضور نے جواب دیا اے نور دیدہ میرے اور تیرے بعد اس دختر پر بڑے بڑے ظلم کئے جائینگے۔ اور طرح طرح کی مصیبت میں یہہ مبتلا کی جائیگی اور یہہ سب جفائیں میری اُمت نابکار کے ہاتھوں اسپر ہوں گی۔ جناب معصومہ یہہ سُن کر رونے لگیں اور پوچھا اے بابا جان اس دختر کے مصائب پر حزن و گریہ کا کیا ثواب ہے حضور نے فرمایا کہ اے قرۃ العین جو شخص اس کے مصائب پر

میرے اور علیؑ کے اور علیؑ کے دونوں بیٹوں کے کہ حسنؑ اور حسینؑ ہیں پس میں نے مدینہ میں آکر مسجد بنائی اور مجھ کو مدینہ کے آنے میں اور مسجد کے بنانے میں کچھ اختیار نہ تھا میں نہیں کرتا مگر وہ کام جس کا حکم آتا ہے اور نہیں جانتا مگر وہ چیز جسے اللہ مجھے بتاتا ہے۔ قسم ہے خدا کی دروازوں کو نہ میں نے بند کیا ہے اور نہ میں نے کھولا ہے اور علیؑ کو اندر میں نہیں لایا اوس کو خدا اندر لایا ہے اس میں میں کیا کروں (کتاب مرغوب القلوب ترجمہ جذب القلوب الی دیار المحبوب) محمد بن الحنفی لکھتے ہیں۔ اخرج النسائی عن سعید بن عبید قال جاء رجل الی ابن عمر فسالہ عن علیؑ فقال لاتسئلنی ولکن انظر الی بیتہ من بیوت رسول اللہ قال فانی ابغضہ قال ابغضک اللہ یعنے اخراج کیا امام نسائی نے کہ سعید ابن عبید نے کہا کہ ایک شخص عبداللہ ابن عمر کے پاس آیا اور علیؑ مرتضیٰ کی نسبت سوال کیا۔ ابن عمر نے جواب دیا مجھ سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے تو خود اون کے گھر کی طرف دیکھ کہ وہ رسول کے گھروں میں سے ایک گھر ہے جس سے اون کی آنحضرت کے ساتھ یگانگی و یکجہتی ظاہر ہے اوس نے کہا کہ میں علیؑ سے عداوت رکھتا ہوں ابن عمر نے کہا کہ خدا تجھ سے دشمنی رکھے تو ایسے شخص کا دشمن ہے جو پیغمبر خدا کا محبوب ہے (وسیلۃ النجات۔ ایضاً ازالۃ الخفا) علامہ سیوطی اپنی تفسیر دُر منثور میں تحریر فرماتے ہیں کہ جب آیہ وافی ہدایہ فی بیوت اذن اللہ ان ترفع ویذکر فیہا اسمہ یسبح لہ فیہا بالغدو والاصال (یعنے ان گھروں میں کہ اللہ تعالےٰ نے اُن میں اپنے نام کے بلند کئے جانے اور ذکر کئے جانے کا حکم کیا صبح و شام اون میں خدا کے لئے تسبیح کرتا ہے۔ سورہ نور پارہ۔ ۱۸) نازل ہوئی تو حضرت سرور کائنات نے اصحاب کو سنائی ایک شخص نے کھڑے ہو کر پوچھا کہ یا رسول اللہ جن گھروں کا یہہ شرف اللہ نے اس آیت میں ظاہر فرمایا ہے وہ کن کے گھر ہیں حضور نے جواب دیا کہ وہ انبیاء کے گھر ہیں۔ پس حضرت ابوبکر نے جناب معصومہ کے گھر کی طرف اشارہ کرکے پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا یہ گھر بھی اونھیں گھروں میں سے ہے جن کا ذکر اس آیۃ میں خدا نے فرمایا ہے پیغمبر خدا نے فرمایا کہ ہاں اے ابوبکر۔ بلکہ یہہ گھر خانہائے مذکورہ کے اون گھروں میں سے ہے جو اون میں سب سے بہتر و افضل ہیں۔ (تفسیر[1] دُر منثور سیوطی)

رازداری جب کبھی پیغمبر خدا کو کوئی مشورہ راز میں کرنا ہوتا تھا تو امیرالمومنینؑ علیؑ مرتضیٰ سے مشورہ فرمایا کرتے تھے اور ایسے موقع پر کسی کو وہاں آنے یا ٹھہرنے کی اجازت نہیں

[1] تفسیر دُر منثور کی عبارت یہ ہے :۔ اخرج ابن مردویہ عن انس و بریدۃ قال قرء رسول اللہ ھذہ الایۃ فی بیوت اذن اللہ ان ترفع فقام الیہ رجل فقال ای بیوت ھذہ یا رسول اللہ قال بیوت الانبیاء فقام الیہ ابوبکر فقال یا رسول اللہ ھذا البیت منہا واشار الی بیت علی و فاطمۃ قال نعم من افاضلہا۔ المولف

ہوتی تھی حتیٰ کہ ازواج پیغمبر بھی اوٹھا دی جاتی تھیں مگر جناب سیدہ طاہرہؑ اور اون کے بچے
نہیں اوٹھائے جاتے تھے اور اون کی حضوری و موجودگی میں مشورہ ہوا کرتا تھا۔

القاب فاطمہؑ

جناب فاطمۃ الزہراء کا لقب زہرا اس وجہ سے ہوا کہ جب وہ معصومہ محراب
عبادت میں نماز میں مصروف ہوتی تھیں تو پیشانی مبارک سے نور ساطع ہوا
کرتا تھا اور اوس کی روشنی سے تمام مدینہ منور ہو جایا کرتا تھا ساکنان مدینہ حیران ہو کر حضور سرور عالم
کے پاس آتے تھے اور پوچھتے تھے کہ یا حضرت یہہ روشنی کیسی ہے تو آپ فرماتے تھے کہ فاطمہؑ نماز پڑھ رہی
ہیں اور یہہ روشنی اوس نور کی ہے جو اون کی پیشانی سے ساطع ہو رہا ہے۔ آپ کا لقب بتولؑ بھی ہے
اور وہ اس وجہ سے ہوا کہ آپ نہایت زاہدہ اور دنیوی امور سے قطع تعلق کئے ہوئے تھیں ہر امر میں خوشنودی
خداوند کریم اور رضائے باری تعالیٰ مدنظر رکھتی تھیں اور عورتوں کو جو نجاست ماہانہ و بزمانہ زچگی لاحق
ہوتی ہے اوس سے آپ پاک و مبرا تھیں قال رسول اللہ انما سمیت فاطمۃ البتول لانہا تبتلت من
الحیض و النفاس لان ذالک عیب فی بنات الانبیاء او قال نقصانٌ - یعنے فرمایا جناب رسالتمآب نے
کہ فاطمہؑ کا نام بتولؑ اس وجہ سے ہے کہ حیض و نفاس اون کو لاحق نہیں ہوتا کیونکہ دختران انبیاء کے لئے
یہہ عیب (یا نقص) کی بات ہے (ینابیع المودۃ) بوجہ طہارت و عصمت بہ مفاد آیہ تطہیر آپ زاکیہ اور
معصومہ کے القاب سے بھی معروف ہیں اور چونکہ آپ ہر محنت و بلا میں رضائے باری تعالےٰ پر راضی
رہتی تھیں اس وجہ سے آپ کو راضیہ و مرضیہ بھی کہتے ہیں۔ فی صحیح البخاری قال النبی فاطمۃ سیدۃ نساء
اھل الجنۃ یعنے صحیح بخاری (اور نیز دوسری کتب صحاح) میں ہے کہ حضور پیغمبر خدا نے فرمایا کہ فاطمہؑ زنان
اہل جنت کی سیدہ و سردار ہیں۔ مولوی محمد مبین الحنفی اپنی کتاب وسیلۃ النجات میں لکھتے ہیں
از اکثر احادیث علی سبیل العموم مستفاد میشود کہ فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ علی ابیہا و علیہا از جمیع نساء عالم افضل است
حتیٰ مریم مادر عیسیٰ و خدیجہ کبریٰ و عائشہ صدیقہ چنانچہ در مشکوٰۃ از حذیفہ روایت است کہ آنحضرت فرمودے
حذیفہ این فرشتہ است کہ پیش ازیں برزمین فرود نیامدہ دستوری خواست از خدا تا نزد من بیاید و بر من
سلام کند و مژدہ رساند کہ فاطمہ سیدۂ نساء بہشت است و از ابی داؤد روایت است کہ بدرستیکہ رسولخدا گفتہ
است کہ فاطمہ گوشت پارہ از من است پس برابر نمیکنم من بہ گوشت پارہ رسولخدا ہیچ یکے را ھذا لما قال ملا
علی متقی فی شرح المشکوٰۃ و مختار سبکی ہمیں است۔ آپ محدثہ کے لقب سے بھی معروف ہیں اور یہہ
لقب اس وجہ سے ہوا کہ ملائکہ آپ کے پاس آتے تھے اور کلام کیا کرتے تھے جس طرح حضرت مریم علیہا السلام کے
پاس آتے اور اون سے باتیں کیا کرتے تھے ایک مرتبہ خاتون جنت نے ملائکہ سے پوچھا کہ بیبی مریم کے سوا

کوئی اور بیبی بھی تمام عالم کی عورتوں کی سردار ہے فرشتوں نے جواب دیا کہ اے سیدہ بیبی مریم توصرف اپنے ہی زمانہ کی عورتوں کی سیدہ تھیں اور آپ تمام زمانوں کی عورتوں کی سردار ہیں (ناسخ التواریخ)
عن عمران بن حصین ان النبیؐ عاد فاطمہ وھی مریضة فقال کیف انت یا بنیة قالت انی لوجعیة ما لی طعام اکلہ فقال یا بنیة الا ترضین انک سیدة نساء العالمین. یعنی عمران بن حصین کہتے ہیں کہ فاطمہؑ بیمار تھیں پیغمبر خدا اون کی عیادت کو گئے اور پوچھا کہ اے فرزند تمہارا کیا حال ہے اونھوں نے کہا کہ میں بیمار ہوں اور از قسم غذا کوئی چیز کھانے کے لئے نہیں ہے حضور سرور عالم نے فرمایا اے قرۃ العین کیا تم اسپر راضی نہیں ہو کہ تم تمامی عالم کی عورتوں کی سردار ہو۔ (کتاب الاصابہ)
ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ فاطمہؑ زنان عالم کی سردار اور میری میوۂ دل اور میری روح ہے جب وہ عبادت خدا میں مشغول ہوتی ہے تو اوس کا نور فرشتوں کو روشنی بخشتا ہے جسطرح ستارۂ آسمان اہل زمین کو روشنی دیتے ہیں۔ کتاب الاصابہ میں ابن عباسؓ اور ابی سعید خدری اور ابوہریرہ اور حضرت علیؑ سے یہہ احادیث مروی ہیں کہ جناب رسالتمآب نے فرمایا کہ فاطمہؑ میری پارہ جگر سیدۃ النساء و افضل النساء و خیر النساء ہے۔ شیخ الاسلام قسطنطنیہ سلیمان الحنفی اپنی کتاب ینابیع المودۃ میں اور سید علیؑ ہمدانی کتاب مودۃ القربیٰ میں لکھتے ہیں۔ عن ابن عباس قال قال رسول اللہ افضل رجال العالمین فی زمانی ھذا علیؑ افضل نساء الاولین والاخرین فاطمہؑ یعنے ابن عباس رضی اللہ عنہ ناقل ہیں کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے زمانہ میں تمامی عالم کے مردوں سے علی ابن ابی طالب افضل ہیں اور جملہ زنان اولین و آخرین سے فاطمہؑ زہراؑ افضل ہیں۔ کنیت آپ کی اُم الحسنؑ و اُم الحسینؑ و اُم المحسنؑ و اُم الائمہ و اُم ابیہا ہے۔

امورِ خانہ داری و دیگر حالات

جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے ایک کنیز جناب سیدہؑ کو بغرض خدمت بعد نزول آیہ واما تعرضن عنھم ابتغا رحمة الخ کے عطا فرمائی اور اوس کا نام فضہ رکھا (۱) لیکن عدل کی پابندی یہہ تھی کہ جناب سیدہ گھر کا کام ایک روز خود کرتی تھیں اور ایک روز فضہ کرتی تھی۔ گھر میں جھاڑو دیتے دیتے آپکے کپڑے گرد و غبار میں اٹ جاتے تھے اور چکی پیستے پیستے ہاتھ کی کھال نکل جاتی تھی لیکن زبان سے بجز کلمہ شکر کے کوئی

(۱) مناقب آل ابیطالب میں ہے قال ابو ھریرة فلما خرج رسول اللہ من عند فاطمہ انزل اللہ علی رسولہ اما تعرضن عنھم ابتغاء رحمة من ربك ترجوھا یعنی عن قرابتك وابنتك فاطمہ ابتغاء یعنی طلب رحمة من ربك یعنی رزقا من ربك ترجوھا فقل لھم قولا میسورا یعنی قولا حسنا فلما انزلت ھذہ الایة انفذ رسول اللہ جاریة الیھا للخدمة وسماھا فضة - المؤلف-

کوئی بات نہ نکلتی تھی۔ آپ سوت بھی اپنے ہاتھ سے کاتا کرتی تھیں اور اوس سے کپڑا بنوا کر اوس کا لباس مثل چادر وغیرہ کے تیار کرتی تھیں۔ سلمان فارسی رح کہتے ہیں کہ ایک روز میں حضرت سیدہ کے گھر گیا تو میں نے دیکھا کہ وہ جو پیس رہی ہیں اور اُن کے ہاتھ کی کھال چکی پیسنے سے چھل گئی ہے اور چکی کا ہتیرا خون سے سُرخ ہے اور حضرت حسینؑ بھوک سے بیتاب ہیں۔ میں نے کہا یا سیدہ! آپ کیوں اس قدر تکلیف اوٹھاتی اور زحمت گوارہ کرتی ہیں آپ کی لونڈی فضہ تو موجود ہے اور رسول اللہ نے خدمت کے لئے آپ کو عنایت فرمائی ہے پھر آپ اوس سے کام کیوں نہیں لیتیں۔ سیدہ طاہرہ نے فرمایا کہ اے سلمان! فضہ بھی تو کنیز خدا ہے کیا یہہ بات انصاف سے بعید نہیں ہے کہ تمام کام وہ کرے اور میں آرام کروں آخر اوس کو بھی تو راحت کی ضرورت ہے۔ علاوہ اس کے باباجان نے بھی حکم دیا ہے کہ گھر کا کام ایک روز میں کیا کروں اور ایک روز فضہ کیا کرے۔ کل وہ کام کر چکی ہے آج میری باری ہے سلمانؓ نے کہا یا سیدہ میں آپ کے پدر بزرگوار کا آزاد کردہ غلام ہوں مجھے جو عنایت کیجئے میں پیس دوں۔ آپ حسینؑ کو جب تک بھلائیے جناب صدیقہ نے میری عرض قبول فرمائی اور میں نے جو پیس دئے۔ ایک مرتبہ امیر المومنینؑ گھر میں آئے اور پھر مسکراتے ہوئے باہر تشریف لائے حضور سرورِ عالم نے تبسم کا سبب پوچھا تو کہا کہ یا رسول اللہ میں اس وقت گھر میں گیا تو دیکھا کہ فاطمہؑ چکی کے پاس خواب میں ہیں۔ اور حسینؑ اون کے سینہ پر سو رہے ہیں اور چکی خود بخود چل رہی ہے اور آٹا پس رہا ہے پیغمبر خدا نے یہہ سن کر تبسم فرمایا اور کہا کہ اے ابا الحسنؑ کیا تم کو معلوم نہیں ہے کہ خداوند کریم نے زمین پر فرشتوں کو مقرر فرمایا ہے کہ وہ آل محمدؐ کی خدمت کیا کریں۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ پیغمبر خدا معہ اصحاب مسجد میں رونق افروز ہیں اور نماز کا وقت قریب آ گیا ہے لیکن بلال ابتک نہیں آئے۔ حضور کو بلال کا انتظار ہے کیونکہ اذان وہی دیا کرتے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد بلالؓ حاضر ہوئے سرور عالم نے پوچھا کہ آج تم کہاں تھے جو مسجد آنے میں اس قدر دیر ہوئی بلالؓ نے عرض کیا کہ جناب سیدہ کے بیت الشرف پر حاضر ہوا تھا میں نے دیکھا کہ وہ چکی پیس رہی ہیں اور دونو صاحبزادے رو رہے ہیں۔ میں نے جناب معصومہ سے عرض کیا کہ یا سیدہ! آپ حسنینؑ کو بہلائیے میں آٹا پیس دیتا ہوں اونھوں نے میری عرض قبول فرمائی اور میں نے باقی جو پیس دئے۔ اسی وجہ سے حاضری میں دیر ہوئی۔ پیغمبر خدا نے فرمایا اے بلال تم نے میرے پارہ جگر پر رحم کیا خدا تم پر رحم کرے (ینابیع المودۃ)

حضرت ابوذر غفاری رح کہتے ہیں کہ مجھکو پیغمبر خدا نے سیدنا علی مرتضیٰ کو بلا لانے کا حکم دیا میں در دولت پر حاضر ہوا اور امیر المومنینؑ کو آواز دی لیکن کسی نے کچھ جواب نہ دیا۔ میں نے واپس آکر حضور پر نور

سے عرض کیا کہ وہ گھر پر نہیں ہیں۔ سرور عالم نے فرمایا کہ وہ گھر میں ہیں جاو بلاؤ میں نے پھر دروازے پر آکر آواز دی۔ امیر المومنینؑ باہر آئے۔ میں نے چکی چلنے کی آواز سنی لیکن کوئی پیسنے والا مجھے نظر نہ آیا غرض میں نے حضرت امیرؑ سے کہا کہ آپ کو رسول اللہؐ یاد فرما رہے ہیں۔ وہ یہہ سُن کر فوراً آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے مگر مجھے اس امر سے تعجب تھا کہ چکی خود بخود دیکھو کر متحرک تھی اور میں بار بار پیغمبر خدا کی طرف دیکھتا تھا حضور سرور عالم نے مجھے متحیر دیکھکر پوچھا کہ اے ابوذر کیا بات ہے میں نے کہا کہ یا رسول اللہؐ سیدہ کے گھر میں چکی کو خود بخود متحرک دیکھنے سے مجھے سخت حیرت ہے۔ آپنے فرمایا اے ابوذر! ملائکہ سیاح روئے زمین پر رہتے ہیں اور خدا نے اون کو آل محمدؐ کی اعانت پر مقرر فرمایا ہے۔ (ازالۃ الخفا وینابیع المودۃ) ام ایمن رض ناقل ہیں کہ ایک روز گرمی کے دنوں میں جناب سیدہ کے گھر میں گئی تو دیکھا کہ دروازہ بند ہے۔ میں نے شگاف در سے جو نگاہ کی تو دیکھا کہ حضرت معصومہ چکی کے قریب سو رہی ہیں اور چکی خود بخود چل رہی ہے اور اون کے قریب حسینؑ جھولے میں سو رہے ہیں اور جھولا بھی خود بخود ہل رہا ہے اور جناب سیدہ کے ہاتھ کے قریب ایک اور ہاتھ ہے اور وہ خداوند جلیل کی تسبیح کر رہا ہے یہہ کیفیت دیکھکر میں حیرت زدہ حضور پیغمبر خدا کی خدمت میں حاضر ہوئی اور جو دیکھا تھا۔ بیان کیا۔ سرور عالم نے فرمایا اے اُم ایمن آج فاطمہؑ روزے سے ہیں اور بھوک کا اور گرمی کی شدت سے پیاس کا غلبہ بہت تھا اس لئے باری تعالےٰ نے اپنے فضل وکرم سے اوس معصومہ پر نیند کو غالب کر دیا تاکہ گرسنگی اور تشنگی سے تکلیف نہو اور نیند آجانے سے راحت ملے اور ایک فرشتہ کو حکم دیا کہ وہ فاطمہؑ کے عوض چکی پیسے اور ایک فرشتہ کو حکم دیا کہ جب تک فاطمہؑ سوتی رہے وہ خدا کی تسبیح کرے اور ثواب اوس کا فاطمہؑ کے نامۂ اعمال میں لکھا جائے میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اون فرشتوں کے نام ارشاد فرمائیے۔ حضور نے کہا کہ جو فرشتہ چکی پیس رہا تھا۔ وہ جبرئیلؑ اور جو جھولا ہلا رہا تھا۔ وہ میکائیلؑ اور جو تسبیح کر رہا تھا وہ اسرافیلؑ تھے (لواعج الاحزان) ایک روز حضور سرور عالم جناب سیدہ کے گھر تشریف لائے تو دیکھا کہ وہ گلے میں سونے کا طوق پہنے ہوئے ہیں یہہ طوق امیر المومنینؑ نے خرید لاکر دیا تھا۔ پیغمبر خدا نے فرمایا اے لخت جگر مال دنیا کی طرف رغبت نہ کرو۔ ایسا نہ ہو کہ لوگ کہیں کہ پیغمبر کی بیٹی ہو کر تم جبابرہ کا لباس وزیور پہنتی ہو۔ جناب سیدہ نے فوراً طوق اوتار ڈالا اور اوس کو فروخت کر کے اوس کی قیمت سے ایک غلام خرید کر راہ خدا میں آزاد کر دیا (ناسخ التواریخ وینابیع المودۃ) ایک مرتبہ حضرت خاتونِ جنت نے جناب سالتمآب سے ایک انگوٹھی کی فرمائش کی حضور نے فرمایا کہ میں تم کو ایک ایسی چیز تعلیم کرتا ہوں جو انگوٹھی سے بدرجہا بہتر ہے۔ نماز شام کے بعد خدا سے انگوٹھی کے لئے

دعا کرو تمہارا مطلب پورا ہو جائیگا۔ سیدہ نے نماز شام کے بعد خدا سے انگوٹھی کے لئے دعا کی ساتھ ہی
غیب سے آواز آئی کہ جو چیز تمنے طلب کی ہے وہ تمہارے مصلے کے نیچے ہے آپنے جانماز اوٹھائی تو اوس کے
نیچے ایک انگوٹھی یاقوت بیش بہا کی ملی۔ آپنے اوس کو لے کر اونگلی میں پہن لیا۔ نماز و دعا سے فراغت کر کے جب
آرام فرمایا تو خواب میں دیکھا کہ آپ بہشت میں ہیں اور وہاں تین محل ایسے خوبصورت و بارونق ہیں کہ اون سے
بہتر کوئی اور مکان بہشت میں نہیں ہے آپنے دریافت فرمایا کہ یہہ مکان کس کے ہیں تو ملائکہ نے جواب دیا
کہ اے دختر محمدؐ یہہ مکان آپ ہی کے ہیں اس کے بعد آپ ایک مکان میں تشریف لے گئیں اور وہاں ایک
تخت دیکھا کہ وہ ایک طرف کو جھکا ہوا ہے اور اوس طرف کا پایہ نہیں ہے آپنے پوچھا کہ اس تخت کا
چوتھا پایہ کیا ہوا اونھوں نے جواب دیا کہ جس کا یہہ تخت ہے اوس نے خدا سے انگوٹھی طلب کی تھی۔
لہذا اس کے ایک پایہ کی انگوٹھی بنا کر اوس کو دیدی گئی۔ صبح کو جناب معصومہ نے یہہ خواب پیغمبر خدا سے
بیان کیا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اے آل عبدالمطلب! تمہارا حصہ دنیا میں نہیں ہے جو کچھ تمہارے نصیب
میں ہے وہ آخرت میں ہے اور تمہاری جگہ بہشت ہے اس دنیائے ناپائدار کی خواہش مت کرو اس کے
بعد حکم دیا کہ اس انگوٹھی کو مصلے کے نیچے رکھدو۔ جناب سیدہ نے اوس کو مصلے کے نیچے رکھدیا۔ اور نماز سے
فرصت کر کے جب آرام کیا تو اوسی بہشت اور مکان کو خواب میں دیکھا آپ اندر گئیں تو تخت کے چاروں
پائے درست دیکھے آپ نے پوچھا کہ اس کا پایہ کیونکر درست ہو گیا فرشتوں نے عرض کیا کہ مالک تخت
نے انگوٹھی واپس کر دی اور اوس کا پایہ پھر بنا دیا گیا (ناسخ التواریخ) ایک دن صبح کے وقت امیر المومنین
نے سیدہ سے کہا کہ کچھ کھانے کو تو دو۔ جناب سیدہ نے کہا کہ دو روز سے گھر میں کچھ کھانے کو نہیں ہے۔
جناب علی مرتضیٰؑ نے کہا کہ تم نے مجھ سے اس کا ذکر اس وقت تک نہیں کیا اور تم کو معہ بچوں کے تکلیف
ہوئی جناب معصومہ نے کہا کہ مجھے خدا سے شرم معلوم ہوئی کہ تم کو اوس امر کی تکلیف دیتی جسپر تم مقتدر
نہ تھے۔ حضرت امیرؑ یہہ سن کر باہر تشریف لے گئے اور گھر کے خرچ کے لئے ایک دینار کسی سے قرض لیکر
گھر کو واپس آرہے تھے کہ راستہ میں مقداد ملے۔ اور بظاہر اون کے چہرہ سے پژمردگی نمایاں تھی حضرت
امیرؑ نے حال پوچھا تو اونھوں نے کہا کہ بھوکا ہوں اور بال بچے بھی بھوکے ہیں فکر معاش میں گھر
سے نکلا ہوں۔ امیرالمومنینؑ نے وہ دینار جو قرض لائے تھے مقدادؓ کو دیدیا اور خود مسجد چلے گئے۔
رسولؐ اللہ کے ساتھ ظہر اور عصر اور مغرب کی نماز پڑھی نماز سے فراغت کر کے امیرالمومنینؑ کے
ساتھ رسول اللہؐ جناب معصومہ کے گھر تشریف لائے وہ عبادت خدا میں مصروف تھیں پدر بزرگوار
کو دیکھکر تعظیماً مصلے سے اوٹھیں اور استقبال بجا لائیں۔ سرور عالم نے اون کے سر پر شفقت سے

ہاتھ پھیرا اور مزاج پُرسی کے بعد فرمایا کہ کچھ کھانا ہو تو لاؤ کہ میں بھوکا ہوں۔ آنحضرت کی فرمائش سے جنابؑ سیدہ متردد ہو گئیں کیونکہ گھر میں تو کچھ تھا ہی نہیں۔ اوسی حالت اضطراب میں مصلے کی جانب نظر پڑی تو دیکھا کہ وہاں ایک پیالہ رکھا ہوا ہے۔ جا کر اوس کو اوٹھایا اور پیغمبر خدا کے سامنے لا کر رکھدیا حضور نے پوچھا کہ یہہ کھانا کہاں سے آیا میں نے ایسا خوشبودار و خوش ذائقہ کھانا اس کے قبل کبھی نہیں دیکھا۔ جناب سیدہ نے کہا بابا جان یہہ غذا خداوند کریم نے اپنے فضل و کرم سے عنائت فرمائی ہے اور جس کو وہ چاہتا ہے بے حساب عطا کرتا ہے حضرت ختمی مرتبت نے فرمایا الحمدللہ علی احسانہ کہ اوس نے تم کو وہ رتبہ عطا کیا جو حضرت مریمؑ مادر عیسیٰؑ روح اللہ کو دیا تھا جو بنی اسرائیل کی عورتوں کی سردار تھیں اور جس طرح اون کو بہشتی غذا اور میوے عنائت فرماتا تھا اوسی طرح تم کو بھی جنت سے کھانا بھیجا۔ اس کے بعد پیغمبر خدا نے اہلبیتؑ کے ساتھ وہ کھانا نوش فرمایا اور خدا کا شکر بجا لائے (ناسخ التواریخ وینابیع المودۃ بحوالہ حافظ الدمشقی) کتاب سیرۃ المحمدیہ اور تفسیر نیشاپوری میں جابر انصاری سے روائت کی گئی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ جناب رسالتمآب پر کئی روز بلا غذا کے گذر گئے حتےٰ کہ یہہ امر آپ پر بہت شاق ہوا حضور نے خانۂ ازواج میں دورہ کیا مگر کچھ نہ پایا اس کے بعد جناب فاطمۂ زہرا سلام اللہ علیہا کے گھر تشریف لائے اور کہا کہ اے نور نظر میں بھوکا ہوں تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہو تو دو۔ صدیقہ طاہرہ نے نہائت خجالت سے عرض کیا کہ بابا جان اس وقت تو کچھ موجود نہیں ہے یہہ سن کر سرور عالم باہر تشریف لے گئے۔ اتنے میں ایک لڑکی نے گوشت اور دو روٹیاں لا کر سیدہ کو دیں آپ نے اون کو ایک پیالہ میں چھپا کر رکھدیا اور اگرچہ خود معہ گھر بھر کے بھوکیں تھیں لیکن کہا کہ یہہ رسول اللہ کو کھلاؤں گی اور حسنینؑ سے فرمایا کہ جا کر اپنے نانا جان کو بلا لاؤ۔ جب حضور سرور عالم تشریف لائے تو سیدہ نے بکمال مسرت کہا کہ بابا جان خدا نے یہہ کھانا بھیجدیا ہے اور آپ کے لائق ہے اوس کو نوش فرمائیے حضور نے کہا کہ لاؤ بیٹی۔ جناب صدیقہ نے وہ کاسہ حاضر کیا تو وہ گوشت و روٹی سے بھرا ہوا تھا۔ سرور عالم اوس کو دیکھکر بہت مسرور ہوئے اور خدا کا شکر کر کے پوچھا اے فرزند یہہ معطر و خوش ذائقہ کھانا کہاں سے آیا ہے۔ سیدہ نے کہا کہ بابا جان یہہ رزق خدا نے عطا فرمایا ہے۔ اس کے بعد اہلبیتؑ و ازواج کے ساتھ پیغمبر خدا نے اوس کو نوش فرمایا۔ ملا حسینؒ واعظ کاشفی نے لکھا ہے کہ امام نجم الدین عمر نسفی اپنی تفسیر میں روائت کرتے ہیں کہ ایک روز پیغمبر خدا حضرت فاطمۂ زہرا کے گھر تشریف لائے اور اون کو نہائت ضعیف و نحیف دیکھکر پوچھا کہ اے فرزند تمہارا یہہ کیا حال ہے جنابِ معصومہ نے عرض کیا کہ بابا جان شکائت کی راہ سے نہیں بلکہ بطریق جواب عرض کرتی ہوں کہ آج

روز ہو چکے ہیں کہ گھر میں کھانے کا کچھ سامان نہیں ہے۔ حسنؑ اور حسینؑ بھوک کے مارے بیتاب ہیں اور آج تو بابا جان ان بچوں نے ایسی بات کہی جس کو سن کر میرا قلب اولٹ گیا حضور نے پوچھا کہ وہ کیا بات ہے سیدہ نے کہا کہ آج اونھوں نے کہا کہ اے اماں! اب تو بھوک کے مارے آنکھوں تلے اندھیرا آرہا ہے کیا اور بھی کوئی بچے ایسے ہیں جو تین تین دن یوں فاقہ سے رہتے ہیں۔ بابا جان اگر کوئی بندہ مناجات میں خدا سے شکایت کرے تو یہہ گستاخی تو نہیں ہے۔ پیغمبر خدا نے فرمایا۔ نہیں بلکہ ایسی گستاخی کو خدا پسند کرتا ہے یہہ سُنکر جناب صدیقہ حجرہ میں تشریف لے گئیں اور دو رکعت نماز پڑھکر بارگاہ عزت وجلالت میں مناجات کرنے لگیں کہ خداوندا تو جانتا ہے کہ عورتوں کو پیغمبروں کے برابر قدرت وقوت نہیں ہوتی میرے پدر بزرگوار کے اور تیرے درمیان اسرار ہیں جن کی وجہ سے اون کو تحمل کی قوت ہے ہیں اون اسرار کے تحمل کے طاقت نہیں رکھتی یا مجھ کو ایسی طاقت عطا فرما۔ یا اس محنت وتکلیف سے آسایش کرامت کر۔ اسی طرح دعا کرتے کرتے حضرت معصومہ بیہوش ہو گئیں۔ پیغمبر خدا کے پاس جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کہا یارسول اللہ اوٹھئے اور فاطمہؑ کی خبر لیجئے اوہ اون کی مناجات سے تمام فرشتوں میں ایک غلغلہ پڑ گیا ہے اور وہ سب بیچین ہو گئے ہیں۔ آنحضرت جلدی سے سیدہ کے پاس آئے اور سر مبارک اوٹھا کر اپنی گود میں رکھ لیا حضور کی خوشبو سے حضرت معصومہ کو ہوش آیا اور اوٹھکر ادب سے سامنے کھڑی ہو گئیں۔ پیغمبر خدا نے اون کے سینہ پر ہاتھ رکھکر دعا کی خداوندا بھوک کی تکلیف سے فاطمہؑ کو نجات دے۔ حضور کی دعا سے پھر کبھی جناب صدیقہ طاہرہ کو بھوک کی شدت سے اتنی تکلیف نہیں ہوئی۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ جناب سیدہ طاہرہ کے گھر میں کچھ کھانے کو نہ تھا حضرت امیرالمومنین ایک یہودی کے یہاں گئے اور اوس سے کچھ جو قرض طلب کئے اوس نے کہا کہ کوئی چیز گروی رکھئے تو جو دوں۔ آنحضرت نے جناب سیدہ کی چادر لیجا کر اوس کے پاس گروی کی۔ اور جو لاکر گھر میں دئیے۔ اوس یہودی نے وہ چادر اپنے گھر میں ایک مقام پر رکھدی آدھی رات کو اوس کی زوجہ کسی ضرورت سے اوٹھی تو اوس نے دیکھا کہ وہ کمرہ جس میں چادر رکھی تھی روشن ہے۔ اوس نے اپنے شوہر بلکہ گھر بھر کو جگایا اور کہا کہ دیکھو یہہ روشنی کیسی ہے سب نے دیکھا کہ اوس چادر سے نور ساطع ہو رہا ہے جس سے تمام مکان میں روشنی پھیلی ہوئی ہے یہہ دیکھکر وہ یہودی گھر بھر کے ساتھ مسلمان ہو گیا (ناسخ التواریخ) مدینہ میں ایک یہودی کے یہاں شادی کی تقریب تھی اوس نے جناب رسالتمآب کی خدمت فیضدرجت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میں چاہتا ہوں کہ جناب سیدہ ہمارے یہاں محفل خواتین میں تشریف لاکر شرکت فرمائیں اور ہم کو عزت بخشیں آپ کی بندہ نوازی اور اخلاق کریمہ سے امید ہے کہ آپ اون معظمہ کو ہماری تقریب میں شریک ہونے کی اجازت دیں گے۔ پیغمبر خدا نے اخلاقاً

اوس کی عرض کو قبول فرمایا اور جناب معصومہ سے اوس کے یہاں جانے کو کہا۔ اوںھوں نے کہا کہ مجھے تعمیل ارشاد میں کیا عذر ہے بہت اچھا جاوں گی۔ اوس یہودی کی دراصل غرض اس دعوت دینے سے یہہ تھی۔ کہ دختر پیغمبر غریب آدمی ہیں اون کے پاس نہ زیور ہے نہ عمدہ لباس ہے خراب خستہ کپڑے پہن کر ہماری عورتوں کی محفل میں آئینگی تو اون کے عمدہ عمدہ لباس اور قیمتی زیورات دیکھکر خجل و شرمندہ ہوں گی۔ خدا تو ہر شخص کی نیت اور دل کی بات سے آگاہ ہے اوس نے جبرئیلؑ کو وحی کی کہ بہشتی حُلے لے کر پیغمبر کی خدمت میں حاضر ہو اور کہو کہ یہہ لباس فاطمہؑ کے لئے ہے اس کو پہن کر یہودی کے یہاں دعوت میں جائیں جبرئیلؑ حاضر ہوئے اور حلے پیغمبر خدا کی خدمت میں پیش کر کے حال بیان کیا حضور نے وہ لباس جناب معصومہ کو عنایت کیا اور وہ اوس کو پہن کر دعوت میں تشریف لے گئیں۔ زنان یہود نے جو جناب سیدہ کو دیکھا تو بے خود ہو گئیں اور حضرت کے سامنے جھک کر قدموں کو بوسہ دیا۔ اور صدر مقام پہ لے جا کر بٹھایا جناب صدیقہ نے اثنائے کلام میں اون کو دین اسلام کی دعوت دی اور ہدایت فرمائی جس کو سُن کر کئی عورتیں مسلمان ہو گئیں۔ (ناسخ التواریخ) جس زمانہ میں جنگ احزاب[1] درپیش تھی اور مدینہ کی حفاظت

---

[1] یہہ لڑائی سنہ ۵ ہجری میں ہوئی۔ اوس کو غزوۂ خندق بھی کہتے ہیں۔ ابوسفیان کفار قریش کی ایک بڑی فوج لے کر پیغمبر خدا سے لڑنے آیا۔ مدینہ کے اطراف و جوانب کے یہودی بھی اوس کے شریک ہو گئے جن سے اوسے بڑی تقویت پہونچی۔ حضور سرور عالم نے باہر نکل کر جنگ کرنا مناسب خیال نہ کیا اور مدینہ کی حفاظت کی غرض سے اوس کے گرد خندق کھدوائی تاکہ دشمن شہر پر حملہ کر کے داخل نہ ہو سکے۔ ابوسفیان نے مدینہ کے قریب پہونچکر لشکر ڈال دیا۔ جناب رسالتمآب نے بھی مسلمانوں کو لے کر اوس کا مقابلہ کیا طرفین سے تیراندازی کیجاتی تھی۔ مگر دست بدست جنگ کا موقع نہوتا تھا۔ گو ابوسفیان ہر چند چاہتا تھا کہ پیغمبر خدا کے خیمہ پر حملہ ہو لیکن خندق درمیان میں حائل تھی اس وجہ سے کافروں کا بس نچلتا تھا آخر ایک روز عمرو بن عبدود ہتھیار لگا کر سفیانی فوج سے معہ چند سواروں کے نکلا اور مسلمانوں کی طرف چلا۔ عمرو بن عبدود عرب کا نامی بہادر ہمت و شجاعت اور فن سپہگری کے کمال میں لاثانی سمجھا جاتا تھا۔ چنانچہ مورخین لکھتے ہیں کہ ہزار آدمیوں سے وہ تنہا مقابلہ کرتا تھا ابوسفیان کی ہمت و قوت اوسی کے دم سے وابستہ تھی۔ غرض عمرو نے خندق کے پاس پہونچکر گھوڑے کو ایڑ دی وہ چیلاوے کی طرح جست کر کے خندق کو پھاند گیا۔ اوس کے ساتھی بھی جست کر کے خندق کے اِس پار آ گئے خندق کے پار ہوتے ہی اسلامی فوج کے سامنے آ کر عمرو نے مبارز طلب کیا۔ اوس کی شجاعت کی دہاک تو سب پر کیا کافر کیا مسلمان بیٹھی ہوئی تھی مسلمانوں نے سر جھکا لئے اور کسی نے اوس کے مقابلہ کی جرأت نہ کی مگر شیر یزدان امیر مومنان علی ابن ابی طالب کھڑے ہو گئے اور پیغمبر خدا سے اوس کے مقابلہ کے لئے میدان میں جانے کی اجازت مانگی۔ حضور نے فرمایا ٹھیرو اور چاہا کہ کوئی اور اوٹھے لیکن کسی نے سر نیچے سے اوپر نہ کیا اتنے میں عمرو بن عبدود نے پھر پکار کر کہا کہ اے مسلمانو تم میں سے جو شخص بہادر ہو اور اپنی جان کو عزیز نہ رکھتا ہو میرے مقابلہ کو آئے مسلمانوں نے پھر توجہ نہ کی لیکن امیرالمومنینؑ نے پھر کھڑے ہو کر رسول اللہ سے اجازت طلب کی حضور نے اون کو پھر روکا اور چاہا کہ کوئی اور مسلمان ہمت کرے تیسری مرتبہ اوس نے مسلمانوں کو بزدلی سے نسبت دے کر کہا کیا تم میں کوئی مرد نہیں ہے جو میرے مقابلہ کو آئے۔ اسداللہ الغالب علیؑ ابن ابی طالب یہہ سُن کر

کے لئے اوس کے گرد خندق کھودی جارہی تھی تاکہ مشرکین مکہ جو ابو سفیان کے تحت میں مسلمانوں پر چڑھائی کر کے آئے تھے مدینہ پر حملہ نہ کر سکیں ایک روز حضرت خاتون جنت نے ایک ٹکڑا روٹی کا لاکر حضور سرور عالم کو دی اور کہا کہ میں نے بچوں کے لئے ایک روٹی پکائی تھی اوس میں سے ایک حصہ آپ کے لئے بھی لائی ہوں پیغمبر خدا نے اوس روٹی کو نوش فرمایا اور خدا کا شکر کر کے کہا کہ اے فرزند یہ پہلی غذا ہے جو آج تین دن کے بعد تیرے باپ کے مُنہ میں پڑی ہے (ینابیع المودۃ)

عطاء فدک اما فدک وھی بفتحتین قریۃ من قری الیھود کانت للنبی بینھا وبین مدینۃ الرسول ثلثۃ ایام وبینھا وبین خیبر دون مرحلۃ - وفی شرح المواقف انھا قریۃ بخیبر وقیل ھی بلدۃ لقرب المدینۃ بینھا وبین خیبر وانھا من بلاد خیبر - وفی المصباح انھا بلدۃ بقرب مدینۃ النبی یومان ویقال انھا من بلاد خیبر وبینھا وبین خیبر دون مرحلۃ وفی المجمع انھا قریۃ من قری الیھود بینھا وبین مدینۃ النبی یومان وبینھا وبین خیبر دون مرحلۃ وھی مما افاء اللہ علی رسولہ منصرف وغیر منصرف وکانت لرسول اللہ لانہ فتحھا ھو وامیر المومنین لم یکن معھما احد فزال عنھا حکم الفئ ولزمھا اسم الانفال فلما نزل فآت ذا القربی حقہ ای اعط فاطمہ فدکا اعطاھا رسول اللہ ایاھا وکانت فی ید فاطمہ الی ان توفی رسول اللہ فاخذت من فاطمہ بالقھر والغلبۃ وحد ھا علی حد منھا جبل احد وحد منھا عریش مصر وحد منھا دومۃ الجندل یعنی الجوف انتہی وھکذا فی الروایۃ التی رواھا ابن اسباط - (کتاب لمعۃ البیضاء) یعنی فدک مواضعات یہود میں سے ایک موضع

تاب نہ رہی کھڑے ہو گئے اور پھر حضور سے اجازت کے خواہان ہوئے - پیغمبر خدا نے جب دیکھا کہ بجز امیر المومنینؑ کے کوئی اور مسلمان اوس کے مقابلہ کا نام ہی نہیں لیتا تو حضرت امیرؑ کو اجازت دیکر اپنے ہاتھ سے اون کو آلات حرب سے آراستہ کیا اور فتح کی دعا دے کر عمرو کے مقابلہ کو روانہ کیا - جس وقت شیر خدا جانے لگے تو پیغمبر خدا نے فرمایا کہ کل اسلام کل کفر کے مقابلہ میں جارہا ہے - امیر المومنینؑ نے جاکر اوس کا مقابلہ کیا اور دیر تک رد و بدل ہوتی رہی کہ اس اثنا میں عمرو بن عبدود کی تلوار حضرت امیرؑ کے سر اقدس پر لگی اور آپ سخت زخمی ہو گئے - اسی حالت میں آپ نے نہایت غیظ و غضب کے ساتھ اوس پر تلوار کا وار کیا اور وہ مجروح ہو کر زمین پر گرا - حضرت نے فوراً اوس کا سر قلم کر دیا اور بہ آواز بلند تکبیر کہی - پیغمبر خدا کو معلوم ہو گیا کہ علی علیہ السلام غالب آئے اور کافر مارا گیا آپ نے بھی تکبیر فرمائی اور سجدہ شکر ادا کیا عمرو کے مارے جانے کے بعد اوس کے ساتھیوں نے شیر خدا کا مقابلہ کیا مگر آپ کی تلوار کے سامنے کوئی کیا ٹھہر سکتا تھا - اون میں سے کچھ تو قتل ہوئے اور بعض بھاگ گئے - جناب امیرؑ نے عمرو بن عبدود کا سر لاکر حضور سرور عالم کے قدموں کے پاس ڈالدیا - اس غیر متوقع فتح کی جو خوشی مسلمانوں کو ہوئی وہ بیان سے باہر ہے ہر مسلمان کا یہ عالم تھا کہ امیر المومنینؑ پر تصدق ہوا جاتا تھا - اودھر ابو سفیان کو جو عمرو کے قتل کی خبر معلوم ہوئی تو بدحواس ہو گیا علاوہ اس کے یہودیوں اور مشرکوں کے درمیان پھوٹ پڑ گئی - لاچار ابو سفیان اپنی فوج لے کر مکہ کو چلا گیا اور مسلمانوں کو خدا نے امیر المومنین کے طفیل میں مشرکین کے شر سے نجات دی - اسی لڑائی کی فتح پر پیغمبر خدا نے

تھا جو پیغمبر خدا کے لئے مخصوص تھا۔ مابین فدک و مدینہ میں منزل کا اور مابین فدک و خیبر ایک منزل کے قریب فاصلہ تھا۔ شرح مواقف میں یہہ ہے کہ وہ خیبر کے متعلقات میں سے قریب مدینہ درمیان مدینہ او خیبر کے ایک موضع تھا اور مابین اوس کے اور خیبر کے ایک منزل کا فاصلہ تھا اور وہ اوس جائیدادوں میں سے تھا جو اللہ تعالے نے پیغمبر خدا کو بطریق فے عطا فرمایا تھا اور مجمع میں لکھا ہے کہ فدک مواضعات حجاز میں سے ایک موضع تھا اور اوس کے اور مدینہ کے درمیان دو دن کا راستہ تھا اور اوس کے اور خیبر کے درمیان ایک منزل کا فاصلہ تھا اور وہ اوس جائیدادوں میں سے ہے جو خدا نے رسول اللہ کو دی تھی اور وہ خاص رسول اللہ کی ملک تھی کیونکہ اوس کو بلا جنگ کے رسول اللہ اور امیر المومنینؑ نے فتح کیا تھا اور اون کے سوا کوئی اور اون کا شریک نہ تھا اس لئے وہ فے یعنے غنیمت کفار کے حکم سے خارج تھا اور انفال کے نام سے موسوم تھا اور جب آیہ وات ذا القربیٰ حقہ نازل ہوئی تو رسول اللہ نے فدک فاطمہؑ کو عطا فرمایا اور وہ سیدہ کے قبضہ میں تاحیات پیغمبر رہا بعد آنحضرت کے وہ زبردستی اون سے لے لیا گیا۔ حضرت علی مرتضی نے اوس کے حدود یہہ تبلائے ہیں۔ ایک طرف کوہ اُحد دوسری طرف عرش مصر تیسری طرف سیف البحر اور چوتھی جانب دومتہ الجندل یعنے جوف۔ ابن اسباط نے جو روائت کی ہے اوس میں بھی یہی مذکور ہے۔ کتاب معجم البلدان مصنفہ یاقوت حموی میں (جو کہ اہل سنت کی کتب میں سے ہے) لکھا ہے "فدک قریہ الیست ورحجاز میان آن و مدینہ دو روزہ راہ است و بعضے گفتہ اند سہ روزہ۔ وایں قریہ در سال ہفتم از راہ صلح نصف بدست آنحضرتؐ آمدہ بود و دران چشمہا آب روان و درختہائے خرما بسیار بود۔ ناسخ التواریخ میں ہے کہ فدک خیبر کے تحت میں تھا۔ اور اوس میں خُرمے کے باغ بہت تھے۔ الغرض خیبر کے قریب فدک ایک موضع تھا اور وہاں یہودی رہا کرتے تھے اور گرد و نواح کی تمام اراضی کوسوں تک اسی موضع کے تحت میں یہودیوں کے قبضہ میں تھی۔ پیغمبر خدا نے ایک شخص کو اوس گاؤں میں بھیجا اور وہاں کے باشندوں کو اسلام کی دعوت دی تھی۔ اس اثناء میں حضور سرور عالم نے خیبر کو فتح فرمایا (۱) اور وہاں کے یہودیوں کو سخت ذلت

امیر المومنینؑ کے شان میں فرمایا مبارزۃ علی یوم الخندق افضل من اعمال امتی الی یوم القیامۃ یعنے بروز جنگ خندق علی مرتضی کی لڑائی میری تمام امت کے اعمال سے جو وہ قیامت تک کرینگے بہتر و افضل ہے (خلاصہ از روضتہ الصفا) المولف

(۱) خیبر مدینہ سے (۸۰) کوس کے فاصلہ پر ایک شہر تھا۔ وہاں یہودی آباد تھے اون کے علاوہ اور یہودیوں کے قبیلے جو اپنی شرارتوں و مفسدہ پردازی کے سبب سے مدینہ اور اوس کے اطراف سے نکال دئے گئے تھے وہاں جا کر آباد ہوگئے تھے۔ یہہ یہودی مشرکین کو ہمیشہ پیغمبر خدا سے لڑنے کو ورغلایا کرتے تھے اور جب وہ جنگ پر مستعد ہوتے تھے تو مسلمانوں کے خلاف اون کی مدد کیا کرتے تھے۔ اون کا تدارک کرنے کے لئے حضور سرور عالم نے ۷ھ میں خیبر پر فوج کشی کی۔ اس شہر کے متعلق متعدد قلعے تھے منجملہ اون کے ایک قلعہ القموص تھا جو اپنی پائداری اور استحکام کے لحاظ سے ناقابل فتح سمجھا جاتا تھا۔ یہہ قلعہ پہاڑی

شکست نصیب ہوئی۔ یہہ خبر پاکر فدک کے یہودیوں کو سرکشی اور مقابلہ کی جرٔت نہوئی۔ پیغمبر خدا کے پاس کہلا بہیجا کہ ہم کو آپ سے جنگ کرنا منظور نہیں ہے بلکہ ہماری استدعا یہہ ہے کہ جس طرح آپ مناسب سمجہیں ہم سے صلح کرلیں جب یہہ پیغام یہودیوں کی طرف سے آیا تو سرور کائنات نے اپنے جان نثار بھائی علی مرتضیٰ کو حکم دیا کہ تم فدک کو جاؤ اور وہاں کے یہودیوں کو ہدایت کرو کہ مسلمان ہوجائیں اگر وہ اس امر ہدائیت کو قبول نہ کریں اور صلح کرنا چاہیں تو جس طرح تم کو مناسب معلوم ہو اون سے صلح کرلو۔ امیر المومنین حسب الحکم فدک کی طرف روانہ ہوئے اور جب باغ فدک کے قریب پہونچے اور یہودیوں کو حضور کے آنے کی خبر ہوئی تو وہ سب حاضر ہوئے۔ جناب امیرؑ نے اون کو اسلام کی دعوت فرمائی اونھوں نے عرض کیا کہ ہم کو اس تکلیف سے معاف

پر واقع تھا جہاں غنیم کے لئے فوج کا لے جانا بہت مشکل تھا اور اوس کے گرد ایک خندق بھی تھی۔ سب قلعے تو مسلمانوں نے فتح کر لئے لیکن یہہ قلعہ کسی طرح فتح نہوتا تھا روز ایک ایک صحابی کو پیغمبر خدا علم و فوج دے کر اوس کے فتح کرنے کو بھیجتے تھے لیکن سوائے ناکامی کے ساتھ واپس ہونیکے اور کوئی نتیجہ نہ نکلتا تھا۔ چنانچہ ایک روز حضرت عمر ابن خطاب کو حضور نے علم عطا فرمایا اور حکم دیا کہ جاؤ اور اس قلعہ کو فتح کرو۔ حضرت عمر گئے مگر لیکن پسپا ہوکر واپس آئے اور علم حضور کے حوالہ کیا۔ دوسرے دن حضرت ابوبکر ابن ابی قحافہ یہودیوں کے مقابلہ میں بہیجے گئے لیکن وہ بھی مقابلہ کی تاب نہ لاسکے اور بھاگ آئے۔ تیسرے دن آنحضرت نے پھر حضرت عمر کو فتح قلعہ پر مامور کیا لیکن اوس روز بھی بجز فرار کے اون کا کچھ بس نہ چلا۔ جیسا کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے ازالۃ الخفا میں روایت لکھی ہے کہ سار رسول اللہ الی خیبر فلما اتاہ بعث عمر و بعث الناس الی مدینتہم او قصرہم فقاتلو ھم فلم یلبثوا ان ھزموا عمر و اصحابہ فجاء یجبنوہ و یجبنہم ایضاً کنز العمال اور اوس میں اس قدر اور زیادہ ہے۔ فشاذ لک رسول اللہ۔ یعنے جب رسول اللہ خیبر پر تشریف لے گئے تو حضرت عمر کو اور اون کے ساتھ بہت سے آدمیوں کو لڑنے کے لئے بھیجا پس فوراً ہزیمت اوٹھا کر حضرت عمر معہ اپنے ساتھیوں کے بھاگ آئے اور حضرت عمر اپنے ساتھیوں کو اور وہ حضرت عمر کو بزدلا کہتے تھے اس ہزیمت سے آنحضرت کو ملال ہوا۔ حضرت علی مرتضیٰ کی آنکھیں اوس زمانہ میں آشوب کئیے ہوئے تھیں اس وجہ سے وہ جنگ میں حصہ نہ لے سکتے تھے جب یہودیوں کے مقابلہ میں ناکامی پر ناکامی بہت ہوئی تو حضور سرور عالم نے فرمایا کہ کل میں ایسے شخص کو علم دوں گا جو کرار غیر فرار ہے خدا و رسولؐ کو وہ دوست رکھتا ہے اور خدا و رسولؐ اوس کو دوست رکھتے ہیں۔ وہ بغیر فتح کئے ہرگز واپس نہ آئیگا (صحیح بخاری و مسلم و واقدی و خصائص امام نسائی و ینابیع المودۃ سلیمان الحنفی و تاریخ ابو الفدا و روضۃ الصفا وغیرہ) دوسرے دن صبح کو پیغمبر خدا اپنے خیمہ سے برآمد ہوئے تمام مسلمان جمع تھے اور باوجودیکہ پہلے زک اوٹھا چکے تھے تاہم ہر شخص کو خصوصاً حضرت عمر کو بہت تمنا تھی کہ علم مجھ کو ملے چنانچہ شاہ ولی اللہ دہلوی ازالۃ الخفا میں لکھتے ہیں کہ حضرت عمر کہا کرتے تھے کہ علی ابن ابی طالب کو تین ایسی فضیلتیں حاصل ہوئیں کہ اگر اون میں سے ایک بھی مجھے حاصل ہوتی تو تمامی دولت سے زیادہ میں اوس کو اچھا سمجھتا ایک اون کی تزویج فاطمہؑ کے ساتھ دوسری اون کی سکونت مسجد میں رسول اللہ کے ساتھ اور حلال ہونا اون کے لئے اوس چیز کا جو حلال تھی رسول اللہ کے لئے تیسری عطا کیا جانا علم کا اونکو روز فتح خیبر۔ الغرض پیغمبر خدا نے علی مرتضیٰ کو طلب کیا اور اونکی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگا دیا۔ آنکھیں فوراً اچھی ہوگئیں آنحضرت نے علم لشکر اون کو عطا کرکے قلعہ قموص کی فتح کا حکم دیا حضرت مشکلکشا اسلام کے سپہ سالار بنکر علم لئے ہوئے قلعہ کی طرف بڑھے اودھر سے حارث نامی ایک بہادر یہودی حسب معمول قلعہ سے نکلکر شیر خدا کا مقابل ہوا آپ نے

فرمائے ہم اپنا دین نہ چھوڑیں گے اس کے سوا آپ جو فرمائیں ہم تعمیل کو حاضر ہیں۔ آخر گفت و شنید کے بعد یہہ طے پایا کہ فدک کی آدھی زمین پیغمبر خدا کو یہودی نذر کر دیں۔ اور آدھی خود رکھیں۔ امیر المومنینؑ نے پیغمبر خدا کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام ماجرا بیان کیا اور حضرت خیر البشر نے اس طرح صلح کو پسند و منظور فرمایا۔ صلح کے مطابق یہودیوں نے فدک کی نصف اراضی پیغمبر خدا کے نذر کر دی چونکہ بغیر لڑائی اور فوج کشی اور بلا مسلمانوں کی محنت و مشقت کے یہہ اراضی حاصل ہوئی تھی۔ اس لئے وہ غنیمت کفار کے حکم سے خارج ہو کر بلا شرکت غیرے خاصتہً جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ کی ملک قرار پائی۔ (تاریخ ابو الفدا۔ روضتہ الصفا۔ ابن خلدون۔ ابن اثیر۔ کتاب سقیفہ احمد ابو بکر بن عبد العزیز۔ معارج النبوۃ ملا معین کاشفی وغیرہ) بعد تسلیم اراضی یہودیوں نے عرض کیا کہ آپ تردد و کاشت کے لئے اراضی کسی کسی کو دیں گے اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ یہہ اراضی ہم کو بطور اسامی کے دی جائے اور اوس کا لگان چوبیس ہزار (و بروایتے ستر ہزار) دینار سالانہ ہم دیا کریں گے پیغمبر خدا نے اس کو منظور فرمایا اور لگان مذکور مقرر کر کے زمین اور اُس کے باغات کا انتظام اون کے سپرد فرمایا۔ (ناسخ التواریخ)

یہہ تمام معاملہ ختم ہو جانیکے بعد جبرئیلؑ خدا کے حکم سے یہہ آیت لے کر نازل ہوئے۔ وآت ذا القربیٰ حقہ (سورہ بنی اسرائیل پارہ ۱۵) یعنے اپنے قرابتدار کا حق ادا کیجئے۔ حضور سرور عالم نے پوچھا کہ وہ قرابتدار کون ہے جس کا حق ادا کرنے کا حکم خدا نے دیا ہے اور وہ حق کیا ہے۔ جبرائیل نے کہا کہ قرابتدار آپکی دختر اطہر فاطمۃ الزہرا ہیں اور حق فدک ہے پس پیغمبر خدا نے فدک جناب سیدہ کو عطا فرمایا اور دستاویز لکھدی کہ فدک خاص فاطمۃ الزہرا کی مِلک ہے۔ اور اوس میں بجز سیدہ اور اون کے

ایک وار میں اوس کا سر قلم کر دیا۔ یہی وہ بہادر یہودی تھا جس کے آگے مسلمانوں کا کچھ بس نہ چلتا تھا۔ اور جو روز اون کو پسپا کر دیا کرتا تھا۔ اوس کے قتل سے مسلمانوں کو تقویت ہوئی۔ لیکن یہودیوں کو سخت اضطراب ہوا۔ حارث مقتول کے بھائی مرحب کی شجاعت و دلاوری کی بڑی دھوم تھی۔ اور قلعہ والوں کو اوس کی قوت و طاقت پر بڑا بھروسہ تھا اب وہ اپنے بھائی حارث کا بدلہ لینے کے ارادہ سے نکل کر اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب کے مقابلہ میں آیا دونوں طرف سے وار ہونے لگے۔ آخر شیر خدا نے غصہ میں آکر تلوار کا جو وار کیا تو مرحب کے سر سے پیر تک دو ٹکڑے ہو کر زمین پر آرہا۔ اوس کے بعد پے درپے چند بہادر اور مقابلہ میں آئے اور پیغمبر خدا کے قوت بازو کے ہاتھوں قتل ہوئے۔ اب یہودیوں پر سخت انتشار و اضطرار طاری ہوا اور حیدر کرار قلعہ کی طرف بڑھے اور جو یہودی سامنے آتا گیا اوس کو قتل کرتے ہوئے چلے یہودیوں نے جو دیکھا کہ اب کوئی بس نہیں چلتا تو بھاگ کر خندق کا پُل اوٹھا دیا اور قلعہ کے اندر ہو کر دروازہ بند کر لیا۔ حضرت علی جست کر کے خندق کے اوس پار قلعہ کے دروازہ پر پہونچے لیکن دروازہ قلعہ کا بند ہو چکا تھا۔ آپ نے اوس کے آہنی حلقہ میں ہاتھ ڈال کر اس زور سے جھٹکا دیا کہ قلعہ کا پھاٹک اوکھڑ کر آپکے ہاتھ میں آگیا۔ اور اوس جھٹکے کے صدمہ سے تمام قلعہ ہل گیا۔ یہہ غیر معمولی قوت و شجاعت دیکھکر قلعہ والے بدحواس ہو گئے اور الامان الامان کی صدائیں بلند کرنے لگے۔ امیر المومنین علی ابن ابی طالب فاتح کی پوری شان و شوکت سے قلعہ میں داخل

بچوں کے کسی کا حق نہیں ہے حضرت علی مرتضی کاتب دستاویز تھے اور اوس پر آنحضرت نے حسنین اور اُم ایمن کی گواہی کرا کے دستاویز جناب معصومہ کے حوالہ کردی۔ (ناسخ التواریخ۔ روضۃ الصفا معارج النبوۃ وغیرہ) حافظ ابونعیم نے ابوسعید خدری سے جو روایت لکھی ہے اوس کا بھی یہی مضمون ہے۔ الشیخ سلیمان الحنفی کتاب ینابیع المودۃ میں تحریر فرماتے ہیں۔ فلما نزلت ھذہ الایۃ (وات ذا القربے حقہ) قال رسول اللہ لفاطمۃ ھذہ فدک وھی مما لم یوجف علیہ بخیل و لا رکاب ھی لی خاصۃ دون المسلمین و قد جعلتھا لک امرنی اللہ بہ فخذیہا لک ولولدک یعنے جب یہہ آئت نازل ہوئی۔ تو رسول اللہ نے فاطمہ سے کہا کہ یہہ فدک بلا فوج کشی اور مسلمانوں کی زحمت کے حاصل ہوا ہے اور وہ خاص میرے ملک ہے اور اوس میں مسلمانوں کا حق نہیں ہے پس میں بحکم خدا یہہ تمکو دیتا ہوں تم اوسکو اپنے اور اپنی اولاد کے لئے لے لو۔ محمد ابن خاوند شاہ (مورخ سنی المذہب) اپنی تاریخ روضۃ الصفا میں لکھتے ہیں۔ حضرت رسالت بسوئے فدک امیر المومنین علی را فرستاد و مصالحہ بر دست امیر واقع شد بران نہج کہ اسیر قصد خون ایشان نکند و حوائط خاص از ان رسول اللہ باشد۔ پس جبرئیل فرود آمدہ گفت حق تعالٰے میفرماید کہ حق خویشان بدہ رسول اللہ فرمود کہ خویشان کیانند وحق ایشان چیست جبرئیل گفت فاطمہ است حوایط فدک را بدو دہ واز آنچہ از آن خدا و رسول است در فدک ہم بدو دہ۔ پیغمبر فاطمہ را بخواند و برائے او حجتے نوشت و آن وثیقہ بود کہ بعد از وفات رسول اللہ پیش ابوبکر آورد و گفت این کتاب رسولخدا است کہ برائے من و حسن و حسین نوشتہ است۔ علامہ سیوطی (عالم اہلسنت) تفسیر درمنثور میں تحریر فرماتے ہیں۔ اخرج البزاز و ابویعلی وابن ابی حاتم وابن مردویہ عن ابی سعید الخدری رض قال لما نزلت ھذہ الایۃ وات ذا القربے حقہ دعا رسول اللہ ص فاطمہ فاعطاھا فدک واخرج ابن مردویہ عن ابن عباس قال لما نزلت وات ذا القربے حقہ اقطع رسول اللہ ص فاطمہ فدکا۔ یعنے اخراج کیا ہے بزاز و ابویعلی وابن ابی حاتم وابن مردویہ نے ابی سعید خدری سے اور نیز ابن مردویہ نے ابن عباس سے کہ جب آیہ وات ذا القربے حقہ نازل ہوئی تو رسول اللہ نے فاطمہ کو بلا کر فدک اون کو دے دیا۔ ملا حسین واعظ کاشفی (اہلسنت) جواہر التفسیر میں لکھتے ہیں۔ در خبر است کہ چون این آیہ وات ذی القربے حقہ۔ نازل شد رسول فاطمہ را بخواند و فدک را بوے داد۔ و مدت حیات رسول در دست وے بود و در تصرف و دخل آن در مصالح او و فرزندان او خرچ میشد۔ چون رسول فوت شد از وے باز گرفتند و چون طلب میراث پدر کرد گفتند ترا میراث نباشد کہ او گفت ماترکناہ صدقۃ آنچہ ما

اور یہودیوں کو گرفتار کرکے اون کا جائزہ لیا۔ بے شمار غنیمت ہاتھ آئی اور کل خیبر پر پیغمبر خدا کا قبضہ و تسلط ہوگیا۔ اور یہودی جلاوطن کردئیے گئے۔ (روضۃ الصفا وغیرہ) المولف۔

بگزاریم صدقہ بود۔ فدک کے ساتھ یہودیوں نے اور جو مال و اسباب حضرت ختمی مرتبت کو نذر کیا تھا وہ بھی حضور نے جناب سیدۃ النساء کو مرحمت فرمایا۔ جناب معصومہ نے کہا کہ باباجان میں حصہ جو خدا نے مقرر فرمایا ہے وہ میں آپ کے نذر کرتی ہوں۔ حضرت خیر البشر نے فرمایا اے فرزند یہ سب بحکم خدا خاص تمہارا اور تمہارے بچوں کا حق ہے تم اپنے قبض و تصرف میں رکھو۔ پس جناب صدیقہ طاہرہ فاطمۃ الزہرا نے فدک پر قبضہ کرکے اوس کے انتظام و تحصیل وصول کیلئے ایک کارندہ مقرر کردیا۔ وہ کارندہ موضع فدک کا انتظام اور تحصیل وصول کرکے آمدنی جناب زہرا کے پاس پیش کیا کرتا تھا جس میں سے جناب معصومہ اپنے گذر بھر کو لے کر باقی تمام روپیہ فقیروں اور محتاجوں کی حاجت روائی میں صرف فرمایا کرتی تھیں (ناسخ التواریخ) فدک کا حال مفصل و مشرح بدلائل عقلیہ و نقلیہ تفسیر لوامع التنزیل مصنفہ حجۃ الاسلام قبلہ الانام علامہ سید علی الحائری مجتہد پنجاب مدظلہ میں ملاحظہ ہو جس میں احقاق حق میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں ہوا ہے۔ جزاہ اللہ عن الدین واھلہ خیرا۔

پیغمبر خدا اور خیر النسا کی ملاقات باہمی کا طریقہ و دیگر حالات

جناب رسالتمآب کا قاعدہ تھا کہ جب حضرت خیر النسا د فاطمہ زہرا خدمت میں حاضر ہوتی تھیں تو تعظیم کے لئے کھڑے ہوجایا کرتے تھے اور جناب معصومہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر پیشانی مبارک پر بوسہ دیتے تھے اور اپنی جگہ پر بٹھایا کرتے تھے اور جب حضور پیغمبر خدا جناب سیدہ کے گھر تشریف لیجایا کرتے تھے تو وہ خود دروازہ کھولا کرتی تھیں۔ اور استقبال کرکے صدر مقام پر بٹھاتی تھیں۔ جب حضرت خیر البشر علیہ السلام کو سفر درپیش ہوتا تھا۔ تو سب سے ملنے کے بعد حضرت خیر النساء سے ملتے تھے اور اونھیں کے گھر سے رخصت ہوا کرتے تھے اور جب سفر سے واپس آتے تھے تو سب سے پہلے حضرت خاتون جنت کے گھر آکر اون سے ملتے تھے۔ اور بقول ام المومنین عائشہ جناب معصومہ کے گلوئے مبارک کو بوسہ دیتے تھے اور اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اس میری لخت جگر فاطمہؑ سے جنت کی خوشبو آتی ہے (مدارج النبوۃ ینابیع المودۃ) ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ امیر المومنینؑ کو جو حصہ غنیمت سے ملا تھا وہ اونھوں نے جناب سیدۃ النساء کو دے دیا تھا۔ اوسی عرصہ میں جناب رسالتمآب معہ امیر المومنین کے کسی سفر میں تشریف لے گئے۔ حضرت خیر النساء نے اوس مال میں سے حضرت حسنؑ و حضرت حسین علیہما السلام کے لئے چاندی کے کڑے بنوائے اور ایک پردہ کپڑے کا دروازہ پر لٹکانے کے لئے تیار کیا۔ جب جناب سرور کائنات سفر سے واپس آئے۔ تو حسب دستور سب سے پہلے جناب معصومہ کے گھر تشریف لائے وہاں دیکھا کہ دروازے پر پردہ پڑا ہوا ہے۔

اور دونوں نواسے ہاتھوں میں کڑے پہنے ہوئے ہیں۔ پیغمبر خدا بغیر بیٹھے ہوئے واپس چلے گئے۔ جناب طاہرہ نے جو یہہ دیکھا کہ خلاف عادت آج رسول اللہ بیٹھے نہیں اور فوراً تشریف لے گئے تو سمجھ گئیں کہ پردہ اور کڑوں کی وجہ سے حضور جلد چلے گئے۔ پس فوراً پردہ اور کڑے اوتار کر حسنینؑ کے ہاتھ حضرت خیر البشر کے پاس بھیج دیئے۔ اور کہلا بھیجا کہ جب آپ سفر میں تھے اوس وقت میں نے یہہ چیزیں بنوائی تھیں اب آپ جس طرح مناسب سمجھیں اُن کو صرف کریں۔ جب دونوں نواسے یہہ چیزیں لے کر آنحضرت کے پاس آئے اور جناب معصومہ کا پیغام عرض کیا تو حضور پرنور نے اون کو پیار سے اپنے زانوے مبارک پر بٹھا لیا اور کڑوں کو توڑ کر اون کے ٹکڑے اصحاب صفہؓ میں تقسیم کر دیئے۔ پردے کا کپڑا طول میں زیادہ اور عرض میں کم تھا ایک ایک آدمی کی تہمد کے موافق اوس کے ٹکڑے کر کے اوس کو بھی تقسیم کر دیا اور فرمایا کہ خدا فاطمہ پر رحم کرے اور اس پارچہ اور کڑوں کے عوض جنتی حلّے اور زیور عطا فرمائے (لمعۃ البیضاء۔ ینابیع المودۃ) احمد و ابو داؤد نے یہہ روائیت ثوبان صحابی سے نقل کی ہے اور اوس میں بجائے اصحاب صفہ میں تقسیم کرنیکے یہہ مذکور ہے کہ پیغمبر خدا نے وہ چیزیں ثوبان کے ہاتھ بعض مستحق محتاجوں کے گھر پر بھیجدیں اور فرمایا کہ مجھے اس سے کراہت معلوم ہوتی ہے کہ میرے اہلبیتؑ دُنیا کی لذتوں سے بہرہ مند ہوں۔ ایک مرتبہ حضرت امیر المومنین بعد جناب سیدہ طاہرہ سے جناب پیغمبر خدا مباسط فرما رہے تھے کہ جناب امیرؑ نے پوچھا یا رسول اللہ آپ فاطمہؑ کو زیادہ تر دوست رکھتے ہیں یا مجھ کو۔ حضور سرور عالم نے فرمایا ھی احب منک وانت اعز لی منھا یعنی میں فاطمہؑ کو تم سے زیادہ دوست رکھتا ہوں اور تم کو اون سے زیادہ عزیز سمجھتا ہوں (مدارج النبوۃ۔ روضۃ الاحباب)

جابر بن عبد اللہ سے روائیت ہے کہ ایک مرتبہ جناب علیؑ مرتضیٰ و جناب فاطمہؑ زہرا میں باہم از راہ مفاخرت یہہ بحث چھڑ گئی کہ پیغمبر خدا کس کو زیادہ چاہتے ہیں۔ جناب سیدہ کہتی تھیں کہ مجھ کو زیادہ چاہتے ہیں اور جناب امیرؑ کہتے تھے کہ وہ مجھ سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔ اور دونوں بزرگوار اپنے اپنے فضائل بطور استدلال کے بیان فرماتے تھے۔ پس سرور عالم کی خدمت میں جبرئیلؑ نازل ہوئے اور بعد سلام و درود کے کہا کہ علیؑ اور فاطمہؑ میں آپ کی محبت پر بحث ہو رہی ہے آپ اس کا تصفیہ فرما دیجئے۔ آنحضرت اون کے پاس تشریف لائے اور دونوں کے کلام سنکر جناب زہراؑ سے فرمایا کہ اے فاطمہؑ تم سے مجھے لطف فرزندی اور علیؑ سے مجھے ثمرۂ مردانگی حاصل ہوتا ہے اور علیؑ بہ نسبت تمہارے مجھے زیادہ محبوب ہیں۔ جناب سیدہ نے کہا کہ قسم اوس خدا کی جس نے آپ کو برگزیدہ کر کے امت کی ہدائیت پر مقرر فرمایا ہے کہ میں جب تک زندہ رہوں گی آپ کے اس کلام کی مقر و معترف رہوں گی (ناسخ التواریخ) ایک روز حضرت رسالت پناہ قیامت کا ذکر

لہ اصحاب صفہ وہ لوگ کہلاتے تھے جو مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ چلے آئے تھے۔ اور بالکل غریب و مفلس تھے اور پیغمبر خدا اون کے کفیل رہا کرتے تھے۔ ۱۲ المولف

فرماتے تھے۔ اثناء وعظ میں آپنے بیان کیا کہ قیامت کے دن لوگ اپنی اپنی قبروں سے برہنہ اوٹھیں گے جناب صدیقہ طاہرہ نے پوچھا باباجان کیا میں بھی اسی طرح محشور ہونگی۔ آنحضرت نے جواب دیا کہ ہاں آ فرزند! لیکن وہ عجب ہولناک وقت ہوگا سب اپنے اپنے حال میں پریشان ہوں گے اور لوگ تو درکنار خود پیغمبرونکی یہہ حالت ہوگی کہ خداوند قہار کے خوف سے ترساں و لرزاں نفسی نفسی کہتے ہوں گے۔ ایسی حالت اضطرار و انتشار میں کوئی کسی کی طرف نگاہ نہ اوٹھا سکے گا ہر شخص اپنے ہی حال میں مبتلا ہوگا۔ جناب معصومہ کو یہہ سن کر بہت شرم معلوم ہوئی اور گھبراکر کہا واسواتاہ (ہائے افسوس)۔ پس جبرئیل نازل ہوئے اور پیغمبر خدا سے کہا کہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے کہ فاطمہ سے کہئے کہ جب تجھ کو مجھ سے شرم آئی تو مجھے بھی اس سے حیا آتی ہے کہ قیامت کے دن تجھے برہنہ محشور کروں میں وعدہ کرتا ہوں کہ دو حلے نور کے اوس روز تجھ کو عطا کروں گا اور تو اون کو پہنے ہوئے محشر میں آئیگی۔ حضرت خاتون جنت نے اس بشارت کو سن کر سجدہ شکر کیا اور جب اس کا ذکر امیرالمومنین سے کیا تو اونھوں نے کہا کہ میرے بارہ میں بھی رسول اللہ سے پوچھ لیا ہوتا۔ جناب سیدہ نے کہا کہ میں نے پوچھا تھا باباجان نے فرمایا کہ علیؑ کی شان اس سے ارفع و اعلیٰ ہے کہ خدا اون کو بروز قیامت برہنہ محشور کرے۔ (ناسخ التواریخ) کتاب ہدالنبی میں ابوجعفر احمد القمی فرماتے ہیں کہ جب یہہ آیہ مبارک نازل ہوئی۔ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِنْهُمْ جُزْءٌ مَقْسُوْمٌ۔ تو جناب رسالتمآب نے بہت شدت سے گریہ فرمایا۔ آپکے رونے سے اصحاب بھی روئے لیکن اون کو رونے کی وجہ معلوم نہ تھی اور نہ بوجہ حشمت و رعب پیغمبری کے ایسی حالت میں حضور پرنور سے وجہ پوچھ سکتے تھے اور چونکہ یہہ اون کو معلوم تھا کہ آنحضرت جناب زہرا کو دیکھکر خوش و فرحناک ہوجاتے ہیں اس لئے چند اصحاب جناب صدیقہ کے بیت الشرف پر حاضر ہوئے اوس وقت وہ معصومہ جو پیس رہی تھیں۔ اصحاب نے بعد سلام کے رسول اللہ کے رونے کا حال بیان کیا آپ یہہ کیفیت سنتے ہی چکی چھوڑ کر فوراً کھڑی ہوگئیں اور چادر پیچاں کرکے باہر نکلیں اوس چادر مطہر میں بارہ پیوند لیف خرما کے لگے ہوئے تھے اور جابجا سے وہ چاک چاک تھی سلمان فارسی رہ اوس چادر کو دیکھکر رونے لگے اور افسوس کرنے لگے کہ قیصر و کسریٰ جامہ حریر و سندس پہنیں اور سید الانبیاء کی بیٹی ایسی پھٹی پرانی چادر اوڑھے۔ الغرض جب صدیقہ طاہرہ اپنے والد بزرگوار کے پاس پہونچیں تو عرض کی کہ اے بابا رسول اللہ سلمانؓ کو میرے لباس پر تعجب ہوتا ہے۔ قسم اوس خدا پاک کی کہ جس نے آپ کو پیغمبری عطا فرمائی کہ پانچ سال ہوئے کہ میرے اور علیؑ کے پاس بجز ایک پوست گوسفند کے کچھ نہیں ہے کہ دن کو اوس پر اونٹ کو چارہ کھلایا جاتا ہے اور رات کو وہ ہمارے بچھانے

ترجمہ: تحقیق جہنم ان تمام کے لئے قرارگاہ ہے کہ ہفت دروازہ دارد برائے ہر دروازہ انہارا جزء مقسوم

کے کام میں آتا ہے اور ایک تکیہ چمڑے کا ہے کہ جس میں خرمے کے درخت کی چھال بھری ہوئی ہے ہم اوس پر سر رکھکر پڑ رہتے ہیں۔ یہہ سُن کر سرور عالم نے سلمانؓ سے فرمایا کہ اے سلمانؓ اِنَّ ابْنَتِیْ لَفِیْ خَیْلِ السَّوَابِقِ یعنے میری بیٹی سبقت کرنے والوں اور آگے چلنے والوں میں سے ہے اس کے بعد حضرت نے وہ دونوں آیتیں پڑھکر سُنائیں۔ جناب معصومہ اون کو سُن کر مُنہ کے بل زمین پر گر پڑیں اور فرمانے لگیں الویل ثم الویل لمن دخل النار (افسوس ہزار افسوس اوس شخص پر جسکی جگہ جہنم ہو) سلمان نے اون کو سُن کر کہا کہ کاش میں گوسفند ہوتا کہ لوگ مجھ کو ذبح کر کے کھا جاتے اور میں دوزخ کے ذکر کو نہ سُنتا۔ ابوذر کہنے لگے کہ کاش میری ماں عقیمہ ہوتی اور میں پیدا نہ ہوتا تاکہ دوزخ کا ذکر نہ سُنتا۔ مقدادؓ نے کہا کہ کاش میں مرغ بیابانی ہوتا تاکہ حساب عقاب سے محفوظ رہتا اور جہنم سے میرے کان آشنا نہوتے۔ جناب علی مرتضیٰ نے کہا کہ جہنم کے خوفناک ذکر سننے سے بہتر تھا کہ درندے مجھے پارہ پارہ کر کے کھا جاتے۔ یا میں پیدا ہی نہوتا۔ یہہ کہکر آپ رونے اور کہنے لگے افسوس ہے سفر قیامت کی درازی اور زادراہ کی کوتاہی وکمی پر۔ وائے ہے اون لوگوں پر جن کو جہنم اپنی طرف کھینچ لے گا اور اون کو رہا نہ کرے گا۔ اور اون کا شعار و دثار آتشین ہوگا اور اون کے ہمراہی شیاطین ہوں گے (ناسخ التواریخ)

رضائے خدا بہ رضائے فاطمہؑ

ایک دن جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت صدیقہ کبرےٰ کا ہاتھ پکڑے ہوئے باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ جو پہچانتا ہے وہ تو پہچانتا ہی ہے البتہ جو نہیں پہچانتا وہ پہچان لے کہ یہہ میری بیٹی فاطمہؑ میری پارہ جگر ہے جس شخص نے اس کو ستایا اور آزردہ کیا اوس نے مجھے ستایا اور آزردہ کیا اور جس نے مجھ کو ستایا اور آزردہ کیا اوس نے خدا کو ستایا اور آزردہ کیا اور جو شخص خدا کو ستائے اور آزردہ کرے وہ ملعون ہے۔ خدا لعنت کرے فاطمہؑ کے ستانے والے پر تحقیق کہ فاطمہؑ کے غضب سے خدا غضبناک ہوتا ہے اور اوس کی رضا سے خدا راضی ہوتا ہے (ناسخ التواریخ ومدارج النبوۃ وینابیع المودۃ) کنز العمال میں ملا علی متقی نے اس حدیث کو اس طرح نقل کیا ہے۔ عن علی قال قال رسول اللہ لفاطمہ ان اللہ یغضب بغضبک ویرضی لرضاک (وابن النجار ایضاً) اور کتاب اصابہ میں ہے اخرج ابن ابی عاصم عن عبد اللہ بن عمرو بن سالم المفلوج بسندہ من اھل البیت عن علی ان النبی قال لفاطمہ ان اللہ یغضب بغضبک ویرضی لرضاک۔

میرزا محمد بن معتمد خان بدخشانی کتاب مفتاح النجا میں لکھتے ہیں اخرج ابو یعلی والطبرانی فی الکبیر والحاکم وابو نعیم فی فضائل الصحابہ وابن عساکر عن علی ان رسول اللہ قال لفاطمہ ان اللہ یغضب بغضبک ویرضا لرضاک۔ اور اسد الغابہ میں یہہ حدیث اس طرح منقول ہے

حدثنا حسین بن زید بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب عن عمر بن علی عن جعفر بن محمد عن ابیہ عن علی بن حسین بن علی عن علی ان النبی قال لفاطمہ ان اللہ یغضب بغضبک ویرضی لرضاک - اور حاکم نے مستدرک میں اس حدیث کو سلسلہ وار نقل کرکے لکھا ہے - ھذا حدیث صحیح الاسناد - اور شاہ عبدالحق کتاب مدارج النبوۃ میں لکھتے ہیں "بصحت پیوستہ کہ پیغمبر فرمودہ فاطمہ بضعۃ منی من اذاھا فقد اذانی ومن ابغضھا فقد ابغضنی - ونیز آمدہ است ان اللہ یغضب بغضب فاطمہ ویرضی برضاھا - فتح الباری میں ابن حجر نے حدیث فانما ھی (ای فاطمہ) بضعۃ منی یریبنی ما ارابھا ویوذینی ما اذاھا کی شرح میں لکھا ہے وفی الحدیث تحریم اذی من یتاذی النبی بتاذیہ لان اذی النبی حرام اتفاقا قلیلۃ وکثیرۃ وقد جزم بانہ یوذیہ ما اذی فاطمہ فکل من وقع منہ فی حق فاطمہ شئی فتاذت بہ فھو یوذی النبی بشہادۃ ھذا الخبر الصحیح ولا شئی اعظم من ادخال الاذی علیھا - انتہی - یعنے حدیث میں ہے کہ اوس شخص کو اذیت پہونچانا حرام ہے جس کی اذیت سے نبی کو اذیت ہوتی ہے کیونکہ نبی کو ایذا دینا حرام ہے بالاتفاق خواہ وہ کم ہو یا زیادہ اور یہہ امر قطعی ہے - کہ جو فاطمہ کی اذیت کا باعث ہو اوس سے نبی کو اذیت ہوتی ہے - پس ہر وہ شخص جس سے کوئی ایسا فعل فاطمہ کے حق میں سرزد ہو جس سے اون کو اذیت و رنج پہونچے اس حدیث صحیح کی شہادت سے پیغمبر خدا کو اذیت دیتا ہے اور کوئی چیز اس سے بڑھ کر نہیں ہے کہ فاطمہ کو اذیت پہونچائی جائے - اللہ تعالٰے فرماتا ہے - ان الذین یوذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعد لھم عذابا مھینا (سورہ احزاب پارہ ۲۲) یعنے جو لوگ خدا اور رسول کو اذیت دیتے ہیں اونپر دنیا و آخرت میں خدا کی لعنت ہے اور اون کے لئے سخت عذاب مقرر کیا گیا ہے

صحیح بخاری میں ہے فاطمہ بضعۃ منی فمن اغضبھا اغضبنی - اور صحیح مسلم میں ہے - انما فاطمہ بضعۃ منی یوذینی من اذاھا ولیسرنی ما اسرھا - اور ترمذی میں ہے انما بضعۃ منی یریبنی ما ارابھا ویوذینی ما اذاھا - اور شفاء میں ہے انما بضعۃ منی یغضبنی ما یغضبھا - اور ترمذی وابن ماجہ میں ہے ان رسول اللہ قال لعلی وفاطمہ والحسن والحسین انا حرب لمن حاربتم وسلم لمن سالمتم - اور شاہ عبدالحق مدارج النبوۃ میں لکھتے ہیں - پیغمبر خدا درشان ایں چہار کس (یعنی علی و فاطمہ وحسن وحسین علیہم السلام) فرمود من جنگی ام باکسیکہ جنگ کند ایشان را و صلح کنندہ ام باکسیکہ صلح کند با ایشان یعنے صحیح بخاری و مسلم و ترمذی و شفاء وابن ماجہ وکتاب کنز العمال و اصابہ و مفتاح النجاء و اسد الغابہ و فتح الباری و مدارج النبوۃ میں ہے کہ رسول اللہ

نے فرمایا کہ فاطمہؑ میری بضعہ ہے جو چیز یا جو شخص اوس کی اذیت و رنج کا باعث ہوتا ہے۔ وہ مجھکو اذیت و رنج پہونچاتا ہے اور جس سے فاطمہ کو مسرت پہونچتی ہے اوس سے مجھ کو مسرت ہوتی ہے اور فاطمہؑ جسپر غضبناک ہوتی ہے اوسپر خدا غضبناک ہوتا ہے اور جس سے فاطمہؑ خوش ہوتی ہے اوس سے خدا خوش ہوتا ہے۔ اور علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ علیہم السّلام کے بارہ میں حضور سرور کائنات نے فرمایا کہ جو شخص ان سے جنگ کرے اوس سے میں جنگ کرنیوالا ہوں اور جو شخص ان سے صلح کرے اوس سے میں صلح کرنے والا ہوں۔ طبرانی اور سیوطی (علمائے اہلسنت) لکھتے ہیں عن جابر قال خطبنا رسول اللہ فسمعتہ یقول یا الناس من ابغضنا اہل البیت حشرہ اللہ یوم القیامۃ یہودیا یعنے جابر کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کو خطبہ میں یہہ فرماتے سُنا ہے کہ جو شخص ہم اہلبیتؑ سے بغض رکھے گا وہ بروز قیامت یہودی محشور ہوگا۔

مباہلہ بانصاریٰ مکہ فتح کرنیکے بعد جناب سرور عالم محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیر قوموں اور قبیلوں کو ہدایت نامے بھیجکر دین اسلام کی دعوت دی اون میں سے بعضوں نے اسلام قبول کیا اور بعضوں نے بمصالحت اطاعت قبول کی۔ منجملہ اون کے ایک قبیلہ بنی نجران تھا اور اس قبیلہ والوں کا مذہب عیسائی تھا جب پیغمبر خدا کا ہدائت نامہ اون کے پاس پہونچا تو اونھوں نے اپنے قبیلہ کے چودہ آدمی منتخب کئے اور تین علمائے مذہب عیسوی یعنے عبد المسیح و سید و ابو الحارث کو اون کے ساتھ حضور سرور کائنات کی خدمت میں تحقیق مذہب کے لئے بھیجا۔ جب وہ دربار نبوی میں حاضر ہوئے تو آنحضرت اون کے ساتھ نہائیت مہربانی سے پیش آئے۔ اور اسلام کی دعوت دی۔ **اسقف**[1] (نے کہا)۔ آپ ہمارے سیّد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں کیا فرماتے ہیں۔ **پیغمبر خدا**۔ (نے فرمایا) ہم حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا بندہ اور پیغمبر کہتے ہیں۔ اون پر خدا وحی و احکام نازل فرماتا تھا اور وہ امت کو ہدائیت فرماتے اور احکام خدا پہونچاتے تھے۔ **اسقف** پھر آپ اون کو بندہ اور مخلوق خدا کیونکر کہتے ہیں حالانکہ کوئی بندہ بغیر باپ کے پیدا نہیں ہوتا۔ **پیغمبر خدا** اچھا بالفعل آپ لوگ شہر میں قیام کیجئے انشاءاللہ تعالےٰ پھر اس امر میں گفتگو کی جائیگی۔

وہ لوگ اپنے فرودگاہ کو واپس گئے۔ دوسرے روز حضرت خیر البشر کی خدمت میں جبرئیلؑ یہہ آیت لے کر نازل ہوئے ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون الحق من ربک فلا تکن من الممترین فمن حاجک فیہ من بعد ما جاءک من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا و ابناءکم و

[1] اسقف عیسائیوں کے بڑے پادری کو کہتے ہیں جس کو انگریزی میں بشپ بولتے ہیں۔ ۱۲ المولف

نسائنا ونسائکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتهل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ اس آیت کے نزول کے بعد
حضرت خاتم الانبیاء نے عیسائیوں کو طلب کیا اور یہہ آیت اون کو سنائی اور فرمایا کہ حضرت عیسیٰ ع
کی پیدائش سے زیادہ عجیب حضرت ابوالبشر آدم ع کی خلقت ہے کہ اون کو بلا ماں باپ کے خدا نے پیدا
کیا۔ خدا کو ہر طرح کی قدرت حاصل ہے جس کو جسطرح چاہتا ہے پیدا کرتا ہے یہہ کہنا کہ حضرت عیسیٰ بلا
باپ کے پیدا ہوئے اس لئے وہ بندے نہ تھے بلکہ خدا تھے سخت جہالت اور بیوقوفی کی بات ہے۔

حضور پیغمبر خدا نے ہر چند اون کو سمجھایا لیکن اونھوں نے نہ مانا آخر حکم خدا کے بموجب اون سے
فرمایا کہ اگر تم سمجھانے سے نہیں مانتے تو آؤ ہم تم اپنے بیٹوں اور عورتوں اور اپنی جان کے برابر عزیزوں
کو لے کر باہم مباہلہ کریں یعنے خدا سے دعا کریں کہ جو جھوٹا ہو اوسپر خدا کا غضب نازل ہو۔ نصاریٰ نے
نے اس کو قبول کرلیا اور مباہلہ کے لئے دوسرا دن مقرر ہوا جب وہ لوگ اپنے قیامگاہ پر گئے تو اسقف
نے کہا کہ اگر محمدؐ اپنے اہلبیت کو لے کر مباہلہ کرنے آئیں تو تم لوگ ہرگز مباہلہ نہ کرنا ورنہ عیسائیوں
پر قہر خدا نازل ہوجائیگا اور اگر وہ اپنے اصحاب کو لے کر مباہلہ کرنے آئیں تو پھر مباہلہ کرنے میں
کچھ خوف نہ کرنا کیونکہ اگر وہ درحقیقت پیغمبر ہیں تو اپنے اہلبیت کو لے کر مباہلہ کرنے آئیں گے ورنہ
غیروں کو لائینگے دوسرے دن صبح کو جناب رسالت مآب نے امیرالمومنین علیؑ ابن ابی طالب اور
خیر النساء فاطمۃ زہراء اور سیدا شباب اہل الجنۃ حسنؑ وحسینؑ کو طلب کیا اور فرمایا کہ تم کو لے کر نصاریٰ
سے مباہلہ کرنے کو مجھے خدا نے حکم دیا ہے لہذا تم کو لے کر مباہلہ کے لئے چلتا ہوں جب میں دعا کروں
تو تم آمین کہنا حضرات اہلبیت نے کہا سمعنا واطعنا خدا کے حکم کی تعمیل کے لئے ہم بسروچشم حاضر ہیں
اس کے بعد حضرت خیرالبشر اوٹھے اور حضرت حسنؑ کو داہنے ہاتھ کی اونگلی پکڑائی اور حضرت حسینؑ کو بائیں جانب
گود میں لیا اور جناب سیدہ طاہرہ سے عقب میں چلنے کو فرمایا اور امیرالمومنینؑ کو اپنے آگے چلنے کا حکم دیا۔ اس
شان سے یہہ پنجتن پاک حجرہ سے برآمد ہوئے پیغمبر خدا نے فرمایا کہ اور کوئی ساتھ نہ آئے یہہ کہہ کر اوس مقام
پر تشریف لائے جو مباہلہ کیلئے مقرر ہوا تھا اور یہ وہ نصاریٰ اپنے علما کے ساتھ آچکے تھے اور انتظار میں تھے کہ خمسہ
نجبا علیہم التحیۃ والثنا کو اس شان سے آتے دیکھکر اون کے دل لرزنے لگے۔ لوگوں سے پوچھا کہ محمدؐ کے ساتھ
یہہ کون کون ہیں۔ اونھوں نے بتلایا کہ وہ مرد جو آگے ہیں حیدر کرار علی ابن ابی طالب رسول اللہ کے چچازاد
بھائی اور داماد ہیں اور وہ بی بی جو برقع اوڑھے ہوئے پیغمبر خدا کے پیچھے ہیں اون کی دختر نیک اختر خاتون جنت
فخر مریم دوحا خیرالنسا جناب فاطمۃ الزہرا ہیں اور وہ دونوں معصوم بچے حضرت علیؑ اور جناب سیدہ کے بیٹے
اور پیغمبر خدا کے نواسے ہیں۔ ان چار شخصوں سے زیادہ پیغمبر خدا کا کوئی عزیز نہیں ہے یہہ کیفیت معلوم

کرکے اور حالت دیکھکر عیسائیوں کے دلوں پر ایک خاص اثر ہوا اور اسقف نے اون سے کہا کہ اگر محمدؐ سچے نبی نہوتے تو اپنے خاص عزیزوں کو ایسے خطرناک موقع پر نہ لاتے اس کے علاوہ ان کی شان اور علامتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہی پیغمبر ہیں جن کے آنے کی بشارت انجیل میں ہے اُن کی نورانی شان کہہ رہی ہے کہ اگر یہ چاہیں اور دعا کریں تو خداوند کریم پہاڑ کو اوس کی جگہ سے اوکھاڑ دے۔ وہ یہہ کہہ رہا تھا کہ حضرت خیر البشر نے زانو زمین پر ٹیکا اور عیسائیوں سے فرمایا کہ آؤ مباہلہ کرو۔ یہہ دیکھکر اسقف نے اپنے رفیقوں سے کہا دیکھو یہہ دعا کے لئے بھی اوسی طرح جھکے ہیں جس طرح انبیا کا قاعدہ ہے تمام علامتیں کہہ رہی ہیں کہ یہ ہی خاتم النبیین ہیں جن کی خبر انبیائے سابق دے گئے ہیں اُن سے مباہلہ کرنے میں ہماری خیر نہیں معلوم ہوتی بہتر ہے کہ جس طرح بنے اُن سے صلح کرلو۔ باہم یہہ باتیں کرکے نصاریٰ حضور سرور عالم کے پاس آئے اور اسقف نے کہا کہ ہم کو اس سے معاف رکھئے ہم مباہلہ نہیں کرسکتے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اچھا اگر مباہلہ نہیں کرتے تو اسلام قبول کرو۔ اونھوں نے عرض کیا کہ ہم اس سے بھی معافی چاہتے ہیں ہم کو ہمارے آبائی دین پر رہنے دیجئے اس کے صلہ میں ہم جزیہ دیا کریں گے۔ حضور سرور عالم نے اون کی استدعا قبول فرمائی۔ اس کے بعد فیما بین یہہ طے پایا کہ نصاریٰ دو ہزار حُلّے سالانہ فی حلہ قیمتی چالیس درم اور ضرورت کیوقت جنگی سامان یعنے ہتیار اور گھوڑے مستعار دیا کریں گے اور اس کے عوض میں اہل اسلام اون کے امن و امان کے ضامن رہیں گے اور دشمنوں سے اون کی حفاظت کریں گے اور اون کے مذہبی مراسم میں اون کو آزادی دیں گے اس معاہدہ پر فریقین نے دستخط کئے اور نصاریٰ اپنے وطن کو صحیح سلامت واپس گئے (روضۃ الصفا مدارج النبوۃ وغیرہ) سید علی ہمدانی جو علمائے عظام اہلسنت اور صوفیہ کرام میں اعلےٰ درجہ کے بزرگ اور حسب رائے شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی ولی کامل ہیں اپنی کتاب مودۃ القربیٰ میں تحریر فرماتے ہیں۔ اور شیخ الاسلام سلیمان الحنفی نے اپنی کتاب ینابیع المودۃ میں نقل کیا ہے کہ سعد ابن وقاص صحابی کہتے ہیں لما نزلت هذه الاية ندع ابناءنا وابناءكم ونساءنا ونساءكم وانفسنا وانفسكم دعى رسول الله عليا وفاطمة وحسنا وحسينا فقال اللهم هؤلاء اهل بيتي اور ابو ریاح غلام ام سلمہ سے یہہ حدیث نقل کرتے ہیں کہ حضور سرور عالم نے فرمایا۔ لو علم الله تعالى ان في الارض عبادا اكرم من على وفاطمة والحسن والحسين لامرني ان اباهل بهم ولكن امرني بالمباهلة مع هؤلاء وهم افضل الخلق فغلبت بهم النصارى۔ یعنے جب آیہ مباہلہ نازل ہوئی تو پیغمبر خدا نے علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کو بلایا اور کہا خداوندا یہی میرے اہلبیتؑ ہیں۔ اور ابو ریاح کہتے ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا کہ اگر خدا کے علم میں علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ سے بزرگ تر کوئی بندہ روئے زمین پر ہوتا۔ تو اوس کو ساتھ لے کر مباہلہ کرنے کا حکم مجھ کو دیا جاتا۔

لیکن چونکہ یہی تمام خلائق سے افضل واکرم ہیں اِس لئے اُن کو لے کر نصاریٰ سے مباہلہ کرنے کا حکم خدا نے مجھ کو دیا۔ اور اُن کی وجہ سے نصاریٰ مغلوب ہوگئے۔ اس آیت مجیدہ کی کلی وجزی تحقیق فلسفیانہ پر قبلہ انام وکعبہ اسلام رئیس الملت والدین علامہ سید علی الحائری مجتہد پنجاب مدظلہ تعالےٰ نے اپنی تفسیر جامع العلوم لوامع التنزیل میں مدلل ومشرح لکھدی ہے ہر طالب حق جس کے ملاحظہ کے بعد بآسانی حق تک پہنچ سکتا ہے۔ فجزاہ اللہ خیر جزاء المحسنین۔

نزول آیہ تطہیر

ایک روز حضرت خاتم الانبیاء سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی زوجہ بیبی ام سلمہ کے حجرے میں تشریف رکھتے تھے کہ جبرئیل نازل ہوئے اور انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا پڑھ کر سنائی یعنے خداوندکریم نے اہلبیت پیغمبر کو اپنے لطف وکرم سے پاک وپاکیزہ اور گناہوں سے مبرا ومعصوم کیا ہے۔ حضور سرور عالم یہہ آیہ کریمہ سُن کر بہت خوش ہوئے اور حضرت علیؑ وجناب فاطمہؑ وحسنینؑ کو اپنے پاس طلب کیا اور امیر المومنینؑ کو اپنے زانو کے پاس اور خاتون جنت کو پشت کی طرف بٹھایا اور دونوں نواسوں کو گود میں لیا اور ایک چادر یا عبا اس طرح اوڑہی کہ پانچوں بزرگوار اوس کے اندر آگئے اور ہاتھ اوٹھا کر آیہ تطہیر کی تلاوت فرمائی اور مناجات کی کہ اے خالق آسمان وزمین واے رب العالمین یہی (یعنے علیؑ وفاطمہؑ وحسنؑ وحسینؑ) میرے اہلبیتؑ ہیں جن کو تونے اپنے لطف خاص سے عصمت وطہارت کی عزت عطا فرمائی اور ہر گناہ اور بُرائی سے پاک ومبرا فرمایا اور اپنے خاص بندوں میں شامل کیا تیرے اس لطف بے پایان اور عنایت بیکران کا شکر ادا نہیں ہوسکتا انا حرب لمن حاربھم وسلم لمن سالمھم وعدو لمن عاداھم جو شخص اُن سے لڑائی لڑے اور پرخاش رکھے اوس سے میں لڑنے والا اور پرخاش رکھنے والا ہوں اور اُن کے دشمن کا میں دشمن ہوں اور جو شخص اُن سے صلح کرے اور دوستی رکھے اوس سے میں صلح کرنے والا اور اوس کا دوست ہوں۔ مناجات ختم کرکے حضور نے معہ اہلبیتؑ کے سجدۂ شکر ادا کیا۔ بیبی ام سلمہ نے جو یہہ شرف دیکھا تو اوس چادر یا عبا کا گوشہ پکڑ کر چاہا کہ خود بھی اوس میں داخل ہوجائیں۔ حضرت ختمی مرتبت نے فرمایا کہ اس شرف میں ہم اہلبیتؑ کا کوئی شریک نہیں ہے یہہ شرف ہمارے ہی لئے مخصوص ہے لیکن مطمئن رہو کہ تم خیر پر ہو اور تم سے بدی کی توقع نہیں ہے۔ (تفسیر درمنثور وغیرہ) جس روز سے یہہ آیہ تطہیر نازل ہوئی پیغمبر خدا نے یہہ معمول کرلیا کہ ہر صبح کی نماز کے وقت جناب سیدہ طاہرہ کے دروازہ پر آکر یہہ فرماتے۔ السلام علیکم یا اھل البیت ورحمۃ اللہ وبرکاتہ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس ویطھرکم تطھیرا۔ یعنے

اے اہل بیت تم پر سلام ہو اور رحمت و برکت خدا تمکو بے شک خدا نے تمام برائیوں اور گناہوں سے پاک و پاکیزہ کیا ہے یہہ آواز سُن کر امیر المومنین گھر سے نکلتے اور سید المرسلین کے ہمراہ مسجد تشریف لیجاتے تھے۔ (کتب اہل تسنن مدارج النبوۃ ینابیع المودۃ۔ مشکوٰۃ شریف۔ روضتہ الصفا۔ وسیلۃ النجات ازالۃ الخفا۔ سیرۃ المحمدیہ۔ اسعاف الراغبین۔ تفسیر بیضاوی۔ تفسیر سیوطی۔ معالم التنزیل وغیرہ)

سیرۃ المحمدیہ اور جامع ترمذی میں انس بن مالک سے روائیت ہے کہ اس آیہ مبارکہ کے نزول کے بعد چھ مہینہ اور بروائیتے نو مہینے تک پیغمبر خدا نماز فجر کے وقت جناب معصومہ کے دروازے پر آکر یہہ فرماتے رہے۔ یا اہل البیت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس الخ (ایضا تفسیر درمنثور)

محدثین و علمائے کرام اہلسنت احمد حنبل و مسلم و ترمذی و ابن ابی شیبہ و ابن جریر و ابن ابی حاتم و حاکم و سیوطی وغیرہم نے حضرت ام المومنین عائیشہ سے اس طرح روائیت کی ہے کہ ایک روز جناب پیغمبر خدا صبح کے وقت سیاہ کملی اوڑہے ہوئے آئے اون کے بعد امام حسنؑ آئے آنحضرت نے اون کو کملی میں داخل کرلیا پھر امام حسینؑ آئے اون کو بھی گلیم میں داخل کرلیا پھر سیدۃ النسا آئیں اون کو بھی وہ کملی اوڑھائی پھر امیر المومنینؑ آئے اون کو بھی گلیم میں داخل فرمالیا۔ پھر حضور سرور عالم نے آیہ تطہیر تلاوت فرمائی۔ انھیں علمائے عظام نے اسی روائیت کو اُم المومنینؑ ام سلمہ کی اسناد سے بھی لکھا ہے اور اوس میں اضافہ اسقدر کیا ہے کہ بیبی اُم سلمہؓ نے اوس گلیم میں داخل ہونے کی اجازت چاہی لیکن حضور نے اجازت نہیں دی اور فرمایا کہ تم خیر پر ہو۔ علامہ دولابی و بیہقی و ابن منذر و طبرانی نے بھی اس روائیت کی تصدیق کی ہے۔ مسندِ احمد بن حنبل میں ہے کہ عطار بن ریاح نے اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روائیت کی ہے کہ ایکروز حضرت خیر النسا نے مٹی کی ہانڈی میں کھانا پکایا اور رسول اللہ کے پاس لائیں اوس روز حضور میرے گھر میں رونق افروز تھے۔ جب حضرت معصومہ کھانا لے کر آئیں تو پیغمبر خدا نے فرمایا اے نور چشم علیؑ اور حسنینؑ کو میرے پاس بُلا لاؤ تاکہ وہ میرے ساتھ کھانا نوش کریں جب وہ حاضر ہوئے تو پنجتن پاک نے وہ کھانا تناول فرمایا اوس وقت جبرئیلؑ آیہ تطہیر لے کر نازل ہوئے حضور سرور عالم نے اپنی چادر میں علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ علیہم السلام کو داخل کر کے کہا خداوندا یہی میرے اہل بیت ہیں اُن سے گناہوں کی ناپاکی کو دور کھ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں بھی آپ سے توسل رکھتی ہوں حضور نے کہا کہ تم خیر پر ہو (ایضاً تفسیر حسینی)

شیخ الاسلام قسطنطنیہ سلیمان الحنفی اپنی کتاب ینابیع المودۃ میں تحریر فرماتے ہیں فی روایۃ الحافظ جمال الدین الذرندی عن الحافظ ابن مردویہ عن ام سلمہ۔ قالت کان جبرئیل فی الکساء معھم

کما قال الحسین رضی اللہ عنہم شعر نحن وجبریل غدا سادسنا : ولنا الکعبۃ ثم الحرمین۔

قال المحب الطبری ان ھذا الفعل منہ صلی اللہ علیہ وسلم مکرر مرۃ فی بیت ام سلمہ ومرۃ فی بیت فاطمہ رضی اللہ عنہما کما جاء الحدیث عن واثلہ بن الاسقع فی روایۃ احمد فی المناقب الطبرانی قال الشریف السمہودی کلمۃ انما للحصر تدل علی ان ارادتہ تعالی منحصرۃ علی تطہیرھم وتاکیدہ بالمفعول المطلق دلیل علی ان طہارتہم طہارۃ کاملۃ فی اعلی مراتب الطہارۃ۔

یعنے حافظ جمال الدین زرندی نے حافظ ابن مردویہ سے روایت کی ہے کہ ام المومنین اُمّ سلمہ نے کہا کہ تحت کساء جبرئیل اہلبیتؑ کے ساتھ تھے چنانچہ امام حسین علیہ السلام نے جو شعر فرمایا ہے اوس میں جبرئیل کے سادس یعنے چھٹے شخص تحت کسا ہونے کا ذکر کیا ہے۔ محب طبری کہتے ہیں۔ کہ یہہ امر یعنے رسول اللہ کا اہلبیت کے لئے دعائے طہارت عصمت کرنا اور آیہ تطہیر کا تلاوت کرنا دو مرتبہ آنحضرت سے ہوا۔ ایک مرتبہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں اور ایک مرتبہ جناب زہرا علیہا السلام کے مکان میں۔ جیسا کہ حدیث واثلہ بن الاسقع سے ظاہر ہوتا ہے جس کو احمد نے مناقب میں اور طبرانی نے روایت کی ہے۔ شریف سمہودی نے کہا ہے۔ کہ انما کا کلمہ حصر کے واسطے ہے اور یہہ کلمہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ خداوند کریم کا ارادہ انھیں یعنے صرف اہلبیت ہی کی تطہیر پر منحصر تھا اور مفعول مطلق سے اوس کی تاکید کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اون کی طہارت بدرجہ کمال و مراتب اعلےٰ (یعنے عصمت) ہے۔ علامہ سیوطی تفسیر دُر منثور میں اور شیخ سلیمان الحنفی کتاب ینابیع المودۃ میں تحریر فرماتے ہیں کہ حکیم ترمذی وطبرانی وبیہقی وحافظ ابو نعیم وابن مردویہ نے ابن عباس سے یہہ حدیث نقل کی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ وآلہ وسلم ان اللہ خلق الخلق قسمین فجعلنی فی خیرھما قسما فذالک قولہ تعالیٰ اصحٰب الیمین اصحاب الشمال فانا من اصحاب الیمین وانا خیر اصحاب الیمین ثم جعل القسمین اثلاثا فجعلنی فی خیرھا ثلاثا فذالک قولہ تعالیٰ اصحاب المیمنۃ واصحاب المشئمۃ والسابقون السابقون اولئک المقربون فانا من السابقین وانا خیر السابقین ثم جعل الاثلاث قبائل فجعلنی فی خیرھا قبیلۃ وذالک قولہ تعالیٰ جعلنا کم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقکم فانا اتقی ولد آدم واکرمھم عند اللہ ولا فخر ثم جعل القبائل بیوتا فجعلنی فی خیرھا بیتا فذالک قولہ تعالیٰ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطہرکم تطہیرا فانا واھلبیتی مطہرون من الذنوب۔ یعنے جناب پیغمبر خدا نے فرمایا کہ خداوند کریم نے خلق کو دو قسم پر پیدا کیا اور مجھ کو اون دونوں میں سے بہتر قسم قرار دیا اور یہی مراد آیہ اصحاب الیمین واصحاب الشمال سے ہے یعنی

اصحاب یمین میں اور اون میں بھی سب سے بہتر ہوں پھر ان دو قسموں کو تین تین قسموں پر تقسیم کیا اور مجھے اون سب کی بہترین قسم میں قرار دیا اور یہی مراد اصحاب المیمنۃ و اصحاب المشئمۃ الخ سے ہے پس میں سابقین میں سے ہوں اور خیر السابقین ہوں بعد ازاں ہر تین قسموں کو قبائل قرار دیا اور مجھکو بہترین قبیلہ میں گردانا اور یہی مراد آیہ وجعلنا کم شعوبا الخ سے ہے پس میں اولاد آدمؑ میں خدا کے نزدیک سب سے اتقیٰ و اکرم ہوں اور باوجود اس کے کچھ فخر نہیں کرتا بعد ازاں خدا نے قبائل میں گھر قرار دیئے اور بلحاظ گھر کے مجھے سب سے بہتر قرار دیا چنانچہ آیہ تطہیر انما یرید اللہ الخ سے یہی مراد ہے پس میں اور میرے اہلبیتؑ گناہوں سے پاک و پاکیزہ یعنے معصوم ہیں۔

شاہ عبد القادر صاحب فرزند شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ کہ مشہور روائیتوں سے یوں ہے کہ اہلبیت حضرت فاطمہؑ اور حضرت مرتضیٰ اور حضرت حسنینؑ ہیں اس آئیت مجیدہ تطہیر کے نکات عجیبہ محدود نہیں ہیں جن کو میں اس ذخیرہ میں درج کر سکوں تفسیر لوامع التنزیل میں حضور حجۃ الاسلام قبلہ انام علامہ ابو تراب سید علی الحائری مجتہد پنجاب مد ظلہ العالیٰ نے محققانہ پیرایہ میں مفصل حقائق عجیبہ و دقائق غریبہ اس آئیت کے متعلق بیان کئے ہیں فارجع۔

زُہد آل محمدؐ

ابو ہریرہ سے روائیت ہے کہ آل محمدؐ صلوات اللہ علیہم اجمعین نے کبھی تین دن پے در پے سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا۔ رواہ الشیخان (یعنے بخاری مسلم) ابن عباس ناقل ہیں کہ رسول اللہ اور اون کے اہل و عیال پر متواتر کئی راتیں بلا کھانے کے گذر جاتی تھیں اور اون کی غذا نان جو تھی۔ رواہ الترمذی۔

صحیح بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ آل محمدؐ نے کبھی پے در پے نان جو بھی نہیں کھائی پیغمبر خدا اور اون کے اہلبیتؑ پر یہہ قلت معیشت احتیاج و افلاس کی وجہ سے مجبوری و اضطراری نہ تھی۔ بلکہ اس کے اسباب اختیاری تھے۔ اور وہ یہہ تھے کہ یہہ حضرات ایثار و سخاوت فرمایا کرتے تھے اور سیر ہو کر کھانے کو مکروہ سمجھتے تھے اور تکلیف و ریاضت پسند کرتے تھے اور ان امور کو باری تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کا باعث جانتے تھے۔ ورنہ ظاہر ہے کہ اگر آنحضرت و اہلبیتؑ چاہتے تو شاہانہ زندگی بسر کر سکتے تھے جو اون کو اچھی طرح سے میسر تھی اور اس سے اون کے مراتب عالیہ میں کچھ نقص بھی نہ آسکتا تھا۔ لیکن اون کو تو یہہ منظور تھا کہ امت کے لئے مثال قائم کریں تاکہ اگر کوئی شخص فقر و فاقہ کی مصیبت میں گرفتار ہو تو اون کے حالات و تکالیف یاد کر کے بیصبری نہ کرے اور ان مصائب کو فانی سمجھ کر خداوند کریم کی رضا پر نظر رکھے اور جن کو خدا نے صاحب

ثروت و مقدرت کیا ہے وہ اوس کا شکر اس طرح بجالائیں کہ اپنے محتاج و مفلس بھائیوں کی رعائیت و اعانت کریں اور اُن سے بہ خُلق مروت پیش آئیں۔ تفسیر لوامع التنزیل میں اعلیحضرت حجۃ الاسلام آیت اللہ فی الانام علامہ ابو تراب سیّد علی الحائری مجتہد پنجاب مدظلہ نے شرح اور مدلل زہد آل محمدؐ کا ذکر کیا ہے اور زہد کے ہر پہلو پر روشنی ڈال کر آل محمدؐ ہی کو زہد حقیقی کا مظہر ثبوت

سخاوت جناب فاطمہ زہرا

ایک روز جناب رسالتمآبؐ نماز عصر پڑھ کر بیٹھے تھے۔ اور اصحاب خدمت میں حاضر تھے کہ ایک بوڑھا آدمی آیا اوس کی حالت سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ کوئی پردیسی ہے اور نہائیت مفلوک و پریشان حال ہے اوس نے آکر پیغمبر خدا کو سلام کیا اور کہا کہ یا نبیؐ اللہ میں بھوکا ہوں۔ کھانا کھلوائیے اور برہنہ ہوں کچھ لباس عنائیت کیجئے اور فقیر ہوں۔ زادراہ مرحمت فرمائیے حضور نے فرمایا کہ اس وقت تو میرے پاس کچھ موجود نہیں ہے لیکن میں تجھے ایسا دروازہ بتائے دیتا ہوں جہاں سے کوئی سائل کبھی نامراد نہیں پھرا۔ یہہ کہکر بلال کو حکم دیا کہ اس شخص کو خاتونؐ جنت کے دروازے پر پہنچا دو۔ بلال نے حکم کی تعمیل کی اور اوس کو حضرت خیر النساء کے دروازے پر پہونچا دیا۔ اس مرد غریب نے دروازہ پر پہونچکر آواز دی السلام علیکم یا اہل بیت النبوۃ و معدن الرسالۃ۔ سیّدۂ عالمیان نے سلام کا جواب دیا اور پوچھا کہ کون ہے اوس نے عرض کی کہ میں ایک بڈھا عرب ہوں زمانہ کی گردش نے بیوطن کر دیا ہے اب یہہ حالت پہونچی ہے کہ نہ کھانے کو میرے پاس کوئی چیز ہے اور نہ پہننے کو لباس ہے زادراہ سے بھی بالکل عاری ہوں۔ میں نے آپ کے والد ماجد حضرت خیر البشر سے اپنی حاجت و پریشانی بیان کی تھی اونھوں نے آپکے در دولت پر مجھے بھیج دیا ہے۔ اب آپ سے اے بنت پیغمبر سوال ہے کہ میں بہت بھوکا ہوں کچھ کھانا عنائیت کیجئے اور پہننے کو میرے پاس لباس نہیں ہے کوئی کپڑا مرحمت فرمائیے اور میرے حال زار پر رحم کرکے زادراہ عطا کیجئے۔ اتفاق کی بات ہے کہ جس وقت سائل نے یہ سوال کیا اوس وقت تین دن سے جناب معصومہ اور حضرت امیرؑ اور خود پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فاقہ سے تھے گھر میں کچھ نہ تھا کہ فاقہ شکنی کرتے۔ مگر خود بھوکے رہنا اور دوسرے کو سیر کرنا اور خود فاقے کرنا اور سائل کے سوال کو رد نہ کرنا یہہ تو اس گھرانے کا خاص چلن ہے یہہ کیونکر ممکن تھا کہ جناب سیّدہ سوال کو سنتیں اور سائل کی حاجت روائی نہ کرتیں۔ آپنے وہ چمڑا جسپر دونوں بنیؐ زادے حضرت حسنینؑ سویا کرتے تھے اوٹھا کر اوس فقیر کو دے دیا۔ اوس نے

کہا یا سیدہ! میں محوکا ہوں اس کو لے کر کیا کروں۔ جناب معصومہ کو حضرت سید الشہداء اُحد کی دختر بیبی فاطمہؑ نے بطور ہدیہ کے ایک گلوبند دیا تھا آپ نے وہ گلوبند گلے سے نکال کر اوس مرد غریب کو بخشدیا اور فرمایا کہ اس کو بیچکر اپنا کام چلالے۔ امید ہے کہ خدا اس سے بہتر تجھ کو عطا کرے گا۔ سائل نے وہ گلوبند لے لیا اور پھر مسجد میں پیغمبر خدا کے پاس آیا اور کہا کہ آپ کی صاحبزادی نے یہہ گلوبند عطا کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اس کو بیچکر اپنا کام چلالے امید ہے کہ خدا تیری حاجت برلائیگا حضور سرور عالم فاقہ کشی میں خاتون جنت کی یہہ سخاوت دیکھکر آبدیدہ ہوگئے اور فرمایا کہ جب فاطمہؑ دختر محمدؐ و سیدہ دختران آدم تجھ کو عطا کرے تو کیونکر تیری حاجت پوری اور مشکل آسان نہو۔ عمار بن یاسرؓ نے اوٹھکر عرض کی یا رسول اللہ اگر آپ اجازت دیں تو میں اس گلوبند کو خرید لوں۔ حضور نے اجازت دی اور فرمایا کہ اگر اس کے خریدنے میں جن و بشر تمہارے شریک ہوں تو خدا اون پر کبھی عذاب نہ کریگا۔ اجازت پاکر حضرت عمارؓ نے اوس فقیر سے پوچھا کہ اس گلوبند کی کیا قیمت لے گا اوس نے کہا کہ اس کی قیمت یہہ ہے کہ مجھے پیٹ بھر کر روٹی اور گوشت کھلاؤ اور ایک بردیمانی اوڑھنے کو اور ایک دینار (اشرفی) زادراہ کے لئے دو کہ میں اپنے وطن جاکر بال بچوں سے ملوں۔ فتح خیبر کی غنیمت میں سے جو حصہ حضرت عمارؓ کو ملا تھا اوس میں سے کچھ اون کے پاس باقی تھا اونھوں نے کہا کہ میں اس گلوبند کے معاوضہ میں بیس اشرفی (دینار) اور دوسو روپیہ (درم) اور ایک بردیمانی دوں گا اور گیہوں کی روٹی اور گوشت کھلاکر اور اپنے اونٹ پر سوار کر کے تجھ کو تیرے وطن روانہ کردونگا۔ فقیر حوصلہ سے زیادہ قیمت سُن کر کہنے لگا کہ سبحان اللہ اس سے زیادہ اور کیا چاہئے بسم اللہ گلوبند حاضر ہے لیجئے اور قیمت ادا فرمائیے عمارؓ یاسرؓ اوس کو اپنے گھر لے گئے اور گیہوں کی روٹی اور گوشت کھلایا اور بردیمانی اور دینار و درم اور سواری کے لئے اپنا اونٹ دیا۔ فقیر یہہ سب لے کر پیغمبر خدا کی خدمت میں رخصت کے لئے حاضر ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں مجھے کھانا اور کپڑا بھی ملا اور میں غنی و مالدار بھی ہوگیا۔ یہہ کہکر اوس نے دعا کی خداوندا سوا تیرے کوئی خدا لائق عبادت و پرستش نہیں ہے تو ہی ہمارا رازق ہے اور جس کو جسقدر چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ فاطمہؑ بنت محمدؐ کو وہ نعمت عطا کر جو نہ کسی نے آنکھ سے دیکھی اور نہ کان سے سنی ہو۔ پیغمبر خدا نے اوس کی دعا پر آمین فرمائی اور اصحاب کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ اللہ جلشانہ نے اپنی کنیز خاص فاطمہؑ زہرا کو یہہ شرف اور نعمت عطا فرمائی ہے کہ اوس کا باپ میں ہوں جس کا مثل خدا نے پیدا نہیں کیا اور اوس کا شوہر علیؑ ہے جو میرے بعد تمام عالم کا سید و امام ہے (۱) اگر علیؑ نہوتے تو فاطمہؑ کا کوئی کفو نہ تھا اور خدا نے

ؔ اخرج موفق بن احمد الخوارزمی عن یحییٰ و مجاھد ھما عن ابن عباس قال قال رسول اللہ یا ام سلمہ

فاطمہؑ کو حسنؑ و حسینؑ ایسے دو فرزند عطا فرمائے جو جوانان اہل بہشت کے سید و سردار ہیں۔ یہہ کہکر حضور سلمانؓ و مقدادؓ و عمارؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ جبرئیلؑ نے مجھے خبر دی ہے۔ کہ جب فاطمہؑ زہرا دنیا سے رحلت کریں گی تو دفن کے بعد منکر و نکیر اون سے سوال کریں گے کہ تمہارا پروردگار کون ہے وہ جواب دیں گی کہ اللہ ربی یعنے پروردگار میرا خدا ہے پھر نکیرین پوچھینگے کہ تمہارا نبیؐ و پیغمبر کون ہے وہ کہیں گی کہ میرے باپ محمدؐ مصطفےٰ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) میرے نبیؐ و پیغمبر ہیں پھر وہ سوال کریں گے کہ تمہارا ولی اور امام کون ہے وہ جواب دینگی کہ یہہ مرد (علیؑ ابن ابی طالب) جو قبر کے کنارے کھڑے ہیں (اوس وقت علیؑ دفن کرنیکے بعد قبر کے پاس کھڑے ہوں گے) اس کے بعد سرور عالم نے فرمایا کہ فاطمہؑ کا اور فضل و شرف بیان کروں۔ خدا نے چند فرشتے مقرر فرمائے ہیں کہ وہ فاطمہؑ کی حفاظت کرتے ہیں اور خدمت بجا لاتے ہیں۔ اور اوسپر اور اوس کے والد اور شوہر اور بیٹوں پر درود بھیجتے ہیں (وسیلۃ النجات مولوی محمدؐ مبین حنفی) جو شخص میری وفات کے بعد میری زیارت کرے اوس نے گویا میری زندگی میں مجھ سے ملاقات کی اور علیؑ کی زیارت مثل فاطمہؑ کی زیارت کے ہے اور فاطمہؑ کی زیارت بمنزلہ میری زیارت کے ہے اور جو شخص حسنینؑ کی زیارت کرے اوس نے گویا علیؑ کی زیارت کی۔ اس کے بعد مجلس برخاست ہوئی اور سب اپنے اپنے گھر گئے عمارؓ نے اوس گلوبند کو مشک سے خوشبو کیکے اور ایک بردیمانی میں لپیٹ کر اپنے غلام مسمی سہم کے حوالہ کیا اور کہا کہ یہہ رسول اللہ کے پاس لے کر جا۔ میں نے تجھے معہ اس گلوبند اور بردیمانی کے حضور پرنور کی خدمت میں ہدیہ کیا۔ سہم پیغمبر خدا کی خدمت میں حاضر ہوا اور گلوبند و بردیمانی پیش کرکے عرض کی کہ میرے مولے عمار بن یاسر نے مجھے معہ ان چیزوں کے حضور میں ہدیہ کیا ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ میں نے تجھے معہ ان چیزوں کے فاطمہؑ کو بخشا۔ سہم گلوبند و بردیمانی لے کر جناب سیدۂ عالمیان کے بیت الشرف پر حاضر ہوا اور کیفیت عرض کی۔

هذا علی لحمه لحمی و دمه دمی وهو منی بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبی بعدی یا ام سلمة اسمعی و اشهدی هذا علی امیر المومنین و سید المسلمین و هذا عیبة علمی و هذا بابی الذی اوتی منه هذا اخی فی الدنیا و الآخرة و هذا معی فی السنام الاعلی۔ یعنی موفق بن احمد خوارزمی نے اس حدیث کو اخراج کیا ہے یحییٰ اور مجاہد سے اور ان دونوں شخصوں نے ابن عباسؓ سے نقل کی ہے کہ اونھوں نے (ابن عباسؓ) نے کہا کہ جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا کہ اے ام سلمہ یہہ علیؑ ابن ابی طالب ہیں اُن کا گوشت میرا گوشت اون کا خون میرا خون ہے اور اُن کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو حضرت ہارون کو حضرت موسیٰؑ سے تھی صرف اس قدر فرق ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہو گا۔ اے ام سلمہ سن لو اور گواہ رہو کہ علیؑ امیر المومنین اور سید المسلمین ہیں اور یہہ میرے علم کے مخزن ہیں اور یہہ میرے باب ہیں جو میرے پاس آنیکا راستہ ہے (یعنے میرے علم کو لوگ علیؑ کے ذریعے سے حاصل کرسکیں گے) اور یہہ دنیا و آخرت

جناب نے ہرانے وہ گلوبند معہ بردیمانی کے لے لیا اور سہم کو راہ خدا میں آزاد کر دیا سہم ہنسا اور کہنے لگا کہ سبحان اللہ کیا متبرک یہہ گلوبند ہے کہ اس کی بدولت بھوکے کو کھانا برہنہ کو کپڑا فقیر کو دولت ملی اور بندہ آزاد ہو گیا (ناسخ التواریخ) ایک مرتبہ امیر المومنین نے جناب صدیقہ کا پیرہن چھ درم پر گھر کے خرچ کی ضرورت سے فروخت کیا۔ زرثمن لے کر گھر تشریف لا رہے تھے کہ ایک سائل نے سوال کیا مولی مشکلکشا نے وہ درم اوس کو دیدیئے۔ ناگاہ ایک اعرابی ناقہ لئے ہوئے آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اس ناقہ کو خرید لیجئے۔ سید المسلمین نے جواب دیا کہ بھائی میرے پاس اسوقت روپیہ نہیں ہے اس لئے خریدنے میں تامل ہے اوس نے کہا کہ مجھے قیمت کی جلدی نہیں ہے پھر دیدیجیئگا۔ حضرت امیرؑ نے کہا کہ بہتر اور اوس ناقہ کو سو درم میں خرید لیا۔ اوس کو لے کر تھوڑی دور چلے تھے کہ ایک شخص ملا اور اوس نے پوچھا کہ آپ اس ناقہ کو فروخت کریں گے آپنے کہا کہ ہاں اوس نے ایکسو ساٹھ درم کو وہ ناقہ خرید لیا۔ اس کے بعد وہ اعرابی حاضر ہوا اور کہا کہ اب میرا روپیہ دیدیجئے آپنے سو درم اوس کو دیدیئے اور باقی ساٹھ درم لاکر جناب معصومہ کو دیئے۔ سیدہ نے پوچھا کہ یہہ درم کہاں سے لائے آپنے خرید و فروخت کا حال بیان کیا بعدہ جناب رسالتمآب کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام کیفیت عرض کی۔ سرور عالم نے فرمایا اے علیؑ وہ اعرابی نہ تھا جس نے تمہارے ہاتھ ناقہ فروخت کیا بلکہ وہ جبرئیلؑ تھے اور جس نے تم سے ناقہ خرید کیا وہ میکائیلؑ تھے اور وہ ناقہ وہ ہے جسپر بروز قیامت فاطمۂ خاتون محشر سوار ہو کر میدان حشر میں آئینگی (مجمع البحرین فی اولتہ الفریقین بحوالہ سیرۃ المحمدیہ و فتاوی لجلال الدین سیوطی) ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ایک اعرابی اپنی آستین میں ایک سوسمار لے کر جناب رسالتمآب کے سامنے آیا اور نہایت گستاخی و بے ادبی سے کہنے لگا کہ اے محمدؐ تم (معاذ اللہ) بڑے جادوگر اور جھوٹے ہو جو کہتے ہو کہ میں پیغمبر ہوں اور ہر سیاہ و سفید پر مبعوث ہوا ہوں اگر مجھے اس کا خوف نہ ہوتا کہ لوگ مجھے بیعقل اور جلد باز کہیں گے تو قسم لات و عزیٰ کی میں اسوقت تم کو قتل کر ڈالتا۔ عمر بن خطاب خدمت میں حاضر تھے اون کو اوس کی بیہودگی اور یاوہ گوئی پر غصہ آیا اور انھوں نے چاہا کہ اس کو اس گستاخی کی سزا دیں۔ پیغمبر نے اون کو منع کیا اور فرمایا کہ نبیؐ کے لئے حلم لازم ہے پھر اوس اعرابی کی طرف متوجہ ہو کر بڑی مہربانی اور شفقت سے فرمایا کہ بھائی کیا تمہارے قبیلہ بنی سلیم کے یہی اخلاق ہیں کہ تم میرے گھر چڑھ کر آؤ اور میرے منہ پر ایسی سخت اور غلیظ باتیں کہو قسم اوس خدا کی جس نے مجھے پیغمبری دی ہے کہ آسمان ہفتم کے باشندوں میں میرا لقب احمد صادق مشہور ہے۔ اے عرب تو میری نصیحت کو سن اور دین اسلام قبول کر تا کہ آتش دوزخ سے تجھ کو نجات ملے اور تو ہمارا برادر دینی قرار پائے میں میرے بھائی ہیں اور درجہ اعلیٰ میں میرے ساتھ ہیں۔ (ینابیع المودۃ شیخ سلیمان الحنفی) المولف

اعرابی کا سوسمار کی گواہی سے ایمان لانا

وہ اعرابی حضور کا یہہ کلام ہدایت التیام سُن کر آگ بگولا ہو گیا اور اپنی آستین سے سوسمار کو نکال کر زمین پر ڈال دیا اور کہنے لگا کہ لات وعزیٰ کی قسم میں تو کبھی مسلمان نہونگا جب تک یہہ سوسمار تمہاری پیغمبری کی گواہی نہ دیگی۔ سوسمار کو جو اوس نے چھوڑا تو وہ ایک طرف کو بھاگی۔ پیغمبر خدا نے فرمایا اے سوسمار۔ ٹھہر۔ کہاں جاتی ہے۔ یہہ سُن کر وہ پلٹی اور آنحضرت کے قریب آکر چہرہ مبارک کی طرف دیکھنے لگی۔ حضور نے اوس سے کہا کہ بتا میں کون ہوں۔ اوس نے نہایت فصاحت سے جواب دیا کہ آپ محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف ہیں۔ پھر سرور عالم نے اوس سے خطاب کیا کہ تو کس کی عبادت پرستش کرتی ہے۔ اوس نے کہا کہ میرا معبود وہ خدائے بزرگ ہے جس نے گندم کو شگافتہ کیا اور جس نے حضرت ابراہیمؑ کو نبوت دیکر خلیل کے خطاب سے سرفراز فرمایا اور جس نے آپ کو تمامی خلقت پر شرف دیا اور اپنا حبیب بنایا۔ اس کے بعد اوس نے یہہ پانچ شعر پڑھے

اشعار[۱]

الا یا رسول اللہ انک صادق فبورکت مھدیا و بورکت ھادیا شرعت لنا دین الحنیفۃ بعد ما

کہا کہ اے نبی برحق آپ سچے ہیں مبارک آپ ہیں مہدی و ہادی ہر کہ ہمارے واسطے دین حنیف لائے آپ

عبدنا کامثال الحمیر الطواغیا فیا خیر مدعو و یا خیر مرسل الی الجن والانس لبیک داعیا

کہ ہوں کے مثل ہمارے خدا تجھے حبیب کبیر خدا کے جتنے نبی ہیں سبھوں سے اچھے ہیں آپ ہیں جتنے حق کے رسول آپ اون سے ہیں بہتر

پڑے تھے گویا ہم سب کی عقلوں پر پتھر رسول جو بھیجے ہوئے سوئے جن ہوئے یا سوئے انس سبھوں سے آپ ہیں اچھے بلانیوالے مگر

اتیت ببرھان من اللہ واضح فاصبحت فینا صادق القول زاکیا فبورکت فی الاحوال حیا و میتا

خدا سے لائے ہیں برہان واضح ایسا آپ کہ جس سے ہم میں ہوئے صادق و زکی ظاہر ہوئے آپ زندہ و مردہ مبارکی کا سبب

ولودکت مولودا و بورکت ناشیا + مبارک آپ کی پیدائش و نمو یکسر

یہہ اشعار پڑھ کر سوسمار تو خاموش ہو گئی لیکن وہ اعرابی ششدر ہو کر کہنے لگا سبحان اللہ ایک سوسمار جس کو میں جنگل سے پکڑ کر لایا اور جس کو نہ عقل ہے نہ شعور وہ تو اس طرح معرفت کا اظہار کرے اور خدا کی وحدانیت اور آپ کی نبوت کی شہادت دے اور میں انسان صاحب عقل و فہم ہو کر اپنے خدا اور رسول کو نہ پہچانوں اور قعر ضلالت میں پڑا رہوں۔ یا رسول اللہ ہاتھ بڑھائیے تاکہ میں آپ سے بیعت کروں میں گواہی دیتا ہوں کہ سوا اللہ جلشانہ کے کوئی خدا اور معبود نہیں ہے اور محمدؐ اوس کے بندے اور رسول ہیں۔ جب وہ مسلمان ہو گیا تو پیغمبر خدا نے اصحاب کو حکم دیا کہ اس کو قرآن سکھاؤ۔ اعرابی نے قرآن و احکام دین سیکھے اس کے بعد اوس نے رخصت چاہی

[۱] ان اشعار کا اردو ترجمہ حکیم میر بادشاہ علی ضیا مرحوم کی روایت منظومہ سے لیا گیا ہے ۱۲

حضور سرور عالم نے اوس سے پوچھا کہ تیرے پاس کچھ روپیہ پیسہ ہے۔ اوس نے کہا کہ میرے قبیلہ میں مجھ سے زیادہ کوئی مفلس و محتاج نہیں ہے۔ یہہ سُن کر رسالت پناہ نے اصحاب کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ میں ضامن ہوتا ہوں کہ جو شخص اس کو سواری کے لئے اونٹ دے گا۔ تو خدا اوس کو شتر جنتی عطا فرمائیگا۔ سعد بن عبادہ نے کہا یا رسول اللہ میں اس کو ایسی سُرخ بالوں کی اونٹنی دیتا ہوں جو آٹھ مہینے کی گابھن ہے۔ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ اس کے عوض میں خداوند کریم جو ناقہ تم کو عطا فرمائیگا اوس کی بھی تعریف سُن لو وہ ناقہ زر خالص کا ہوگا اور اوس کے چاروں پاؤں عنبر خالص کے ہونگے اور بال اوس کے زعفران کے ہوں گے اور آنکھیں اوس کی یاقوت سُرخ کی ہونگی اور گردن اوس کی زبرجد کی ہوگی اور اوس کا کوہان سفید کافور خلد کا ہوگا اور ذقن اوس کا سچے موتی کا ہوگا اور مہار اوس کی گوہر آبدار کی ہوگی اور اوس پر ایک دُر سفید کا قبہ ہوگا کہ اوس کے اندر سے باہر اور باہر سے اندر کا حال دکھلائی دیگا تم اوس ناقہ پر سوار ہوگے اور وہ تم کو لے کر تمام خلد میں پرواز کریگا اور سیر کرائیگا۔ جب اوس اعرابی کو ناقہ مل چکا تو حضور پر نور نے فرمایا کہ جو شخص اس کو عمامہ دے گا خداوند کریم اوس کو تاج بہشتی پہنائیگا یہہ سنکر امیر المومنینؑ نے اپنا عمامہ اوس کو عنایت کیا۔ اُس کے بعد آنحضرت نے کہا کہ جو شخص اس کے لئے زادراہ مہیا کرے میں ضامن ہوں کہ خدا اوس کو زاد تقوے عطا فرمائیگا۔ سلمان فارسی رضہ نے پوچھا یا رسول اللہ زاد تقویٰ کیا چیز ہے پیغمبر خدا نے فرمایا کہ وہ یہہ ہے کہ جب دنیا میں تمہارا دم واپسین ہوگا۔ اوس وقت خدا تمہاری زبان پر کلمہ توحید و ذکر پیغمبر جاری کر دے گا اور تم مجھ سے اور میں تم سے ملاقات کروں گا۔ یہہ سُنکر سلمان فارسی اوٹھے اور اس فکر میں نکلے کہ کچھ توشہ کی سبیل اوس اعرابی کے لئے کریں سب سے پہلے امہات المومنین کے دروازے پر گئے لیکن اون سبھوں نے معذرت کرکے کہا کہ کچھ موجود نہیں ہے۔ اس کے بعد سلمان رضہ نے خیال کیا کہ خیر النساء کے در دولت پر چلنا چاہئے وہیں سے کوئی صورت توشہ کی نکلے گی۔ یہہ سوچکر بیت الشرف پر آئے اور سلام کرکے تمام کیفیت عرض کی جناب سیدہ نے کہا کہ بھائی بخدا آج میرے بچوں پر تیسرا فاقہ ہے حسنینؑ بھوک سے روتے روتے ابھی سوئے ہیں۔ مگر خیر۔ ایک ثواب کا کام نصیب ہوا ہے میں اوس کو رد نہیں کر سکتی۔ لو۔ یہہ میری چادر شمعون یہودی کے پاس گرو رکھکر اوس سے ایک صاع جو اور ایک صاع خرما قرض لے کر آؤ۔ سلمانؓ چادر اوٹھا لے کر شمعون کے یہاں گئے اور کیفیت بیان کی اوس نے وہ چادر ہاتھ میں لے لی اور اوس کو اولٹ پلٹ کے دیکھنے اور آبدیدہ ہوکر کہنے لگا۔ کہ اے سلمان۔ زہد اس کو

کہتے ہیں اور اسی زہد کی خبر توریت میں حضرت موسیٰ نے دی ہے۔ اس کے بعد شمعون کلمۂ شہادت پڑھکر مسلمان ہوگیا اور ایک صاع جَو اور ایک صاع خرمے سلمانؓ کو دیئے۔ سلمان نے لاکر جناب سیدہ کی خدمت میں پیش کئے۔ جناب صدیقہ طاہرہ نے جَو پیس کر روٹیاں پکائیں اور خرمے اور روٹیاں سلمان رہ کو دیں اور کہا کہ باباجان کے پاس لے جاؤ۔ سلمانؓ نے کہا یا سیدہ! اسمیں سے کچھ روٹیاں بچوں کے لئے رکھ لیجئے۔ آپنے فرمایا۔ نہیں اے سلمان۔ یہہ سب رضائے خدا کے لئے ہے اس میں سے کچھ لینا مناسب نہیں ہے۔ سلمانؓ روٹیاں اور خرمے لے کر حضرت ختمی مرتبت کے پاس آئے۔ حضور نے پوچھا کہ یہہ کہاں سے لائے۔ سلمان رہ نے جواب دیا کہ جناب سیدہ کے یہاں سے لایا ہوں۔ حضور نے وہ نان ورطب اعرابی کو دیکے رخصت کیا جب وہ اپنے قبیلہ میں پہونچا اُسنے آواز دی کہ اے لوگو اسلام قبول کرو اور کلمہ شہادت پڑھو۔ اس کے قبیلہ والے یہہ سُن کر بہت برہم ہوئے اور کہنے لگے کہ تو بیدین ہوگیا اور محمدؐ کا مذہب اختیار کرلیا جو (معاذ اللہ) جھوٹے اور ساحر ہیں۔ اوس اعرابی نے کہا واللہ محمدؐ سچے پیغمبر خدا ہیں اون کا دین برحق ہے۔ تم لوگ بُت پرستی چھوڑو اور مسلمان ہو جاؤ تاکہ جہنم سے نجات پاؤ۔ اس کے بعد اوس نے تمام واقعہ اپنا اور سوسمار کا بیان کیا اور کلام خدا اون لوگوں کو پڑھ کر سُنایا۔ خدا نے اوس کے بیان میں کچھ ایسی تاثیر دی کہ اوس کے قبیلے کے چار ہزار آدمی اوسی روز مسلمان ہو گئے

اعرابی کا تو وہ حال ہوا اب پیغمبر خدا کا ذکر سنئے کہ خود آنحضرت پر بھی اوس روز تیسرا فاقہ تھا اعرابی کو رخصت کرکے اوٹھے اور اپنے لخت جگر جناب معصومہ کے گھر تشریف لائے۔ حسب دستور اونھوں نے اوٹھکر دروازہ کھولا اور استقبال کرکے ہاتھوں کو چوما۔ رسالت پناہ نے دیکھا کہ بتولؑ کا چہرہ مبارک زرد ہے اور آنکھوں میں حلقے پڑے ہوئے ہیں۔ آپنے فرمایا کہ اے فرزند تمہارا یہہ کیا حال ہے۔ حضرت بتولؑ نے عرض کی کہ باباجان آج تیسرا دن ہے کہ گھر میں کچھ کھانے کو نہیں ہے حسنینؑ بھوک سے روتے روتے سوگئے ہیں۔ سرور عالم نے دونوں نواسوں کو جگا کر اپنے زانو پر بٹھایا اور ایک ہاتھ جناب فاطمہ زہرا کے گلے میں ڈالا اور ایک ہاتھ حضرت علیؑ کی گردن میں حائل کیا اور آسمان کی طرف مُنہہ کرکے دعا کی آلہی وسیدی ومولائی! یہہ میرے اہلبیت ہیں تو ان سے ہر قسم کی بُرائی اور نجاست کو دور رکھ اور اُن کو پاک وپاکیزہ کر۔ دعا ختم ہونیکے بعد جناب سیدہ اوٹھیں اور اپنے عبادت خانہ میں جاکر دو رکعت نماز پڑھی اور ہاتھ اوٹھا کر دعا کی بارالہا یہہ تیرے پیغمبر محمدؐ مصطفیٰ اور تیرے پیغمبر کے وصی علیؑ مرتضیٰ اور تیرے پیغمبر کے نواسے حسنؑ

و حسینؑ ہیں اور تین دن سے بھوکے ہیں الٰہی تو اپنے فضل و کرم سے مائدہ نازل کر جس طرح حضرت موسےٰؑ کی قوم کے لئے نازل فرمایا تھا یہہ دعا ابھی ختم نہ ہوئی تھی کہ ایک طبق موجود ہوگیا اور اوس میں گرم اور خوشبودار کھانا تھا۔ حضرت بتول سجدہ شکر کر کے وہ کھانا پیغمبر خدا کے پاس لائیں حضرت علیؑ نے کہا اے فاطمہؑ یہہ کھانا کہاں سے آیا۔ سرور کائنات نے فرمایا اے ابوالحسن یہہ نہ پوچھو کہ کہاں سے یہہ کھانا آیا۔ میں خدا کی حمد کرتا اور اوس کا شکر بجا لاتا ہوں کہ اوس نے مجھ کو دنیا سے رحلت کرنے کے قبل دکھلا دیا کہ میری دختر مثل مریمؑ بنت عمران کے ہے کہ جب حضرت ذکریا مریمؑ کے عبادتخانہ میں آتے تھے تو وہاں اون کے پاس عمدہ اور لطیف غذا دیکھتے تھے اور متحیر ہو کر پوچھتے تھے کہ اے مریمؑ یہہ رزق تمہارے پاس کہاں سے آیا وہ کہتی تھیں۔ کہ خدا نے بھیجا ہے اور جس کو وہ چاہتا ہے بے حساب روزی عطا کرتا ہے۔ اس کے بعد پنجتن پاک نے وہ کھانا نوش فرمایا (ناسخ التواریخ) ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ شاہ حبش نے ایک زرد وز قطیفہ حضور سرور عالم کی خدمت میں بطور تحفہ کے بھیجا اوس میں تین ہزار مثقال زر خالص تھا آنحضرت نے فرمایا کہ یہہ قطیفہ میں اوس شخص کو دوں گا جو خدا اور رسولؐ کو دوست رکھتا ہے۔ اور جس کو خدا اور رسولؐ دوست رکھتے ہیں سب صحاب گردن بلند کر کے دیکھنے لگے کہ دیکھئے کون شخص اس صفت سے متصف نکلتا ہے۔ حضور پُر نور نے فرمایا کہ علیؑ کہاں ہیں۔ عمار یاسر دوڑ کر امیرالمومنینؑ کو بلا لائے۔ آنحضرت نے وہ قطیفہ اون کو عنایت فرمایا حضرت امیرؑ نے اوس کو لے لیا اور دوسرے وقت اوس کے ٹکڑے کر کے مہاجرین و انصار میں تقسیم کر دئے۔ دوسرے دن جب پیغمبر خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا یا علیؑ کل تم کو تین ہزار مثقال سونے کا مال ملا ہے لہذا کل ہم معہ مہاجرین و انصار کے تمہارے یہاں نہار کریں گے۔ امیرالمومنینؑ نے دبے زبان سے بہت اچھا تو کہہ دیا لیکن متردد رہے۔ دوسرے دن حضور سرور عالم اصحاب کو لے کر حضرت امیرؑ کے گھر تشریف لائے اور دق الباب کیا۔ امیرالمومنین باہر نکلے لیکن حیا سے چہرہ پر پسینہ جاری تھا کیونکہ گھر میں کھانے کا کچھ سامان نہ تھا۔ غرض پیغمبر خدا معہ اصحاب کے تشریف فرما ہوئے اور امیرالمومنینؑ اندر جناب سیدہ کے پاس گئے وہاں دیکھا تو ایک دیگ گرما گرم کھانے سے بھری ہوئی رکھی ہے اور اُس میں سے نہایت لطیف خوشبو آرہی ہے۔ آپ نے اوس میں ہاتھ لگایا تو اس قدر بھاری تھی کہ جناب سیدہ کی شرکت سے اوس کو اوٹھا کر رسول اللہ کے سامنے لائے۔ بعد فراغ طعام پیغمبر خدا صلعم اوٹھ کر اندر تشریف لے گئے اور جنا

سیدہ سے پوچھا کہ یہہ کھانا تمہارے پاس کہاں سے آیا۔ جناب معصومہ نے کہا کہ خدا کی طرف سے آیا ہے اور جس کو وہ چاہتا ہے بے حساب روزی عطا کرتا ہے حضور سرور عالم نے فرمایا۔ الحمدللہ کہ دُنیا سے رحلت کرنیکے قبل خدا نے مجھے میری دختر کا یہہ شرف دکھلایا جسطرح حضرت زکریا کو مریم بنت عمران کا شرف دکھلایا تھا۔ جناب سیدہ نے پوچھا کہ باباجان میں افضل ہوں یا مریمؑ۔ حضور نے جواب دیا کہ تم اپنی قوم میں افضل و بہتر ہو اور مریمؑ اپنی قوم میں افضل و بہتر تھیں۔ (ناسخ التواریخ)

نزول سورہ ہل اتیٰ

ایک مرتبہ حضرت حسنؑ و حضرت حسینؑ بیمار ہوگئے۔ بیٹوں کی علالت سے امیرالمومنینؑ اور سیدۃ النسا العالمین کو تردد و اضطراب ہوا دونوں بزرگواروں نے شافیٔ مطلق کی درگاہ میں رو رو کر دعا مانگی خداوندا بحق محمدؐ ہمارے بچوں کو شفا عطا فرما اور نذر مانی کہ جب دونوں بچے اچھے ہوجائینگے تو تین روزے رکھیں گے اللہ نے فضل کیا اور دونوں شہزادے صحت یاب ہوئے اور غسل صحت کیا۔ جناب امیرؑ اور حضرت سیدہ نے نذر کے روزے شروع کئے والدین کے ساتھ صاحبزادوں نے بھی روزہ رکھا فضہ نے بھی اہلبیتؑ کی تقلید کی۔ گھر بھر نے روزہ تو رکھا لیکن اوس روز گھر میں افطار کا کچھہ سامان نہ تھا امیرالمومنینؑ فکر معاش میں باہر نکلے اور ایک یہودی کے یہاں سے کچھ گیہوں اُجرت پر پیسنے کو لائے اور جناب سیدہ کو دیئے۔ اونھوں نے وہ گیہوں پیسے اور اوس کی اجرت جو ملی اوس سے جَو منگائے اور اون کو پیس کر افطار کے لئے پکائے بیٹھے۔ اودھر باری تعالےٰ کو منظور ہوا کہ اون کا کرم و خدا ترسی سب پر ظاہر ہو۔ پس ایک فقیر نے دروازہ پر آکر صدا دی اے خاندان سخاوکرم اہلبیت رسولؐ اکرم۔ میں ایک بوڑھا مسکین فاقہ سے ہوں کئی دروازوں پر میں نے سوال کیا مگر کہیں سے کچھ نہ ملا کہ میں فاقہ شکنی کرتا اب آپکے دروازے پر آیا ہوں للہ میری خبر لیجئے اور کھانا عنایت کیجئے یہہ صدا سُنتے ہی اہلبیتؑ پیغمبر بیتاب ہوگئے۔ جناب امیرؑ اور حضرت سیدہ نے اپنے اپنے حصہ کی روٹی اوس سائل کو بخشدی صاحبزادوں نے بھی اپنے حصہ کی روٹیاں فقیر کو دیں۔ فضہ نے جو یہہ سخاوت و ایثار اپنے سیدوں کی دیکھی تو اونھوں نے بھی اپنے حصہ کی روٹی فقیر کو دیدی۔ فقیر اپنی جھولی بہرے خوشی خوشی دعائیں دیتا اور تعریفیں کرتا ہوا چلا گیا اہلبیت نے معہ فضہ کے پانی سے روزہ افطار کیا اور خدا کا شکر کرکے عبادت میں مصروف ہوگئے دوسرے دن پھر روزہ رکھ لیا کل کی طرح آج بھی امیرالمومنینؑ گیہوں لائے اور سیدۂ عالمیان نے پیسکر اوسکی اُجرت سے جَو منگائے اور اُن کو پیس کر شام تک پانچ روٹیاں تیار کیں جب افطار کا وقت آیا تو تمام

۴۹

سے فراغت کرکے سجدۂ شکر ادا کئے اور سب افطار کرنے بیٹھے ابھی لوالہ نہیں توڑا تھا کہ دروازے پر ایک یتیم نے آواز دی اے اہلبیتؑ پیغمبرؐ میں ایک کمسن یتیم ہوں میری خبر لینے کو نہ ماں ہے نہ باپ۔ اس یتیمی پر محتاج بھی ہوں آج مجھ کو تیسرا فاقہ ہے برائے خدا مجھ کو کچھ دیجئے کہ بھوک سے میرا دم لبوں پر ہے۔ یہہ صدا سنتے ہی اہلبیتؑ کے دل بھر آئے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے سب نے اپنے اپنے حصہ کی روٹی اوٹھا کر اوس یتیم کو دیدی اور کہا کہ اگر ہمارے پاس کچھ اور سامان ہوتا تو ہم اور دیتے لیکن ہم شرمندہ ہیں کہ اس سے زیادہ گھر میں کچھ موجود نہیں ہے۔ یہہ ایثار کرکے سب گھر نے پانی سے وہ روزہ بھی افطار کیا اور خدا کا شکر کرکے عبادت میں مشغول ہو گئے صبح کو پھر سب نے روزہ رکھا اوس روز بھی جناب امیرؑ محنت مزدوری کرکے جو لائے جناب معصومہؑ نے شام تک اون کو پیس کر روٹیاں تیار کیں۔

تیسرا دن ہے کہ اہلبیتؑ پیغمبرؐ روزے پر روزہ رکھ رہے ہیں حالت قابل تصور ہے بیان میں نہیں آسکتی خصوصاً حسنینؑ جن کا سن چھ سات سال سے زیادہ کا نہیں ہے بھوک سے بہت نڈھال ہیں۔ اس طرح کی سخاوت و عبادت خاص اہلبیتؑ رسالت ہی کا کام ہے دوسرے کا بھلا کیا دل گردہ ہے جو خوشنودی خدا کے واسطے یہہ محنت و مشقت اوٹھائے۔ غرض شام ہوئی حسب معمول نماز و سجدۂ شکر سے فراغت کرکے دستر خوان بچھایا گیا اور اہلبیتؑ پیغمبرؐ روزہ افطار کرنے بیٹھے۔ چاہتے تھے کہ لوالہ توڑیں کہ باہر سے صدا آئی کہ اے خاندان رسالت و معدنِ جود و سخاوت! میں ایک عاجز و ناتوان قیدی ہوں اپنی قوم و قبیلہ سے جدا ذلت و خواری کی مصیبت میں مبتلا ہوں آج چوتھا دن ہے۔ کہ ایک دانہ منہہ میں نہیں پڑا کئی دروازوں پر میں نے سوال کیا مگر کہیں سے کچھ نہ پایا اب آپکے دروازے پر آیا ہوں جہاں سے کوئی سائل کبھی نامراد نہیں پھرا۔ بھوک سے میری جان جاتی ہے برائے خدا خبر لیجئے یہہ درد بھری آواز سن کر جناب علیؑ مرتضیٰ اور حضرت فاطمہؑ زہرا کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور بیتاب ہو کر فرمایا کہ ہم کو تو بغیر غذا کے آج تیسرا ہی دن ہے اور اس غریب پر چوتھا فاقہ ہے یہہ ہم سے زیادہ اس کھانے کا مستحق ہے یہہ کہکر اپنے اپنے سامنے کی روٹی اوٹھا کر اوس کو دے دی ہماری جانیں اور ہمارے ماں باپ اہلبیتؑ پیغمبرؐ پر فدا ہوں سبحان اللہ کیا ایثار ہے کہ شہزادوں نے بھی اپنے والدین کی طرح اپنی اپنی روٹی اوس سائل کو بخشدی۔ فضہ نے بھی اپنے حصہ کی روٹی اوس کو دے دی اور سب نے پانی سے روزہ افطار کیا اور خدا کا شکر بجا لائے۔ اور حسب دستور عبادت میں مصروف ہو گئے۔ صبح کو منجانب باری تعالیٰ جبرئیلؑ کو حکم ہوا کہ لوح محفوظ سے سورۂ ہل اتیٰ جس میں آل محمدؐ کی مدح و ثنا ہے لے کر معہ بہشتی کھانے کے ہمارے حبیب و پیغمبر محمدؐ مصطفیٰ کی خدمت میں حاضر

ہو اور بعد درود و سلام کے یہہ سورہ پڑھ کر سناؤ اور اون کے اہلبیتؑ کی عبادت و سخاوت کا ذکر خصوصاً حسنینؑ کا حال اون سے بیان کرو اور کہو کہ یہہ طعام بہشتی لے کر فاطمہؑ و علیؑ کے پاس جائے اور اون کے ساتھ نوش فرمائے جبرئیلؑ حکم پاتے ہی سورۂ ہل اتیٰ اور غذائے بہشتی لیکر حضرت ختمی مرتبت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کل کیفیت عرض کی۔ اس سورہ میں ایفائے نذر کرنے اور مسکین و یتیم و اسیر کو کھانا کھلانے کا حال مذکور ہے اور جنت کا بیان کیا گیا ہے لیکن چونکہ یہہ سورہ خاص اہلبیتؑ پیغمبر کی شان میں ہے اس لئے جناب فاطمہؑ زہرا صدیقہ طاہرہ سلام اللہ علیہا کے پاس و لحاظ سے باوجود جنت و رضوان کے ذکر کے خداوند کریم نے حوروں کا ذکر نہیں فرمایا۔ غرض جبرئیلؑ سے یہہ تمام واقعہ سن کر رسولؐ اللہ بہت فرحناک و خوشحال ہوئے لیکن نواسوں کا حال سُن کر رونے لگے۔ جبرئیلؑ نے عرض کیا کہ باری تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ حضرت خیر النساء کے گھر قدم رنجہ فرمائیے اور اون سے اور علی مرتضیٰ سے جدا جدا ہمارا سلام کہئے اور حسنؑ و حسینؑ کو پیار کیجئے۔ اور یہہ سورہ اون کو سنائیے اور یہہ نعمت جو خدا نے بھیجی ہے اپنی آل کے ساتھ تناول فرمائیے حضور سرور عالم خدا کا یہہ فضل و کرم دیکھکر خوش خوش جناب سیدہؑ کے گھر تشریف لائے وہاں دیکھا کہ دونوں نواسے ضعف سے بہت نڈھال ہیں اور اون کے سرہانے حضرت علیؑ اور جناب فاطمہؑ بیٹھی ہوئی ہیں پیغمبر خدا کو دیکھکر سب خوش ہو گئے۔ اور تعظیم و استقبال کے لئے دوڑے۔ پیغمبر خدا نے حسنینؑ کو گود میں اوٹھا کر پیار کیا اور سینہ سے لگایا جناب سیدہ اور حضرت امیرؑ کو خدا کا درود و سلام پہونچایا اور سورۂ ہل اتیٰ کی تلاوت فرمائی۔ خدا کا یہہ لطف و احسان دیکھ کر اہلبیتؑ نے سجدہ شکر ادا کیا اور سب نے طعام بہشتی نوش فرمایا۔ علامہ زمخشری (سنی المذہب) نے کشاف میں ابن عباس سے اس واقعہ کو اس طرح لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت حسنؑ و حسینؑ بیمار ہو گئے پیغمبر خدا مع حضرت ابوبکر و عمر کے اون کی عیادت کو تشریف لائے اور کہا کہ اے ابوالحسن اپنے فرزندوں کی صحت کے لئے نذر مانو تو بہتر ہے پس امیر المومنینؑ اور سیدۃ العالمین اور فضہ نے تین تین روزے رکھنے کی منت مانی جب صاحبزادوں کو شفا ہوئی تو سب نے نذر کے روزے رکھے لیکن اون کے پاس افطار کا کچھ سامان نہ تھا۔ علی مرتضیٰؑ شمعون یہودی کے یہاں سے تین صاع جَو قرض لائے اوس میں سے ایک صاع جَو جناب سیدہ نے پیس کر پانچ روٹیاں پکائیں جب پانچوں آدمی یعنے جناب امیرؑ اور سیدہ اور حسنینؑ اور فضہؑ افطار کرنے بیٹھے تو ایک سائل نے صدا دی السلام علیکم اے اہلبیتؑ محمدؐ میں ایک مسلمان مسکین ہوں مجھے کچھ کھلاؤ خدا تم کو مائدہ جنت نصیب کرے سب نے اپنے اپنے حصہ کی روٹیاں اوس کو دیدیں اور پانی سے افطار کرکے سو رہے دوسرے دن پھر روزہ رکھا اور افطار کے وقت ایک یتیم نے سوال کیا اور سب نے اپنا کھانا اوسے دیدیا اور پانی سے افطار کر لیا۔ تیسرے دن

پھر روزہ رکھا اوس روز ایک قیدی نے افطار کے وقت سوال کیا اور سب نے اپنا کھانا اوس کو بخشدیا صبح کو امیرالمومنین صاحبزادوں کو پیغمبر خدا کے پاس لیگئے اوس وقت دونوں بچے زاویے بھوک کی شدت اور ضعف سے چڑیا کے بچوں کی طرح کانپ رہے تھے رسول اللہ یہ حالت دیکھکر بیتاب ہو گئے اور پوچھا کہ یہہ کیا حال ہے جسے دیکھکر میرے قلب کو صدمہ پہونچ رہا ہے پھر آپ حضرت علیؑ کے گھر گئے اور جناب معصومہ کو دیکھا کہ وہ محراب عبادت میں ہیں اور حالت یہہ ہے کہ شکم اقدس پشت مبارک سے لگگیا ہے اور آنکھوں میں حلقے پڑے ہوئے ہیں۔ پیغمبر خدا کو یہہ حالت دیکھکر سخت ملال ہوا۔ فوراً جبرئیلؑ نازل ہوئے اور عرض کی یا محمدؐ خداوند کریم آپ کو آپکے اہلبیتؑ کے بارے میں تہنیت دیتا ہے اور یہہ آیہ پڑھی ویطعمون الطعام علے حبه مسکینا ویتیما واسیرا (سورۂ ہل اتی) یعنے خدا کی محبت میں مسکینوں اور یتیموں اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں

امام واحدی (سنی المذہب) نے بھی اس روایت کو حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی اسناد سے لکھا ہے اور نیز محی الدین العربی نے اپنی تفسیر میں اوس کو بیان کیا ہے۔ تفسیر نیشاپوری و بیضاوی و رازی (اہلسنت) میں بھی سورۂ ہل اتی کے نزول کا سبب یہی واقعہ بیان کیا ہے۔ شیخ سلیمان الحنفی نے علامہ حموینی کے حوالہ سے کتاب ینابیع المودۃ میں اس روایت کو نقل کیا ہے آخر روائیت میں لکھتے ہیں کہ جب پیغمبر خدا نے جناب سیدہ کو بایں حالت مصروف بعبادت دیکھا تو فرمایا واغوثاہ یا اللہ اہل بیت محمد یموتون جوعا فہبط جبرئیلؑ فاقراہ هل اتی علے الانسان حین من الدهر لم یکن شیئا مذکورا۔ الی آخر السورہ۔ یعنے فریاد ہے خداوندا اہلبیت محمدؐ بھوک سے مرے جاتے ہیں پس جبرئیلؑ نازل ہوئے اور سورہ ہل اتی آخر تک پڑھ کر سنائی۔

مختلف حالات فضائل

ایک روز جناب خیر النساء اپنے پدر بزرگوار حضرت رسولؐ مختار کے بیت الشرف میں تشریف لے گئیں۔ حضور سرور عالم نے حسب دستور تعظیم فرماکر پیشانی مبارک پر بوسہ دیا اور اپنی جگہ پر بٹھایا اور مزاج پرسی کے بعد خرمے کی لکڑی کی ایک چوڑی تختی عنائیت فرمائی اور کہا کہ اس میں جو لکھا ہے اس کو یاد رکھو۔ خاتون جنت نے جو اوس کو پڑھا تو اوس میں یہہ نصائح درج تھے۔ (۱) جو شخص خدا اور قیامت پر ایمان لایا ہو۔ اوس کو لازم ہے کہ اپنے ہمسایہ اور پناہندہ کو ضرر و نقصان نہ پہونچائے۔ (۲) جو شخص خدا اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو اوسپر واجب ہے کہ اپنے مہمان کی بزرگ داشت و خاطر داری کرے۔ (۳) جو شخص خدا کی ذات اور قیامت کا معترف ہو اوس کو چاہیئے کہ اچھی اور نیک بات منہ سے نکالے ورنہ زبان بند رکھے۔ (ناسخ التواریخ) ایک مرتبہ جناب رسالت پناہ نے حضرت سیدۃ النساءؑ

اہل الجنۃ کے فضائل میں بیان فرمایا کہ بروز قیامت جبرئیلؑ ایک ناقہ بہشتی لیکر فاطمۃ الزہراؑ کی خدمت میں حاضر ہونگے کہ اوسپر ریشمی جھول پڑی ہوگی اور اوس کی مہار موتیوں کی ہوگی اور پالان مرجان کا ہوگا سیدہ اوسپر سوار ہوں گی اور ایک لاکھ ملائکہ داہنے اور بائیں طرف جلو میں ہونگے سواری کے آگے منادی ندا کرتا ہوگا کہ اے اہل محشر! اپنے اپنے سر جھکا لو اور آنکھیں بند کرلو کہ بضعۃ المصطفےٰ دختر سید الانبیا خاتونِ یوم الجزا جناب فاطمۃ الزہرا جنت کو تشریف لیجا رہی ہیں جب سواری بہشت کے دروازے پر پہونچیگی تو وہ توقف فرمائینگی اور بہشت کی طرف نظر کریں گی۔ اوس وقت منجانب باری تعالےٰ ندا آئیگی کہ اے فاطمہؑ بنت محمدؐ توقف کا کیا سبب ہے میں نے تجھ کو بہشت میں جانیکی اجازت دیدی ہے۔ خاتون محشر عرض کرینگی کہ اے میرے پروردگار میں چاہتی ہوں کہ تو اپنے فضل وکرم سے آج کے روز میری قدر و منزلت کو ظاہر

تصحیح البیاض

اوس وقت باری تعالےٰ کی طرف سے جواب ملیگا

کہ میرے تمام بندوں کی طرف نظر کر جس کے دلمیں تیری اور تیرے ذریت واولاد کی محبت ہو اوس کو جنت میں داخل کر اوس وقت خاتونِ جنت اپنے اور اپنی ذریت کے محبوں اور دوستوں کو اوس مجمع حشر سے نکالکر جنت میں داخل ہونے کا حکم دینگی وہ سب جنت کی طرف روانہ ہوں گے اور دروازۂ بہشت پر پہونچکر رک جائینگے منجانب رب العزت آواز آئیگی کہ تم لوگوں کے حق میں میرے حبیب کی دختر نے شفاعت کی اور میں نے اوس کو قبول کر کے تم کو جنت میں جانیکی اجازت دی اب تم لوگ بہشت میں کیوں نہیں جاتے۔ وہ عرض کریں گے کہ اے ہمارے بخشنے والے پروردگار ہماری آرزو ہے کہ آج کے دن ہماری قدر وعزت کا اظہار فرمایا جائے پس خدائے عزوجل فرمائیگا کہ اے میرے دوستو اس مجمع میں سے جس جس شخص نے فاطمہؑ کی اور اوس کی اولاد کی دوستی ومودت کی وجہ سے تمہارے ساتھ کوئی نیکی کی ہو اوس کا ہاتھ پکڑلو اور جنت میں لے جاؤ۔ پس اوس مجمع حشر میں بجز مشرکین ومنافقین کے کوئی دخول جنت سے محروم نہ رہیگا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ مجھ سے امیر المومنین نے بیان کیا کہ ایک روز حضرت ختمی مرتبت فاطمہؑ زہرا کے پاس تشریف لائے تو دیکھا کہ وہ محزون ہیں آنحضرت نے پوچھا کہ اے نور چشم تمہارے حزن وملال کا کیا سبب ہے اوںھوں نے عرض کیا باباجان مجھ کو اس وقت محشر کا خیال آگیا کہ اوس روز لوگ برہنہ اپنی اپنی قبروں سے موقف میں حاضر کئے جائینگے اور ہر شخص اپنے اپنے حال میں مبتلا ہوگا۔ رسالت پناہ نے فرمایا کہ بیشک قیامت کا دن عجب ہولناک ہوگا۔ مگر اے فاطمہؑ مجھ کو خدا کی

جانب سے جبرئیلؑ نے خبر دی ہے کہ سب سے پہلے میں قبر سے اوٹھایا جاؤں گا اور میرے بعد میرے جد حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور اون کے بعد تمہارے شوہر علیؑ ابن ابی طالب قبر سے برآمد ہوں گے اون کے بعد جبرئیلؑ ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ تمہاری قبر پر آئینگے اور سات قبہ نور کے نصب کرینگے پھر اسرافیلؑ تین حلّے نور کے لیکر حاضر ہوں گے اور آواز دیں گے کہ اے بنت محمدؐ اوٹھو اور موقف حشر میں حاضر ہو پس تم بہ اطمینان قلب مستور اوٹھو گی اور اون حلّوں کو پہنو گی پھر ایک فرشتہ ناقہ نور کا ایک شتر لے کر حاضر ہوگا جسپر ہودج زرین نصب ہوگا پس تم اوسپر سوار ہو گی اور روقائیلؑ اوس کی مہار پکڑ کر چلیں گے ہزار ملائکہ و حورین جلو میں ہوں گی۔ حضرت مریمؑ بنت عمران اور حضرت حوّا تمہارا استقبال کریں گی پھر تمہاری والدہ حضرت خدیجہ بنت خویلد ستر ہزار فرشتوں کو لے کر تم سے ملاقات کریں گی پھر حضرت حوّا اور آسیہؑ بنت مزاحم تمہارا استقبال کرکے تمہارے ہمراہ ہونگی جب تمہاری سواری اوس مقام پر پہونچے گی جہاں اہل محشر جمع ہونگے تو منادی پکارے گا کہ اے اہل محشر اپنی آنکھیں بند کرلو کہ فاطمہؑ بنت محمدؐ گذر جائیں اوس وقت تمہاری جانب بجز حضرت ابراہیمؑ اور علیؑ ابن ابی طالب کے کوئی نہ دیکھے گا۔ بعد اس کے نور کا ایک منبر نصب کیا جائیگا کہ جس کے سات پایہ ہوں گے اوس کے اطراف ملائکہ اور حورین کھڑی ہوں گی اور تمہارے نزدیک حضرت حوّا اور حضرت آسیہ ہوں گی تم اوس منبر پر جلوس کرو گی ۔ اوس کے بعد جبرئیلؑ آئینگے اور کہیں گے کہ اے سیدہ اپنی حاجت عرض کرو اوس وقت تم عرض کرو گی بارالہا میں حسنؑ و حسینؑ کو دیکھنا چاہتی ہوں۔ پس تمہارے دونوں فرزند حاضر ہوں گے اس طرح کہ حسینؑ کے گلے سے خون جاری ہوگا اوس وقت تم فریاد کرو گی خداوندا! ظالموں سے میرا انتقام لے۔ تمہاری فریاد سُن کر خدائے قہار غضبناک ہوگا۔ اور اوس کے حکم سے تمہارے اور تمہاری اولاد کے دشمنوں کو جہنم اپنی طرف کھینچ لے گا۔ اس کے بعد جبرئیلؑ پھر کہیں گے کہ اے سیدہ۔ اور جو حاجت ہو خدا سے طلب کرو اوس وقت تم کہو گی کہ اے میرے پروردگار میرے اور میری اولاد کے دوستوں پر رحم فرما اور اون کے گناہوں کو بخش دے پس خداوند کریم تمہاری دعا کو قبول فرمائیگا اور وہ سب مغفورین تمہاری ملازمت میں جنّت کی طرف روانہ ہوں گے جب تم در جنّت پر پہونچو گی تو بارہ ہزار حورین استقبال کریں گی اور جب تم جنّت میں داخل ہو گی تو حضرت آدم صفی اللہ اور دوسرے انبیاء تمہاری زیارت کو آئینگے۔ جناب فاطمہؑ زہرا نے عرض کیا بابا جان مجھے یہ اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ بعد آپ کے میں زندہ رہوں اور قیامت تک آپ سے نہ ملوں اور جدا رہوں۔ حضور سرور عالم نے فرمایا اے نور دیدہ اہلبیت میں

سب سے پہلے تم مجھ سے ملو گی۔ افسوس ہے اوس شخص پر جو تمہارے اوپر ظلم و ستم روا رکھے اور خوشا حال اوس شخص کا جو تمہاری نصرت کرے (ناسخ التواریخ) شیخ سلیمان الحنفی نے حدیث متذکرہ کو کتاب ینابیع المودۃ میں بالاختصار یوں نقل کیا ہے۔ اذا کان یوم القیامۃ نادی منادٍ من بطنان العرش یا اہل القیامۃ اغضوا ابصارکم لتجوز فاطمۃ بنت محمد صلعم مع قمیص مخضوب بدم الحسین فتحتوی علی ساق العرش فتقول انت الجبار العدل اقض بینی و بین من قتل ولدی فیقضی اللہ لبنتی ورب الکعبہ ثم تقول اللہم اشفعنی فیمن بکی علی مصیبتہ فشفعہا اللہ فیہم۔ الحدیث یعنے رسول اللہ نے فرمایا کہ بروز قیامت بطنان عرش سے منادی ندا دیگا کہ اے اہل محشر اپنی آنکھیں بند کرلو کہ دختر سید الانبیا فاطمہ زہرا حسینؑ کا خون آلود کرتہ لئے ہوئے گذر جائیں۔ پس وہ عرش کو پکڑ کر کہیں گی خدایا تو جبار عادل ہے میرے اور اوس شخص کے درمیان فیصلہ کر جس نے میرے فرزند کو قتل کیا۔ پس قسم خدا کی اللہ جل شانہ میری بیٹی کے موافق حکم دے گا پھر وہ کہیں گی اے میرے پروردگار جو شخص میرے حسینؑ کی مصیبت پر رویا ہے اوس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔ پس خداوند کریم فاطمہؑ کی شفاعت حسینؑ کے رونیوالوں کے حق میں قبول فرمائے گا۔

ابو اسحاق اسفرائنی نے بھی اس روائت کو نور العین فی مشہد الحسینؑ میں بہ تغیر بعض الفاظ نقل کیا ہے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ عید کا زمانہ قریب آگیا حسنین ؑ نے اپنی مادر گرامی قدر جناب صدیقہ طاہرہ سے کہا کہ لوگوں نے اپنے بچوں کے لئے کپڑے بنوائے ہیں آپنے ہمارے لئے نہیں بنوائے اماں جان ہم کو بھی نئے کپڑے بنوا دیجئے۔ جناب خیر النساء اپنی نور چشموں کی بھولی بھولی باتیں سنکر اپنی ناداری پر غمگین ہوئیں لیکن اون کے بہلانے کو کہہ دیا کہ بیٹے تمہارے کپڑے درزی کے یہاں ہیں (۱) جب عید کی رات آئی تو ایک شخص نے جناب معصومہ کے دروازہ پر آکر آواز دی آپنے پوچھا کہ تو کون ہے اور کیا چاہتا ہے اوس نے کہا کہ صاحبزادوں کے کپڑے نیا کرکے لایا ہوں جناب سیدہ نے اس خیال سے کہ جناب سرور عالم نے بھیجے ہیں وہ کپڑے لے لئے صبح کو جب حضور پرنور تشریف لائے اور کپڑوں کا ذکر ہوا تو حضور پیغمبر خدا نے بتلا دیا کہ وہ کپڑے لانے والا درزی نہ تھا بلکہ جبرئیلؑ تھے چونکہ تم نے لڑکوں سے کہا تھا کہ کپڑے درزی کے یہاں ہیں اس لئے خدا نے نہ چاہا کہ تمہاری بات صرف بچوں کے بہلانے کی حد تک محدود رہے اوس نے جنتی لباس تمہارے بچوں کے لئے بھیجدئے۔ یہ سن کر جناب معصومہ سجدۂ شکر بجا لائیں

(۱) واضح ہو کہ بچوں کے بہلانے کے لئے اگر کوئی بات خلاف واقعہ کہدیجاوے تو وہ کذب میں شرعاً و عرفاً داخل نہیں ہے۔ ۱۲ المولف

ایک مرتبہ حضرت خیر النساءؑ علیل ہوگئیں جناب سرور کائنات بیماری کا حال سن کر اون کے دیکھنے کو تشریف لائے اور حال پوچھا۔ سیدہ نے کہا کہ بابا جان کچھ کھانا ہوتا تو میں کھاتی مجھے بھوک معلوم ہورہی ہے۔ یہ سنکر حضور اوٹھے اور طاق پرسے ایک طبق اوتارا اور جناب سیدہ کے سامنے رکھکر فرمایا کہ اس کو نوش کرو اوس طبق میں مویز اور روٹی اور انگور تھے بسم اللہ کہہ کر پنجتنؑ پاک نے اوس کو نوش فرمانا شروع کیا تھا اتنے میں ایک فقیر نے دروازے سے ندا دی السلام علیکم مجھے کچھ کھانا عنایت کیجئے سرور عالم نے فرمایا اے شقی دور ہو۔ حضرت بتولؑ نے کہا کہ بابا جان آپ سائل کو جھڑکتے ہیں؟ آنحضرت نے فرمایا کہ یہ فقیر نہیں ہے بلکہ شیطان ہے فقیر کی صورت بنا کر اس کھانے میں سے حصہ مانگنے آیا ہے اور یہ کھانا بہشتی ہے جس سے خدا نے اوسے محروم کیا ہے۔ (ناسخ التواریخ)

علم و عبادت جناب صدیقہ طاہرہ فاطمہ الزہرا صلوات اللہ وسلامہ علی ابیہا و علیہا کے علم کا ماخذ جناب رسالتمآب کا علم ہے پیدائش کے وقت سے حضرت پیغمبر کی آغوش میں پرورش پائی پیغمبر بھی وہ پیغمبر جو معرفت الٰہی اور مکارم اخلاق کی ایسی تعلیم دینے کے لئے مبعوث ہوا تھا۔ جس میں کسی افزائش و بیشی کی گنجائش ہی نہیں ہے اور نہ جس کی تعلیم کے بعد اب قیامت تک کسی مزید تعلیم کی ضرورت باقی ہے چنانچہ اوسی مقدس معلم کی تعلیم و تربیت کا یہ نتیجہ ہوا کہ جناب فاطمہؑ ابتدا ہی سے محاسن اخلاق کا نمونہ تھیں۔ لڑکپن میں آپ کا کھیل خدا پرستی اور تصفیہ قلب کی کوشش کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ آپ کی فطرت سلیمہ کا تقاضہ ہی یہ نہ تھا کہ معمولی آدمیوں کی لڑکیوں کی طرح لہو و لعب و بیفائدہ کھیلوں میں اوقات ضائع کرتیں بچپن ہی سے آپ کو پیغمبر خدا نے وہ تعلیم دی کہ آخر میں تمامی قوم کو حضرت عائشہ کے اس کلام کی تصدیق کرنا پڑی کہ فاطمہؑ زہرا کے سوا محاسن اخلاق و سیرت و صداقت و سکینہ و وقار میں پیغمبر خدا کا مثل کوئی نہیں ہے۔ ابتدا ہی سے علوم لدنیہ و احکام ربانیہ کی تعلیم حضور نے آپ کو دی جو وحی پیغمبر خدا پر نازل ہوتی تھی وہ عموماً سب سے پہلے آپ کو معلوم ہو جاتی تھی۔ منقول ہے کہ نزول وحی کے وقت پیغمبر خدا کے پاس اکثر حسنینؑ رہا کرتے تھے اور وحی کی آواز سنا کرتے تھے اور جب اپنی والدہ کے پاس آتے تھے۔ تو بیان کیا کرتے تھے اور جب امیر المومنینؑ گھر میں آتے تو جناب سیدہ سے وہ آیات سنکر تعجب سے پوچھتے کہ تمہیں ان آیات کا علم کیونکر ہوا وہ کہتی تھیں کہ بابا جان پر جو وحی آئی تھی اوس کو تمہارے فرزند نے سن کر مجھ سے بیان کیا ہے ایک روز جناب امیرؑ گھر میں ایک مقام پر پوشیدہ بیٹھ گئے جب حضرت امام حسنؑ اپنے نانا جان کے پاس سے وحی سنکر آئے اور جناب سیدہ سے بیان کرنا چاہا تو زبان رک گئی اور بیان نہ کر سکے جناب سیدہ کو تعجب ہوا امام حسنؑ نے کہا اماں جان آپ تعجب نہ کریں ہمارے بزرگ سن رہے ہیں اون کے سننے نے مجھے

رونکٹ ملا ہے یہہ سنکر امیر المومنین باہر نکل آئے اور امام حسن کو گود میں لے کر پیار کیا۔ احادیث صحیحہ سے بھی ثابت ہے کہ جناب سیدہ کو علم لدنیہ حاصل تھا۔ عن عبد اللہ ابن مسعود قال قال رسول اللہ انا میزان العلم وعلی کفتاہ والحسن والحسین خیوطہ وفاطمۃ علاقتہ۔ اس حدیث کو روایت کیا ہے صاحب الفردوس اور ابن عباس کی بیان کی ہوئی حدیث میں اس قدر اور زیادہ ہے۔ والائمۃ من بعدی عمودہ یوزن اعمال المحبین لنا والمبغضین علینا (کتاب ینابیع المودۃ) یعنے ابن مسعود اور ابن عباس سے یہہ حدیث منقول ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ میں میزان علم ہوں اور علیؑ اوس کے پلہ اور حسنؑ وحسینؑ اوس کی ڈوریاں اور فاطمۃؑ اوس کی علاقہ اور میرے بعد جو آئمہ پیدا ہوں گے وہ اوس کے عمود ہیں اور اس میزان میں ہمارے دوستوں اور دشمنوں کے اعمال تولے جائینگے۔ ملا علی متقی کی کتاب کنز العمال میں یہہ حدیث منقول ہے۔ انی لکم فرط وانکم واردون علی الحوض عرضہ ما بین صنعا الی بصرہ فیہ عدد الکواکب من قدحان الذہب والفضۃ فانظروا کیف تخلفونی فی الثقلین قیل ما الثقلان یا رسول اللہ قال الاکبر کتاب اللہ احد طرفیہ بید اللہ وطرفہ بایدکم فتمسکوا بہ لن تزالوا ولا تضلوا والاصغر عترتی وانہما لن یفترقا حتے یردا علی الحوض وسالت لہما ذاک ربی فلا تقدموہما فتہلکوا ولا تعلموہما فانہما اعلم منکم۔ طبرانی نے یہہ حدیث زید بن ارقم سے نقل کی ہے اور سید نور الدین سمہودی نے جواہر العقدین میں بعد ذکر حدیث ثقلین کے حاکم کی کتاب مستدرک سے یہہ نقل کی ہے۔ واخرجہ طبرانی وزاد فیہ عقیب قولہ انہما لن یفترقا حتے یردا علی الحوض سالت ربی ذالک لہم فلا تقدموہما فتہلکوا ولا تقصروا عنہما فتہلکوا ولا تعلموہم فانہم اعلم منکم۔ یعنے فرمایا جناب سرور کائنات نے کہ میں تمہارا پیش رو ہوں اور تم لوگ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہو گے جو بے انتہا عریض ہے اور اوسپر سونے چاندی کے بے شمار پیالے ہوں گے۔ دیکھو تم لوگ ثقلین کے ساتھ کیا برتاؤ اور سلوک میرے بعد کرو گے کسی نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ ثقلین سے آپ کی کیا مراد ہے حضور نے جواب دیا کہ ثقل اکبر کتاب اللہ ہے کہ اوس کا ایک کنارہ خدا کے ہاتھ میں ہے اور ایک تمہارے ہاتھ میں ہے پس اوس کو تم مضبوط پکڑے رہو اوس کے احکام کی پورے طور پر تعمیل کرو تاکہ لغزش وگمراہی میں مبتلا نہ ہو جاؤ اور ثقل اصغر میری عترت اہلبیت (یعنے علیؑ وفاطمۃؑ وحسنؑ وحسینؑ وباقی ائمہ ہدیٰ) ہیں اور یہہ دونوں کبھی آپس میں جدا نہیں ہوں گے اور ساتھ رہیں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں گے اور میں نے ان کے بارہ میں خدا سے دعا کی ہے پس تم ان پر تقدیم نہ کرو اور ان کے اطاعت میں تقصیر وکوتاہی عمل میں نہ لاؤ ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے اور نہ ان کو کسی بات کی تعلیم دو کیونکہ وہ تم سے زیادہ تر عالم ودانا ہیں۔

شیخ سلیمان الحنفی نے بھی اس حدیث کو اپنی کتاب ینابیع المودۃ میں نقل کیا ہے۔ (۱)

پردہ

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت خیر النساء اپنے والد ماجد پیغمبر خدا کے پاس بیٹھی تھیں کہ ایک نابینا شخص نے حضور کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت چاہی جناب سیدہ اوٹھکر پردہ میں چلی گئیں جب وہ نابینا حضور پر نور کی ملاقات سے شرفیاب ہوکر چلا گیا تو سرور عالم نے پوچھا کہ اے فاطمہ وہ تو اندھا تھا اور آنکھوں سے معذور تھا پھر تمنے اوس سے کیوں پردہ کیا سیدہ نے جواب دیا کہ بابا جان یہہ درست ہے کہ وہ نہیں دیکھ سکتا تھا لیکن میں تو اوسے دیکھ سکتی تھی اور وہ میری خوشبو سونگھ سکتا تھا۔ آنحضرت یہہ جواب سُن کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا کیوں نہو آخر تم میری ہی تو پارہ جگر ہو۔ ایک روز حضرت ختمی مرتبت کی خدمت میں اصحاب جمع تھے۔ امیر المومنینؑ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ آنحضرت نے فرمایا تبلاؤ عورتوں کے لئے سب سے بہتر کیا ہے یہہ سوال سُنکر سب خاموش رہے کسی نے کچھ جواب دیا جب مجلس برخاست ہوئی اور سب لوگ چلے گئے تو حضرت امیرؑ بھی اوٹھکر گھر آئے اور برسبیل تذکرہ جناب سیدہ سے بیان کیا کہ آج رسول اللہ نے اصحاب سے یہ سوال کیا کہ عورتوں کے لئے سب سے بہتر کیا ہے مگر کسی نے اوسکا جواب نہ دیا حضرت بتولؑ نے کہا کہ عورتوں کے لئے اس سے بہتر کچھ نہیں ہے کہ نہ وہ کسی غیر مرد کو دیکھیں اور نہ کوئی غیر مرد اون کو دیکھے جب پھر امیر المومنینؑ حضور پر نور سرور عالم کی ملاقات سے شرفیاب ہوئے تو عرض کی کہ عورتوں کے لئے سب سے بہتر یہہ ہے کہ نہ وہ کسی غیر مرد کو دیکھیں اور نہ کوئی غیر مرد اون کو دیکھے۔ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ یہہ جواب تم کو کیسے معلوم ہوا اوس وقت تو تم نے کوئی جواب نہیں دیا تھا حضرت امیرؑ نے کہا کہ یہہ جواب فاطمہ زہرا کی طرف سے ہے حضور نے فرمایا کہ وہ میری پارہ جگر ہے

ایک مرتبہ جناب سالتمآب نے اصحاب سے سوال کیا کہ عورت کو خدا سے کس وقت زیادہ قرب حاصل ہوتا ہے اصحاب خاموش رہے اور جواب دے سکے جب جناب سیدہ نے یہہ سوال سنا تو فرمایا کہ عورت اوس وقت خدا سے زیادہ نزدیک ہوتی ہے جب وہ اپنے گھر کے اندر بھی اپنے پردہ کا کامل لحاظ رکھتی ہے۔

دعا

ایک مرتبہ حضرت سلمان فارسی رض جناب خیر النساء کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت بتولؑ نے کہا کہ اے سلمان میں تم کو ایک دعا بتاتی ہوں اگر اوس کی مداولت رکھوگے اور روز پڑھا کروگے تو بخار سے محفوظ رہوگے وہ دعا یہہ ہے۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ النُّوْرِ بِسْمِ اللّٰہِ نُوْرِ النُّوْرِ بِسْمِ اللّٰہِ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ ھُوَ مُدَبِّرُ الْاُمُوْرِ بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ النُّوْرَ مِنَ النُّوْرِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ النُّوْرَ مِنَ النُّوْرِ وَاَنْزَلَ النُّوْرَ عَلَی الطُّوْرِ فِیْ کِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ فِیْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ بِقَدَرٍ مَّقْدُوْرٍ عَلٰی نَبِیٍّ مَّحْبُوْرٍ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھُوَ بِالْعِزِّ مَذْکُوْرٌ وَّبِالْفَخْرِ مَشْهُوْرٌ وَّعَلَی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ مَشْکُوْرٌ

(۱) واضح ہو کہ جن علمائے کرام کے حوالہ سے یہہ احادیث بیان کی گئی ہیں وہ سنی المذہب ہیں۔ ۱۲۔ المولف

وصلی اللہ علیٰ سیدنا محمد وآلہ الطاہرین۔ سلمانؓ فارسی نے اس دعا کو یاد کر لیا وہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک ہزار سے زیادہ آدمیوں کو جنہیں بخار آتا تھا یہہ دعا تعلیم کی اور وہ سب اس دعا کی برکت سے اچھے

عبادت جناب فاطمۃ الزہراؑ اس قدر عبادت خدا کیا کرتی تھیں کہ نماز میں کھڑے رہنے سے پائہائے مبارک پر ورم آجایا کرتا تھا اور شب جمعہ کو تمام رات صبح تک نماز میں مشغول رہتی تھیں اور مومنین کے لئے دعاء خیر کیا کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ حضرت حسنؑ نے آپکو تمام شب نماز پڑھتے اور مومنین ومومنات کے حق میں دعائے خیر کرتے دیکھکر کہا کہ اماں جان! آپ دوسروں کے لئے دعا کیا کرتی ہیں اور اپنی ذات کے لئے دعا نہیں کرتیں جناب معصومہ نے کہا کہ بیٹا! دوسروں کو اپنے نفس پر مقدم رکھنا چاہئے۔ انسان کو لازم ہے کہ اپنے ہمسایہ کا کام پہلے کرے اوس کے بعد اپنا کام دیکھے (مدارج النبوۃ۔ ناسخ التواریخ) حسن بصری کہتے ہیں۔ ماکان فی ھذہ الامۃ اعبد من فاطمہ کانت تقوم حتی تورم قدماھا۔ یعنے اس امت میں جناب فاطمہؑ سے زیادہ عبادت خدا کرنیوالا کوئی نہیں ہوا آپ محراب عبادت میں اس قدر کھڑی رہا کرتی تھیں کہ پائہائے مبارک متورم ہوجایا کرتے تھے۔ (ناسخ التواریخ) مناقب آل ابیطالب

غیرت ایک شخص نے جناب سیدہ سے جھوٹ موٹ کہدیا کہ علی ابن ابی طالب نے ابوجہل کی دختر سے نکاح کر لیا ہے جناب سیدہ نے فرمایا کہ کیا یہ بات صحیح ہے اوس نے جواب دیا کہ میں نے خلاف نہیں عرض کیا اور تین مرتبہ اپنے کلام کا اعادہ کیا۔ سیدہ کو اس سے نہایت غیرت معلوم ہوئی بعد غروب آفتاب حسنینؑ وام کلثوم کو لے کر جناب پیغمبر خدا کے بیت الشرف میں تشریف لائیں۔ امیرالمومنینؑ جب باہر سے گھر میں آئے تو معلوم ہوا کہ بتولؑ عذرا اپنے والد بزرگوار کے پاس گئی ہوئی ہیں۔ حضرت امیرؑ کو جناب سیدہ کا اوس وقت نہ ملنا گران گذرا لیکن حیا کی وجہ سے حضور سرور عالم کے پاس سے اون کو بُلا نہ سکے مسجد میں جاکر نمازیں پڑھنا شروع کیں نمازوں سے فراغت کر کے تھوڑی مٹی جمع کی اور بطور تکیہ کے اوس پر سر رکھکر آرام کیا۔ سرور عالم نے جناب سیدہ کو محزون دیکھکر اون کے چہرۂ مبارک پر پانی چھڑکا اور خود مسجد میں تشریف لائے اور نماز میں مصروف ہوئے ہر دو رکعت کے بعد آپ دعا کرتے تھے کہ خداوندا فاطمہؑ کے حزن وملال کو دور فرما۔ نماز سے فرصت کر کے گھر میں تشریف لائے تو دیکھا کہ جناب زہراؑ نے ابھی آرام نہیں کیا ہے اور چہرۂ مبارک سے حزن ظاہر ہوتا ہے۔ حضور نے فرمایا اوٹھو اے فرزند اور حضرت حسنؑ کو خود گود میں لے لیا جناب معصومہ نے حضرت حسینؑ کو گود میں لیا اور حضرت ام کلثوم کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اس ہیئت سے سب اوس مقام پر آئے جہاں امیرالمومنینؑ سوتے تھے سرور عالم نے اون کے پاؤں پر اپنا پائے اقدس رکھکر فرمایا قم یا اباتراب یعنے اے ابوتراب اوٹھو اور ابوبکر و عمر و طلحہ کو بُلا لاؤ۔ امیرالمومنینؑ فوراً اوٹھے اور جا کر تینوں صاحبوں کو بُلا لائے۔

جب وہ حاضر ہوئے تو پیغمبر خدا نے امیر المومنینؑ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اے علیؑ کیا تم کو نہیں معلوم کہ فاطمہؑ میری پارہ جگر ہے اور میں اوس سے ہوں جو شخص میرے انتقال کے بعد اوس کو ستائے تو ایسا ہے کہ اوس نے اوس کو میری زندگی میں ستایا اور جس شخص نے اوس کو میری زندگی میں آزردہ کیا اوس نے گویا اوس کو میرے بعد آزردہ کیا حضرت امیرؑ نے عرض کیا کہ سچا ہے آپ کا ارشاد یا رسول اللہ حضور نے پوچھا کہ کیا سبب ہوا جو تم نے یہہ کیا۔ امیر المومنینؑ نے کہا کہ خدا کی قسم کسی نے فاطمہؑ کو غلط خبر دی ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا سچ کہتے ہو یا علیؑ۔ یہہ سنکر جناب سیدہ خوش ہوگئیں اور اس طرح تبسم فرمایا کہ دندان مبارک کی چمک نمایاں ہوئی۔ یہہ باتیں سنکر حضرات ابوبکر و عمر و طلحہ کو بہت تعجب معلوم ہوا اور آپس میں کہنے لگے کہ ہم کو اس وقت بلانے سے پیغمبر کا کیا مقصود ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد حضور نے حضرت امیر کا ہاتھ اس طرح پکڑا کہ اون کی اونگلیوں میں اپنی اونگلیاں مشبک کردیں اور حضرت حسنؑ کو گود میں لے لیا اور حضرت حسینؑ کو امیر المومنینؑ نے اوٹھا لیا اور حضرت ام کلثوم کو جناب سیدہ نے گود میں لیا پیغمبر خدا ان سب کو لے کر گھر میں تشریف لائے اور ایک قطیفہ بچھا کر اون کو لٹایا اور خدا کے سپرد کر کے اپنے گھر تشریف لے گئے اور باقی شب نماز میں بسر فرمائی۔ (۱)

آیۂ مودت قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ مدارک و بیضاوی و تفسیر کشاف و ثعلبی (تفاسیر اہلسنت) میں مذکور ہے اور احمد بن حنبل و ابن حاتم و الطبرانی والبغوی والکلبی والحاکم والدیلمی والطبری (علمائے اہلسنت) نے عبداللہ ابن عباسؓ سے اخراج کیا ہے عن ابن عباسؓ قال لما نزلت ھذہ الایۃ قالوا یا رسول اللہ من ھؤلاء الذین امرنا اللہ تعالیٰ بمودتھم قال علی ابن ابی طالب و فاطمہ و ابناھما۔ یعنے ابن عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ جب یہہ آیت مودت نازل ہوئی تو مسلمانوں نے رسول اللہ سے پوچھا کہ جن لوگوں کی مودت کا حکم خدا نے ہمکو دیا ہے وہ کون ہیں۔ حضور نے فرمایا وہ علیؑ اور فاطمہؑ اور اون کے بیٹے حسنؑ و حسینؑ ہیں۔ شیخ سلیمان الحنفی اپنی کتاب ینابیع المودۃ میں اس طرح نقل کرتے ہیں۔ قال ابوالحسن حدثنی ابی عن جدی عن امیر المومنین علی انہ اجتمع المھاجرون والانصار الی رسول اللہ فقالوا ان لک یا رسول اللہ مؤنۃ فی نفقتک و فیمن یاتیک من الوفود و ھذہ اموالنا مع دمائنا فاحکم فیھا بارا ماجورا اعط ما شئت و امسک ما شئت من غیر حرج۔ فانزل اللہ تعالیٰ علیہ الروح الامین فقال یا محمد قل لا اسئلکم علیہ اجراً

(۱) صاحب ناسخ التواریخ نے اس روایت پر یہہ ریمارک کیا ہے کہ صاحب علل الشرائع نے اس روایت کو اس وجہ سے قابل وثوق نہیں خیال کیا کہ حضرت علیؑ سید الاوصیا اور جناب فاطمہؑ سیدۃ النساء ہیں اُن کے درمیان کوئی ایسا امر واقع نہیں ہو سکتا جو محتاج اصلاح ہو۔ ۱۲ المولف

الا المودة فی القربیٰ فقال المنافقون ما حمل رسول الله علی ترك ما عرضنا علیه الا لیحثنا علی مودة قرابته من بعده ان هو الا شئ افتراه فی مجلسه فهذا بهتانا عظیم فانزل الله تعالیٰ ام یقولون افتریٰ علی الله کذبا فان یشاء الله یختم علیٰ قلبك ویمح الله الباطل ویحق الحق بکلماته انه علیم بذات الصدور فبعث الیهم النبی فقال هل من حدث فقالوا لقد قال بعضنا کلاما غلیظا کرهناه فتلا علیهم هذه الایة فبکوا واشتد بکاءهم فانزل الله تعالیٰ وهو الذی یقبل التوبة عن عباده ویعفو عن السیئات ویعلم ما تفعلون۔

(حاصل مطلب) یعنے ایک مرتبہ تمام اصحاب مہاجرین و انصار نے حاضر ہو کر پیغمبر خدا سے عرض کیا کہ آپ بہت سے لوگوں کو نفقہ دیتے ہیں اور اس وجہ سے آپ کو عسرت و تکلیف ہوتی ہے آپ ہماری جان و مال کے مالک ہیں لہذا آپ ہمارے مال میں سے جس قدر چاہیں خود لیلیں اور جسقدر چاہیں ہمارے لئے چھوڑ دیں پس یہہ آیت نازل ہوئی کہ ان لوگوں سے کہہ دو۔ کہ ہم اپنی رسالت کا اجر تم سے کچھ نہیں چاہتے بجز اس کے کہ تم ہمارے قرابتداروں سے دوستی و محبت کرو جب رسول اللہ نے خدا کا یہ حکم مسلمانوں کو سنایا اور اون کے پوچھنے پر حضور نے صراحت فرمادی کہ جن قرابتداروں کی محبت و دوستی کا حکم خدا نے دیا ہے وہ علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ ہیں تو جو لوگ منافق تھے باہم کہنے لگے کہ انھوں نے اپنی طرف سے یہہ حکم گڑھ کر ہم کو سنا دیا ہے تاکہ ہم اون کے بعد بھی اہلبیتؑ کی اطاعت کرتے رہیں پس اللہ تعالےٰ نے آنحضرت کو خبر دی کہ یہہ لوگ آپ پر تہمت لگاتے ہیں اور آیہ کریمہ ام یقولون افتریٰ علی اللہ کذبا الخ نازل فرمائی جب قوم نے اس آیتہ کو سنا تو کہا یا رسول اللہ آپ صادق ہیں ہم اپنے خیال سے توبہ کرتے ہیں اوس وقت یہہ آیہ کریمہ نازل ہوئی وہو الذی یقبل التوبۃ الخ یعنے وہ اللہ ایسا ہے کہ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور اون کے گناہوں سے درگذر کرتا ہے اور جو کچھ تم لوگ کرتے ہو اوس سے وہ واقف ہے۔ مولوی محمد مبین الحنفی فرنگی محلی نے بھی روایت مذکور الصدر کو اپنی کتاب وسیلۃ النجاۃ میں تحریر فرمایا ہے اور اس کے بعد لکھتے ہیں کہ آیہ کریمہ وقفوھم انھم مسئولون اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ بروز قیامت تمام آدمیوں سے سوال کیا جائیگا کہ تم نے اہلبیت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا سلوک کیا اور آیا اون کے حقوق موالات کما حقہ بجالائے یا نہیں اور اونکی اطاعت و فرمانبرداری کا جو حکم پیغمبر نے دیا تھا اوس کی تعمیل کی یا نہیں۔ پس جو لوگ حکم رسول کے مطابق اون کی اطاعت و محبت بجالائے ہیں۔ وہ داخل جنت ہوں گے اور جنہوں نے اون سے انحراف کیا ہے وہ عذاب دوزخ میں مبتلا کئے جائنگے۔ حاکم نے مستدرک میں یہہ حدیث بہ اسناد نقل کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ تم میں بہتر وہ شخص ہے۔ جو میرے بعد میرے اہلبیتؑ کے حق میں بہتر ہو۔

فصل الخطاب میں امام اہلسنت ابو اسحاق ثعلبی

اور تفسیر کبیر میں امام اہلسنت فخرالدین رازی نے بحوالہ تفسیر کشاف زمخشری علامہ اہلسنت اور ینابیع المودۃ
میں شیخ الاسلام سلیمان الحنفی نے اس حدیث کو نقل کیا ہے جس کا سلسلہ جریر بن عبداللہ بجلی صحابی پر
منتہی ہوتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ نے الا من مات علی حب آل محمد مات شہیدا (یعنے آگاہ ہو
آل محمدؐ کی محبت پر جو مرا وہ شہید مرا) الا من مات علی حب آل محمد مات مغفورا (یعنے آگاہ ہو کہ جو شخص
آل محمدؐ کی محبت پر مرا وہ مغفور مرا) الا من مات علی حب آل محمد فتحت لہ فی قبرہ بابان من الجنۃ (یعنے آگاہ
ہو کہ جو شخص آل محمدؐ کی محبت پر مرا اوس کی قبر میں جنت کے دو دروازے کھول دئے گئے) الا من مات علی
حب آل محمد بشرہ ملک الموت بالجنۃ ثم منکر ونکیر (یعنے آگاہ ہو کہ جو شخص آل محمدؐ کی محبت پر مرا اوس کو
ملک الموت اور پھر منکر و نکیر نے جنت کی بشارت دی) الا من مات علی حب آل محمد یزف الی الجنۃ کما تزف
العروس الی بیت زوجھا (یعنے آگاہ ہو کہ جو شخص آل محمد کی محبت پر مرا وہ پہونچتا ہے جنت میں جسطرح
دلہن اپنے دولہا کے گھر پہونچتی ہے) الا من مات علی حب آل محمدؐ جعل اللہ زوار قبرہ ملائکۃ الرحمۃ (جو
شخص مرا آل محمدؐ کی محبت پر اللہ نے مقرر کیا اوس کی قبر کی زیارت کرنیوالا ملائکہ رحمت کو) الا من مات
علی بغض آل محمد جاء یوم القیامۃ مکتوبا فی عینہ آیس من رحمۃ اللہ (یعنے خبردار ہو جاؤ کہ جو شخص
آل محمدؐ کے بغض پر مرا وہ قیامت کے دن اس حال سے آئیگا کہ اوس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا
ہوا ہوگا۔ کہ یہ شخص خدائے تعالےٰ کی رحمت سے مایوس و محروم ہے) الا من مات علی بغض آل محمد لم یشم
رائحۃ الجنۃ (یعنے خبردار ہو جاؤ کہ جو شخص آل محمدؐ کے بغض پر مرا وہ ہرگز جنت کی خوشبو نہ سونگھے گا)
علامہ زمخشری نے بھی تفسیر کشاف میں اس حدیث کو نقل کیا ہے اور علامہ حموینی (اہلسنت) نے
بھی اس حدیث کو بلفظہٖ اخراج کیا ہے۔ امام اہل سنت ابو اسحاق ثعلبی نے اپنی اسناد سے حضرت
امام علی رضا ابن حضرت امام موسےٰ کاظمؑ سے اس طرح روائیت کی ہے۔ قال حدثنی ابی قال حدثنی
ابی قال حدثنی ابی قال حدثنی ابی علی ابن الحسین قال حدثنی ابی الحسین بن علی قال حدثنی ابی
علی ابن ابی طالب قال قال رسول اللہؐ حرمت الجنۃ علی من ظلم اہلبیتی واذانی فی عترتی۔ اس حدیث
کا سلسلہ بذریعہ ائمہ معصومین کے حضرت علیؑ پر منتہی ہوتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا
کہ حرام کردی گئی ہے جنت اوس شخص پر جس نے میرے اہلبیت پر ظلم کیا اور مجھ کو میری عترت کے بارے
میں اذیت دی۔ سید علی ہمدانی سنی المذہب کتاب مودۃ القربےٰ میں روائیت فرماتے ہیں عن زاذان
عن سلمان قال قال رسول اللہ یا سلمان من احب فاطمۃ ابنتی فھو فی الجنۃ معی ومن ابغضھا فھو
فی النار یا سلمان حب فاطمۃ ینفع فی مائۃ من المواطن الیسر من تلک المواطن الموت والقبر والمیزان

والمحاسبہ لمن رضیت عنہ ابنتی فاطمہؑ رضیت عنہ ومن رضیت عنہ رضی اللہ عنہ ومن غضبت علیہ ابنتی فاطمہؑ غضبت علیہ ومن غضبت علیہ غضب اللہ علیہ یا سلمان ویل لمن یظلمہا ویظلم بعلہا علیاً وویل لمن ظلم ذریتہا وشیعتہا (ایضاً ینابیع المودۃ شیخ سلیمان الحنفی) یعنے فرمایا رسول اللہ نے کہ اے سلمان جو شخص میری دختر فاطمہؑ سے محبت رکھے وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا اور جو شخص اوس سے بغض رکھے وہ جہنم میں ہوگا۔ اے سلمانؓ میرے لخت جگر فاطمہؑ کی محبت بہت سے موقعوں پر نفع پہونچاتی ہے جن میں سے آسان تر مواقع یہہ ہیں موت و قبر و میزان و محاسبہ۔ پس جس سے میری دختر فاطمہؑ راضی ہوئی اوس سے میں بھی راضی ہوا اور جس سے میں راضی ہوا اوس سے خدا راضی ہوا اور جس پر میری دختر غضبناک ہوئی اوس پر میں غضبناک ہوا اور جس پر میں غضبناک ہوا اوس پر خدا غضبناک ہوا اے سلمانؓ ویل وافسوس ہے اوس شخص پر جو ظلم کرے فاطمہؑ پر اور جو ظلم کرے اوس کے شوہر علیؑ پر اور ویل ہے اوس شخص کے لئے جو اوس کی ذریت اور شیعوں پر ظلم کرے۔

فاضل کابلی کتاب صواعق المحرقہ میں لکھتے ہیں یقولون (ای اہل السنۃ) من ترک المودۃ فی اہلبیت رسول اللہ فقد خانہ وقد قال تعالیٰ لاتخونوا اللہ ورسولہ ومن کرہ اہلبیتہ فقد کرہہ ولقد اجاد من افاد۔ فلاتعدل باہل البیت خلقا ؛ فاہل البیت ہم اہل السیادۃ فبغضہم من الانسان خسر ؛ حقیقی وحبہم عبادۃ۔ ویوجبون الصلوٰۃ علیہم فی الصلوٰت یعنے اہل سنت کہتے ہیں کہ جس شخص نے اہلبیت پیغمبر کی مودت ترک کی اوس نے پیغمبر کے حق میں خیانت کی اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خدا و رسولؐ کے ساتھ خیانت نہ کرو اور جس شخص نے اہلبیت پیغمبر سے کراہت کی اوس نے خود پیغمبر سے کراہت کی۔ کسی نے خوب کہا ہے۔ اہلبیتؑ رسالت کو خلائق کے ساتھ برابر نہ کرو کیونکہ وہ سادات ہیں اون کے ساتھ بغض رکھنا خسران حقیقی ہے اور اون کے ساتھ محبت رکھنا عبادت ہے۔ اور نماز میں اہلبیتؑ پر درود بھیجنا واجب جانتے ہیں۔ الشیخ الجلیل فریدالدین احمد بن محمد نیشاپوری عالم اہلسنت فرماتے ہیں من امن بمحمد ولم یومن باہلبیتہ فلیس بمومن۔ یعنے جو شخص حضرت محمد مصطفےؐ پر ایمان لائے اور اون کے اہلبیتؑ پر ایمان نہ لائے وہ مومن نہیں ہے۔ امام اہلسنت فخرالدین رازی تفسیر کبیر میں تحریر فرماتے ہیں۔ لما نزلت ہذہ الآیۃ قیل یا رسول اللہ من قرابتک ہؤلاء الذین وجبت علینا مودتہم فقال علیؑ وفاطمہ وابناہما فثبت ہؤلاء الاربعۃ اقارب النبیؐ واذا ثبت ہذا وجب ان یکونوا مخصوصین بمزید التعظیم ویدل علیہ وجوہ۔ الاول قولہ تعالیٰ الا المودۃ فی القربیٰ

ووجہ الاستدلال مر ما سبق ۔ الثانی لاشک ان النبیؐ کان یحب فاطمہ علیہا السلام قال فاطمہ بضعۃ منی یوذینی ما یوذیہا وثبت بالنقل المتواتر عن محمدؐ (وآلہ) وسلم انہ کان یحب علیاً والحسنؑ والحسینؑ واذا ثبت ذالک وجب علی کل الامۃ مثلہ لقولہ واتبعوہ لعلکم تھتدون ولقولہ تعالیٰ فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ولقولہ تعالیٰ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ و لقولہ سبحانہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ ۔ الثالث ان الدعاء للآل منصب عظیم ولذالک جعل ھذا الدعاء خاتمۃ التشہد فی الصلوٰۃ وھو قولہ اللھم صل علی محمد و علی آل محمد وارحم محمداً و آل محمد وھذا التعظیم لم یوجد فی حق غیر الآل فکل ذالک یدل علی ان حب آل محمد واجب ۔

یعنے جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ سے پوچھا گیا کہ وہ کون قرابتدار ہیں جن کی محبت و دوستی ہم پر واجب کیگئی ہے آنحضرت نے فرمایا کہ وہ علی اور فاطمہ اور اون کے دونوں فرزند (علیہم السلام) ہیں پس ثابت ہوا کہ یہی چار پیغمبر خدا کے قرابتدار ہیں (جن کا ذکر اس آیہ میں ہے) اور جب یہہ ثابت ہوا۔ تو اون کا مزید تعظیم کے ساتھ مخصوص ہونا واجب ہوا اور اس امر پر کئی وجوہ دلالت کرتے ہیں۔ اول یہہ کہ اللہ تعالیٰ کا قول الا المودۃ فی القربیٰ اور وجہ استدلال اسپر وہ ہے جو سابق میں بیان ہو چکی ہے۔ دوسرے یہہ کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ کہ پیغمبر خدا فاطمہ کو دوست رکھتے تھے۔ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ فاطمہ میری پارہ جگر ہے جو امر اوس کی اذیت کا باعث ہے اوس سے مجھکو اذیت ہوتی ہے پیغمبر خدا کی احادیث متواترہ سے ثابت ہے کہ وہ علیؑ و حسنؑ و حسینؑ سے بہت محبت رکھتے تھے اور جب یہہ ثابت ہے تو امت پر اون کی محبت واجب ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے واتبعوہ لعلکم تھتدون یعنے متابعت کرو ہمارے پیغمبر کی تاکہ تم ہدایت پا جاؤ اور فلیحذر الذین الخ یعنے پرہیز کرو اون لوگوں سے جو پیغمبر کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں اور قل ان کنتم الخ یعنے اے پیغمبر ہمارے ان لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی و متابعت کرو تاکہ خدا بھی تم سے محبت کرے۔ اور لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ یعنے اے لوگو! رسول اللہ کی پیروی تمہارے لئے بہتر ہے تیسرے یہہ کہ آل محمدؐ کے واسطے دعا ایک مرتبہ عظیم ہے اور اسی واسطے اس دعا کو نماز میں خاتمہ تشہد قرار دیا ہے اور وہ یہہ ہے اللھم صل علے محمد و آل محمدؐ وارحم محمداً و آل محمدؐ۔ اور یہہ عظمت بجز آل محمدؐ کے کسی اور میں پائی نہیں جاتی۔ پس یہہ تمام امور دلالت کرتے ہیں کہ آل پیغمبر کی محبت واجب ہے شیخ الاسلام سلیمان الحنفی کتاب ینابیع المودۃ میں تحریر فرماتے ہیں۔ اخرج موفق الخوارزمی عن ابی محمد القاسم بن جعفر بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب

قال حدثنی جعفر الصادق عن ابیه عن جدہ عن الحسین قال سمعت جدی رسول اللہ یقول من احب ان یحیی حیاتی ویموت مماتی ویدخل الجنۃ التی وعدنی ربی فلیتول علیاً و ذریتہ الطاہرین ائمۃ الہدی ومصابیح الدجی من بعدہ فانہم لن یخرجوکم من باب الہدی الی باب الضلالۃ۔ یعنے موفق خوارزمی نے اس حدیث کو اس طرح اخراج کیا ہے کہ ابو محمد قاسم نے حضرت امام جعفر صادق ؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے بہ سلسلہ اپنے آبائے کرام کے حضرت امام حسینؑ سے نقل فرمائی ہے کہ آنحضرتؑ نے فرمایا کہ میں نے اپنے نانا پیغمبر خدا کو یہہ کہتے ہوئے سنا کہ جو شخص چاہے کہ اوس کی زندگی اور موت مثل میری زندگی اور موت کے ہو تو اوس کو چاہئے کہ ولائیت اختیار کرے علی بن ابی طالب کی اور بعد اون کے اون کی ذریت طاہرہ کی کہ جو ہدائیت کرنے والے اور تاریکی ضلالت کو اپنے نور ہدایت سے دور کرنے والے امام ہیں اور وہ تم لوگوں کو باب ہدائیت سے باب گمراہی کی طرف جانے نہ دینگے۔ تفسیر لوامع التنزیل میں سرکار شریعتمدار حجۃ الاسلام علامہ سید علی الحائری مجتہد پنجاب مدظلہ نے بذیل تفسیر آیہ مبارکہ مذکورہ مدلل تحقیق کر دی ہے۔ فجزاہ اللہ عن الاسلام واہلہ خیراً

نزول آیہ لئن اشرکت لیحبطن عملک (سورۃ الزمر پارہ ۲۴)

محمد بن علی بن شہر آشوب المازندرانی بحوالہ صحیح الدارقطنی اپنی کتاب مناقب آل ابیطالب میں تحریر فرماتے ہیں۔ صحیح الدارقطنی ان رسول اللہ امر بقطع لص فقال اللص قدمتہ فی الاسلام وتامرہ بالقطع فقال لو کانت ابنتی فاطمۃ فسمعت فاطمۃ فحزنت فنزل جبرئیل بقولہ لئن اشرکت لیحبطن عملک فحزن رسول اللہ فنزل لو کان فیہما آلہۃ الا اللہ لفسدتا (سورہ انبیا پارہ ۱۷) فتعجب النبیؐ من ذالک فنزل جبرئیل وقال کانت فاطمہ حزنت من قولک فہذہ الآیات لموافقتہا لترضے۔ یعنے صحیح دارقطنی میں ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص پر چوری ثابت ہوئی پیغمبر خدا نے حکم دیا کہ شرع کے موافق اوس کا ہاتھ کاٹا جائے اوس نے عرض کیا یا رسول اللہ کل میں نے اسی ہاتھ سے آپکے دست حق پرست پر بیعت کی تھی اور آج آپ اوسی کے قطع کرنیکا حکم دیتے ہیں۔ حضور سرور عالم نے فرمایا کہ احکام شرع کی تعمیل میں فضیلت وبزرگی کا لحاظ نہیں کیا جا سکتا اگر خود میری بیٹی ہوتی تو اوس پر بھی شرعی حکم جاری کرتا جناب سیدہ نے جو اس کلام کو سنا تو آپ کو رنج ہوا۔ جبرئیل یہہ آئیت لیکر نازل ہوئے یعنی اشرکت الخ یعنے اگر تم شریک کروگے تو تمہارے اعمال حبط کر دئے جائینگے اس آئیت کو سنکر پیغمبر خدا کو ملال ہوا پس خداوند کریم نے اپنے حبیب کی تسلی خاطر کے لئے یہہ آئیت نازل کی لو کان فیہما آلہۃ الا اللہ یعنے بجز خدا کے اگر کوئی خدا ہوتے تو یقیناً فساد واقع ہوتا (سورہ انبیا پارہ ۱۷) یہہ سنکر پیغمبر خدا

کو تعجب ہوا پھر جبرئیل نازل ہوئے اور کہا یا رسول چونکہ فاطمہؑ کو آپ کے قول سے ملال ہوا تھا اس واسطے خداوند عالم نے ان آیات کو اون کی تسکین خاطر کے لئے نازل فرمایا۔ مقصود یہہ ہے کہ اس قسم کا کلام جو کسی شرط سے مشروط ہو قدر و منزلت کے منافی نہیں ہوتا۔ اگر فاطمہؑ کے واسطے آپنے کلام مشروط کہا تو خود خدا نے اپنے واسطے بھی اسی قسم کا کلام ارشاد فرمایا۔

مساوات اہلبیتؑ با پیغمبر خدا

صاحب جواہر العقدین یعنے علامہ سمہودی سنی المذہب کتاب مذکور میں تحریر فرماتے ہیں:- ان اللہ تعالیٰ جعل اھلبیتؑ نبیہ مطابقالہ فی اشیاء کثیرۃ عد فخر الدین الرازی منہا خمستہ اشیاء احدیہا فی السلام قال تعالیٰ السلام علیک ایہا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ و قال لاھلبیتہ سلام علیٰ آل یٰس و الثانیہ فی الصلواۃ علی النبی و علی الآل کما فی التشہد و غیرہ حیث لا تکون للصلوٰۃ علیہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم الصلاۃ البترا و الثالثہ فی الطہارۃ قال اللہ عز و جل طٰہٰ ای طاھر ما انزلنا علیک القرآن لتشقی الا تذکرۃ لمن یخشیٰ و قال لاھلبیتؑ نبیہ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت یطھرکم تطھیرا و الرابعۃ تحریم الصدقہ قال صلی اللہ علیہ و سلم لا تحل الصدقۃ لمحمد و لا لآل محمد و الخامسۃ قال اللہ عز و جل قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ و قال لاھلبیتہ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ (ینابیع المودۃ)

یعنے خداوند کریم نے اپنے حبیب و پیغمبر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور اون کے اہلبیتؑ کو بہت سے فضائل میں مطابق و مساوی قرار دیا ہے منجملہ اون کے پانچ فضائل کی فخر الدین رازی نے صراحت کی ہے۔ ایک سلام میں کہ خداوند کریم نے اپنے نبیؐ کی نسبت فرمایا السلام علیک ایہا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ اور اون کی اہلبیت کی نسبت فرمایا سلام علیٰ آل یٰسینؑ[1]۔ دوسرے صلوٰۃ یعنے درود میں جیسا کہ تشہد وغیرہ میں ہے اور بغیر آل کو شامل کئے درود ناقص ہے تیسرے طہارت میں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو خطاب طٰہٰ یعنے اے طاہر یاد فرمایا اور اون کے اہلبیتؑ کے لئے آیہ تطہیر نازل فرمائی۔ چوتھے تحریم صدقہ میں کہ جسطرح پیغمبر خدا کے لئے صدقہ حرام فرمایا اوسی طرح اون کی آل پر بھی صدقہ حرام کیا۔ پانچویں محبت و مودت میں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے پیغمبر کہدو (امت سے) کہ اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو تو میری اطاعت کرو تاکہ خدا بھی تم سے محبت کرے اور اہلبیتؑ کے بارے میں فرمایا کہ اے پیغمبر کہدو (امت سے) کہ میں تم سے اپنی رسالت کا اجر بجز اس کے اور کچھ نہیں چاہتا کہ میرے قرابتداروں (یعنے علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ) سے دوستی و محبت کرو مفصل ملاحظہ تفسیر **لوامع التنزیل** مصنفہ حجۃ الاسلام آیت اللہ فی الانام علامہ ابو تراب السید علی الحائری مجتہد پنجاب مدظلہ تعالیٰ جس میں مدلل اس کی تحقیق کی گئی ہے۔ فجزاہ اللہ عن الدین جزاء حسنہ

---

[1] یٰسین لقب ہے جناب رسالتمآب کا - ۱۲ المولف

خواب

حضرت خاتونِ جنت نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ جناب رسالتمآب اون کو اور علیؑ اور حسنینؑ کو لے کر مدینہ سے باہر گئے ہیں اور ایک مقام پر جہاں پانی اور درخت ہیں ایک بھیڑ خرید کر اوس کو ذبح کیا اور کباب تیار کر کے سب نے کھائے اور سب مر گئے ہیں۔ جناب معصومہ یہہ خواب دیکھکر چونک پڑیں اور بہت متردد ہوئیں لیکن پیغمبر خدا سے اس کا ذکر نہیں کیا۔ صبح کو آنحضرت اون کے گھر تشریف لائے اور اون کو ایک سواری پر معہ حضرت امیرؑ اور حسنینؑ کے بیرون مدینہ لیگئے اور ایک مقام شاداب وسایہ دار پر پہونچکر ایک گوسفند خریدی اور اوس کو ذبح کر کے کباب بنانے حسب سب نے اون کے کھانے کا ارادہ کیا تو جناب سیدہ رونے لگیں۔ سرور عالم نے رونے کا سبب پوچھا تو عرض کیا کہ اے آبا۔ جو جو باتیں میں نے خواب میں دیکھی تھیں وہ سب آپ نے کیں اب مجھے اس وجہ سے اضطراب والم لاحق ہوا کہ کہیں آپ اور یہہ سب انتقال نہ کر جائیں۔ یہہ سنکر رسول اللہؐ اوٹھے اور دو رکعت نماز پڑھ کر مناجات کی فوراً جبرائیلؑ نازل ہوئے اور کہا یا رسولؐ اللہ ایک شیطان ہے کہ اوس کا نام دہار ہے اوس کا قاعدہ ہے کہ مومنین کو ایسے پریشان خواب دکھلایا کرتا ہے اوسی نے حضرت زہراؑ کو پریشان کرنے کے لئے یہہ خواب دکھلایا ہے۔ اگر سوتے وقت آدمی سورہ حمد اور سورہ قل اعوذ برب الفلق اور سورہ قل اعوذ برب الناس اور سورہ قل ہو اللہ پڑھ کر اپنے اوپر دم کر لیا کرے تو اوس کے شر سے محفوظ رہیگا۔ اس کے بعد جبرئیلؑ نے اوس شیطان کو حاضر کیا۔ آنحضرت نے پوچھا کہ تو ہی نے یہہ خواب پریشان فاطمہؑ کو دکھلایا تھا اوس نے کہا کہ ہاں۔ حضور نے اوس پر تین مرتبہ تھوکا اور تین مقام پر اوس کو زخمی کر دیا۔ علی بن ابراہیمؒ نے تفسیر میں آیہ مبارکہ انما النجوی من الشیطان الخ کے نزول کا سبب اسی واقعہ کو بیان کیا ہے۔ (ناسخ التواریخ)

خطاب با پیغمبر خدا

جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جب یہہ آیت نازل ہوئی لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا (سورۂ نور پارہ ۱۸) یعنے اے لوگو اپنے امثال واقران کی طرح پیغمبر خدا کو نام لے کر نہ پکارا کرو بلکہ رسول اللہ کے لقب سے خطاب کیا کرو تو جناب سیدہ نے جو آنحضرت کو یا ابہ (یعنے اے آبا) کہہ کر خطاب کرتی تھیں بمتابعت حکم ربانی بجائے یا ابہ کے یا رسول اللہ خطاب کرنا شروع کیا۔ دو مرتبہ اس طرح خطاب کرنے پر تو رسول اللہ نے کچھ نہیں فرمایا لیکن جب تیسری مرتبہ جناب معصومہ نے یا رسول اللہ کہکر خطاب کیا تو حضور سرور عالم کے چہرۂ مبارک سے ناپسندیدگی اور کراہت کے آثار ظاہر ہونے اور آپ نے فرمایا یا فاطمہؑ! یہہ حکم خدا جو نازل ہوا ہے تمہارے لئے نہیں ہے اور نہ تمہاری اولاد کے لئے ہے تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ بلکہ یہہ حکم اُمت کے لئے ہے تم حسب دستور مجھے یا ابہ (آبا) کہا کرو اس سے میرا قلب فرحناک اور خدا راضی ہوتا ہے

(خلاصۃ التفسیر۔ ومناقب آل ابی طالب محمد بن علی بن شہر آشوب)

زیارت قبور

جناب سیدہ ہفتہ کے روز صبح کو شہدا کی قبروں کی زیارت کو جایا کرتی تھیں۔ اور حضرت حمزہ سید الشہدا کی قبر کے کنارے کھڑی ہوکر دعائے رحمت کیا کرتی تھیں (ناسخ التواریخ)

حجۃ الوداع

حضرت ختمی مرتبت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنہ ۱۰ ہجری میں حج کا قصد فرمایا اور تمام قبائل کو جو مسلمان ہو چکے تھے اطلاع دی۔ اطراف واکناف کے مسلمان حضور کے ہمرکاب چلنے کو حاضر ہوئے۔ امیر المومنینؑ کو حضور نے اس سے پہلے تبلیغ رسالت واشاعت اسلام کے لئے یمن بھیج دیا تھا چنانچہ آپنے وہاں اس خوبی سے اسلام کی طرف لوگوں کو بُلایا کہ ایک دن میں ہمدان کا پورا قبیلہ مسلمان ہوگیا جس کو سُن کر پیغمبر خدا نے سجدہ شکر ادا کیا اور تین بار فرمایا السلام علے ہمدان (ابن خلدون) علاوہ اُس قبیلہ کے اور اہل یمن بھی جوق جوق مسلمان ہوئے۔ حضور پر نور نے حضرت امیرؑ کو بھی اطلاع دی کہ میں حج کو جاتا ہوں تم مکہ میں آکر مجھ سے ملو اور حج میں شریک ہو۔ چونکہ یہہ حج پیغمبر خدا کا آخری حج تھا اور اسی وجہ سے حجۃ الوداع کے نام سے موسوم ہے اس لئے آنحضرت نے اس حج میں بہت اہتمام فرمایا کہ جہانتک ممکن ہو کل اہل اسلام آپکے ہمراہ چلیں تاکہ اداب ومناسک حج اور دیگر احکام خدا جو مکمل دین اسلام ہیں اون کے بتلانے اور تعلیم دینے کا پورا موقع ملے۔ جناب صدیقہ طاہرہ فاطمۃ الزہرا نے بھی اپنے والد بزرگوار کے ہمراہ حج کا ارادہ فرمایا پیغمبر خدا نے اون کی روانگی کا خاص اہتمام کرکے سواری کے لئے ہودج تیار کرائے اور اپنی کل ازواج کو ہمراہ چلنے کا حکم دیا جناب معصومہ کا قصد دریافت کرکے بہت سی مسلمان عورتیں ہمرکاب چلنے کو تیار ہوئیں۔ جناب سیدہ کی سواری حضور سرور عالم کے ہمراہ ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۰ھ میں مدینہ منورہ سے روانہ ہوئی۔ اس سفر میں پیغمبر خدا کے ہمراہ اس قدر کثیر مجمع تھا کہ اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا تھا چنانچہ تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک لاکھ بیس ہزار سے زیادہ مسلمانوں کی جمعیت آپکے ہمرکاب تھی جناب رسالتمآب اون کو اداب شریعت ومناسک حج تعلیم کرتے ہوئے مکہ معظمہ میں داخل ہوئے۔ بعد سعی کے آپنے فرمایا کہ جس شخص کے ساتھ قربانی نہو وہ احرام سے نکل کر حلال ہوجائے اور جس کے ساتھ ہدی ہو وہ احرام پر باقی رہے۔ خود حضور سرور عالم کے ساتھ قربانی تھی اس لئے آپ احرام پر قائم رہے۔ لیکن جناب سیدہ کے ساتھ قربانی نہ تھی اس لئے آپنے احرام کو ختم کردیا۔ اس عرصہ میں امیر المومنینؑ اہل یمن کی ایک کثیر جماعت کے ساتھ مکہ معظمہ میں پہونچکر پیغمبر خدا کی ملاقات سے مشرف ہوئے حضور نے پوچھا یا علیؑ تم نے احرام باندھتے وقت کیا نیت کی تھی آپنے جواب دیا کہ میں نے یہہ نیت کی تھی کہ بارالہا جس نیت سے رسول اللہ نے احرام باندھا ہے اوسی

نیت سے میں بھی احرام باندھتا ہوں۔ آنحضرت نے فرمایا کہ میں نے حج کا احرام باندھا ہے اور اپنے ساتھ قربانی لایا ہوں پس تم اپنی نیت پر قایم رہو اور قربانی میں میرے شریک ہو جاؤ۔ اُس کے بعد حضرت امیرؑ نے جناب سیدہ کو رنگین لباس پہنے ہوئے دیکھکر تعجب سے پوچھا کہ کیا تم نے احرام کو ختم کر دیا۔ آپنے جواب دیا ہاں یا اباالحسن! پیغمبر خدا نے بھی حکم دیا ہے (روضتہ الصفا) مکہ میں پہونچنے کے بعد یہہ آیت نازل ہوئی فاذا فرغت فانصب والی ربك فارغب ۔ یعنے جس وقت (حج سے) فراغت ہو جائے تو (علیؑ کو اپنی جانشینی کے لئے) نصب کرو اور اپنے پروردگار کی طرف راغب ہو یا رجوع کرو (۱) اس آیہ وافی ہدایہ میں حضرت علیؑ کو جانشین مقرر کرنے کا حکم ہے اور حضور سرور کائنات کی رحلت کرنیکا بھی اشارہ ہے۔ آنحضرت کو اس امر میں تردد و اندیشہ ہوا کہ قوم اس رسالت کو مثل رسالت حکم مودت کے میرے نفس کی طرف منسوب کر کے میری مخالفت و تکذیب کرے گی (تفسیر در منثور) تاہم آپ نے بروز عرفہ ناقہ قصوی پر سوار ہو کر قوم کی طرف خطاب کر کے اشارۃً فرمایا کہ ایہاالناس میرا زمانہ رحلت قریب ہے میں تمہاری ہدایت و رہبری کے لئے تم میں دو ایسی گرانقدر چیزیں چھوڑتا ہوں جو ایک دوسرے سے بزرگتر ہیں اگر تم اون کو اپنا ہادی بناؤ گے اور اون کی پیروی کرو گے تو کبھی گمراہ نہو گے ایک کتاب خدا ہے اور دوسری میری عترت اہلبیت۔ ان دونوں میں باہم کبھی جدائی نہو گی یہاں تک کہ یہہ دونوں حوض کوثر پر مجھ سے ملیں گے پس تم لوگ اس امر میں پوری احتیاط کرو کہ میرے بعد اون سے کیا سلوک

(۱) اس آیت کے یہہ معنے حضرات آیمہ اہلبیت پیغمبرؐ کی تفسیر کے مطابق ہیں۔ چنانچہ تفسیر علی بن ابراہیم میں حضرت امام جعفر صادقؑ سے آیتہ مذکورہ کے یہی معنے مروی ہیں۔ اس آیت کے الفاظ خود بتلا رہے ہیں۔ کہ عبارت محتاج تفسیر ہے کیونکہ محض لفظی ترجمہ یہہ ہوتا ہے کہ جب فراغت ہو جائے تو نصب کرو۔ اور اپنے پروردگار کی طرف راغب ہو۔ یہہ ترجمہ مطلب خیز نہیں ہے کیونکہ اوس سے یہہ نہیں معلوم ہوتا کہ کس کام سے فراغت ہونے کے بعد کیا نصب کرنے کا حکم ہے۔ لامحالہ یہہ ماننا پڑتا ہے کہ آیہ موصوفہ تفسیر و تشریح کی محتاج ہے۔ اہل اسلام میں دو قسم کی تفسیریں ہیں ایک تو وہ جو بطریق آیمہ اہلبیتؑ پیغمبر مروی ہیں اور دوسری وہ جو غیر آیمہ اہلبیتؑ سے مروی ہیں۔

پیغمبر خدا کے اس حکم صریح اور متواتر کے لحاظ سے کہ قرآن و اہلبیت سے علم حاصل کرو اور اون سے تمسک رکھو ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے ہم کو لازم ہے کہ جو تفسیر آیمہ اہلبیتؑ پیغمبر نے بتلائی ہے اوسی کو اصل اور واقعی مطلب سمجھیں علاوہ اس کے یہہ بھی ہے کہ اہل البیتؑ ادری بما فی البیتؑ۔ اسی لئے ہم نے آیہ موصوفہ کا ترجمہ اس طرح نقل کیا ہے لیکن ہم یہاں وہ تفسیر بھی لکھے دیتے ہیں جو علمائے کرام اہلسنت نے فرمائی ہے۔ تاکہ دونوں قسم کی تفسیریں پیش نظر رہنے سے ناظرین کو بلحاظ موقع و سیاق و واقعات متعلقہ اس امر کی نسبت بطور خود رائے قایم کرنے کا موقع ملے کہ آیہ مذکورہ کا در اصل کیا مطلب ہو سکتا ہے۔ علامہ محمود بن عمر الزمخشری نے تفسیر کشاف میں اور دیگر مفسرین اہلسنت نے بھی اپنی تفسیروں میں فقرہ

کرتے ہو اور کس طرح پیش آتے ہو۔ چنانچہ صحیح ترمذی میں یہہ حدیث اس طرح مذکور ہے۔

حدثنا نصر بن عبد الرحمن الکوفی قال حدثنا زید بن الحسن عن جعفر بن محمد عن ابیہ عن جابر بن عبد اللہ الانصاری قال رایت رسول اللہ فی حجتہ یوم عرفۃ وھو علی ناقۃ القصوی یخطب فسمعتہ یقول یایھا الناس انی ترکت فیکم ما ان اخذتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی اھلبیتی۔

علاوہ جابر انصاری کے ابوذر و ابی سعد و زید ابن ارقم و حذیفہ بن اسید سے بھی حدیث مذکور نقل ہوئی ہے۔ الغرض اس کے بعد جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قصد فرمایا کہ مدینہ منورہ پہونچ کر حکم خدا کی تعمیل میں اس رسالت کو بالتصریح ادا کروں گا۔ اور حج سے فراغت کر کے حضور معہ جناب سیدہ تمام مسلمانوں کے ساتھ مدینہ منورہ کو واپس ہوئے۔ اثنائے مراجعت میں جب جناب معصومہ کی سواری غدیر خم کے قریب پہونچی تو آپ کو وہاں توقف فرمانا پڑا کیونکہ ۱۸ ذیحجہ کو جب پیغمبر خدا اوس مقام پر پہونچے تو یہہ آیہ وافی ہدایہ نازل ہوئی۔ یاایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک فان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس (سورۂ مائدہ پارہ ۶) یعنے اے پیغمبر پہونچا دو اوس امر (ولیعہدی علی) کو جو تمپر تمہارے پروردگار کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اگر تم ایسا نہ کروگے تو گویا تم نے پیغمبری کا کام ہی نہ کیا۔ لوگوں کے شر سے خدا تم کو محفوظ رکھے گا۔ (تفسیر کبیر فخر رازی و تفسیر در منثور سیوطی و تفسیر نیشاپوری و اسباب النزول امام ابوالحسن واحدی و کتاب مناقب ابن مردویہ) منجملہ ان تفاسیر اہلسنت کے صرف دو تفسیروں کی عبارت ہم اس جگہ نقل کرتے ہیں۔

۱۔ علامہ جلال الدین سیوطی تفسیر در منثور میں لکھتے ہیں۔ اخرج ابن ابی حاتم و ابن مردویہ و ابن عساکر

فانصب کے تین معنے نقل کئے ہیں۔ (۱) بقول ابن عباس جب نماز سے فراغت ہو جائے تو دعا میں مشغول ہو۔ (۲) بقول حسن بصری جب غزوہ (جہاد) سے فراغت ہو جائے تو عبادت میں مشغول ہو۔ (۳) بقول مجاہد جب دنیا سے فراغت ہوگئی تو نماز مین مشغول ہو۔ علامہ موصوف یہہ تین معنے بیان کر کے لکھتے ہیں کہ بعض رافضیوں (شیعوں) نے روایت کی ہے کہ فانصب بکسر صاد ہے اور اوس کے معنے یہہ ہیں کہ علی کو امامت پر نصب (قائم) کرو۔ المولف

سلہ امام محدث جلال الدین سیوطی کی جلالت و عظمت علمائے اہلسنت میں یہہ ہے کہ مولوی انوار اللہ حنفی حیدرآبادی اپنی کتاب افادۃ الافہام میں لکھتے ہیں کہ امام شعرانی (امام اہلسنت) فرماتے ہیں کہ میں نے جلال الدین سیوطی کا لکھا ہوا قلمی کاغذ دیکھا ہے جو کسی ایسے شخص کے جواب میں اونھوں نے لکھا تھا کہ جس نے اون سے حاکم وقت سے اپنی سفارش کرانی چاہی تھی اور اوس میں امام سیوطی نے یہہ لکھا تھا کہ میں پیغمبر خدا کی خدمت میں اون احادیث کی تصحیح کے لئے حاضر ہوا کرتا ہوں جن کو محدثین ضعیف بتلاتے ہیں چنانچہ اب تک پچھتر مرتبہ میں آنحضرت کی خدمت میں بحالت بیداری حاضر ہو کر فیضیاب ہو چکا ہوں اگر مجھے اس کا خوف نہوتا کہ حاکم کے پاس جانے سے میری حضوری خدمت نبوی میں فرق آجائیگا تو میں ضرور جا کر سفارش کر دیتا۔ ۱۲ المولف

عن ابی سعید الخدری قال نزلت هذه الایة یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک علی رسول اللہ صلعم یوم غدیر خم فی علی ابن ابی طالب اخرج ابن مردویه عن ابن مسعود قال کنا نقرأ علی عهد رسول اللہ صلعم یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا مولی المومنین وان لم تفعل فما بلغت رسالته واللہ یعصمک من الناس۔ یعنے ابن ابی حاتم وابن مردویه وابن عساکر نے ابی سعید خدری سے اخراج کیا ہے کہ اونھوں نے یعنے ابی سعید خدری نے بیان کیا کہ یہہ آیتہ یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک پیغمبر خدا پر روز غدیر خم حضرت علیؑ ابن ابی طالب کے بارے میں نازل ہوئی ابن مردویہ نے ابن مسعود سے اخراج کیا ہے کہ ابن مسعود نے بیان کیا کہ رسول اللہ کے زمانہ میں ہم لوگ (یعنے اصحاب پیغمبر) اس آیہ شریفہ کو اس طرح پڑھا کرتے تھے۔ یا ایها الرسولؐ بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا مولے المومنین وان لم تفعل فما بلغت رسالته واللہ یعصمک من الناس۔ یعنے اے پیغمبر مسلمانوں کو یہہ حکم پہونچا دو اور ہدایت کرو کہ علیؑ مومنین کے مولے ہیں اگر تم نے اس امر کی تبلیغ نہ کی تو گویا تم نے پیغمبری کا کام ہی نہ کیا تم اس کی کچھ پرواہ نہ کرو کہ لوگ تمہاری تکذیب کرینگے یا تم کو ضرر پہونچائینگے۔ اون کے شر سے خدا تم کو محفوظ رکھیگا۔ (۲) فخرالدین رازی تفسیر کبیر میں اس آیہ وافی ہدایہ کی نسبت تحریر فرماتے ہیں۔ نزلت الایة فی فضل علی ابن ابیطالب علیه السلام ولما نزلت هذه الایة اخذ بیده وقال من کنت مولاه فعلی مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه فلقیه عمرؓ فقال هنیئاً لک یا ابن ابی طالب اصبحت مولای ومولی کل مومن ومومنة۔ وهو قول ابن عباس والبراء بن عازب ومحمد بن علی یعنے یہہ آیتہ حضرت علی علیہ السلام کی فضیلت میں نازل ہوئی ہے چنانچہ جب آیہ موصوفہ نازل ہوئی تو پیغمبر خدا نے علی ابن ابی طالب کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ جس کا میں مولیٰ ہوں علیؑ اوس کے مولا ہیں خدایا دوست رکھ اوسکو جو علیؑ کو دوست رکھے اور دشمنی کر اوس سے جو علیؑ سے دشمنی کرے پیغمبر خدا کے اس ارشاد کے بعد عمر ابن خطاب اونسے ملے اور کہا کہ مبارک ہو آپ کو اے علیؑ کہ آپ میرے اور کل مومنین و مومنات کے مولے و حاکم ہوئے یہہ قول ابن عباسؓ و براء بن عازب و محمد بن علی رضی اللہ عنہم کا ہے۔ اس آیہ کے نازل ہوتے ہی پیغمبر خدا نے خم غدیر پر توقف فرمایا اور حکم دیا کہ سب مسلمان ٹھہر جائیں اور جو لوگ آگے بڑھ گئے ہیں واپس بلائے جائیں اور جو پیچھے رہ گئے ہیں اون کا انتظار کیا جائے اس مقام پر صاحب روضۃ الصفا سنی المذہب تاریخ مذکور میں لکھتے ہیں "راقم حروف گوید کہ محصل انچہ در کتاب اعلام الوری و ربیع الابرار دریں باب مسطور و مذکور شدہ اینست کہ حضرت مقدس نبوی در وقت مراجعت از مکہ چوں بغدیر خم رسید فرمود تا زیر درختان ان موضع را صفا دادند و پالانہائے شتران را جمع کردہ بر زبر یک دیگر نہادند انگاہ باشارت آنحضرت بلال موذن ندا کرد کہ الصلوۃ جامعہ و بر علیتے ندا کرد

حی علی خیر العمل خلق مجتمع گشتہ رسول اللہ بر بالائے ان پالانہا برآمدہ و علی نیز بہ امران سرور بر آن موضع آمدہ در پہلوئے راست او بایستاد و حضرت ختمی پناہ زبان خجستہ بشکر و سپاس حضرت عزت کشود و خلائق را نصیحت فرمود و از مرگ خویش ایشان را خبر دادہ فرمود کہ مرا بدار باقی میخوانند و ودیا شد کہ اجابت کنم و از میان شما بیرون روم و درمیان شما دو چیز میگذارم کہ اگر دست بر آنہا زنید گمراہ نشوید و آن چیز کتاب خدا ئیست و عترت من و این ہر دو از یکدیگر جدا نشوند تا بر لب حوض کوثر بمن رسند انگاہ فرمود کہ اے گروہ مردم کیست و اولے بشما از نفسہائے شما مجموع جواب دادند کہ خدائے عزوجل و رسول او۔ فرمود کہ ہر کہ من بدو اولی ام از نفس او علی بدو اولی است از نفس او و دست علی را گرفتہ از پالانہائے شتر بر داشت چنانچہ قدم امیر بر سر زانوی پیغمبر رسید و فرمود ہر کرا من مولائے اویم علی مولائے اوست بار خدایا دوست دار آنرا کہ او را دوست دارد و دشمن دار آنرا کہ او را دشمن دارد و یاری دہ آنکس را کہ او را یاری دہد و مخذول گردان آنکس را کہ او را مخذول دارد و فرو گذارد پس فرود آمد و در خیمہ خاص بنشست و فرمود کہ امیر المومنین علی در خیمہ دیگر بنشیند بعد از اں طبقات خلائق را امر کرد کہ بخیمہ علی رفتند و زبان بہ تہنیت آنحضرت کشادند و چوں مردم ازین امر فارغ شدند امہات بفرمودہ خواجہ کائنات نزد علی رفتہ او را تہنیت گفتند۔ از جملہ اصحاب عمر بن الخطاب گفت خوشا حال تو اے علی کہ صباح کردی مولائے من و مولائے جمیع مومنین و مومنات۔"

اور شیخ عبدالحق محدث اہلسنت دہلوی اپنی کتاب مدارج النبوۃ میں اس طرح فرماتے ہیں" در اثنائے مراجعت چون (پیغمبر خدا) بمنزل غدیر خم رسید...... فرمود گویا مرا بآن عالم خوانند و من اجابت نمودم بدانید کہ من درمیان شما دو امر عظیم میگذارم و یکی از دیگرے بزرگتر است قرآن و اہلبیت من بہ بینید واحتیاط [illegible] کہ بعد از من بہ این دو امر چگونہ سلوک خواہید کرد و رعایت حقوق آنہا بچہ کیفیت خواہید نمود ...... انگاہ فرمود خدائے مولائے من و من مولائے جمیع مومنانم بعد از ان دست علی را بگرفت و فرمود اللھم من کنت مولاہ فعلی مولاہ خداوندا کسیکہ من مولائے اویم پس علی مولائے اوست خداوندا دوست دار کسی را کہ دوست دارد علی را و دشمن دار کسی را کہ دشمن دارد علی را و یاری دہ کسی را کہ یاری دہد علی را فرو گذار و یاری مدہ کسی را کہ فرو گذارد و یاری ندہد علی را و بگردان حق را با علی بہر سو کہ بگردد و آمدہ است کہ ملاقات کرد علی را عمر رض بعد ازین حکایات و گفت گوارندہ باش و شاد باش اے پسر ابیطالب کہ صبح کردی و شام کردی و گشتی مولائے ہر مومن مرد و زن۔ الغرض جب سب مسلمان جمع ہو گئے تو آنحضرت کے حکم سے میدان میں صفائی کی گئی اور اونٹوں کے پالانوں کا منبر بنایا گیا بلال نے اذان دی حی علی خیر العمل اور حضور سرور عالم منبر پر رونق افروز ہوئے اور حضرت علی ابن ابی طالب کو اپنے

پہلو میں داہنی طرف کھڑا کیا اور خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس موقع پر پیغمبر خدا نے جو خطبہ فرمایا ہے اوس کو فریقین کے علمائے کرام نے کسی قدر لفظی تفاوت کے ساتھ نقل کیا ہے منجملہ کتب شیعہ کے یہ خطبہ ناسخ التواریخ میں منقول ہے لیکن وہ خطبہ بہت طویل ہے اس لئے ہم یہ خطبہ سید شہاب الدین احمد (جو کہ از اکابر علمائے اہلسنت) کی کتاب **توضیح الدلائل علی ترجیح الفضائل** سے لکھتے ہیں جو مختصر بھی ہے اور معناً ناسخ التواریخ کے مندرجہ خطبہ سے متحد بھی ہے۔

خطبہ غدیریہ الحمد لله على آلائه فی نفسی وبلائه فی عترتی واهلبیتی استعینه على نکبات الدنیا وموبقات الآخرة واشهد ان لا اله الا الله الواحد الفرد الصمد لم یتخذ صاحبة ولا ولداً ولا شریکا ولا عمدا وانی عبد من عبیده ارسلنی برسالته الی جمیع خلقه لیهلک من هلک عن بینة ویحیی من حی عن بینة واصطفانی على العالمین من الاولین والاخرین واعطانی مفاتیح خزائنه ووکد علی بعزائمه واستودعنی سره وامدنی فابصرت له فانا الفاتح وانا الخاتم ولا قوة الا بالله اتقوا الله ایها الناس حق تقاته ولا تموتن الا وانتم مسلمون واعلموا ان الله بکل شئ محیط وانه سیکون من بعدی قوم یکذبون علی فیقبل منهم معاذ الله ان اقول على الله الا الحق او انطق بامره الا الصدق ما امرکم الا بما امرنی ولا ادعوکم الا الی الله وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔ فقام الیه عبادة بن الصامت فقال ومتی ذاک یا رسول الله ومن هولاء عرفنا هم لنحذرهم۔ قال قد استعد الناس یومهم وسیظهرون لکم اذا بلغت النفس منی ههنا واومأ الی حلقه فقال عبادة اذا کان ذالک فالی من یا رسول الله۔ فقال علیکم بالسمع والطاعة للسابقین من عترتی والآخذین من نبوتی فانهم یصدونکم عن الغی ویدعونکم الی الخیر وهم اهل الحق ومعادن الصدق یحیون فیکم الکتاب والسنة ویجنبونکم الالحاد والبدعة ویقمعون بالحق اهل الباطل لا یمیلون مع الجاهل ایها الناس خلقنی وخلق اهل بیتی من طینة لم یخلق منها غیرهما کنا اول من ابتدأ من خلقه فلما خلقنا نوق بنورنا کل ظلمة واحیی بنا کل طینة۔ ثم قال هولاء اخیار امتی وحملة علمی وخزانة سری وسادة اهل الارض الداعون الی الحق المخبرون بالصدق غیر شاکین ولا مرتابین ولا ناکصین ولا ناکثین هولاء الهداة المهتدون والائمة الراشدون المهتدی من جاءنی بطاعتهم وولایتهم والضال من عدل عنهم وجاء فی بعد وتهم حبهم ایمان وبغضهم نفاق هم الائمة القادة وعری الاحکام الواثقة بهم یتم الاعمال الصالحة وهم وصیة الله فی الاولین والاخرین والارحام التی اقسمکم الله بها اذ یقول واتقوا الله الذی تساءلون به والارحام ان الله کان علیکم رقیبا ثم ندبکم الی حبهم فقال قل لا اسئلکم علیکم علیه اجرا الا المودة فی القربی هم الذین اذهب الله

عنہم الرجس وطہرہم من الخبث لصادقون اذا انطقوا العالمون اذا سئلوا الحافظون لما استودعوا جمعت فیہم الخلال العشر لم تجمع الا فی عترتی واہلبیتی الحلم والعلم والنبوة والنبل والسماحة والشجاعة و الصدق والطہارة والعفاف والحکم فہم کلمة التقویٰ ووسیلة الہدیٰ والحجة العظمیٰ والعروة الوثقیٰ هم اولیاءکم عن قول ربکم وعن قول ربی ما امرتکم الا من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ اوحی الی ربی فیہ ثلثا انہ سید المسلمین وامام البررة المتقین وقائد الغر المحجلین وقد بلغت عن ربی ما امرت واستودعہم اللہ فیکم و استغفر اللہ لی ولکم۔ (۱) ترجمہ میں خدائے تعالےٰ کی حمد اون نعمتوں کے سبب سے کرتا ہوں جو مجھ میں پائی جاتی ہیں اور اوس امتحان وبلا کی وجہ سے جو میری عترت اہلبیتؑ پر ہونے والی ہیں اور دُنیا کے ناگوار مصایب اور روز آخرت کے مہالک پر میں اوس سے مدد چاہتا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اللہ تعالےٰ کے کوئی معبود نہیں ہے اور وہی واحد واحد وفرد وصمد ہے اور اپنے لئے اوس نے کوئی زوجہ یا فرزند یا شریک یا سہارا نہیں قرار دیا ہے اور میں اوس کے بندوں میں سے ایک بندہ ہوں کہ اوس نے مجھے پیغمبری کے لئے جمیع مخلوقات پر بھیجا ہے تاکہ جو لوگ ہلاک ہونے والے ہیں وہ ایک حجت کے ساتھ ہلاک ہوں اور جو نجات پانے والے ہیں وہ ایک حجت کے ساتھ نجات پائیں مجھ کو خداوند کریم نے تمام عالم کے اولین وآخرین پر برگزیدہ فرمایا ہے اور اپنے خزانوں کی کنجیاں مجھے عطا کی ہیں اور اپنے عزایم کو مجھ پر موکد کیا ہے اور اپنا راز میرے سپرد فرمایا ہے اور میری مدد کی ہے اس وجہ سے مجھے اوس کی بصیرت حاصل ہوئی ہے۔ میں آغاز کرنے والا اور میں ہی انتہا پر پہونچانے والا ہوں بجز خدائے برتر کے کوئی ذریعہ قوت کا نہیں ہے۔ اے لوگو خدا سے ڈرو جو حق ڈرنے کا ہے اور نہ مرو مگر یہہ کہ حالت اسلام میں۔ اور تمکو معلوم ہو کہ خدا تمام چیزوں پر احاطہ کئے ہوئے ہے۔ اور قریب ہے کہ میرے بعد کچھ قومیں ہوں گی جو جھوٹی باتیں میری طرف منسوب کریں گی اور لوگ اون کے جھوٹ کو قبول کرلیں گے حالانکہ معاذ اللہ جو میں خدا کی طرف سے سوائے امر حق کے کچھ اور زبان سے نکالوں اور سوائے امر راست کے اوس کے حکم کے خلاف کچھ اور کہوں اور سوائے اوس حکم کے جو خدا نے مجھے دیا ہے میں تمہیں کوئی اور حکم دوں اور بجز خدا کی طرف کے اور کسی چیز کی طرف میں تم کو نہیں بُلاتا اور جو لوگ ظالم ہیں وہ بہت جلد جان لیں گے کہ اون کی جائے

---

(۱) عیسائی مورخ جان ڈیون پورٹ نے خلافت پر ایک رسالہ لکھا ہے۔ جس کا نام "ایپالوجی فار محمد اینڈ دی قرآن" ~~~ وغیرہ ہے اس رسالہ میں اوس نے پیغمبر خدا کے خطبۂ غدیر خم کو انگریزی میں نقل کیا ہے۔ جس کا مضمون تقریباً یہی ہے۔ ۱۲ المولف

بازگشت کیا ہے۔ (یہاں تک پیغمبر خدا نے فرمایا تھا کہ) عبادہ بن صامت نے کھڑے ہوکر پوچھا کہ یا رسول اللہ یہہ کب ہوگا اور وہ کون لوگ ہیں اون کو ہمیں پہچنوا دیجئے تاکہ ہم اون سے حذر کریں سرور عالم نے فرمایا کہ یہہ کچھ لوگ ہیں جو ابتدا ہی سے میرے دشمن ہیں اور جب میری جان (حلق مبارک کی طرف اشارہ کرکے) یہانتک پہونچے گی اوس وقت ظاہر ہوں گے۔ عبادہ نے کہا کہ جب ایسا وقت آئے تو ہم کس کی طرف رجوع کریں۔ پیغمبر خدا نے ارشاد فرمایا کہ تم اون کی پیروی کرنا جو میری عترت میں سب سے سبقت کرنیوالے ہیں اور میری پیغمبری کا علم لینے والے ہیں اور وہی یقیناً تم کو گمراہی سے باز رکھیں گے اور نیکی کی طرف دعوت کریں گے اور یہی اہل حق اور معدن صدق ہیں۔ کتاب وسنت کو تم لوگوں میں زندہ رکھیں گے اور الحاد و بدعت سے تم کو بچائینگے اور حق کے ذریعہ سے اہل باطل کو پست کریں گے اور کسی جاہل کی طرف میلان نہ کریں گے۔ اے لوگو خدا نے مجھ کو اور میری اہلبیت کو ایک طینت سے خلق فرمایا اور اوس سے کسی غیر کو پیدا نہیں کیا۔ ہم اول وہ لوگ ہیں کہ جن کی سب سے پہلے خلقت ہوئی اور جب خدا ہم کو پیدا کر چکا تو ہمارے نور سے اوس نے ہر تاریکی کو روشن کیا اور ہمارے سبب سے ہر طینت کو حیات عطا فرمائی۔ پھر پیغمبر خدا نے فرمایا کہ یہہ لوگ (میری اہلبیت) بہترین امت ہیں اور میرے علم کے حامل اور میرے اسرار کے خازن ہیں اور تمامی اہل ارض کے سردار ہیں اور حق کی طرف دعوت کرنے والے اور راستی کے ساتھ خبر دینے والے ہیں اون کو کبھی شک پیدا نہیں ہوتا اور نہ کوئی ریب ان کو عارض ہوتا ہے۔ یہہ راہ خدا میں کبھی پیچھے نہیں ہٹتے اور خدا کے عہد کو نہیں توڑتے یہہ وہ ہادی ہیں جو ہدائیت یافتہ ہیں اور ائمہ راشدین ہیں جو شخص ان کی اطاعت وولائیت کو لئے ہوئے میرے پاس آئے وہی ہدائیت یافتہ ہے اور جو ان کی عداوت لے کر میرے پاس آئے وہی گمراہ ان کی محبت ایمان اور ان کا بغض نفاق ہے یہی میرے اہلبیت ہدائیت کرنے والے امام اور احکام خدا کی مضبوط رسیاں ہیں۔ انہیں کے ذریعہ سے اعمال صالحہ کامل ہوتے ہیں اور یہی اولین وآخرین میں وصیت اللہ ہیں اور یہی وہ ارحام ہیں جنکی قسم خدا نے قرآن مجید میں اوس مقام پر یاد دلائی ہے جہاں فرماتا ہے واتقواللہ الذی تساءلون بہ والارحام ان اللہ کان علیکم رقیبا۔ پھر ان کی محبت کی تم کو اللہ نے دعوت دی اور فرمایا قل لااسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ یہی وہ لوگ ہیں جن سے خدا نے ہر عیب ونجاست کو دور کرکے طیب وطاہر کیا ہے یہی وہ لوگ ہیں کہ جب گویا ہوتے ہیں تو نہائیت راستگو ہوتے ہیں اور جب اون سے کوئی بات پوچھی جاتی ہے تو اوس وقت بڑے عالم ہیں اور جب کوئی چیز اُن کے پاس امانت رکھی جاتی ہے تو یہہ اوس کے بڑے حافظ

ہیں میرے اہلبیتؑ میں دس خصلتیں ایسی ہیں کہ سوائے اون کے اور کسی میں وہ جمع نہیں ہیں۔ حلم۔ علم۔ نبوۃ۔ شرافت۔ سخاوت۔ شجاعت۔ صداقت۔ طہارت۔ عفت۔ قضا۔ یہہ لوگ کلمہ تقوے اور وسیلہ ہدایت ہیں اور حجۃ العظمیٰ اور عروۃ الوثقیٰ ہیں یہہ لوگ بموجب ارشاد خدا تمہارے حاکم ہیں۔ اور میں پروردگار کے حکم سے تمکو بجز اس کے کوئی حکم نہیں دیتا ہوں کہ جس کا میں مولیٰ ہوں اوس کے علیؑ مولاؔ ہیں خدایا دوست رکھ اوس کو جو اون کو دوست رکھے اور دشمنی کر اوس سے جو اون سے عداوت رکھے اور مدد کر اوس کی جو اون کی مدد کرے اور ذلیل و خوار کر اوس کو جو اون کو ذلیل کرے اے لوگو خدا نے مجھپر تین مرتبہ وحی نازل فرمائی کہ علیؑ سید المسلمین و امام الخیرۃ المتقین و قائد الغر المحجلین ہیں جس امر پر میں بجانب خدا مامور ہوا تھا میں نے اوس کی تبلیغ کر دی۔ تم لوگوں میں میں اُن کو (اہلبیتؑ کو) خدا کے سپرد کرتا ہوں اور اپنے لئے اور تمہارے لئے خدا سے مغفرت چاہتا ہوں۔ مفصل دیکھو تفسیر جامع العلوم لوامع التنزیل مصنفہ حجۃ الاسلام رئیس الملت والدین صدر المحققین علامہ ابوتراب السید علی الحائری مجتہد پنجاب دام ظلہ جسمیں محققانہ طور پر کافی روشنی اوس میں ڈالی گئی۔ خطبہ تمام کرکے پیغمبر خدا منبر سے نیچے تشریف لائے مسلمانوں نے بہ ایمائے حضرت رسالت پناہ امیر المومنین علی ابن ابی طالب کو تہنیت و مبارکباد دینا شروع کی ہر شخص انت مولائی و مولی المومنین چلا چلا کر کہنے لگا سب سے پہلے حضرت عمر ابن الخطاب جناب امیرؑ کے پاس اوئے تہنیت کے لئے آئے اور کہا بخ بخ یا علیؑ اصبحت مولائی و مولیٰ کل مومن و مومنۃ (تفسیر کبیر رازی۔ تفسیر ثعلبی۔ حلیۃ الاولیا۔ مناقب حافظ ابن مردویہ۔ مدارج النبوۃ۔ مسند احمد ابن حنبل۔ حبیب السیر۔ صواعق محرقہ۔ تاریخ الخلفا۔ روضتہ الصفا وغیرہ کتب اہلسنت) جب مرد تہنیت ادا کر چکے تو ازواج رسولؐ نے بحکم پیغمبر حضرت علیؑ کو مبارکباد دی (معارج النبوۃ۔ تذکرۂ خواص الامہ سبط ابن جوزی و سیرۃ محمد بن اسحاق روضتہ الصفا وغیرہ کتب اہل سنت) حسان بن ثابت نے جو دربار نبوت کے ملک الشعرا تھے اس ولیعہدی کی تہنیت میں قصیدہ نظم کیا اور وہیں مجمع عام میں پڑھ کر سنایا۔ عمرو عاص نے بھی امیر المومنین کی مدح میں اشعار کہے۔ لیکن آخر زمانہ میں حضرت امام حسنؑ کے ہاتھ فروخت کر ڈالے حضرت علیؑ کی ولیعہدی کے اعلان کے بعد یہہ آیت نازل ہوئی الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دیناً ط (یعنے اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ آج کے دن ہم نے تمہارے

ملہ عربی میں لفظ مولی بمعنی آقا و ناصر و دوست و غلام مستعمل ہوتا ہے۔ اور بلحاظ موقع و محل اوس کے معنے سمجھے جاتے ہیں۔ اہلسنت اس حدیث میں لفظ مولے بمعنی دوست خیال کرتے ہیں اور شیعہ اس کے معنے آقا و حاکم سمجھتے ہیں۔ المولف

دین کو کامل اور تم پر اپنی نعمتوں کو تمام کر دیا اور ہم تمہارے لئے دین اسلام سے راضی ہوئے) ابو
خدری اور جابر انصاری راوی ہیں کہ جب یہہ آیت نازل ہوئی تو حضور سرور عالم نے فرمایا اللہ
علیٰ اکمال الدین واتمام النعمۃ ورضا الرب برسالتی وولایۃ علی ابن ابی طالب بعدی (۱)
اعلان مولائیت وادائے تہنیت کے بعد پیغمبر خدا نے غدیر خم سے کوچ فرمایا اور معہ جناب
طاہرہ کے بخیر و عافیت مدینہ منورہ پہونچے۔ واضح ہو کہ پیغمبر خدا کا بمقام غدیر خم اٹھارہ
ذیحجہ کو حضرت علیؑ ابن ابی طالب کی نسبت حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ الخ فرمانا سنی و شیعہ
کتب صحاح (حدیث و تاریخ) میں مذکور و منقول ہے اور اس کے صحیح اور متواتر ہونے کا اقرار فر
کے محدثین و مورخین کو ہے۔ چنانچہ ہم ناظرین کی واقفیت اور مسلمین کی انبساط خاطر کی غرض
منجملہ علمائے کرام اہلسنت کے صرف تین علمائے اجل کے اقوال لکھکر حدیث موصوف کے
طرق منجملہ ایکسو کئی طریقوں کے معہ اسناد و حوالجات شیخ الاسلام قسطنطنیہ سلیمان الحنفی النقشبند
کی (جو علمائے اہلسنت میں مستند اور مشائخ صوفیہ میں جلیل القدر سمجھے جاتے ہیں) کتاب مستط
ینابیع المودۃ سے نقل کرتے ہیں۔ اس کے بعد ایک روائیت اور کتاب مذکور سے لکھکر اس کتا
پہلے حصہ کو ختم کریں گے۔ (۱) شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی اپنی کتاب مدارج ا
میں حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ کی نسبت لکھتے ہیں۔ ا
حدیث صحیح است روائیت کردہ اند جماعتے ترمذی ونسائی واحمد وطرق او کثیر است و روائیت
اند جمعی کثیر از صحابہ و گواہی دادند بدان مر علی را در وقتیکہ نزاع کردہ شد بادے در ایام خلاف
وے۔ و بسیارے از اسانید وے صحاح و حسان است۔ والتفات نیست بقول کسیکہ سخن
است در صحت وے و نہ بقول بعضے کہ گفتہ اند روائیت وال من والاہ موضوع است زیرا کہ
است از طرق متعددہ کہ تصحیح کردہ است از ذہبی وغیر وے وکذا قال الشیخ ابن حجر فی الصو
المحرقہ۔ (۲) امام محمد غزالی اپنی کتاب سر العالمین میں تحریر فرماتے ہیں۔ واجمعت الجماعۃ

لہ یہہ واقعہ ۱۸ ذیحجہ سنہ ۱۰ ہجری کا ہے اسی کے یادگار میں ہر سال اٹھارویں ذیحجہ کو شیعہ مسلمان ع
ہیں جو عید غدیر کے نام سے مشہور ہے۔ ۱۲ المولف

(۲) اس عبارت کو امام غزالی سے جو اہلسنت میں حجۃ الاسلام کہلاتے ہیں نسبت دینے میں عوام کو
ہوگا اس لئے ہم بغرض تشفی عوام تبلاتے ہیں کہ علامہ ذہبی اہلسنت نے میزان الاعتدال میں خود سر العا
قصہ حسن بن صباح کو نقل کیا ہے اور سبط ابن جوزی (عالم اہلسنت) نے تذکرہ خواص الامۃ میں خاص
عبارت کو سر العالمین سے نقل کیا ہے اور اس قول کو غزالی کی طرف منسوب فرمایا ہے کما فی رمی الجمرۃ
المولف۔

الحدیث فی یوم غدیر خم باتفاق الجمیع وهو یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ فقال عمر ابن الخطاب بخ بخ لک یا ابا الحسن اصبحت مولائی ومولی کل مومن ومومنة فهذا تسلیم ورضی وتحکیم ثم بعد ذلک غلب الهوی لحب الریاسة وحمل عمود الخلافة وعقود البنود وخفقان الهوی فی قعقعة الرایات و اشتباک ازدحام الخیول وفتح الامصار وسقاهم کاس الهوی فعادوا الی الخلاف الاول فنبذوہ وراء ظهورهم واشتروا به ثمنا قلیلا فبئس ما یشترون۔ یعنے جمہور نے حدیث غدیر خم کی صحت پر اجماع کیا ہے اور بہ اتفاق مان لیا ہے کہ حضرت ختمی مرتبت نے فرمایا کہ جس کا میں مولا ہوں اوس کے علیؑ مولا ہیں اور عمر ابن الخطاب نے یہہ کہہ کر کہ مبارک ہو آپ کو یا علیؑ کہ آپ کو ایسی حالتمیں صبح ہوئی کہ آپ میرے اور کل مومنین ومومنات کے مولی قرار پائے علیؑ کی خلافت اور رسول اللہ کے استخلاف کو مان لیا اور اوسپر راضی ہو گئے اور علیؑ کو حاکم سمجھ لیا مگر بعد اوس کے ریاست وحکومت کی خواہش نے اون لوگوں پر غلبہ کیا ریاست کے حاصل کرنے اور خلافت کا نشان گاڑنے اور علم کے پھریروں کا ہوا میں اوڑنے اور ہوا کا بیرقوں سے لپٹنے اور جلوس میں سواروں کے چلنے اور گھوڑوں کی ٹاپوں کا مثل جال کے معلوم ہونے اور ملکوں کے فتح ہونے کے خیالات نے اون لوگوں کو ہوائے نفسانی کا جام پلا کر مدہوش کر دیا اور خلیفہ بنا دیا اور وہ لوگ خلاف اول کی طرف لوٹ گئے اور عہد مبارک کو پس پشت ڈالدیا اور اوس کے عوض میں ادنے چیز کو خرید ا پس کیا بری چیز ان لوگوں نے خریدی (ماخوذ از سراج المبین) ۳۔ یوسف سبط ابن الجوزی اپنی کتاب تذکرہ خواص الامة فی معرفة الائمة میں فرماتے ہیں۔ اتفق علماء السیر ان قصة الغدیر کانت بعد رجوع النبی صلعم من حجة الوداع فی الثامن عشر من ذی الحجة جمع الصحابة وکانوا مائة وعشرین الفا وقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ الحدیث نص صلعم علی ذالک بصریح العبارة دون التلویح والاشارة وذکر ابو اسحاق الثعلبی فی تفسیرہ باسنادہ ان النبی صلعم لما قال ذلک طار فی الاقطار وشاع فی البلاد والامصار وبلغ ذالک الحارث بن نعمان الفهری واتاہ علی ناقة له فاناخها علی باب المسجد ثم عقلها وجاء فدخل المسجد فجثا بین یدی رسول اللہ صلعم فقال یا محمد انک امرتنا ان نشهد ان لا اله الا اللہ وانک رسول اللہ فقبلنا منک ذالک ثم لم ترض بهذا حتی رفعت بضبعی ابن عمک وفضلته علی الناس وقلت من کنت مولاہ فعلی مولاہ فهذا شیٔ منک او من اللہ تعالیٰ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیه (وآله) وسلم وقد احمرت عیناہ واللہ الذی لا اله الا هو انه من اللہ ولیس منی قالها ثلاثا فقام الحارث وهو یقول اللهم

ان کان ما یقول محمد حقا فارسل علینا بحجارۃ من السماء او ائتنا بعذاب الیم۔ قال فواللہ ما بلغ ناقتہ حتی رماہ اللہ بحجارۃ من السماء فوقع علیٰ ھامتہ فخرج من دبرہ ومات وانزل اللہ تعالیٰ سال سائل بعذاب واقع للکافرین لیس لہ دافع (پارہ ۲۹ سورہ معارج) حاصل مطلب یہہ ہے کہ تمام علمائے سیر نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ قصہ غدیر خم حجۃ الوداع کی واپسی میں ۱۸ ذیحجہ کو وقوع پذیر ہوا جبکہ ایک لاکھ بیس ہزار صحابی جمع تھے۔ پیغمبر خدا ص نے صاف وصریح الفاظ میں بلا کسی اشارہ وکنایہ کے فرمایا کہ جس کا میں مولےٰ ہوں علیؑ اوس کے مولا ہیں۔ اور ابو اسحاق ثعلبی نے اپنی تفسیر میں معہ اسناد کے بیان کیا ہے کہ جب پیغمبر خدا نے یہہ حدیث صریح بیان کی اور اطراف واکناف میں اوس کی شہرت ہوئی اور تمام امصار وبلاد میں وہ شائع ہوگئی اور حارث بن نعمان فہری تک پہونچی تو وہ اپنے ناقہ پر سوار ہوکر مدینہ منورہ میں آیا اور مسجد نبوی کے دروازے پر ٹھہر کر اونٹ کے پیر باندھ دیئے اور مسجد میں داخل ہوکر حضور سرور عالم کے سامنے دو زانو بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ یا محمدؐ آپنے حکم دیا کہ لاالہ الااللہ کہو اور مجھ کو رسول اللہ سمجھو ہم نے آپکے حکم کو قبول کیا اور اوس کی تعمیل کی لیکن آپ نے اوس پر قناعت نہ کی اور اپنے چچا کے بیٹے کے بازو بلند کرکے اوس کو سب آدمیوں پر فضیلت دی اور کہا کہ جس کا میں مولےٰ ہوں علیؑ اوس کے مولےٰ ہیں کیا آپنے یہہ بات اپنے دل سے کہی ہے یا منجانب خدا آپنے بیان کی ہے۔ یہہ سن کر جناب رسالت مآب کی آنکھیں سرخ ہوگئیں اور آپ نے فرمایا کہ قسم اوس ذات پاک کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے کہ یہہ حکم میری طرف سے نہیں ہے بلکہ جو کچھہ میں نے کہا ہے وہ خدا کی طرف سے اور اوسی کے حکم سے کہا ہے (اس کلام کا حضور پرنور نے تین مرتبہ اعادہ فرمایا) یہہ سن کر وہ اوٹھ کھڑا ہوا اپنے ناقہ کی طرف چلا کہ خدایا جو محمدؐ کہتے ہیں وہ اگر سچ ہے تو مجھ پر آسمان سے پتھر نازل کر اور مجھے سخت عذاب میں مبتلا کر ابھی وہ اپنے ناقہ تک نہیں پہونچا تھا کہ خدا نے آسمان سے پتھر برسائے کہ سر پر گرے اور دبر سے نکل گئے اور وہ اوسی وقت مرگیا اور اللہ تعالےٰ نے یہہ آیت نازل فرمائی۔ سال سائل بعذاب واقع للکافرین لیس لہ دافع ۃ علامہ ابوالسعود نے بھی اپنی تفسیر میں اس واقعہ کا ذکر کیا ہے۔ مفصل تحقیق اس کی براہین عقلیہ ودلائل نقلیہ تفسیر جامع العلوم **لوامع التنزیل** اور کتاب ہدایت لنصاب رسالت الغدیر میں حضور حجۃ الاسلام نائب امام علیہ السلام علامہ ابوتراب السید علی الحائری قبلہ مجتہد پنجاب مدظلہ نے کردی ہے فجزاہ اللہ خیر جزاء المحسنین۔

طرق حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ

۱۔ احمد بن حنبل فی مسندہ قال حدثنا عفان قال حدثنا حماد بن سلمہ عن زید بن علی بن ثابت عن البراء بن عازب قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی سفرہ فنزلنا بغدیر خم ونودی فینا الصلوٰۃ جامعۃ فصلی الظہر واخذ بید علی فقال الستم تعلمون انی اولی بالمومنین من انفسہم قالوا بلی قال الستم تعلمون انی اولی بکل مومن من نفسہ قالوا بلی اخذاً بید علی فقال لہم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ قال فلقیہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فقال ھنیاً لک یا ابن ابی طالب اصبحت مولی کل مومن ومومنۃ (ایضاً فی مشکوٰۃ المصابیح) یعنے امام احمد حنبل نے اپنی مسند میں اس حدیث کو لکھا ہے اور سلسلہ براء ابن عازب صحابی تک پہونچا دیا ہے براء ابن عازب کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ کے ساتھ سفر میں تھے اور غدیر خم پر اوترے اور صلوٰۃ جامعہ کی اذان دی گئی ظہر کی نماز پڑھ کر رسول اللہ نے علی کا ہاتھ پکڑا اور سب مسلمانوں سے مخاطب ہو کر دو مرتبہ فرمایا کہ کیا تم لوگ نہیں جانتے کہ میں کل مومنین پر اون کے نفوس سے اولے (یعنے اون کا حاکم) ہوں دونوں مرتبہ اصحاب نے جواب دیا کہ ہاں کیوں نہیں۔ بیشک آپ ہمارے مولے وسید ہیں پس حضور پر نور نے فرمایا کہ جس کا میں مولیٰ ہوں اوس کے علیؑ مولا ہیں خدایا دوست رکھ اوس کو جو علیؑ کو دوست رکھے اور دشمنی کر اوس سے جو علیؑ سے دشمنی کرے پس عمر ابن خطاب نے علیؑ ابن ابی طالب سے ملاقات کی اور کہا کہ مبارک ہو آپ کو اے علیؑ کہ آپ کو ایسے حالت میں صبح ہوئی کہ آپ کُل مومنین ومومنات کے مولے قرار پائے (مشکات المصابیح میں بھی اسی طرح یہہ حدیث منقول ہے) ۲۔ ابن ماجہ بسندہ عن البراء بن عازب قال اقبلنا مع النبی صلعم فی حجۃ التی حج فنزل فی بعض الطریق فامر الصلوٰۃ جامعۃ فاخذ بید علی فقال الست اولی بالمومنین من انفسہم قالوا بلی قال فہذا ولی من انا مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ یعنے ابن ماجہ نے اپنی اسناد سے اس حدیث کو لکھا ہے کہ براء ابن عازب نے بیان کیا کہ ہم حج کے سفر میں پیغمبر خدا کے ساتھ تھے کہ آنحضرت نے صلوٰۃ جامعہ کا حکم دیا اور علیؑ ابن ابی طالب کا ہاتھ پکڑ کر مسلمانوں سے فرمایا کہ کیا میں تمام مومنین پر حاکم نہیں ہوں سب نے کہا کہ ہاں آپ بیشک حاکم ہیں پھر حضور نے فرمایا کہ کیا میں ہر مومن کا والی وحاکم نہیں ہوں سب نے عرض کیا کہ ہاں کیوں نہیں اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ علیؑ اوس کے ولی ہیں جس کا میں مولے ہوں خدایا اوس کو دوست رکھ جو اوس کو دوست رکھے اور اوس سے دشمنی کر جو اوس سے دشمنی کرے۔ ۳۔ فی مشکات المصابیح عن زید بن ارقم ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ (رواہ احمد والترمذی) یعنے مشکات المصابیح میں یہہ حدیث زید ابن ارقم صحابی سے منقول ہے اور اسکو احمد وترمذی نے

صواعق السنۃ اولی کل مومن من نفسہ کا اولی

بھی روایت کیا ہے) کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ جس کا میں مولا ہوں اوس کے علی مولا ہیں۔
۴۔ ابن المغازلی الشافعی لسندہ عن ابن ابی عزۃ زید ابن ارقم عن زید ابن ارقم قال اقبل النبیؐ من مکہ فی حجۃ الوداع حتے نزل بغدیر الجحفہ وخطب فقال ایہا الناس اسئلکم عن ثقلی کیف خلفتمونی فیہما الاکبر کتاب اللہ سبب طرفہ بید اللہ تعالٰی وطرفہ بایدکم فتمسکوا بہ ولا تضلوا والاخر منہما عترتی ثم اخذ بید علی فرفعہا فقال من کنت مولاہ فعلی (علیہ السلام) مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ قالہا ثلاثا۔ یعنے ابن المغازلی الشافعی نے اپنے اسناد سے اس حدیث کو زید ابن ارقم سے بسلسلہ اخذ کیا ہے کہ جب پیغمبر خدا حجۃ الوداع سے واپس ہوئے تو غدیر حجفہ پر توقف فرمایا اور خطبہ دیا اور کہا کہ اے لوگو میں تم سے ثقلین کے بارہ میں سوال کرتا ہوں دیکھا چاہئے کہ میرے بعد تم اون سے کیا سلوک کرتے ہو۔ ثقل اکبر کتاب خدا ہے کہ اوس کا ایک کنارہ خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا تمہارے ہاتھ میں ہے پس تم اوس سے تمسک کرو اور گمراہی اختیار نہ کرو۔ اور ثقل ثانی میری عترت ہے اوس کے بعد علی کا ہاتھ پکڑ کر بلند کیا اور فرمایا کہ جس کا میں مولی ہوں اوس کے علی مولے ہیں خدایا دوست رکھ اوس کو جو اوس کو دوست رکھے اور دشمنی کر اوس سے جو اوس سے دشمنی کرے اور اس کلام کا تین مرتبہ اعادہ کیا۔ ۵۔ موفق بن احمد الخوارزمی عن الاعمش قال حدثنا حبیب بن ابی ثابت عن ابی الفضیل عن زید بن ارقم قال نزل النبیؐ بغدیر خم فقال فیہ انی قد ترکت فیکم الثقلین احدہما اکبر من الاخر کتاب اللہ وعترتی اہلبیتی فانظروا کیف تخلفونی فیہما فانہما لن یفترقا حتے یردا علی الحوض ثم اخذ بید علی وقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ ومن کنت ولیہ فعلی ولیہ ثم قال اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ فقلت انت سمعت ہذا قال ما کان ہناک احد الا وقد راہ بعینہ وسمعہ باذنہ۔ یعنے موفق بن احمد خوارزمی نے بسلسلہ اسناد صحیح اس حدیث کو اس طرح نقل کیا ہے کہ زید ابن ارقم صحابی نے بیان کیا کہ جب پیغمبر خدا نے غدیر خم میں نزول اجلال فرمایا تو آپنے کہا کہ میں تم میں ثقلین یعنے دو گرانقدر چیزیں چھوڑتا ہوں کہ ایک دوسرے سے بزرگتر ہے کتاب خدا اور اپنی عترت اہلبیت۔ دیکھو تم لوگ میرے بعد اون سے کس طرح پیش آتے ہو یہہ دونوں گرانقدر چیزیں ایک دوسرے سے جدا ہونگی یہاں تک کہ وہ حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہونگی پھر حضور پرنور نے علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جس کا میں مولا ہوں اُس کے علیؑ مولا ہیں اور جس کا میں ولی ہوں اوس کے یہہ ولی ہیں پھر کہا خدایا دوست رکھ اوس کو جو علیؑ کو دوست رکھے اور دشمنی کر اوس سے جو علیؑ سے دشمنی کرے۔ زید ابن ارقم نے جب یہہ حدیث بیان کی تو اون سے

پوچھا گیا کہ تم نے خود پیغمبر خدا کو یہہ کہتے سنا ہے تو اونھوں نے کہا کہ مین نے سنا ہے اوس مجمع میں کوئی ایسا نہ تھا جس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا نہو اور کانوں سے سنا نہو۔

۶۔ اخرج احمد فی سندہ عن ابی سعید الخذری ولفظہ ان رسول اللہ قال انی اوشك ان ادعیٰ فاجیب و انی تارك فیکم الثقلین کتاب اللہ حبل ممدود من السماء الی الارض وعترتی اهلبیتی وان اللطیف الخبیر اخبرنی انهما لن یفترقا حتے یردا علی الحوض فانظروا بما تخلفونی فیهما۔ واخرجہ ایضا الطبرانی فی الاوسط وابو یعلے وغیرهما وسندہ لا باس فیه۔ یعنے احمد نے اپنی مسند میں اس حدیث کو ابی سعید خدری سے اخراج کیا ہے اور اوس کے الفاظ یہہ ہیں کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ عنقریب میں بلایا گیا ہوں اور میں نے قبول کرلیا ہے میں تم لوگوں میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑتا ہوں کتاب خدا جو آسمان سے زمین تک ایک رسی دراز ہے اور اپنی عترت اہلبیت۔ خدائے لطیف و خبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ یہہ ثقلین کبھی ایک دوسرے سے جدا نہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں گے۔ پس تم لوگ دیکھو کہ میرے بعد اون کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہو۔ اس حدیث کو طبرانی نے اوسط میں اور ابو یعلی وغیرہ نے بھی نقل کیا ہے اور اس کی سند میں کوئی عیب نہیں ہے۔

۷۔ اخرج ابن عقدہ عن جابر بن عبد اللہ قال کنا مع النبیؐ فی حجة الوداع فلما رجع الی الجحفہ نزل ثم خطب الناس فقال یا ایها الناس انی مسئول وانتم مسئولون فما انتم قائلون قالوا نشهد انك بلغت ونصحت و ادیت قال انی فرطکم وانتم واردون علی الحوض وانی مخلف فیکم الثقلین ان تمسکتم بهما لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی اهلبیتی وانهما لن یفترقا حتے یردا علی الحوض ثم قال الستم تعلمون انی اولی بکم من انفسکم قالوا بلے فقال اخذ بید علی من کنت مولاہ فعلی مولاہ ثم قال اللهم وال من والاہ وعاد من عاداہ۔ یہہ حدیث ابن عقدہ نے جابر بن عبد اللہ صحابی سے نقل کی ہے۔ جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ جب پیغمبر خدا حجة الوداع سے واپس ہوئے تو ہم لوگ اون کے ساتھ تھے۔ جحفہ کے قریب آپنے نزول فرمایا اور لوگوں کو خطبہ دیا جس میں فرمایا کہ اے لوگو مجھ سے سوال کیا جاوے گا اور تم سے بھی پرسش ہوگی پس تم لوگ کیا کہو گے سبنے جواب دیا کہ ہم شہادت دیتے ہیں کہ آپنے پروردگار کے احکام کی تبلیغ کی اور ہم کو نصیحت فرمائی اور حقوق ادا کئے۔ پھر حضور نے فرمایا کہ میں تمہارا پیش رو ہوں اور تم میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوگے۔ میں تم لوگوں میں ثقلین کو چھوڑتا ہوں اگر تم اون سے متمسک رہو گے اور اون کی پیروی میں کوتاہی نہ کروگے تو تم ہرگز ہرگز گمراہ نہوگے اور وہ دونوں گرانقدر چیزیں کتاب خدا اور میری

عترت اہلبیتؑ ہیں۔ یہہ دونوں آپس میں کبھی ایک دوسرے سے جدا نہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں۔ یہہ کہہ کر پیغمبر خدا نے فرمایا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ مجھ کو تمہارے نفوس پر پورا اختیار ہے۔ سب نے عرض کیا کہ کیوں نہیں بے شک آپ کو ہم پر پوری حکومت حاصل ہے اس کے بعد رسول اللہ نے علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ جس کا میں مولی ہوں اوس کا علیؑ مولی ہے خدایا دوست رکھ اوس کو جو علیؑ کو دوست رکھے اور دشمنی کر اوس سے جو علیؑ سے دشمنی کرے۔

۸۔ فی المناقب عن احمد بن عبد اللہ بن سلام عن حذیفہ بن الیمان رض قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الظہر ثم اقبل بوجہہ الکریم الینا فقال معاشر اصحابی اوصیکم بتقوی اللہ والعمل بطاعتہ وانی ادعی فاجیب انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اہلبیتی ان تمسکتم بہما لن تضلوا وانہما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض فتعلموا منہم ولا تعلموہم فانہم اعلم منکم کتاب مناقب میں یہہ حدیث باسناد حذیفہ بن الیمان صحابی سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ پیغمبر خدا نے نماز ظہر پڑھی اوس کے بعد ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اے میرے اصحاب میں تم کو تقویٰ خدا اور اوس کی اطاعت کے ساتھ عمل کرنے کی وصیّت کرتا ہوں۔ مجھ کو دعوت (یعنے انتقال کی خبر) دی گئی ہے اور میں نے اوس کو قبول کر لیا ہے میں تم لوگوں میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑتا ہوں کہ وہ کتاب خدا اور میری عترت اہلبیتؑ ہیں اگر تم اون کی پیروی کروگے تو ہرگز گمراہ نہوگے اور یہہ ثقلین ایک دوسرے سے جدا نہوں گے یہانتک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں گے پس تم لوگ اون سے علم حاصل کرو اور اونکو تعلیم ندو کیونکہ وہ تم سے زیادہ ہر چیز کو جانتے ہیں۔

۹۔ فی مودۃ القربےٰ عن جبیر بن مطعم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انی اوشک ان ادعی فاجیب وانی تارک فیکم الثقلین کتاب ربنا وعترتی اہلبیتی فانظروا کیف تحفظونی فیہما۔ کتاب مودۃ القربےٰ میں سید علی ہمدانی نے یہہ حدیث نقل کی ہے کہ جبیر بن مطعم صحابی رض کہتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ عنقریب میں بلایا جانے والا ہوں اور میں نے قبول کر لیا ہے میں تم میں دو گرانقدر چیزیں یعنے ثقلین چھوڑتا ہوں ایک قرآن مجید دوسرے میری عترت اہلبیتؑ پس تم لوگ دیکھو اور احتیاط کرو کہ اون کے بارے میں تم میری کیسی حفاظت کرتے ہو۔

۱۰۔ الترمذی حدثنا علی بن المنذر الکوفی قال حدثنا محمد بن الفضیل قال حدثنا الاعمش عن عطیۃ العوفی عن ابی سعید الخدری والاعمش ایضاً عن حبیب بن ثابت عن زید بن ارقم قالا قال رسول اللہ م انی تارک فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا بعدی احدہما اعظم من الآخر کتاب اللہ حبل ممدود من السماء الی الارض وعترتی اہلبیتی ولن

ولن یفترقا حتی یردا علی الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیہما (ایضاً اخرج ھذا الحدیث ابو اسحٰق الثعلبی فی تفسیرہ باسنادہ) یہہ حدیث صحیح ترمذی میں بہ اسناد منقول ہے اور ابو اسحاق ثعلبی نے بھی اس کو اپنی تفسیر میں بسند خود اخراج کیا ہے۔ یعنے زید ابن ارقم اور ابو سعید خدری نے بیان کیا کہ فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں تم لوگوں میں ایسی چیز چھوڑتا ہوں کہ اگر تم اوس کی پیروی کروگے تو ہرگز گمراہ نہوگے وہ کتاب خدا اور میری عترت اہلبیت ہیں کہ ایک دوسرے سے عظیم تر ہے اور وہ کبھی جدا نہوں گے یہانتک کہ میرے پاس حوض کوثر وارد ہوں گے۔ دیکھو تم لوگ میرے بعد اون سے کیا سلوک کرتے ہو۔ ۱۱۔ فی مشکوٰۃ المصابیح عن ابی ذر رض انہ قال وھو اخذ بباب الکعبۃ سمعت النبیؐ یقول ان مثل اھلبیتی فیکم مثل سفینۃ نوح من رکبھا نجیٰ ومن تخلف عنہا ھلک رواہ احمد۔ ایضاً اخرجہ ابو یعلی والبزاز والطبرانی فی الاوسط والصغیر عن ابی سعید الخدری حدیث السفینہ وباب الحطۃ ایضاً ابن المغازلی اخرجہ عن ابی ذر ایضاً الحموینی اخرجہ عن حبیش بن المعتمر عن ابی ذر ایضاً اخرج ایضاً حدیث السفینہ الثعلبی السمعانی ایضاً عن سلیم بن قیس الھلالی قال بینا انا وحبیش بن المعتمر بمکۃ اذ قام ابوذر واخذ بحلقۃ باب الکعبۃ فقال من عرفنی فقد عرفنی ومن لم یعرفنی فانا جندب بن جنادہ ابوذر فقال ایہا الناس انی سمعت نبیکم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول مثل اھلبیتی فیکم کمثل سفینۃ نوح من رکبھا نجا ومن ترکھا ھلک ویقول مثل اھلبیتی فیکم مثل باب حطۃ فی بنی اسرائیل من دخلہ غفر لہ ویقول انی تارک فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا بعدی کتاب اللہ وعترتی ولن یفترقا حتی یردا علی الحوض۔ یہہ حدیث مشکات المصابیح میں ابوذر غفاری رض سے منقول ہے کہ وہ باب کعبہ پکڑے ہوئے کہہ رہے تھے کہ میں نے پیغمبر خدا کو کہتے ہوئے سُنا ہے کہ تم لوگوں میں میری اہلبیتؑ کی مثال کشتی نوحؑ کی ہے کہ جو شخص اوسپر سوار ہوگیا اوس کو نجات مل گئی اور جس نے اوس سے روگردانی کی وہ ہلاک ہوگیا۔ احمد نے بھی اس حدیث کو روائت کیا ہے۔ ابو یعلی وبزاز وطبرانی نے اوسط وصغیر میں ابو سعید خدری سے اور ابن المغازلی نے ابوذر غفاری سے اور حموینی نے حبیش بن معتمر سے بذریعہ ابوذر غفاری کے اور ثعلبی السمعانی نے سلیم بن قیس ہلالی سے اس حدیث کو لیا ہے اوس نے بیان کیا کہ میں اور حبیش مکہ معظمہ میں تھا کہ ایک روز ابوذر غفاری رض باب کعبہ کا حلقہ پکڑ کر کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ جو شخص مجھے پہچانتا ہے وہ تو یقیناً مجھے پہچانتا ہی ہے البتہ جو نہیں پہچانتا وہ پہچان لے کہ میں جندب بن جنادہ ابوذر رض ہوں اس کے بعد کہا کہ اے لوگو میں نے پیغمبر خدا کو کہتے ہوئے سنا ہے

ص ۹ اخرجہ المالکی فی الفصول المہمہ عن ... رفعہ الی ابی ذر عن انس ابن [illegible]

کہ تم لوگوں میں میرے اہلبیتؑ کی مثال سفینہ نوحؑ کے مانند ہے کہ جو شخص اوس پر سوار ہو گیا۔ وہ نجات پا گیا (اسی طرح جس نے اہلبیتؑ نبیؐ سے توسل و تمسک کیا وہ ناجی اور ہدایت یافتہ ہو گیا) اور جس نے خلاف ورزی کی وہ ہلاکت میں پڑ گیا۔ اور تم لوگوں میں میرے اہلبیتؑ ایسے ہیں جیسا کہ بنی اسرائیل میں باب حطہ تھا کہ جو اوس میں داخل ہوا اوس کی مغفرت ہو گئی اسی طرح جس نے میرے اہلبیتؑ کی اطاعت و پیروی کی وہ گمراہی سے بچ گیا اور وہ راہ راست پر آگیا۔ میں تم میں کتاب خدا اور اپنی عترت چھوڑتا ہوں اگر تم اون کی پیروی کروگے تو میرے بعد ہرگز ہرگز گمراہ نہو گے اور یہہ دوا ایک دوسرے سے جدا نہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں۔

۱۲۔ الحموینی فی فرائد السمطین لسندہ عن سعید بن جبیر عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یا علی انا مدینۃ العلم وانت بابھا ولن توتی المدینۃ الا من قبل الباب وکذب من زعم انہ یحبنی ویبغضک لانک منی وانا منک لحمک لحمی ودمک من دمی وروحک من روحی وسریرتک من سریرتی وعلانیتک من علانیتی سعد من اطاعک وشقی من عصاک وربح من تولاک وخسر من عاداک فاز من لزمک وھلک من فارقک مثلک ومثل الائمۃ من ولدک بعدی مثل سفینۃ نوح من رکبھا نجا ومن تخلف عنھا غرق ومثلکم کمثل النجوم کلما غاب نجم طلع نجم الی یوم القیامۃ یعنے علامہ حموینی نے اپنی کتاب فرائد السمطین میں بہ اسناد خود ابن عباسؓ سے یہہ حدیث روایت کی ہے۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ اے علیؑ میں علم کا شہر ہوں اور تم اوس مدینہ علم کے دروازہ ہو اور شہر میں بجز دروازہ کے اور کسی طرف سے نہیں آیا جاتا اور جو شخص تم سے بغض رکھے اور یہہ گمان کرے کہ وہ مجھ سے محبت رکھتا ہے۔ وہ جھوٹا ہے کیونکہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں تمہارا گوشت میرا گوشت ہے اور تمہارا لہو میرا لہو ہے اور تمہاری روح میری روح سے ہے تمہارا ظاہر و باطن میرا ظاہر و باطن ہے۔ سعادتمند وہ شخص ہے جو تمہاری اطاعت کرے اور بدبخت وہ شخص ہے جو تمہاری نافرمانی کرے جو شخص تم سے دوستی کرے وہی برومند ہے اور جو شخص تم سے عداوت رکھے وہی خسارہ میں ہے جس شخص نے تمہارے ساتھ لزوم اختیار کیا وہی فائز ہے اور جس شخص نے تم سے جدائی اختیار کی وہی ہلاک ہوا۔ تم اور تمہاری اولاد میں سے جو میرے بعد امام ہونے والے ہیں وہ کشتی نوحؑ کے مانند ہیں کہ جو کوئی اوس میں سوار ہو گیا اوس کو نجات مل گئی اور جس نے خلاف ورزی کی وہ غرق ہو گیا تم اور ایمہ مابعد مثل نجوم کے ہیں کہ جب ایک ستارہ غائب ہوا تو دوسرا نکل آیا اور یہ سلسلہ قیامت تک رہے گا۔

۴۳ - اخرجہ الحافظ ابو محمد عبد العزیز الاخضر فی معالم العترۃ النبویہ وذکر فیہ ۔
طرقہ وذکر حدیث صحیح مسلم عن زید ابن ارقم المذکور فی ہذا الکتاب آنفا ثم قال و
لفظ الطریق الاول لما رجع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ من حجۃ الوداع ونزل غدیر خم
ثم قام فقال کانی قد دعیت فاجبت انی قد ترکت فیکم الثقلین احدہما الاکبر من الاخر
کتاب اللہ عزوجل وعترتی فانظروا کیف تخلفونی فیہما فانہما لن یفترقا حتے یردا علے
الحوض ثم قال ان اللہ مولای وانا ولی کل مومن ۔ ولفظ الطریق الثانی قال یا ایہا الناس انی
تارک فیکم امرین لن تضلوا ان اتبعتموہما وہما کتاب اللہ واہلبیتی عترتی ۔ ولفظ الطریق
الثالث انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ واہل بیتی وانہما لن یفترقا حتے یردا علے الحوض
(واخرجہ الطبرانی وزاد) سئلت ربی ذالک لہما فاعطانی فلا تقدموہما فتہلکوا ولا تقصروا
عنہما فتہلکوا ولا تعلموہم فانہم اعلم منکم ۔ اس حدیث کو حافظ ابو محمد عبد العزیز الاخضر نے کتاب
معالم العترۃ النبویہ میں اخراج کیا ہے اور اوس کے طرق بتلائے ہیں اور کہا ہے کہ یہہ حدیث صحیح
مسلم میں زید ابن ارقم سے ہے ۔ طریق اول میں اس حدیث کے یہہ الفاظ ہیں جب واپس ہوئے
رسول اللہ حجۃ الوداع سے اور غدیر خم پر نازل ہوئے تو کھڑے ہو کر فرمایا گویا کہ بہ تحقیق میں بلایا
گیا ہوں پس میں نے قبول کر لیا ہے ۔ بہ تحقیق میں تم میں ثقلین کو چھوڑتا ہوں کہ اون میں کا ایک
دوسرے سے بزرگتر ہے کتاب خدا اور میری عترت ۔ پس دیکھو کہ میرے بعد تم اون سے کس طرح
پیش آتے ہو اون دونوں میں جدائی نہو گی یہاں تک کہ وہ دونوں میرے پاس حوض کوثر پر وارد
ہوں پھر فرمایا کہ اللہ میرا مولا ہے اور میں کل مومنین کا ولی ہوں (طریق ثانی) فرمایا اے لوگو میں
تم میں دو امر چھوڑتا ہوں اگر تم اون کی پیروی کروگے تو ہرگز ہرگز گمراہ نہو گے وہ کتاب اللہ اور میرے
اہلبیتؑ عترت ہیں (طریق ثالث) فرمایا کہ میں تم میں ثقلین کو چھوڑتا ہوں کہ وہ کتاب خدا اور
میرے اہلبیت ہیں اور اُن میں کبھی افتراق نہو گا یہاں تک کہ وہ مجھ سے حوض کوثر پر ملیں (طبرانی
نے اس حدیث کی جو روایت لی ہے اوس میں اس قدر اور زیادہ ہے) میں نے خدا سے اون کے
واسطے یہہ دعا کی ہے اور اوس نے قبول فرمائی ہے پس تم اون پر کسی امر میں تقدیم نہ کرو ورنہ
ہلاک ہو جاؤ گے اور اُن کے حق میں تقصیر نہ کرو ورنہ مہلکہ میں پڑ جاؤ گے اور اون کو علم نہ سکھاؤ
کہ وہ تم سے زیادہ تر عالم و دانا ہیں ۔

۴۴ - فی مسند احمد بن حنبل بسندہ عن سعید بن
جبیر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال جمع علی الناس فی رحبۃ المسجد الکوفہ فقال انشد اللہ کل

ام مسلم سمع رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یقول یوم غدیر خم ما سمع لما قام فقام بضعة عشر رجلا فقالوا ان رسول الله صلعم حین اخذ بیدک قال للناس اتعلمون انی اولی بالمؤمنین من انفسهم قالوا نعم قال من کنت مولاه فهذا علی مولاه اللهم وال من والاه و عاد من عاداه
ایضا احمد بن حنبل اخرج فی مسنده عن عبد الملک عن ابی عبد الرحمن عن زاذان عن ابی عمر قال سمعت علیا فی الرحبة ینشد الناس فقام ثلثه عشر فشهدوا انهم سمعوا رسول الله صلعم یقول من کنت مولاه فهذا علی مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه۔

امام احمد حنبل نے بہ اسناد اپنی مسند میں ابن عباسؓ اور ابی عمر سے روائیت کی ہے کہ حضرت علیؑ نے مسجد کوفہ میں حاضرین سے طلب اشہاد کیا تو (بقول ابن عباسؓ) سترہ آدمیوں نے (اور بقول ابی عمر) تیرہ آدمیوں نے شہادت دی کہ سرورِ کائناتؐ کو یہ فرماتے ہوئے ہم نے سُنا ہے کہ جس کا میں مولیٰ ہوں علیؑ اوس کے مولا ہیں خدایا دوست رکھ اوس کو جو علیؑ کو دوست رکھے اور دشمنی کر اوس سے جو علیؑ سے دشمنی کرے۔ اس حدیث کے متعلق نکات عجیبہ اور حقائق غریبہ براہین عقلیہ و دلائل نقلیہ مع اس کے تواتر کے اگر دیکھنا منظور ہو تو تفسیر لوامع التنزیل اور رسالت الغدیر مصنفہ اعلیحضرت حجۃ الاسلام کہف الانام رئیس الشیعہ تاج الشریعہ علامہ ابوترابِ سید علی الحائری مجتہد پنجاب مدظلہ تعالےٰ ملاحظہ ہو ہر ناظر کو پوری تشفی و تسلی ان کے مطالعہ سے حاصل ہو سکتی ہے۔ اور کسی دوسرے کتاب کی طرف احتیاج باقی نہیں رہتی۔

روائیت الشیخ سلیمان الحنفی اپنی کتاب ینابیع المودۃ میں تحریر فرماتے ہیں۔
الحموینی بسنده عن سلیم بن قیس الهلالی قال رایت علیا فی مسجد المدینة فی خلافة عثمان ان جماعة المهاجرین والانصار یتذکرون فضائلهم وعلی ساکت فقالوا یا ابا الحسن تکلم فقال یا معشر قریش والانصار اسئلکم ممن اعطاکم الله هذ الفضل بانفسکم او بغیرکم قالوا اعطانا الله ومن علینا بمحمد قال الستم تعلمون ان رسول الله قال انی واهلبیتی کنا نوراً نسعی بین یدی الله تعالیٰ قبل ان یخلق الله عزوجل ادم باربعة عشر الف سنة فلما خلق الله ادم علیه السلام وضع ذالک النور فی صلبه واهبطه الی الارض ثم حمله فی السفینة فی صلب نوح علیه السلام ثم قذف به فی النار فی صلب ابراهیم علیه السلام ثم لم یزل الله عزوجل ینقلنا من الاصلاب الکریمة الی الارحام الطاهرة من الاباء والامهات لم یکن واحد منا علی سفاح قط فقال اهل السابقة واهل البدر واحد نعم قد سمعناه ثم قال انشدکم الله اتعلمون

ان الله عزوجل فضل في كتابه السابق على المسبوق في غير آية وانه لم يسبقني الى الله ورسوله احد من الامة فقال اللهم نعم قال فانشدكم الله اتعلمون حيث نزلت والسابقون السابقون اولئك المقربون سئل عنها رسول الله صلى الله عليه واله وسلم فقال انزلها الله عزوجل في الانبياء واوصيائهم فانا افضل انبياء الله ورسله وعلى وصيي افضل الاوصياء قالوا نعم قال انشدكم الله اتعلمون حيث نزلت انما وليكم الله ورسوله والذين آمنوا الذين يقيمون الصلوة ويؤتون الزكوة وهم راكعون وحيث نزلت لم يتخذوا من دون الله ولا رسوله ولا المؤمنين وليجة وامر الله عزوجل نبيه ان يعلمهم ولاة امرهم وان يفسر لهم من الولاية كما فسر لهم من صلوتهم وزكوتهم وحجهم فنصبني للناس بغدير خم فقال يا ايها الناس ان الله جل جلاله ارسلني برسالة ضاق بها صدري وظننت ان الناس يكذبني فاوعدني ربي ثم قال تعلمون ان الله عزوجل مولاي وانا مولى المؤمنين وانا اولى بهم من انفسهم قالوا بلى يا رسول الله فقال آخذا بيدي من كنت مولاه فعلي مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه فقام سلمان وقال يا رسول الله ولاء على ماذا قال ولاؤه كولائي من كنت اولى به من نفسه فعلي اولى به من نفسه فنزلت اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتي ورضيت لكم الاسلام دينا فقال صلى الله عليه واله وسلم الله اكبر باكمال الدين واتمام نعمته ورضا ربي برسالتي وولاية علي بعدي قالوا يا رسول الله هذه الايات في علي خاصة قال بلى فيه وفي اوصيائي الى يوم القيامة قالوا بينهم لنا قال علي اخي ووارثي ووصيي وولي كل مؤمن من بعدي ثم ابني الحسن ثم الحسين ثم التسعة من ولد الحسين القرآن معهم وهم مع القرآن لا يفارقونه ولا يفارقهم حتى يردوا علي الحوض قال بعضهم قد سمعنا ذالك وشهدنا وقال بعضهم قد حفظنا جل ما قلت ولم نحفظ كله وهؤلاء الذين حفظوا اخيارنا وافاضلنا ثم قال تعلمون ان الله انزل انما يريد الله ليذهب عنكم الرجس اهل البيت ويطهركم تطهيرا فجمعني وفاطمة وابني حسنا وحسينا ثم القى علينا كساء وقال اللهم هؤلاء اهل بيتي لحمهم لحمي يؤلمني ما يؤلمهم ويجرحني ما يجرحهم فاذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهيرا فقالت ام سلمة وانا يا رسول الله فقال انت الى خير فقالوا نشهد ان ام سلمة حدثتنا بذالك ثم قال انشدكم الله اتعلمون ان الله انزل يا ايها الذين آمنوا اتقوا الله وكونوا مع الصادقين فقال سلمان يا رسول الله هذه عامة ام خاصة قال اما المامورون فعامة المؤمنين واما الصادقون فخاصة اخي علي واوصيائي من بعده الى يوم القيامة قالوا نعم فقال انشدكم الله اتعلمون اني قلت لرسول الله صلى الله عليه واله وسلم في غزاة تبوك خلفتني على النساء والصبيان فقال ان المدينة لا تصلح الا بي او بك وانت مني بمنزلة هارون من موسى الا انه

لا نبی بعدی قالوا نعم قال انشدکم اللہ اتعلمون ان اللہ انزل فی سورۃ الحج یاایہا الذین
آمنوا ارکعوا واسجدوا واعبدوا ربکم وافعلوا الخیر الی آخر السورۃ فقام سلمان فقال یارسول اللہ من
ھؤلاء الذین انت علیہم شہید وہم شہداء علی الناس الذین اجتباہم اللہ ولم یجعل علیہم فی الدین
من حرج ملۃ ابراہیم قال عنی بذلک ثلاثۃ عشر رجلا خاصۃ قال سلمان بینہم لنا یارسول اللہ قال
انا واخی علی واحد عشر من ولدی قالوا نعم قال انشدکم اللہ اتعلمون ان رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم قال فی خطبتہ فی مواضع متعددۃ وفی آخر خطبۃ لم یخطب بعدہا ایہا الناس انی
تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اہلبیتی فتمسکوا بہما لن تضلوا فان اللطیف الخبیر اخبرنی
وعہد الی انہما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض فقال کلہم نشہد ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم قال ذالک۔ یعنے حموینی نے (کہ یہہ بھی علمائے کرام اہلسنت سے ہیں) بہ اسناد سلیم
بن قیس ہلالی سے یہہ روایت لی ہے سلیم بن قیس ہلالی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان بن عفان
کی خلافت کے زمانہ میں ایک روز امیر المومنین علیؑ کو مسجد مدینہ میں دیکھا کہ مہاجرین وانصار اپنے
اپنے فضائل بیان کر رہے ہیں اور امیر المومنین خاموش ہیں اون لوگوں نے کہا کہ اے ابوالحسن آپ
بھی کچھ فرمائیے۔ حضرت امیرؑ نے فرمایا کہ اے گروہ قریش وانصار میں تم سے پوچھتا ہوں کہ خدا نے
تم کو جو فضل عطا کیا ہے وہ تمہارے ہی ذات کے بدولت ہے یا کسی اور شخص کی بدولت ہے۔ اونہوں
نے جواب دیا کہ خدا نے ہم کو جو بزرگی عطا فرمائی ہے اور ہم پر جو احسان کیا ہے وہ حضرت ختمی مرتبت
محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بدولت ہے امیر المومنین نے فرمایا کہ کیا تم کو نہیں معلوم کہ
رسول اللہ نے ارشاد فرمایا کہ میں مع اہلبیت کے ایک نور تھا کہ جو خدا کی حضوری میں چودہ ہزار
سال قبل خلقت آدم علیہ السلام کے عبادت کرتا تھا پھر جب خدا نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا
اوس نور کو اون کے صلب میں جگہ دی اور اون کو زمین پر نازل کیا بعد اوس کے خدا نے اوس
نور کو نوح علیہ السلام کے صلب میں سفینہ میں رکھا بعد اوس کے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے
صلب میں اوس نور کو آگ میں رکھا بعد اوس کے ہمیشہ اللہ عزوجل ہم کو اصلاب کریمہ سے ارحام
طاہرہ کی طرف آباء وامہات سے منتقل کرتا رہا۔ ہم میں سے کبھی کوئی جہالت (کفر) پر نہ تھا۔ یہہ
سُن کر جملہ سابقین واہل بدر واُحد نے کہا کہ ہم نے یہہ آنحضرت سے سُنا ہے پھر امیر المومنین نے
فرمایا کہ میں تم سے بقسم خدا گواہی طلب کرتا ہوں کیا تم کو معلوم ہے کہ اللہ تعالے نے اپنی کتاب میں
متعدد آیات میں سابق کو مسبوق پر فضیلت دی ہے اور امت میں سے کسی شخص نے اسلام میں

مجھ پر سبقت نہیں کی ہے اون لوگوں نے جواب دیا کہ ہاں ایسا ہی ہے پھر حضرت امیرؑ نے فرمایا کہ میں تم سے بقسم خدا گواہی طلب کرتا ہوں آیا تم جانتے ہو کہ جب آیہ کریمہ والسابقون الخ نازل ہوئی۔ تو رسول خدا سے اوس کی بابت سوال کیا گیا اور آنحضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو انبیاء اور اون کے اوصیا کے باب میں نازل فرمایا ہے پس میں انبیاء و مرسلین سے افضل ہوں اور علیؑ میرا وصی ہے اور وہ افضل اوصیا ہے۔ اُن لوگوں نے عرض کیا کہ ہاں ایسا ہی ہے پھر حضرت امیرؑ نے فرمایا کہ میں تم سے بقسم خدا گواہی طلب کرتا ہوں کہ جب آیہ یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم اور آیہ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویوتون الزکوٰۃ وہم راکعون اور آیہ لم یتخذوا الخ نازل ہوئیں اور اللہ جل جلالہ نے اپنے نبیؐ کو حکم دیا کہ لوگوں کو اون کے اولیا سے امر تادو اور جس طرح سے اون کی نماز و زکات و حج کو اون پر ظاہر کر دیا ہے اوسی طرح سے ولائیت کو بھی ظاہر کردو۔ اسپر پیغمبر خدا نے غدیر خم کے مقام پر مجھے لوگوں کے واسطے قائم فرمایا اور کہا کہ اے لوگو مجھے اللہ جل شانہ نے ایک رسالت کا حکم دیا ہے جسکی وجہ سے میرا سینہ تنگ ہو گیا اور میں نے خیال کیا کہ لوگ میری تکذیب کریں گے پس میرے پروردگار نے مجھ سے وعدہ فرمایا بعد اس کے آنحضرت نے لوگوں سے ارشاد فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ اللہ عزوجل میرا مولیٰ ہے اور میں مومنین کا مولیٰ ہوں اور میں اون کے نفوس سے اون کے لئے اولیٰ ہوں سب نے جواب دیا کہ ہاں کیوں نہیں یا رسول اللہ۔ تب آنحضرت نے میرا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا کہ جس کا میں مولیٰ ہوں اوس کا علیؑ مولیٰ ہے خدایا دوست رکھ اوس کو جو علیؑ کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اوس کو جو علیؑ کو دشمن رکھے پس سلمانؓ نے اوٹھکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ولائے علیؑ سے کیا مراد ہے سرور کائنات نے فرمایا کہ علیؑ کی ولا میری ولا کے مثل ہے جس کے نفس سے میں اولیٰ ہوں اوس کے لئے علیؑ اوس کے نفس سے اولیٰ ہیں (یعنے جس کا میں آقا اور حاکم ہوں علیؑ بھی اوس کے آقا و حاکم ہیں) پس آیہ الیوم اکملت لکم دینکم الخ نازل ہوئی تب حضور سرور عالم نے فرمایا کہ میں اپنی رسالت سے اپنے رب کے راضی ہونے اور اپنے بعد علیؑ کی ولائیت سے دین کے کامل ہونے اور نعمت خدا کے تمام ہونے پر خدا کی تکبیر کرتا ہوں۔ حضار نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا یہ آیات خاص علیؑ کے بارہ میں ہیں آنحضرت نے جواب دیا کہ ہاں خاص علیؑ اور میرے اوصیا کے بارے میں ہیں جو قیامت تک ہوں گے اون لوگوں نے عرض کیا کہ ہمارے لئے اون اوصیاء کی صراحت فرمائے آنحضرت نے فرمایا کہ علیؑ میرا بھائی اور وارث اور وصی اور میرے بعد ہر مومن کا ولی ہے بعد اوس کے میرا فرزند حسنؑ اور پھر حسینؑ اور بعد اوس کے نو اشخاص اولاد حسینؑ سے ہیں

قرآن اون کے ساتھ اور قرآن کے ساتھ ہیں۔ نہ وہ قرآن سے علحدہ ہوں گے اور نہ قرآن اون سے علحدہ ہوگا یہاں تک کہ یہ سب حوض کوثر پر میرے پاس آئیں گے۔ جب امیرالمومنینؑ یہ کہہ چکے تو مہاجرین والضار میں سے بعض اشخاص نے شہادت دی اور کہا کہ بہ تحقیق ہم نے یہ باتیں رسول اللہ کی زبان مبارک سے سنی ہیں اور بعض نے کہا کہ جو کچھ آپ نے فرمایا اوس کے اہم اجزاء تو ہمکو یاد ہیں اور ہم نے اون کو حفظ کرلیا ہے لیکن کُل ہم کو یاد نہیں ہے اور ہم میں سے جن اشخاص نے اون کو پورا حفظ کرلیا ہے وہ ہمارے اخیار وافاضل ہیں۔ پھر حضرت مرتضوی نے فرمایا کہ کیا تم کو معلوم ہے کہ اللہ جلشانہ نے آیہ تطہیر جب نازل فرمائی تو رسول خدا نے مجھ کو اور فاطمہؑ کو اور میرے دونوں فرزند حسنؑ وحسینؑ کو جمع کرکے ہم سب پر ایک ردا ڈال دی اور فرمایا کہ خدایا یہی میرے اہلبیتؑ ہیں اُن کا گوشت میرا گوشت ہے جو چیز اُن کے لئے رنج دہ ہے اور جو اُن کو مجروح کرنے والی اور ایذا دینے والی ہے وہ میرے لئے رنج دہ اور ایذا رساں ہے۔ پس ان سے ہر بُرائی کو دور رکھ اور اون کو طہارت کامل عطا فرما یہ سُن کر اُم سلمہ نے کہا " اور میں ! یارسول اللہ" پیغمبر خدا نے اون سے فرمایا کہ تو خیر کی طرف ہے۔ امیرالمومنینؑ کا یہ بیان سُن کر مہاجرین والضار نے عرض کیا کہ ہم شہادت دیتے ہیں کہ حضرت اُم سلمہؓ نے ہم سے اس واقعہ کو بیان کیا ہے۔ بعد اس کے پھر حضور نے مہاجرین والضار سے فرمایا کہ میں تم سے بقسم شہادت طلب کرتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ جب عزوجل نے آیہ یاایہاالذین آمنوا الخ نازل فرمائی تو سلمانؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ یہ حکم عام ہے؟ آنحضرت نے جواب دیا کہ عامہ مومنین اسپر مامور ہیں اور صادقوں سے میرے بھائی علیؑ ابن ابی طالب اور اون کے بعد میرے اوصیا قیامت تک مراد ہیں اور حضار نے جواب دیا کہ ہاں یا ابا الحسن۔ اس کے بعد پھر جناب ولائیت مآب نے فرمایا کہ میں تم سے بقسم گواہی طلب کرتا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ تبوک پر جاتے وقت مجھے مدینہ میں اپنا خلیفہ ونائب مقرر کرکے چھوڑا اور جب میں نے عرض کیا کہ آپ نے مجھے اپنے ساتھ نہیں لیا اور عورتوں اور بچوں پر اپنا خلیفہ مقرر فرمایا ہے تو حضور سرور عالم نے فرمایا کہ مدینہ میں اس بات کی صلاحیت نہیں ہے کہ اوسپر سوا میرے یا تمہارے کوئی اور حاکم ہو اور تم کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو حضرت ہارون کو حضرت موسےٰ سے تھی صرف اتنا فرق ہے کہ مجھپر نبوت ختم ہوچکی ہے اس لئے میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔ امیرالمومنینؑ کا بیان سُنکر مہاجرین والضار نے تصدیق کی اور کہا کہ ہاں ایسا ہی ہے پھر سید الاولیا علیؑ مرتضیٰ نے فرمایا کہ میں تم سے بقسم گواہی طلب کرتا ہوں کہ آیا تم جانتے ہو کہ جب اللہ عزوجل نے سورہ حج

میں یا ایہا الذین آمنوا آخر سورہ تک نازل فرمایا اوس وقت سلمانؓ نے اوٹھکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں کہ جن پر آپ اور وہ دوسرے لوگوں پر گواہ ہوں گے اور جن کو خدائے پاک نے برگزیدہ فرمایا ہے اور جن پر دین میں کوئی حرج نہیں ہے یعنی جو ملت ابراہیم ہے۔ حضور سرور عالم نے فرمایا کہ اللہ جل جلالہٗ نے اس سے خاصتہً تیرہ مردوں کو مراد لیا ہے سلمانؓ نے عرض کیا کہ یا حضرت ہمارے واسطے اون کی تصریح فرمادیجئے۔ حضور سید المرسلین نے فرمایا کہ میں اور میرا بھائی علیؑ اور میری اولاد میں سے گیارہ اشخاص۔ حضور مرتضوی کا یہہ بیان سُن کر مہاجرین وانصار نے کہا کہ ہاں یا ابا الحسن۔ اس کے بعد حضرت ولایت پناہ نے اون لوگوں سے کہا کہ میں تم سے بقسم گواہی طلب کرتا ہوں کہ آیا تم جانتے ہو کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے خطبوں میں مقامات متعددہ پر اور آخر خطبہ میں کہ جس کے بعد پھر حضور پر نور نے خطبہ نہیں دیا ارشاد فرمایا ہے کہ ایہا الناس میں تم میں ثقلین یعنے دو گرانقدر چیزیں چھوڑتا ہوں کتاب خدا اور اپنی عترت اہلبیتؑ۔ پس اگر تم ان دونوں کی پیروی و اطاعت کروگے تو ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہوگے کیونکہ خدائے لطیف وخبیر نے مجھے مطلع کیا ہے اور مجھ سے اس بات کا وعدہ فرمایا ہے کہ یہہ دونوں (قرآن و اہلبیتؑ) اوس وقت تک ایک دوسرے سے جدا نہوں گے کہ حوض کوثر پر میرے پاس آئیں۔ یہہ سنکر تمام مہاجرین وانصار نے کہا کہ یا ابا الحسنؑ ہم شہادت دیتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا ہی ارشاد فرمایا ہے (ینابیع المودۃ)

حصہ اول تمام شد

۳۔ رمضان المبارک سنہ ۱۳۳۱ ہجری
۴۔ ساعت صبح یوم چارشنبہ

السید نیاز حسین عابدی

حصّہ ثانی

رحلت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بگریید ای عرش و فرش و فلک — بنالید ای جن و انس و ملک
بماتم نشینید ای مہر و ماہ — بپوشید بر تن لباس سیاہ
گریبان بدرید ای کائنات — بزاری درآئید ای ممکنات
زفرق عناصر کلاہ افگنید — زجان بر ہوا لید شیون کنید
بکوشید در غصہ ای دین و شرع — بسوزید زین قصہ ای اصل و فرع
برآئید ای حق پرستان جنروش — درآئید ای سینہ صافان بجوش
وزاین سوگ ای ساکنان زمین — رسانید افغان بچرخ برین
بشوئید دست از نشاط و طرب — بسازید با حزن و رنج و تعب
چو فرمود رحلت حبیب خدا — جہان گشت زندان بر آل عبا
نشینندگان کنار نبیؐ — فروتر نشستند از اجنبی
شدند از حق ارباب حق بی نصیب — کہ حق شان گرفتند اہل فریب
بہ آن نیز از فرط بغض و جفا — نکردند اہل عناد اکتفا
بہ تخریب بیت نبوت کمر — بہ بستند و کردند زیر و زبر

حجۃ الوداع سے واپس آنے کے بعد جناب پیغمبر خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی علالت شروع ہوئی اور آپ کو بخار و درد سر عارض ہوگیا۔ اسی عرصہ میں حضور پر نور نے لشکر کا سامان مہیا کر کے اسامہ بن زید کو میر لشکر مقرر کیا اور حضرت ابوبکر و عمر و عثمان وغیرہ اعیان مہاجر و انصار کو ان کی ماتحتی میں رومیوں سے جہاد کرنے کے لئے روانگی کا حکم دیا اور امیر المومنین علی ابن ابی طالب اور حضرت

لے اس جہاد کی اس وجہ سے ضرورت ہوئی تھی کہ رسول اللہ نے زید کو رومیوں کے پاس ہدایت نامہ دے کر بھیجا تھا اور رومیوں نے نہایت سفاکی سے زید کو شہید کر ڈالا تھا اس ظلم کے مواخذہ کے لئے حضور نے زید کے فرزند اسامہ کو میر

عباس کو اپنی خدمت میں حاضر رہنے کو فرمایا۔ حضرت ابوبکر نے سفر سے معاف کئے جانے کی درخواست کی لیکن حضور سرور عالم نے اوس کو نامنظور فرما کر جلد روانہ ہو جانے کا حکم صادر فرمایا۔ (مدارج النبوۃ) بعض مسلمانوں نے اسامہ کی ماتحتی سے کراہت ظاہر کی اور روانگی میں توقف و تامل کیا اور اپنے مقام پر کہنے لگے کہ پیغمبر خدا کو مناسب نہ تھا کہ ہم اشراف لوگوں پر ایک غلام زادہ کو امیر مقرر کرتے۔ سرور کائنات کو جب اس کی خبر ہوئی تو آپ نہایت آزردہ و غضبناک ہوئے اور اوسی تپ درد سر کی حالت میں عصابہ سر اقدس پر باندھے ہوئے مکان سے مسجد تشریف لائے اور منبر پر رونق افروز ہوکر فرمایا کہ اے معشر الناس! اسامہ بن زید کی نسبت تمہارا یہہ کیا خیال ہے بخدا وہ اوسی طرح سرداری کا سزاوار ہے جیسا کہ اوس کا باپ تھا پس تم لوگ میرے حکم سے سرتابی نہ کرو اور اوس کے ساتھ روانہ ہوجاؤ (روضۃ الصفا۔ مدارج النبوۃ) جہزوا جیش الاسامہ لعن اللہ من تخلف عنها (ملل و نحل شہرستانی و شرح مواقف) لیکن باوجود اس تہدید و تاکید کے مسلمانوں نے حکم کی تعمیل نہیں کی حتی کہ سرور عالم نے انتقال فرمایا۔ جب جناب پیغمبر خدا بیمار ہوئے اور جبرئیل نے رحلت کی خبر دی تو حضور نے جناب سیدہ کو بلایا وہ حاضر ہوئیں تو سرور عالم نے مرحبا یا بنتی کہکر اپنے پاس داہنی طرف بٹھایا اور کچھ آہستہ آہستہ اون سے کہا جس کو سنکر جناب معصومہ بے تحاشہ رونے لگیں اس کے بعد پھر سرور عالم نے کچھ آہستہ کہا جس کو سنکر سیدہ کے چہرہ مبارک پر آثار مسرت و تبسم ظاہر ہوئے حضرت ام المومنین عائشہ نے یہہ کیفیت دیکھکر جناب صدیقہ طاہرہ سے کہا کہ ایک ہی وقت میں غم اور خوشی کا جمع ہونا تعجب خیز ہے ایسی کیا باتیں تم سے رسول اللہ نے کیں کہ جن کے سننے سے پے در پے تم محزون و مسرور ہوگئیں۔ جناب سیدہ نے کہا کہ میں آنحضرت کے راز کو افشا نہیں کر سکتی اور نہ اوس کے اظہار کا یہہ موقع ہے حضرت عائشہ ناقل ہیں کہ رسول اللہ کے انتقال کے بعد میں نے پھر سیدہ سے اسی امر کو پوچھا تو اونھوں نے کہا کہ پہلے آنحضرت نے اپنے انتقال کی خبر دی تھی جس کو سنکر میں رونے لگی دوبارہ فرمایا کہ کیا اس امر پر تم راضی نہیں ہو کہ تم سیدۃ نساء اہل جنت ہو اور میرے اہلبیت میں سے تم عنقریب سب سے پہلے مجھ سے ملوگی یہہ سنکر میں خوش ہوگئی الغرض جناب سیدہ پیغمبر خدا کی شروع بیماری سے اپنے بچوں سمیت آنحضرت کی خدمت میں حاضر رہتی اور تیمارداری کیا کرتی تھیں۔ رسول اللہ کو جب شدت مرض سے ذرا بھی افاقہ ہوتا تھا تو فوراً اپنے پیارے نواسوں کو سینہ سے لگا لیتے تھے اور اون کو روتے دیکھکر خود بھی رونے لگتے تھے اور سیدہ سے

* لشکر مقرر کرکے اون سے جہاد کا حکم دیا۔ المولف

اون کو چپ کرنے اور تسلی و تشفی دینے کی تاکید فرماتے تھے جب معصوم نواسے اپنے نانا پیغمبر خدا کو شدت مرض کی وجہ سے خاموش پاتے تھے تو پہلے آنحضرت کے کلام کرنے کی کوشش کرتے تھے اور جب وہ نہ بولتے تھے تو رو کر اپنی والدہ سے کہتے تھے کہ نانا جان چپ کیوں ہیں اور ہمیں پیار کیوں نہیں کرتے کبھی جناب سیدہ آنحضرت کی تکلیف کے خیال سے اون کو حضور سرورِ عالم کے سرہانے پکار نے سے روکتی تھیں تو وہ حیرت سے اون کا مُنہہ تکنے لگتے تھے اور پوچھتے تھے کہ نانا جان بولتے کیوں نہیں ہیں۔ معصوموں کی یہہ باتیں سُن کر جناب سیدہ کا بھی دل بھر آیا کرتا تھا اور رونے لگتی تھیں۔ اون کے رونے سے پیغمبر خدا کی آنکھ اکثر کھل جایا کرتی تھی اور حضور دونوں نواسوں کو بے اختیار ہو کر چھاتی سے لگا لیتے تھے اور جناب سیدہ سے فرماتے تھے کہ اے بیٹی اپنے گریہ کو موقوف کر کہ تیرے رونے سے ملائکہ بے چین ہوتے ہیں اور عرش متزلزل ہوتا ہے۔

علی بن ہلال اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ اونھوں نے کہا کہ میں بغرض عیادت حضور سرور کائنات کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ جناب سیّدہ رو رہی ہیں حضور نے فرمایا کہ اے جان پدر کیوں روتی ہو۔ اونھوں نے کہا کہ بابا جان آپ کی مفارقت پر اور اوس تباہی و بربادی پر روتی ہوں جو آپکے بعد ہونے والی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اے حبیبہ اللہ تعالےٰ نے اہل ارض پر نظر کی اور اُن میں سے تمہارے باپ کو منتخب کر کے رسالت پر فائز کیا اوس کے بعد پھر نظر کی اور تمہارے شوہر کو منتخب کیا اور مجھ پر وحی نازل فرمائی کہ میں اون کے ساتھ تمہارا عقد کروں۔ اے فاطمہؑ ہم وہ اہلبیت ہیں جن کو اللہ تبارک و تعالےٰ نے سات ایسی خصلتیں عطا فرمائیں ہیں جو قبل ہمارے کسی کو عطا نہیں کیں اور نہ بعد ہمارے کسی کو عطا کرے گا میں خاتم النبیین ہوں اور خدا کے نزدیک تمہارا باپ کُل انبیاء سے زیادہ کریم ہے اور تمہارا شوہر میرا وصی ہے اور وہ خیر الاوصیا ہے اور خدا کے نزدیک کل اوصیاء سے زیادہ حبیب ہے اور ہم میں سے جو شہید ہے وہ خیر الشہدا ہے اور وہ تمہارے باپ اور شوہر کا چچا حمزہ بن عبد المطلب ہے اور جس شخص کو اللہ جلشانہٗ نے دو پر عطا فرمائے ہیں اور جو بہشت میں ملائکہ کے ساتھ پرواز کرتا ہے وہ ہم میں سے ہے اور وہ جعفر ابن ابی طالب ہیں جو تمہارے باپ کے چچا کے بیٹے اور تمہارے شوہر کے بھائی ہیں اور اس اُمت کے دونوں سبط ہم میں سے ہیں اور وہ حسنؑ و حسینؑ سردار جوانان بہشت تمہارے فرزند ہیں۔ قسم اوس ذات پاک کی جس نے مجھے مبعوث برسالت فرمایا کہ مہدی تمہاری اولاد میں سے ہوں گے جو دنیا کو عدل و داد سے معمور کریں گے جبکہ وہ ظلم و جور سے بھر

گئی ہوگی۔ (اس حدیث کو حافظ ابو العلاء ہمدانی نے اون چالیس حدیثوں میں لکھا ہے جو حضرت امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں اونھوں نے نقل کی ہیں اور شیخ سلیمان الحنفی نے بھی اسی حوالہ سے اپنی کتاب ینابیع المودۃ میں اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

جناب رسالتمآب کی علالت میں زیادتی ہوگئی اور روز بروز ضعف واضمحلال بڑھنے لگا۔ جناب سیدہ کی بیتابی و بے چینی حضور کی بیماری کے ساتھ بڑھتی جاتی تھی۔ ایک روز پیغمبر خدا نے اون کو روتے دیکھا تو خود بھی آبدیدہ ہوئے اور اون کو سینہ سے لگا کر تسلی وتشفی کے کلمات فرمائے اور کہا کہ اے نور دیدہ مفارقت کا وقت بہت قریب ہے۔ میں چند روز اور تمہارا مہمان ہوں میرے بعد تم پر ظلم کیا جائے گا اور طرح طرح کے مصائب وارد ہوں گے مگر اے میرے پارہ جگر دلتنگ نہونا اور صبر کرنا۔ یہہ سُن کر حضرت خاتونِ جنت پر اور زیادہ گریہ طاری ہوا اور کہنے لگیں کہ بابا جان میں آپ کے بعد زندہ رہنا نہیں چاہتی اور نہ مجھ میں مظالم برداشت کرنے کی طاقت ہے حضور نے فرمایا کہ اے نور چشم صبر کرو اس صبر کے صلہ میں خداوند کریم نے خاص ثواب مقرر فرمایا ہے اور اس صبر کے صلہ میں اللہ جلشانہ تمکو درجہ شفاعت عطا فرمائے گا اور تمہاری شفاعت سے میری اُمت کے بہت سے گنہگار قیامت کے روز بخشے جائیں گے اور جہنم سے نجات پائیں گے۔ صاحب ذبح عظیم امام الحرمین سید ابو الحسین بن یحیی ابن الحسن کی مستند کتاب اخبار المدینہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ محمد ابن عبد الرحمن ابن فلاد جو جابر ابن عبد اللہ انصاری کے قبیلہ سے تھے کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا اپنی بیماری کے زمانہ میں حضرت علیؑ ابن ابی طالب اور فضل ابن عباسؓ کا ہاتھ پکڑے اور اُنپر تکیہ کئے ہوئے گھر سے باہر تشریف لائے اوس وقت سر اقدس پر دستار بندھی ہوئی تھی آپ منبر پر رونق افروز ہوئے اور حمد و ثنائے باری تعالے کے بعد فرمایا کہ اے لوگو تم اپنے رسولؐ کے مرنے کو کیوں بُرا جانتے ہو جو پیغمبر مجھ سے پہلے آئے اور رسالت پر مبعوث ہوئے کیا اون میں سے کوئی ہمیشہ رہا ہے جو میں تم لوگوں میں ہمیشہ رہوں پس میں عنقریب اپنے رب سے ملنے والا ہوں اور تم میں دو چیزیں چھوڑتا ہوں ایک کتاب خدا اور دوسری اپنی عترت اہلبیت اور تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اگر تم لوگ میرے بعد ان سے متمسک یعنے ان کی پیروی کروگے تو کبھی گمراہ نہو گے۔ بیماری کے زمانہ میں ایک روز پنجشنبہ کے دن پیغمبر خدا نے اصحاب کو بہت کچھ پند و نصایح فرمائے اور مسائل کے جوابات دئیے۔

اوس کے بعد فرمایا کہ میرے پاس کاغذ و دوات لاؤ تاکہ میں تمہارے لئے ایسی بات لکھدوں کہ جس سے تم لوگ آیندہ میرے بعد گمراہ نہو۔ یہہ سُن کر حضرت عمر نے کہا کہ (معاذ اللہ) یہہ تو بہکی باتیں کر رہے ہیں کچھ لکھوانے کی ضرورت نہیں ہے قرآن ہمارے لئے کافی ہے (صحیح بخاری و مسلم و تاریخ ابن خلدون و مدارج النبوۃ و روضۃ الاحباب و شفاء قاضی عیاض وغیرہ کتب اہل تسنن) حضرت عمر کی یہہ بات سُن کر کوئی تو اُن کی تائید کرنے لگا اور کوئی کہنے لگا کہ نہیں پیغمبر خدا کے حکم کی تعمیل کر لی چاہیئے۔ اصحاب میں باہم جھگڑا ہونے لگا۔ حضور سرور عالم کو حضرت عمر کی سخت کلامی بہت ناگوار ہوئی اور لوگوں کو غل مچاتے اور تنازع کرتے دیکھ کر آپ پر سخت صدمہ ہوا اور آپ نے فرمایا کہ میرے پاس سے اوٹھ جاؤ کیونکہ پیغمبر کے پاس جھگڑا کرنا اور غل مچانا زیبا و جائز نہیں ہے یہہ سُن کر لوگ چلے گئے (مدارج النبوۃ وغیرہ) حضور سرور عالم نے امیر المومنین کو طلب کیا اور فرمایا کہ میں نے لشکر اسامہ کی تیاری کے لئے فلاں شخص سے روپیہ قرض لیا ہے اور وہ میرے ذمہ باقی ہے تم اوسے ادا کر دینا۔ میرے بعد تم پر بہت سی مصیبتیں پڑیں گی لیکن تم گھبرا نہ جانا اور صبر کو اپنا شعار بنانا۔ جب تم دیکھنا کہ لوگوں نے دُنیا کو اختیار کیا ہے تو تم آخرت کو اختیار کرنا (مدارج النبوۃ۔ معارج النبوۃ۔ روضۃ الاحباب وغیرہ) قوق بزرگوار اپنی کتاب سراج المبین میں بحوالہ صحیح بخاری جلد ششم لکھتے ہیں کہ ہشام بن انس بن مالک راوی ہیں کہ میں نے رسول خدا کو علیؑ مرتضیٰ سے کہتے سُنا ہے کہ تم پر میرے بعد ظلم کیا جائے تو تم یہاں تک صبر کرنا کہ مجھ سے وعدہ گاہ کوثر پر ملاقات کرو۔

محمد بن یعقوب کلینی رحمۃ اللہ علیہ نے (جو اکابر علمائے امامیہ سے ہیں) محمد بن حسینؑ اور علی بن محمد سے اور ان دونوں نے بہ اسناد متصل ابان بن عثمان سے اور اوس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ جب جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کا زمانہ آیا تو حضور سرور عالم نے حضرت عباس بن عبد المطلب اور حضرت امیر المومنین کو بلایا اور حضرت عباسؓ سے فرمایا کہ اے چچا آپ میری میراث لیں گے اور میرے دَین کو ادا کریں گے اور میرے وعدوں کا ایفا کریں گے۔ حضرت عباسؓ نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یارسول اللہ میں اس بار کا متحمل نہیں ہو سکتا کیونکہ میں مرد مُسن ہوں اور میرے عیال زیادہ ہیں

لے مولوی سید نیاز حسین صاحب دلیل المتحیرین میں تحریر فرماتے ہیں کہ قسطلانی شارح بخاری لکھتے ہیں کہ الذین کا قبلہ من الصیابۃ لا اھلبیتہ علیھم السلام یعنے اوس تحریر کے اوسوقت سوائے اصحاب کے اہلبیت میں سے کوئی نہ تھا۔ شارح

۷۶

اور میرے پاس مال کم ہے آپ کی برابری کون کرسکتا ہے کیونکہ آپ سخاوت میں ہواکو خجل کرتے ہیں یہہ سُنکر جناب پیغمبر خدا تھوڑی دیر سر جھکائے رہے بعد اس کے فرمایا کہ اے عباسؓ کیا تم محمدؐ کی میراث لوگے اور اون کے وعدوں کو پورا اور اون کے قرض کو ادا کروگے حضرت عباسؓ نے کہا کہ میرے مان باپ آپ پر نثار ہوں میں بوڑھا کثیر العیال اور کم مایہ ہوں اور آپ ہواکو اپنی سخاوت سے شرمسار کرتے ہیں یہہ سُن کر حضرت خیر البشر نے فرمایا۔کہ اب میں عنقریب اپنی میراث اوس شخص کو دوں گا جو بوجہ کمال اوسے اخذ کرے بعد اس کے امیر المومنین کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ اے علیؑ برادرِ محمدؐ کیا تم محمدؐ کے وعدوں کو وفا اور اوس کے دین کو ادا کروگے اور اوس کی میراث لوگے۔ حضرت امیرؑ نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یہہ امور مجھ پر اور میرے لئے لازم ہیں۔یہہ سُن کر پیغمبر خدا نے اپنی انگشت مبارک سے اپنی مہر نکال کر امیر المومنین کو دی اور بلال کو حکم دیا کہ مغفر وزرہ وقمیص وذو الفقار وسحاب (عمامہ) وشملہ (بُرد) اور دونوں ابرقہ (شکم بند) اور چھڑی لاؤ حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ بخدا میں نے اون دونوں ابرقہ کو اوس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا بعد اس کے ایک ٹکڑا کپڑے کالا یا گیا جس کے دیکھنے سے آنکھوں میں کچا چوندہ پیدا ہوتی تھی اور وہ منجملہ پارچہائے بہشت کے تھا پس آنحضرت نے فرمایا کہ اے علیؑ یہہ پارچہ مجھو جبرئیلؑ نے لاکر دیا اور کہا تھا کہ اے محمدؐ اس کو زرہ کی کڑی میں لگایا کرو اور بجائے ٹپکہ کے اس کو شکم پر باندھا کرو۔بعد اوس کے آنحضرت نے دو جوڑے عربی جوتوں کے منگوائے کہ اون میں سے ایک میں روئی دی ہوئی تھی اور دوسرا بغیر روئی کے تھا اور دو قمیص ایک وہ جو آپ شب معراج پہنے تھے اور دوسری وہ جسے آپ اُحد کے دن پہن کر باہر نکلے تھے اور تین ٹوپیاں ایک وہ جسے سفر کے وقت پہنا کرتے تھے اور دوسری وہ جسے عیدین اور جمعہ میں پہنتے تھے اور تیسری وہ جسے پہن کر اصحاب کے ساتھ بیٹھا کرتے تھے۔بعد اس کے فرمایا کہ اے بلال دونوں بغلہ (قاطر) یعنے شہبا دُلدُل اور دونوں ناقے یعنے غضبا اور قصوا اور دونوں گھوڑے یعنے جناح (جو درِ مسجد پر آنحضرت کی ضرورتوں کے لحاظ سے موجود رہتا تھا کہ جب آپ کسی شخص کو کسی کام کے واسطے بھیجتے تھے تو وہ اوسپر سوار ہوکر کام پر جایا کرتا تھا) وحیزوم اور عفیر (نام خر) کو لے آؤ جب یہہ سب چیزیں حاضر کی گئیں تو پیغمبر خدا نے فرمایا کہ اے علیؑ ان سب چیزوں کو لے لو اور اپنے میری زندگی میں قابض

نے بمقام دیگر بخاری کی چوتھی حدیث کی جو کہ قصہ دوات وقلم سے متعلق ہے یہہ تشریح کی ہے قولہ فی الروایۃ الثانیۃ واختلف اہل بیت ای من کان فی البیت من الصحابۃ ولم یرد اہل البیت النبی یعنے روایت ثانی میں واختلف اہل البیت یعنے اختلاف کیا

ہو جاؤ (کتاب کافی) قریب رحلت پیغمبر خدا نے ازواج کو وصیت فرمائی کہ میرے بعد علیؑ کی اطاعت سب پر واجب ہے اون سے سرتابی نہ کرنا اور تم لوگ گوشہ نشینی اختیار کرنا اور حکم خدا کی خلاف ورزی کر کے گھر سے باہر نہ نکلنا اور نامحرم کی نظر سے اپنے تئیں محفوظ و مستور رکھنا (مدارج النبوۃ و روضۃ الاحباب وغیرہ) پھر حسنین علیہما السلام کو طلب کر کے سینہ مبارک سے لگایا اور پیار کر کے آبدیدہ ہوئے اوس وقت عجب کہرام گھر میں تھا۔ بیبیاں ایک طرف رو رہی تھیں سیدہ کا غم سے بُرا حال تھا امیر المومنین کا دل پاش پاش تھا نبی زادے جدا بلک بلک کر رو رہے تھے آنحضرت سب کو تسلی اور صبر کی وصیت فرماتے تھے اور اون کے حال پر آپ کی آنکھوں سے بھی آنسو جاری تھے۔ مکان کے باہر اصحاب جمع تھے اونھوں نے اہلبیت کی گریہ وزاری کی آواز سُنی تو وہ بھی رونے لگے اور امیر المومنین کو آواز دی اور استدعا کی کہ ایک مرتبہ اور ہم کو رسول اللہ کا جمال جہاں آرا دیکھ لینے دیجیے حضرت ختمی مرتبت نے اون کی آہ وزاری سُن کر حضرت امیر سے فرمایا کہ دروازہ کھول دو اور اُن لوگوں کو بلا لو۔ امیر المومنین نے دروازہ کھول دیا اصحاب حاضر ہو کر آداب بجا لائے حضور سرور کائنات نے اون کو اپنی مفارقت پر صبر کی تلقین فرمائی اور کہا کہ اے مسلمانو میں اب عنقریب تم سے رخصت ہونے والا ہوں جو احکام خدا مجھپر نازل ہوئے وہ سب میں نے تم کو پہنچا دیئے روزہ نماز حج زکات خمس جہاد حلال وحرام کے احکام تم کو بتا دیئے تمکو لازم ہے کہ تقوے اپنا شعار بناؤ حقوق ناس کی حفاظت کرو نماز و راستبازی میں غفلت و کوتاہی نہ کرو۔ پھر فرمایا کہ معلوم نہیں کہ تم میرے بعد کیا کارروائی کروگے اور کن کن فتنوں میں مبتلا ہو گے گو مجھے اس کا تو خوف نہیں ہے کہ تم لوگ پھر شرک کی طرف لوٹ جاؤ گے لیکن اس کا ضرور اندیشہ ہے کہ کہیں دنیا کی طرف راغب نہو جاؤ اور آپس میں خلاف ورزی کرو (مدارج النبوۃ) دیکھو میں دنیا سے جاتا ہوں اور تم کو خبر دیئے دیتا ہوں کہ اگر تم کتاب خدا اور میرے اہلبیتؑ کی پیروی اور اطاعت کروگے تو کبھی گمراہ نہوگے تم میں میرے اہلبیتؑ کشتی نوحؑ کی مانند ہیں۔ کہ جو اوس پر سوار ہو گیا اوس نے نجات پائی اور جس نے اوس سے روگردانی کی وہ غرق ہو گیا میرے اہلبیتؑ اور کتاب خدا ہیں جو ایک دوسرے سے بزرگتر ہیں کبھی جدائی نہو گی یہاں تک کہ دونوں حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہوں گے اگر ان میں سے ایک کی بھی مخالفت کروگے تو بروز قیامت تمہارا کوئی نیک عمل خدا قبول نہ کرے گا اور تمکو جہنم میں ڈالے گا۔ جس شخص

مکانوالوں نے) جو قول بخاری میں واقع ہے اوس سے بخاری کی مراد یہی ہے کہ جنمیں اختلاف واقع ہوا وہ اصحاب رسول تھے۔ اور نہیں ارادہ کیا بخاری نے اہلبیت میں سے کسی کا اوس جگہ موجود ہونا۔ ۱۲ مولف

نے میرے اہلبیت کے معاملہ میں مجھ کو اذیت پہونچائی اوس نے خدا کو اذیت پہونچائی خوب سمجھ لو اور یاد رکھو کہ جس شخص سے قرآن و اہلبیتؑ راضی وخوش ہوں گے اوس سے میں بھی راضی اور خدا بھی خوش ہوگا جس کی یہہ سفارش کریں گے خدا اوس کو بخش دیگا اور جس کی یہہ شکایت کریں گے خدا اوس کو کبھی نہ بخشیگا قسم ہے اوس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ ہم اہلبیتؑ سے کوئی شخص بغض نہ رکھیگا بجز اوس شخص کے جس کو خدا جہنم میں ڈالیگا ہمارا دوست خدا کا دوست اور ہمارا دشمن خدا کا دشمن ہے۔ میں اپنی اہلبیتؑ کو خدا کے سپرد کرتا ہوں اور ہر مومن کے لئے ودیعت چھوڑتا ہوں۔ پھر تین مرتبہ فرمایا انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتے اہلبیتی ما ان تمسکتم بہما لن تضلوا بعدی وانہما لن یفترقا حتے یردا۔ علی الحوض۔ اذکرکم اللہ فی اہلبیتی۔ میں نے یہہ وصیت خدا کے حکم سے کی ہے اس کو خوب یاد رکھو اور اس پر اچھی طرح سے عمل کرو اور اپنی اولاد کو سلسلہ بہ سلسلہ پہونچاتے رہو۔

اس کے بعد حضرت ختمی مرتبت نے اصحاب کو رخصت فرمایا۔ امام ابن عقدہ (اہلسنت) نے جو روایت حضرت ام سلمہؓ سے کتاب موالات میں لکھی ہے اوس میں یہہ بھی ہے۔ کہ حضور سرور عالم نے علیؑ مرتضیٰ کا ہاتھ پکڑکر اصحاب سے خطاب کیا کہ یہہ قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن اُس کے ساتھ ہے۔ کتاب امالی میں ابن عباس سے روایت ہے کہ بیماری کے زمانہ میں ایک روز پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قدر روئے کہ ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی۔ حاضرین نے پوچھا کہ آپ اس قدر کیوں روتے ہیں۔ فقال ابکے لذریتی وما تصنع بہم شرار امتی من بعدی کانی لفاطمہ بنتی وقد ظلمت بعدی وھی تنادی یا ابتاہ یا ابتاہ فلا یعینہا احد من امتی کانی بہا وقد دخل الذل فی بیتہا وانتھکت حرمتہا وغصبت حقہا ومنعت ارثہا وکسرت جنبہا وسقطت جنینہا۔ یعنے حضور نے فرمایا کہ میں اپنی ذریت اور اوس سلوک پر روتا ہوں جو اشرار امت میرے بعد اوس سے کریں گے۔ گویا کہ میں اپنی بیٹی فاطمہؑ کو دیکھ رہا ہوں کہ میرے بعد اوس پر ظلم کیا جارہا ہے اور وہ بابا۔ بابا چلارہی ہے اور میری امت میں سے کوئی اوس کی مدد نہیں کرتا۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ ذلت اُس کے گھر میں داخل ہوئی اور اوس کی حرمت ضایع کی گئی اور اوس کا حق غصب کیا گیا اور وہ میراث سے ممنوع اور محروم کی گئی اور اوس کا پہلو مجروح کیا گیا اور اس کا بچہ ساقط ہوا۔ جناب صدیقہ یہہ سُن کر رونے لگیں پیغمبر خدا نے فرمایا مت رُو وے فرزند

جگر بند۔ صدیقہ نے کہا کہ میں اپنی مصیبتوں پر نہیں روتی بلکہ آپ کی جدائی پر روتی ہوں۔ فقال لہا النبی ابشری یا بنت محمد بسرعۃ اللحاق بی فانک اول من یلحق بی من اھلبیتی (ابن عباس کی دوسری روایت کے مطابق) فانک لا تمکثین من بعدی الا اثنین وسبعین یوماً ونصف یوم حتی تلحقی بی ولا تلحقین بی حتی تتحفی بثمار الجنۃ فضحکت فاطمہ۔ یعنے سرور کائنات نے فرمایا کہ اے میری لخت جگر خوش ہو کہ تم مجھ سے جلد ملوگی اور میرے اہلبیت میں تم ہی سب سے پہلے میرے پاس آوگی۔ تم میرے بعد ساڑھے بہتّر دن سے زیادہ دُنیا میں نہ ٹھہروگی اور رحلت سے پہلے جنت کے میوے تمہارے پاس بطور تحفہ کے آئینگے یہہ سُن کر جناب صدیقہ نے تبسم فرمایا۔ جناب سرور عالم کی بیماری اور نقاہت اس درجہ بڑھی کہ مسجد میں تشریف لے جانے کی طاقت نہیں رہی تو آپ نے فرمایا کہ مسلمان میرے آنے کا انتظار نہ کریں خود نماز پڑھ لیں۔ حضرت عائشہ نے مسجد میں کہلا بھیجا کہ حضرت ابوبکر کو نماز پڑھانے کا حکم پیغمبر خدا نے دیا ہے۔ بیٹی کی طرف سے یہہ حکم سُن کر حضرت ابوبکر نماز پڑھانے کھڑے ہوگئے۔ مسجد تو قریب ہی تھی حضور سرور عالم کو جب یہہ معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر امامت کر رہے ہیں تو باوجود ضعف و نقاہت کے امیر المومنین اور حضرت عباسؓ پر تکیہ کئے ہوئے اس طرح مسجد میں تشریف لائے کہ پائے مبارک زمین پر خط کھینچتے جاتے تھے۔ حضرت ابوبکر کو ہٹا کر حضور نے بیٹھکر نماز پڑھائی (مناقب مرتضوی۔ حیات القلوب) علمائے اہلسنت تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر کو جب اثنائے نماز میں معلوم ہوا کہ حضور پر نور تشریف لائے ہیں تو پیچھے ہٹنا چاہا مگر پیغمبر خدا نے اشارہ کیا کہ اپنی مقام پر رہو اور خود اون کے بائیں جانب اور بقول ابن خلدون داہنی طرف بیٹھ کر نماز میں شریک ہوگئے حضرت ابوبکر نے پیغمبر خدا کی اقتدا کی اور دوسروں نے حضرت ابوبکر کی اس طرح اقتدا کی کہ وہ بآواز بلند تکبیر کہتے تھے۔ جس سے مقتدیوں کو رسول اللہ کے افعال نماز سے اطلاع ہوتی تھی (مدارج النبوۃ) بعد ختم نماز حضور دولتسرا میں تشریف لائے اور حضرت ابوبکر و عمر وغیرہ کو طلب کرکے ناخوشی کے لہجہ میں فرمایا کہ کیا میں نے تم لوگوں کو اسامہ کے ساتھ جانے کا حکم نہیں دیا ہے۔ اونھوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ بیشک آپنے حکم دیا تھا اور ہم لوگ مدینہ سے نکلکر اون کے لشکر میں شریک بھی ہوگئے تھے مگر ہم کو خبر ملی کہ حضور کا مزاج بہت نادرست ہوگیا ہے۔

ان سے خیریت دریافت کرنے کی غرض سے ہم واپس آ گئے۔ آنحضرت اون کے اس حیلے سے ناخوش ہوئے اور فرمایا کہ اب فورا تم لوگ لشکر اسامہ کے ساتھ روانہ ہو جاؤ جو شخص اس سے تخلف کرے گا اوس پر خدا کی لعنت ہے (ملل و نحل شہرستانی و شرح مواقف کتب اہلسنت) اس کے بعد وہ لوگ اوٹھ گئے اور حضور پر بوجہ تکان کے غشی طاری ہوئی۔ اہلبیت یہہ حالت دیکھکر سخت پریشان ہو گئے مگر تھوڑی دیر کے بعد غشی جاتی رہی اور افاقہ ہو گیا۔ (۱)

آپ ۲۸ صفر (یا بہ اختلاف روایات ۱۲۔ ربیع الاول ۱۱ھ ہجری کی صبح گریبان چاک کئے ہوئے نمودار ہوئی۔ حضور پُر نور کو معلوم ہوا کہ صبح کی نماز پھر حضرت ابوبکر پڑھا رہے ہیں۔ آپ نے مسجد کا قصد فرمایا اور حضرت ابوبکر کو (بقول حضرات امامیہ) ہٹا کر خود نماز پڑھائی اور بقول حضرات سینہ حضرت ابوبکر نے رسول اللہ کا آنا معلوم کر کے ہٹنا چاہا مگر حضور نے اون کو ارشاد کیا کہ اپنے مقام پر رہو اور خود اون کے داہنی طرف بیٹھکر نماز پڑھائی اور حضرت ابوبکر نے مکبری کی خدمت ادا کی۔ بعد نماز کے حضرت ابوبکر نے کہا کہ الحمد للہ اب آپ کا مزاج اچھا اور رو بصحت معلوم ہوتا ہے اس کے بعد رخصت ہو کر اپنے مکان کو جو محلہ سنح میں مدینہ سے دو میل کے فاصلہ پر تھا چلے گئے (مدارج النبوۃ تاریخ ابن خلدون وطبری وغیرہ) اور حضور سرور عالم بیت الشرف میں تشریف لائے۔ یہہ دن دوشنبہ کا تھا جس کی دوپہر کو آفتاب رسالت غروب ہونے والا تھا۔ جناب امیر اور حضرت سیدہ اور حسنین علیہم السلام پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہیں اور حضور سب کو تسلی و تشفی فرما رہے ہیں صاحبزادوں کو بار بار سینہ سے لگاتے ہیں اور اون کی خوشبو سونگھتے ہیں۔ جب رحلت کا وقت قریب آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر المومنین سے فرمایا کہ مجھ کو اپنے اوپر تکیہ دے کر بٹھاؤ۔ حضرت امیر نے پشت مبارک کی طرف بیٹھکر حضور کو اس طرح تکیہ دیا کہ آنحضرت کا سر اقدس جناب امیر کے سینہ مبارک پر تھا سرور عالم نے ایک چادر اوڑھ لی اور حضرت علی مرتضیٰ کو اوس کے اندر لے لیا اور کچھ اسرار آہستہ آہستہ تعلیم فرمائے اس کے بعد کہا کہ اب مجھے لٹا دو امیر المومنین نے بستر پر لٹا دیا اوس وقت حضور پر بہت ضعف طاری تھا اور آنکھیں بند تھیں۔ جناب سیدہ طاہرہ سرہانے بیٹھ گئیں۔ سید المرسلین آنکھیں بند کئے ہوئے خاموش لیٹے تھے کہ دروازہ پر ایک شخص

---

(۱) واضح ہو کہ نماز پڑھانے کے متعلق سینوں کے یہاں جو روایات وارد ہوئی ہیں اون میں باہم بہت اختلاف ہے۔ اور اگر بلا تعصب دیکھا جائے تو ان روایات مختلفہ سے حسب روایت اہل تشیع نتیجہ نکلتا ہے اس لئے ہم نے مختلف روایتوں کو لکھنا فضول سمجھ کر ترک کیا اور مدارج النبوۃ میں شاہ عبد الحق محدث دہلوی نے جو روایت لکھی

آنکھیں بند کئے ہوئے خاموش لیٹے تھے کہ دروازہ پر ایک شخص نے آواز دی السّلام علیکم اہل بیت النبوۃ و معدن الرسالۃ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مجھے حضرت ختمی مرتبت سے ملاقات کرنا ہے۔ اندر آنے کی اجازت دیجئے۔ جناب معصومہ نے سلام کا جواب دے کر فرمایا کہ اے شخص رسول اللہ کا مزاج اچھا نہیں ہے اس وقت ملاقات نہیں ہو سکتی۔ جواب سُن کر وہ شخص تھوڑی دیر خاموش رہا تھوڑے وقفہ کے بعد پھر اوس نے اوسی طرح حاضر ہونے کی اجازت مانگی جناب سیدہ نے پھر وہی جواب دیا تھوڑی دیر خاموش رہ کر تیسری مرتبہ اوس نے پھر اوسی طرح اجازت طلب کی لیکن ایسی ہولناک آواز سے کہ جناب طاہرہ ڈر گئیں اور حضرت رسالت پناہ نے آنکھیں کھولدیں اور پوچھا کہ کیا ہے۔ حضرت صدیقہ نے کہا بابا جان میری جان آپ پر فدا ہو۔ ایک شخص دروازے پر کھڑا آپ سے ملنے کیلئے اندر آنیکی اجازت مانگ رہا ہے۔ میں نے ہر چند اوس سے کہا کہ اس وقت ملاقات نہیں ہو سکتی لیکن وہ دروازے سے ٹلنے کا نام ہی نہیں لیتا اور اب کی مرتبہ تو اوس نے ایسی ڈراونی آواز سے اجازت مانگی ہے کہ میں چونک پڑی اور میرا دِل لرزنے لگا۔ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے جان پدر تم کو معلوم نہیں کہ یہہ کون ہے۔ یہہ ملک الموت حضرت عزرائیل ہیں جو عورتوں کو بیوہ اور بچوں کو یتیم کرتے ہیں یہی وہ فرشتہ ہے جو حکم قضا کی تعمیل میں نہ بوڑھے پر ترس کھاتا ہے اور نہ بچے پر رحم کرتا ہے۔ یہہ کسی کے گھر میں اجازت لیکر نہیں جاتا جہاں چاہتا ہے بیدھڑک چلا جاتا ہے اے نور دیدہ یہہ صرف تمہارے ہی گھر کی عزت ہے کہ ملائکہ دروازے پر کھڑے ہو کر ادب سے اذن طلب کرتے ہیں اور بلا اجازت داخل نہیں ہوتے۔ اب اونکو اندر آنیکی اجازت دو۔ جناب معصومہ یہہ سُنکر بیتابانہ رونے لگیں رسول اللہ نے اون کا ہاتھ لیکر اپنے سینۂ مبارک پر رکھا اور ایسے خاموش ہوئے کہ معلوم ہوا انتقال کر گئے جناب سیدہ نے حضور کے چہرۂ مبارک پر سر جھکایا اور رو رو کر کہنے لگیں اے بابا! اے بابا! آنکھیں کھولئے اور میری طرف دیکھئے اور مجھ سے بات کیجئے۔ پیغمبر خدا نے آنکھیں کھولدیں اور اپنے ہاتھ سے سیدہ کے آنسو پاک کر کے فرمایا اے لختِ جگر سکوت کرو کہ تمہارے رونے سے آسمان متزلزل اور ملائکہ وحاملان عرش بیچین ہو رہے ہیں (مدارج النبوۃ وغیرہ) جناب

دہی کو لکھنا کافی سمجھا۔ اگرچہ اہل سنت نے عموماً اس روایت پر زیادہ زور دیا ہے کہ پیغمبر خدا نے حضرت ابوبکر کو امامت نماز کی اجازت دی۔ اور وجہ اس روایت پر زور دینے کی یہہ ہے کہ اس سے وہ یہہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ اس اجازت سے خلافت کا ثبوت پیدا ہوتا ہے حالانکہ قطع نظر اور حالات مقبول فریقین کے نماز کی امامت سے خلافت کا منشا کسیطرح پیدا ہی نہیں ہوتا کیونکہ از روئے شرع اہلسنت نماز کی امامت ہر نیک و بد شخص کر سکتا ہے اور خلافت جو در اصل نبوت کی نیابت ہے ہر شخص نہیں کر سکتا بلکہ وہی شخص کر سکتا ہے جو رسول سی ہو جیسا تبلیغ سورہ برأۃ کیوقت رسول اللہ نے بحکم خدا صراحتاً ظاہر فرما دیا ہے۔ دیکھو تفسیر کبیر رازی و تفسیر درمنثور سیوطی وغیرہ۔ اس لئے امامت نماز سے خلافت پیغمبری کا منشا، پیدا کرنا قیاس مع الفارق ہے ۱۲ المؤلف

سیدہ نے پوچھا کہ آپ قیامت کے دن کہاں ہیں گے۔ حضور نے فرمایا کہ لوائے حمد کے نیچے تم مجھ کو پاؤگی جہاں میں اپنی اُمت کے لئے استغفار کر رہا ہونگا۔ پھر سیدہ نے کہا اگر آپ وہاں نہ ملیں؟ فرمایا تو پھر میں حوض کوثر کے قریب ملوں گا جہاں اپنی امت کو پانی پلاتا ہونگا۔ پھر سیدہ نے پوچھا کہ اگر وہاں بھی آپ نہ ملیں حضور نے فرمایا تو پھر میں صراط کے نزدیک ہونگا اور اپنی اُمت کے لئے دعا کر رہا ہونگا سیدہ نے کہا کہ اگر آپ سے وہاں بھی ملاقات نہ ہو۔ حضور نے فرمایا تو دوزخ کے کنارے تم مجھے پاؤگے جہاں میں اپنی امت کے گنہگاروں کو بچانے کی کوشش کر رہا ہونگا۔ اس کے بعد آنحضرت نے آنکھیں بند کرلیں جناب سیدۃ نے کہا واکرتباہ اور بیتاب ہوکر رونے لگیں سرور عالم نے دعا کی خداوندا! تو فاطمہؑ کو میری مفارقت پر صبر عطا فرما۔ اور جناب صدیقہ سے کہا کہ اے بیٹی صبر کر اور جب میری روح قبض ہو جائے تو انا للہ وانا الیہ راجعون کہنا۔ خداوند کریم نے ہر مصیبت کا عوض مقرر فرمایا ہے۔ سیدہ نے کہا کہ آپ کا عوض کیا ہوسکتا ہے! واکرتباہ حضور نے فرمایا کہ آج کے بعد تمہارے باپ پر کوئی کرب واندوہ نہ ہوگا۔
اس کے بعد ام المومنین عائشہ جناب خیر الانام کے قریب آئیں اور عرض کیا کہ یارسول اللہ مجھے بھی کچھ وصیت فرمائیے آپ نے جواب دیا کہ تم کو اور سب ازواج کو قبل ازیں جو وصیت کر چکا ہوں اوس پر عمل کرنا۔ پھر جناب سیدہ سے کہا کہ اپنے بچوں کو لاؤ۔ سیدہ نے اون کو پیش کیا۔ آنحضرت نے اون کو اپنے سینہ سے لگاکر خوب پیار کیا اور اون کی خوشبو سونگی۔ حضور جب سب سے رخصت ہو چکے تو ملک الموت اجازت پاکر حاضر ہوئے۔ امیر المومنینؑ نے سرہانے بیٹھکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سراقدس اپنی گود میں لے لیا۔ ملک الموت نے حضور سے عرض کیا کہ خداوند کریم نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ اگر آپ اجازت دیں اور دنیا سے رحلت فرمانا چاہیں تو میں آپ کی روح اقدس قبض کروں۔ حضرت خاتم الانبیاء نے فرمایا کہ اتنی دیر توقف کرو کہ جبرئیلؑ امین آلیں۔ اور میں اون سے کچھ گفتگو کرلوں۔ فوراً جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کہا کہ باری تعالےٰ کے حکم سے آج جہنم ٹھنڈا کر دیا گیا ہے تمام آسمانوں اور جنتوں میں آرائش کی گئی ہے ملائکہ رحمت اپنے ہاتھوں پر طبق جواہرات آپ پر نثار کرنے کی غرض سے لئے ہوئے آپ کے منتظر ہیں۔ انبیائے کرام آپکے استقبال کے لئے کھڑے ہیں حضور سید الانبیاء نے کہا کہ یہہ سب خدا کا فضل ہے جس کا شکر بندہ سے ادا نہیں ہوسکتا لیکن اے جبرئیلؑ یہہ بتلاؤ کہ میری امت گنہگار کے بارے میں اللہ جلشانہ کیا فرماتا ہے جبرئیلؑ نے عرض کیا کہ خدائے عزوجل فرماتا ہے کہ قیامت کے دن آپ کی امت اس قدر بخشی جائیگی کہ آپ خوش ہوجائینگے۔ یہہ بشارت سن کر امت کے سرپرست ماں باپ سے زیادہ شفیق

پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شکر کیا اور فرمایا کہ اب میرے دل کو اطمینان ہوگیا۔ اس کے بعد ملک الموت کو اجازت دی اور اونھوں نے روح اقدس قبض کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۱۲

چو تسلیم شد آن رسول کریم — شد از شرق تا غرب عالم یتیم

گھر میں کہرام عظیم برپا ہوگیا۔ ازواج و اہلبیت پیغمبر گریہ وزاری کرنے لگے۔ جناب فاطمہ زہرا رو رو کر کہتی تھیں ہائے بابا۔ آپ نے دعوت حق کی اجابت فرمائی اور مجھ کو چھوڑ کر فردوس برین کو تشریف لے گئے۔ ہائے بابا۔ اب جبرئیل کس کے پاس آئینگے اور وحی کس کو سنائینگے اے خدائے برتر میری روح کو باباجان کی روح کے پاس پہونچادے مجھ کو باباجان سے جدا نہ کر اور اون کی ملاقات سے محروم نہ رکھ۔ فردائے قیامت باباجان کی شفاعت مجھے نصیب کر اس اثناء میں یہہ آواز سنائی دی السلام علیکم یا اھل البیت ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کل نفس ذائقۃ الموت وانما توفون اجورکم یوم القیامۃ یعنے سلام ہو تمپر اور رحمت وبرکت خدا اے اہلبیت پیغمبر۔ ہر ذیحیات کو یہہ امر موت درپیش ہے خداوند کریم بروز قیامت تم کو پورا اجر عطا فرمائیگا جب آواز موقوف ہوئی تو لوگوں نے امیرالمومنین سے پوچھا کہ یہہ کس کی آواز تھی آپ نے تبلایا کہ وہ حضرت خضر کی آواز تھی اور وہ حضرت ہم کو پُرسا دینے آئے تھے (روضۃ الصفا۔ معارج النبوۃ۔ روضۃ الاحباب) حضور سرور عالم کے انتقال کی خبر سُن کر حضرت ابوبکر اپنے مکان سے (جو محلہ سنخ میں تھا) تشریف لائے اور تھوڑی دیر ٹھہرے۔ حضرت عمر و ابو عبیدہ نے کچھ آہستہ اون سے کہا اور تینوں بزرگوار اوٹھ کر سقیفہ کو چلے گئے جہاں کچھ لوگ پہلے سے جمع تھے۔ وہاں پہونچکر تقرر خلیفہ پر گفتگو شروع کی اس عرصہ میں وہاں بہت سے لوگ جمع ہوگئے اور بہت عرصہ تک قیل وقال کے بعد حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ آپ لوگ آپس میں جھگڑا نہ کریں عمر موجود ہیں اُن سے بیعت کر لیتے جائیں۔ عمر نے کہا کہ واہ! آپ بزرگ تجربہ کار ہیں آپ کے ہوتے میں کیونکر ایسی جرات کرسکتا ہوں یہہ کہہ کر جھٹ اون کا ہاتھ لے کر بیعت کرلی اون کے بعد ابو عبیدہ نے بیعت کی پھر اور لوگوں نے بیعت کی کچھ لوگ اس بیعت سے ناراض بھی ہوئے مگر چونکہ سلسلہ پڑگیا تھا کچھ لوگوں نے تو اوسی وقت وہیں حضرت ابوبکر کو خلیفہ تسلیم کرکے

۱؎ جناب رسالتمآب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر شریف انتقال کے وقت ۶۳ سال کی تھی ۴۰ برس کی عمر میں پیغمبر ہوئے اور بعد بعثت ۱۳ برس مکہ میں دعوت اسلام فرماتے رہے۔ ۵۳ برس کی عمر میں مدینہ کو ہجرت فرمائی اور ۱۰ برس مدینہ میں رہ کر تبلیغ رسالت فرمائی۔ ۲۸۔ صفر اور بقول دیگر ۱۲۔ ربیع الاول کو ۱۱؁ ہجری میں دنیا سے خلد برین کو تشریف لے گئے۔ ۱۲ المولف

بیعت کر لی اور باقی رفتہ رفتہ حضرت عمر وغیرہ کی کوشش سے بیعت میں داخل ہوتے گئے غرضکہ
سرسری طور سے حضرت ابوبکر خلیفہ مقرر ہو گئے (۱) امیرالمومنین علی مرتضیٰ علیہ السلام
نے تجہیز و تکفین کا سامان درست کیا۔ سب سے پہلے آپ نے ایک پردہ ڈالکر بیبیوں کو پس پردہ
بٹھلایا اور فضل بن عباس کو طلب کر کے اون کی آنکھوں پر پٹی باندھی تاکہ اون کی نظر آنحضرت
کے جسم اطہر پر نہ پڑے اور اون سے کہا کہ تم پانی ڈالو اور خود غسل دینے میں مشغول ہوئے جب
جسد اطہر کو پھیرنا چاہتے تھے تو وہ خود کروٹ لیلیتا تھا غسل دینے کے اثناء میں اتفاقاً فضل
ابن عباس کی پٹی کھل گئی اور اونکی نظر جسم اطہر پر پڑی جس سے اون کی بینائی جاتی رہی غرض
بعد غسل کافور جنت سے حنوط کر کے کفن پہنایا اور بنی ہاشم اور اُن چند اصحاب کو مثل سلمانؓ و ابوذرؓ
و عمارؓ و مقداد وغیرہ کے جو مسجد میں بیٹھے رو رہے تھے بلا کر نماز جنازہ پڑھائی اور آنحضرت کے
خاص حجرہ میں جسد اطہر کو دفن کیا جب حضرت ابوبکر خلیفہ ہو کر معہ حضرت عمر وغیرہ کے
سقیفہ سے لوٹے تو حضور سرور عالم دفن ہو چکے تھے بایں وجہ شرکت نماز وغیرہ سے محروم رہے
پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دفن کر کے لوگ جناب خیر النسا کی خدمت میں بغرض تعزیت
حاضر ہوئے سیدہ نے اون سے کہا کہ تم لوگوں کے دل نے کیونکر گوارہ کیا کہ رسول اللہ کو زیر زمین
رکھکر اون پر خاک ڈالی۔ اونھوں نے عرض کیا کہ اے بنت رسولؐ آپ کا ارشاد بجا ہے۔ ہمکو
بھی حضور سرور عالم کی مفارقت کا بہت بڑا صدمہ ہے لیکن کیا کریں حکم خدا سے چارہ نہیں۔
اسکے بعد حضرت خاتونؑ جنت گھبرا کر اوٹھیں اور اپنے پدر بزرگوار رسول مختار کے قبر منور پر آئیں
اور بہت روئیں اور مٹھی میں خاک لیکر اپنی آنکھوں پر ڈالی اور بطور نوحہ کے یہہ اشعار فرمائے

ماذا علے من شم تربۃ احمد ان لا یشم مدی الزمان غوالیا

یعنے جس شخص نے تربت احمدی کی خوشبو سونگھی اوسکو دوسری خوشبو سونگھنے کی حاجت نہیں

---

(۱) شمس العلما شبلی نعمانی کتاب الفاروق میں لکھتے ہیں:۔ "یہہ سچ ہے کہ حضرت عمر و ابوبکر وغیرہ آنحضرت کی تجہیز و تکفین چھوڑ کر سقیفہ بنی ساعدہ کو چلے گئے۔ یہہ بھی سچ ہے کہ اونھوں نے سقیفہ میں پہونچکر خلافت کے بارے میں انصار سے معرکہ آرائی کی اور اس طرح کوشش میں مصروف رہے۔ کہ گویا اون پر کوئی حادثہ ہی نہیں آیا تھا۔ یہہ بھی سچ ہے کہ اونھوں نے اپنی خلافت کو نہ صرف انصار بلکہ بنو ہاشم اور حضرت علیؑ سے بزور منوانا چاہا گو بنی ہاشم نے بآسانی اون کی خلافت تسلیم نہیں کی" ان تمام امور کی تصدیق کر کے شمس العلما موصوف اپنی رائے اور قیاس قائم فرماتے ہیں جس سے ہم کو تعلق نہیں ہے اور نہ اوسپر بحث کرنا منظور ہے۔ ہماری نظر واقعات پر ہے اور واقعات پر کسی کی رائے اور قیاس کو ترجیح نہیں ہو سکتی۔ ۱۲ المولف

صبت علی مصائب لوانہا صبت علی الایام صرن لیالیا

یعنے مجھ پر وہ مصیبتیں وارد ہوئیں کہ اگر وہ مصیبتیں روز روشن پر پڑتیں تو وہ شب تار ہو جاتے

اذا اشتد شوقی زرت قبرک باکیا انوح واشکو لم ارک مجاوبی

یعنے جب میرا شوق زیادتی کرتا ہے تو روتی ہوئی آپکی قبر کی زیارت کرتی ہوں اور نوحہ و شکایت کرتی ہوں لیکن آپ کچھ جواب نہیں دیتے۔

ایا ساکن الغبرا علمنی البکاء + وذکرک انسانی جمع المصائب

یعنے اے بابا آپکے زیر زمین ساکن ہوجانے نے مجھے رونا سکھا دیا اور آپکے ذکر نے تمام مصیبتیں مجھے بھلا دیں۔

فان کنت عنی فی التراب مغیبا فما کنت عن قلبی الحزین لغائب

یعنے اگرچہ آپ زیر زمین پنہان ہوکر غائب ہو گئے لیکن میرے قلب حزین سے آپ غائب نہیں ہیں۔ یہ اشعار بھی جناب سیدہ کی طرف منسوب ہیں۔

نفسی علی زفراتہا محبوسۃ یالیتہا خرجت مع الزمرات

یعنے میرا نفس ہچکیوں میں مقید ہے کاش وہ ہچکیوں کے ساتھ نکل جاتا

لا خیر بعدک فی الحیات وانما ابکی مخافۃ ان تطول حیات

یعنے آپکے بعد اے بابا زندگانی دنیا میں کوئی عمدگی نہیں ہے۔ اس خوف سے روتی ہوں کہ کہیں میری زندگی زیادہ نہو۔ (مدارج النبوہ و معارج النبوۃ)

گریہ و بکا جناب سیدہ

جناب رسالتمآب کی رحلت کا جو صدمہ اہلبیت اور خصوصاً حضرت معصومہ کو ہوا وہ بیان سے باہر ہے۔ حضور کے انتقال کے بعد پھر کسی نے خیر النساء کو زندگی بھر ہنستے نہیں دیکھا ہر وقت اپنے پدر بزرگوار کے فراق میں رویا کرتی تھیں۔ سات روز تک متواتر یہہ حالت رہی کہ کسی وقت گریہ وزاری موقوف نہیں ہوئی۔ آٹھویں دن بیتاب ہوکر افتان و خیزان جناب رسالتمآب کی قبر مطہر پر جانیکے لئے باہر نکل آئیں۔ بسبب گریہ و رقت کے آنکھوں سے کچھ دکھائی نہ دیتا تھا اور بیخودی سے پائے مبارک گوشۂ چادر میں اولجھ جاتے تھے۔ بنی ہاشم کی عورتوں نے اون کو حلقہ میں لیلیا۔ روتی ہوئی پیغمبر خدا کی قبر پر پہونچیں۔ اور اس طرح نوحہ کرنے لگیں۔

قل صبری وبان عنی عزائی بعد فقدی لخاتم الانبیاء

یعنے خاتم الانبیا کی وفات کے سبب سے میرے صبر نے کمی کی اور تسکین خاطر نے مجھ سے دوری اختیار کی

عین یا عین اسکبی الدمع سحا ویک لا تبخلی بفیض الدماء

یعنے اے چشم آنسوؤں کو مسلسل جاری کر اس مقام حسرت و افسوس میں اشک بہانے میں بخل نہ کر

یا رسول اللہ یا خیرۃ اللہ ۔ وکہف الایتام والضعفاء ۔ قد بکتک الجبال والوحش جمیعا ۔ والطیر والارض بعد بکاء السماء
یعنی اے رسول خدا بر گزیدہ بارگاہ کبریا اے جائے پناہ یتیمان وضعیفان آپ پر پہاڑ اور جانور اور پرندے اور زمین بعد گریہ آسمان روتے ہیں
وبکاک الحجون والرکن والمشعر یا سیدی مع البطحاء ۔ وبکاک المحراب والدرس للقران ۔ فی الصبح معا والمساء
یعنی اے بابا آپ پر حجون ورکن اور مشعر الحرام اور بطحا روتے ہیں اور اے بابا آپ پر محراب عبادت وتلاوت قرآن ہنگام صبح وشام گریہ کرتے ہیں
وبکاک الاسلام اذ صار فی الناس غریبا من سائر الغرباء ۔ والمنبر الذی کنت تعلوہ علاہ الظلام بعد الضیاء
اے بابا رسول اللہ آپ پر اسلام روتا ہے جو آپکے نہ ہونے سے لوگوں کی نظروں میں غریب ومضمحل ہوگیا ہے اور کیا بابا آپ نہیں دیکھتے
اوس منبر کو جس پر آپ رونق افروز ہوتے تھے کہ اب اوس پر بعد روشنی کے تاریکی نے اپنی جگہ کر لی ہے۔
یہہ مرثیہ پڑھ کر اسقدر روئیں کہ غش آگیا ۔ زنان بنی ہاشم نے رخ انور پر پانی چھڑکا جب ہوش آیا
تو پیغمبر خدا کی روح اقدس کو خطاب کرکے کہا یا ابتاہ بقیت والھۃ وحیدۃ وحیرانۃ فریدۃ فقد انخمد
صوتی وانقطع ظھری وتنغص عیشی وتکدر دھری یعنی اے بابا بعد آپکے میں تنہا والہ وحیران ہوں
روتے روتے میری آواز بیٹھ گئی اور بار غم سے میری کمر ٹوٹ گئی ۔ زندگی سے دل بیزار ہوگیا اور زمانہ
میری نظروں میں مکدر ہوگیا ۔ یا ابتاہ فما احد بعدک انیسا الوحشتی ولا راد لدمعتی ولا معینا لضعفی
یعنی اے بابا بعد آپکے میں اپنی وحشت ومصیبت میں کسی کو مونس وغمگسار نہیں پاتی ۔ میرے آنسوؤں
کا پوچھنے والا کوئی نظر نہیں آتا اس ضعف وناتوانی میں میرا کوئی معین ومددگار نہیں ہے ۔ فقد
فنی بعدک محکم التنزیل ومھبط جبرئیل ومحل میکائیل یعنی اے بابا آپکے بعد وحی کا نازل ہونا
اور جبرئیل ومیکائیل کا آنا موقوف ہوگیا ۔ انقلبت بعدک یا ابتاہ الاسباب اغلقت دونی
الابواب ۔ یعنی ہائے بابا آپکے بعد تمام امور منقلب ہوگئے اور دروازے کشادہ بند ہوگئے ۔ فانا
للدنیا بعدک قالیۃ وعلیک ماترددت انفاسی باکیۃ ۔ یعنی ہائے بابا آپکے بعد دنیا سے
مجھے نفرت ہوگئی اور میری سانس آپ پر روتی ہوئی آجاتی ہے ۔ لاینفد شوقی الیک ولا
حزنی علیک ۔ یعنی میرا شوق آپ کی طرف سے بابا جان کم نہیں ہوتا اور آپکے غم مفارقت
میں کمی نہیں ہوتی ۔ ثم نادت یا ابتاہ واباہ ۔ اس کے بعد آپنے چیخ ماری ہائے ابا ہائے میرے
پالن ہارے! پھر یہہ اشعار فرمائے :۔

ان حزنی علیک حزن جدید ۔ وفوادی واللہ صب عنید

یعنی اے بابا میرا غم جو آپکے لئے ہے ہر گھڑی تازہ ہوتا ہے واللہ میرا دل آپکی محبت میں مستمند ہے

کل یوم یزید فیہ شجونی ۔ واکتیابی علیک لیس یبید

یعنے بعد آپ پر میرا غم واندوہ زیادہ ہوتا ہے اور مجھ پر جو آپ کا رنج والم ہے اوسمیں کمی نہیں ہوتی

حبل خلبی فبان عنے عـزائی　　فبکائی فے کل وقت جدید

یعنے میری مصیبت عظیم ہوگئی ہے اور مجھ سے صبر وتسکین جاتی رہی ہے اور میرا گریہ ہر وقت تازہ ہوتا ہے

ان قلبا علیك یالف صبرا　　او عـزاء فانہ لجلید

یعنے اے بابا جو دل آپکے غم میں صبر کرے یا مصیبت کے احساس میں کمی کرے وہ بہت سخت ہے۔

زنان بنی ہاشم نے جب دیکھا کہ آپ کی حالت نہیں سنبھلتی اور روتے روتے غیر ہوئی جاتی ہے تو بدقت تمام رسول اللہ کی قبر سے جدا کر کے بیت الشرف میں لائیں۔ ہر چند کوشش کی جاتی تھی کہ کسی وقت گریہ وزاری سے چین لیں اور آہ ونالہ موقوف کریں مگر کچھ تسکین نہ ہوتی تھی۔ سوائے نالہ وفریاد کے کوئی کام نہ تھا۔ رات دن ڈاڑہیں مار مار کر روتی تھیں اور کسی وقت آنسو نہ تھمتے تھے

امیر المومنین کا طرز عمل خلافت کے متعلق

حضرت امیر المومنین نے جب دیکھا کہ مسند خلافت پر حضرت ابوبکر متمکن ہو گئے ہیں تو پہلے آپنے اپنے حق کا اظہار فرمایا اور خدا ورسولؐ کے احکام یاد دلائے لیکن جب بجز بنی ہاشم اور چند اصحاب خاص کے کوئی متوجہ نہوا تو حضور نے مصلحتاً سکوت فرمایا اور عزلت گزین ہو کر قرآن جمع کرنے میں مشغول ہوئے اور جس سلسلہ سے قرآن نازل ہوا تھا اوسے سلسلہ سے اوس کو جمع کیا لیکن مسلمانوں نے اوس کو قبول نہ کر کے اپنی رائے سے جمع کر کے شائع کیا چنانچہ اسی وجہ سے قرآن کی ترتیب بہ حسب نزول نہیں ہے ایک روز ابوسفیان انکی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کہ یا علیؑ! آپنے کیونکر اس کو گوارا کیا کہ قبیلہ بنی تیم میں سے جو قریش میں سب سے حقیر قبیلہ ہے ایک معمولی شخص حاکم بن جاوے اور آپ باوجود ہر قسم کی شرافت واستحقاق کے محروم رہیں اگر آپ کا ذرا سا اشارہ ہو جائے تو میں آپ کی کمک کے لئے اس وادی کو سواروں اور پیدلوں سے بھر دوں۔ چونکہ ابوسفیان اون لوگوں میں سے تھا جو مکہ فتح ہونے کے وقت محض جان کے خوف اور مال کی طمع سے مسلمان ہوئے تھے اس لئے حضور نے اوسپر اعتماد نہیں کیا اور جواب دیا کہ اے ابوسفیان میں تیری چالوں سے خوب واقف ہوں تو اسلام ظاہری قبول کرنے سے پہلے بھی ہمیشہ جھگڑے اور فساد اوٹھایا کرتا تھا۔ اور اب پھر فتنہ برپا کر کے خونریزی کرانا چاہتا ہے (روضتہ الصفا وغیرہ) جب حضرات ابوبکر وعمر کو معلوم ہوا کہ ابوسفیان کا رخ اون کی طرف سے پھرا ہوا ہے اور یہ وہ جتھے والا ہے تو اوس کو ملاتے اور راضی کرنے کے لئے ملک شام کی حکومت اوس کے بڑے بیٹے یزید کو دینے کا وعدہ

کیا۔ ابوسفیان تو دینا چاہتا ہی تھا اسپر راضی ہوکر اوس نے اون سے بیعت کر لی۔ (روضتہ الصفا)

ایک روز جناب صدیقہ طاہرہ صلوٰۃ اللہ علی ابیہا و علیہا نے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے کہا کہ ان لوگوں نے غدر کیا اور خلاف حکم خدا و رسولؐ عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لیکر آپ کو آپ کے حق سے محروم کیا۔ آپ اُنسے جنگ کیوں نہیں کرتے؟ حضور نے کہا کہ میں اُن سے جہاد کرتا لیکن ایک تو قلت انصار مانع ہے دوسرے مجھ کو اندیشہ ہے کہ جنگ ہوتے ہی اسلام کا شیرازہ بکھر جائیگا جو لوگ آج اسلام کا پردہ اپنے اوپر ڈالے ہوئے ہیں وہ اوس کو اوتار پھینک دیں گے اور علانیہ کفر کا لباس پہن لیں گے۔ اسلام وہ ہے جس کو میرے حبیب حضرت رسالت پناہ نے اور میں نے بڑی مصیبتیں جھیل کر اور جان جوکھم کر کے قائم کیا ہے۔ جتنا درد اسلام مجھ کو ہے دوسرے کو نہیں ہو سکتا۔ اسوقت اسلام کا بقا اسی میں ہے کہ میں صبر کے ساتھ سکوت کروں اور موقع و محل سے لوگوں کو صراط مستقیم کی ہدائیت اور احکام شریعت کی اشاعت کرتا ہوں اسلام باقی رہیگا تو لوگوں کو خود حق و باطل معلوم ہو جائیگا اور درجہ ایمان پر فائز ہونیکا موقع ملے گا۔ جناب صدیقہ نے کہا کہ آپ سچ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ کے بعد آپ ہی دین اسلام کے حافظ ہیں اور جو آپ کی مصلحت ہے وہی بجا و درست ہے (ناسخ التواریخ)

تحفہ بہشت ۔ حضرت سلمان فارسی رح ناقل ہیں کہ جناب سرور عالمؐ کے انتقال کے بعد دس دن تک غم و الم کے مارے میں گھر سے نہیں نکلا۔ دس روز کے بعد گھر سے نکلا تو امیرالمومنینؑ سے ملاقات ہوئی حضور نے فرمایا کہ اے سلمان رح! رسول کے بعد تو تمنے ہم سے ملاقات ہی ترک کر دی میں نے عرض کیا کہ معاذاللہ بھلا میں آپ کو ترک کر سکتا ہوں اصل وجہ خدمت میں حاضر نہونے کی یہ ہے کہ سرور موجوداتؐ کے انتقال سے دل پژمردہ ہو گیا ہے اور باہر نکلنے کو جی نہیں چاہتا۔ آنحضرت نے فرمایا کہ خیرالنسا تمہارے دیکھنے کی مشتاق ہیں اور بہشت سے اون کے واسطے جو ہدیہ آیا ہے وس میں سے کچھ حصہ تمہارے لئے رکھ چھوڑا ہے۔ میں نے تعجب سے پوچھا کہ پیغمبر خدا کے بعد بھی آپ کے یہاں بہشت سے تحفے آتے ہیں۔ حضرت امیرؑ نے کہا کہ ہاں کل ہی تو بہشت سے ہدیہ آیا ہے۔ یہہ سُنکر میں آنحضرتؐ کے بیت الشرف پر جلد پہونچا۔ جناب سیدہ طاہرہ عبا اوڑھے ہوئے تھیں مجھ کو دیکھ چادر اوڑھ لی میں نے آداب عرض کیا آپنے سلام کا جواب دے کر فرمایا کہ اے سلمانؓ! بابا جان کے انتقال کے بعد کیا تم بھی مثل اور لوگوں کے ہم سے کنارہ کش ہو گئے اور ہم کو ترک کر دیا۔ میں نے عرض کیا کہ یا سیدہ! میں آپکے گھر کا غلام ہوں آپ اہلبیت پیغمبر ہماری نجات کے ذریعہ ہیں آپکو چھوڑ کر میں خدا و رسولؐ کو کیا مُنہ دکھلاؤں گا۔ آپ کے پدر بزرگوار رسولؐ خدا کے غم میں حضرت

نکلنا نہیں ہوا اور اسی وجہ سے حاضری میں قاصر رہا۔ اس کے بعد جناب صدیقہ طاہرہ نے کہا کہ اچھا بیٹھو اور جو میں کہتی ہوں اوسے غور سے سنو۔ کل دروازہ بند تھا اور میں اسی جگہ بابا جان کے غم فراق میں بیٹھی ہوئی خیال کر رہی تھی کہ وحی کا آنا موقوف اور ملائکہ کا نزول منقطع ہو گیا کہ دروازہ خود بخود کھلا اور تین لڑکیاں نہایت حسین و پاکیزہ آئیں اور مجھے سلام کیا انہیں نے ترحیب و ترجیب کے بعد پوچھا کہ آپ لوگ مکہ سے آئی ہیں یا مدینہ ہی کی رہنے والی ہیں ؟ اونھوں نے جواب دیا کہ اے بنت محمدؐ ہم لوگ اہل ارض سے نہیں ہیں بلکہ حورالعین ہیں ہم کو آپ کی ملاقات کا بہت اشتیاق تھا۔ اس لئے ہم بحکم خدا آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہیں اون میں جو بڑی معلوم ہوتی تھی اوس سے میں نے پوچھا کہ آپ کا نام کیا ہے اوس نے جواب دیا کہ میرا نام مقدودہ ہے میں نے وجہ تسمیہ پوچھی تو اوس نے کہا کہ خداوند کریم نے مجھ کو مقداد بن اسود صحابی رسول اللہ کی خدمت کے واسطے خلق فرمایا ہے اس لئے میرا نام مقدودہ ہے۔ پھر میں نے دوسری لڑکی سے اوس کا نام پوچھا تو اوس نے اپنا نام ذرہ تبلایا اور وجہ تسمیہ یہہ بیان کی کہ اللہ تعالے نے مجھے ابوذر غفاریؓ صاحب رسول کیواسطے پیدا کیا ہے پھر میں نے تیسری لڑکی سے اوس کا نام پوچھا تو اوس نے کہا کہ میرا نام سلمی ہے اور آپ کے والد کے غلام سلمانؓ فارسی کے لئے حق تعالے نے مجھے پیدا کیا ہے۔ اس کے بعد اون لڑکیوں نے میرے سامنے رطب پیش کئے جو نہایت سفید و خوشبودار تھے چنانچہ اون میں سے یہہ رطب تمہارے لئے رکھ چھوڑے ہیں لو اور شام کو انہیں سے روزہ افطار کرنا اور اُن کی گٹھلی کل لاکر مجھے دینا۔ حضرت سلمانؓ کہتے ہیں کہ میں اون رطب کو لے کر اپنے گھر کو واپس ہوا تو راستہ میں جو شخص ملتا تھا وہ پوچھتا تھا کہ اے سلمان کیا تمہارے پاس مشک ہے۔ غرض جب شام ہوئی تو میں نے اونہیں رطب سے افطار کیا لیکن اون میں گٹھلی نام کو بھی نہ نکلی۔ میں نے دوسرے روز حاضر ہو کر جناب سیدہ طاہرہ سے عرض کیا کہ اون میں تو گٹھلی نہیں نکلی۔ آپ نے فرمایا اے سلمانؓ ان رطبوں میں گٹھلی نہیں ہوتی یہہ رطب اوس درخت کے ہیں جس کو اللہ تعالے نے دار السلام میں ایک کلام سے پیدا فرمایا ہے اور وہ کلام بابا جان نے مجھ کو تعلیم فرمایا ہے اور صبح و شام میں اُس کلام کو پڑھا کرتی ہوں (ناسخ التواریخ)

حضرت بلال کا اذان دینا جناب رسالتمآب ص کے انتقال کے بعد بلال نے اذان کہنا ترک کر دیا تھا۔ ایک روز جناب معصومہؑ نے

ا‍ے مرحبا کہنا۔ ے تعظیم کرنا۔

کہاکہ باباجان کے موذن کی اذان سننے کو جی چاہتا ہے۔کسی نے بلال رہ کو اس امر کی خبر کردی جناب سیدہ کی خواہش سنکر وہ نماز کے وقت مسجد میں آئے اور اذان دینا شروع کی جسوقت اونھوں نے اللہ اکبر کہا حضرت صدیقہ ء بیتاب ہوکر رونے لگیں جب اونھوں نے کہا اشہد ان محمداً رسول اللہ تو آپ نے ایک چیخ ماری اور بیہوش ہوگئیں۔کسی نے دوڑ کر بلالؓ سے کہاکہ چپ رہو سیدہ کی حالت غیر ہوگئی ہے کہیں ایسا نہو کہ انتقال کرجائیں۔بلال فوراً خاموش ہوگئے اور در دولت پر حاضر ہوئے جب آپ کو افاقہ ہوا تو پوچھا کہ بلال نے پوری اذان کیوں نہیں دی۔بلال نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔آپ کی حالت ایسی غیر ہوگئی تھی کہ جس سے خوف ہوا کہ مبادا آپ کی روح اقدس پرواز کرجائے اس لئے میں پوری اذان نہیں دے سکا۔

امیرالمومنینؑ کو بیعت کے لئے طلب کرنا

اہلبیت پیغمبر پر آنحضرت ء کی رحلت سے آلام و مصائب کا پہاڑ ٹوٹ پڑا تھا اور وہ سب سوگوار محزون وملول تھے حضرت زہراء کے حزن وملال کی تو کوئی انتہا ہی نہ تھی۔دن رات نوحہ وزاری میں گذرتے تھے۔چھوٹے چھوٹے بچے جدا گریان و پریشان تھے گھڑی گھڑی پوچھتے تھے کہ ناناجان کہاں ہیں۔پیغمبر خدا کی محبتیں اور شفقتیں اونہیں یاد آتی تھیں اور بلبلایا کرتی تھیں۔ بنی ہاشم اور وہ اصحاب پیغمبر جن کو اہلبیت رسالت سے خاص مودت وعقیدت تھی جیسے کہ سلمانؓ فارسی۔ابوذرؓ غفاری۔عمارؓ یاسر۔مقدادؓ وغیرہ جن کی نسبت ترمذی اور حاکم نے بریدہ کی سند سے لکھا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ مجھے چار آدمیوں سے محبت کرنیکا حکم خدا نے دیا ہے جن میں فرد اکمل علی ابن ابی طالب ہیں اور باقی سلمانؓ و ابوذرؓ و مقدادؓ ہیں اصحاب کا تذکرہ فرماتے ہوئے پیغمبر خدا نے فرمایا اصدقہم ابوذرؓ (طبری) جب آنحضرت ہجرت کرکے مدینہ میں تشریف لائے اور مسجد تعمیر کرارہے تھے اور حضرت عمر نے حضرت عمار ابن یاسر کو کچھ سخت بات کہدی تھی تو سرور عالم کو حضرت عمر کی سخت کلامی بہت ناگوار ہوئی تھی اور فرمایا تھا کہ عمار تو میری آنکھوں کے برابر ہے (روضتہ الصفا) الغرض یہہ بزرگوار حضرت صدیقہ کبریٰ بضعتہ المصطفیٰ ء کے بیت الشرف پر اکثر حاضر ہوا کرتے تھے۔ حضرت امیرالمومنین ء اور ان اصحاب پیغمبر نے بھی حضرت ابوبکر کی بیعت سے انکار کردیا تھا اور اون کی خلافت کو ناحق جانتے تھے۔حضرت ابوبکر اور عمر کو یہہ خیال ہوا۔اور حضرت علیؑ کے حقدار خلافت ہونے کی وجہ سے اون کو اس کا کھٹکا (اگرچہ بے بنیاد ہو) ہونا ہی

چاہئے تھا کہ یہہ لوگ حضرت امیرؑ کے پاس اس غرض سے آتے ہیں کہ اون کی حکومت کے خلاف کوئی سازش کریں۔ اس خیال سے (بقول شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی) حضرت ابوبکر نے حضرت عمر سے فرمایا کہ چند مسلح لوگوں کو لیکر جاؤ اور قتال کرکے ان لوگوں کو فاطمہؑ کے گھر سے نکال دو اور علیؑ کو گرفتار کرلاؤ چنانچہ حضرت عمر نے مسلح لوگوں کی ایک فوج لے کر اہلبیتؑ رسالتؐ کے گھر پر چڑھائی کی چلتے چلتے حضرت عمر نے بنت رسولؐ کا گھر پھونکنے کے لئے تھوڑی سی آگ بھی ساتھ لے لی۔ جب یہہ لوگ اس طرح جناب فاطمۃ الزہراؑ کے بیت الشرف پر پہونچے تو امیرالمومنینؑ کو آواز دی کہ باہر نکلو اور چل کر ابوبکر سے بیعت کرو ورنہ ہم تمہارے گھر میں آگ لگادیں گے امیرالمومنینؑ نے جواب دیا کہ یہہ تم لوگوں کی بد عہدی ہے جو مجھ سے بیعت ابوبکر کے طالب ہو۔ جناب معصومہ چادر اوڑھ کر قریب در آئیں اور حضرت عمر سے فرمایا کہ اے ابن خطاب یہہ کیا تمہاری زیادتی ہے کہ ہم کو گھر میں بھی چین سے بیٹھنے نہیں دیتے۔ کیا بابا رسول اللہ نے تمکو یہی وصیت کی تھی جو تم اون کی آنکھ بند ہوتے ہی اس طرح بدل گئے اور اب گھر پھونکنے پر بھی تیار ہوگئے۔ ذرا تو خدا اور رسولؐ کا پاس کرو۔ حضرت عمر نے کہا کہ میں ان باتوں کی پرواہ نہیں کرتا اگر تم لوگ ابوبکر سے بیعت نہ کروگے تو تمہارے گھر کو اور تم سب کو جو اس گھر میں ہو جلا کر خاک سیاہ کردوں گا (تاریخ ابوالفدا و تاریخ مسٹر گبن و کتاب سقیفہ ابوبکر جوہری و کتاب الامامت والسیاست ابن قتیبہ دینوری وغیرہ) بروایت مصنف ابن ابی شیبہ و تاریخ کبیر طبری و کتاب جمع الجوامع امام سیوطی و کنز العمال علی متقی و ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ حضرت عمر نے یہہ جواب دیا کہ اے بنت محمدؐ خدا کی قسم آپ ہم کو سب سے زیادہ محبوب ہیں تاہم اگر یہہ لوگ آپ کے یہاں اس طرح مجمع کرتے رہے تو میں ان کی وجہ سے آپکے گھر کو آگ لگادوں گا اور آپ کی بھی کچھ رعائیت نہ کروں گا۔ (۱)

جناب معصومہ نے کہا کہ اے ابن خطاب تو اتنی زیادتی یقیناً نہیں کرے گا۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ ضرور

---

(۱) تاریخ ابوالفدا کی عبارت یہہ ہے۔ ان ابابکر بعث عمر بن الخطاب الی علی ومن معہ لیخرجہم من بیت فاطمۃ وقال ان ابوا علیک فقاتلہم فاقبل عمر بشیٔ من نار علی ان یضرم الدار فلقیتہ فاطمۃ وقالت الی این یا ابن الخطاب اجئت لتحرق دارنا قال نعم او تدخلوا فیما دخل فیہ الامۃ۔ یعنے ابوبکر نے عمر کو حکم دیا کہ علیؑ کو اور جو کوئی اون کے ساتھ ہو فاطمہؑ کے گھر سے نکال دو اور اگر وہ نمانیں تو اون سے قتال کرو پس عمر خانۂ فاطمہؑ جلانے کے ارادہ سے تھوڑی سی آگ لیکر وہاں گئے۔ فاطمہؑ نے کہا کہ اے ابن خطاب کیا تم میرا گھر پھونکنے آئے ہو۔ عمر نے کہا کہ بیشک ورنہ جس طرح اور لوگوں نے ابوبکر سے بیعت کرلی ہے تم بھی اون سے بیعت کرلو۔ تاریخ طبری کی عبارت یہہ ہے:۔ حدثنا ابن حمید قال حدثنا جریر عن مغیرۃ عن زیاد بن کلیب قال اتی عمر ابن الخطاب منزل علی وفیہ طلحۃ والزبیر ورجال من المہاجرین فقال واللہ لاحرقن علیکم او لتخرجن الی البیعۃ یعنے ابن حمید نے بیان کیا کہ ہم سے جریر نے اور اوس سے مغیرہ نے اور اوس سے زیاد بن کلیب نے کہا کہ عمر ابن الخطاب علیؑ کے مکان پر گئے اور وہاں مہاجرین میں سے

لمصطفیٰ

کروں گا نہیں تو جسطرح اور لوگوں نے ابوبکر سے بیعت کرلی ہے تم بھی کرلو۔ جناب فاطمۃ البضعۃ ا
لنے فریاد کی کہ اے بابا رسول اللہ پسران ابو قحافہ و خطاب کے ہاتھوں ہم پر کیا کیا ظلم ہو رہے ہیں
اور ہم نے کیا کیا اُن کے ہاتھوں نہیں دیکھا (کتاب الامامت والسیاست ابن قتیبہ دینوری و کتاب
سقیفہ ابوبکر جوہری) اس مقام پر صاحب ناسخ التواریخ نے جناب فاطمۃ الزہراؑ کے بیت الشرف میں

طلحہ و زبیر وغیرہ تھے۔ عمر نے کہا کہ خدا کی قسم میں گھر میں آگ لگا کر تم لوگوں کو جلا دوں گا۔ ورنہ نکلکر ابوبکر سے بیعت کرو
ابن عبد ربہ کی کتاب العقد کی عبارت یہہ ہے۔ الذین تخلفوا عن بیعۃ ابی بکر علی والعباس والزبیر و سعد فقعدوا فی بیت فاطمۃ حتی بعث الیہم ابوبکر عمر بن الخطاب
لیخرجہما من بیت فاطمۃ وقال لہ ان ابیا فقاتلہما فاقبل بقبس من النار علی ان یضرم علیہم الدار فلقیتہ فاطمۃ فقالت
یا ابن الخطاب جئت لتحرق دارنا قال نعم او یدخلوا فیما دخلت فیہ الامۃ۔ یعنے ابوبکر کی بیعت سے علی و عباس و زبیر
و سعد بن عبادہ نے مخالفت کی۔ اور علیؑ و عباسؓ فاطمہ کے گھر میں بیٹھے تھے کہ ابوبکر نے ابن خطاب کو حکم دیا کہ ان
دونوں کو فاطمہؑ کے گھر سے نکال دو اور اگر نہ مانیں تو اون سے قتال کرو۔ پس عمر تھوڑی سی آگ لے کر گھر پھونکنے کے
ارادہ سے اون کے مکان پر آئے فاطمہؑ نے اون سے کہا کہ اے پسر خطاب کیا ہمارا گھر پھونکنے آئے ہو۔ عمر نے کہا
کہ ہاں بیشک ورنہ یہہ لوگ ابوبکر سے بیعت کرلیں۔ یہہ کتابیں جن کا حوالہ اس حاشیہ میں اور نیز متن میں ہمنے دیا
ہے علماء و مورخین اہلسنت کی ہیں۔ اب ہم ناسخ التواریخ کی عبارت ذیل میں لکھتے ہیں جس کے مولف کا مذہب شیعہ ہے
پس یعنے با مہاجر و انصار آورد (یعنے علی مرتضیٰ) و بہ اعلیٰ صوت ندا در داد کہ اے مہاجر و انصار من بعد از رسول خدا ام
نخستین بغسل او پرداختم و کار کفن و دفن نیز بساختم آنگاہ قرآن را از صحف شتات و اکتاف و رقاع فراہم آوردم تمامت
تنزیل و تاویل و ناسخ و منسوخ را در ثوب واحد جاے دادم ہیچ آیتے بر رسول خدا فرود نشد جز اینکہ من جامع بودم و ہیچ آیتے
بجائے نماند جز اینکہ پیغمبر بر من قرات نمود و تاویل آنرا آموزگاری فرمود۔ شما را بیاگاہانیدم تا فردا نتوانید گفت ما غافل
بودیم و علیؑ ما را آگہی نداد و بنصرت خود دعوت نفرمود و حق خود را فرایاد ما نیاورد۔ عمر بن الخطاب چوں اصغائے این
کلمات نمود بیمناک شد کہ مبادا خاطر ہا را برآشوبد و مردم را بشوراند۔ گفت از قرآن آنچہ بما رسیدہ ما را مستغنی میدارد
از آنچہ در ہم آوردہ۔ مردمان در بستند و پاسخ نگفتند علی چوں این بدید باز خانہ شد و از آن سوئے عمر نیز نزدیک ابوبکر آمد
و گفت خلیفتے بر تو راست نشود تا آنگاہ کہ علیؑ اطاعت تو را گردن ننہد و با تو بیعت نکند اکنوں کس بہ و فرست و او را
حاضر کن و بنیان این امر را با بیعت او استوار فرمائے۔ ابوبکر فرمان کرد۔ تا تنے روان شد و بر باب سرائے علیؑ ایستادہ گشت
و دعوت ابوبکر را بعرض رسانید و گفت خلیفہ رسول خدا تو را میطلبد۔ علیؑ در پاسخ فرمود چہ بسیار زود دروغ بر رسول خدا ئے
بستید ہمانا ابوبکر و پیروان او کہ در پیرامون او نید ہمگنان دانند کہ خدا و رسولؐ مرا بخلیفتی پیغمبر گذاشت۔ فرستادہ
ابوبکر این بشنید و باز شد و او را آگہی داد۔ دیگر بارہ ابوبکر کس بہ علی فرستاد و دیگر بارہ پیام داد علی فرمود ہنوز از عہد پیغمبر
زمانے دراز بر نگذشتہ کہ عہد او را پس پشت انداختید سوگند با خدائے کہ ابوبکر میداند خلافت خاص منست ہمانا ابوبکر
ہفتم کس است کہ در غدیر خم بر من بہ امارت مسلمین سلام داد آنگاہ باتفاق عمر در حضرت رسول بعرض رسانید کہ آیا این امارت
علی برامت بحکم خدا و رسول است فرمود جز این نیست از جانب خدا و رسولؐ فرمود علیؑ امیر المومنین و سید مسلمین و صاحب لواء محمود
است و خداوند بروز قیامت بر صراط نشیمن میفرماید تا دوستان را در بہشت جائے دہد و دشمنان را بدوزخ افگند۔ چوں فرستادہ
ابوبکر باز شد و این کلمات را باز گفت دم در بست و دیگر سخن نکرد تا آن روز بپاے رفت۔ روز دیگر چوں مسجد از مہاجران و
انصار آگندہ گشت عمر گفت اے ابوبکر چند کار بتوانی و تسامح خواہی کرد کس بجائے نماند کہ حلقہ بیعت تو بر روئے گردن باشد
جز علی مرتضیٰ و تنے چند کس بطلب ایشان نفرست خواہ بعنف و خواہ برضا ہمگان را حاضر کند ابوبکر گفت از برائے تقدیم

آگ لگا دینے اور زبردستی گھر میں مسلمانوں کے داخل ہونے اور بنت پیغمبر پر دردناک مصیبت وارد کرنے کا حال تفصیلاً لکھا ہے۔ جس کو مورخین اہلسنت نے بالعموم نظر انداز کر دیا ہے۔ البتہ امام اہلسنت عبدالکریم شہرستانی نے اپنی مشہور کتاب ملل و نحل میں اس واقعہ کو مجملاً بدین الفاظ ذکر کیا ہے ان عمر ضرب بطن فاطمہ یوم البیعت حتے القت المحسن من بطنہا وکان یصیح احرقوا الدار

این خدمت کرا شائستہ میدانی گفت اینک قنفذ حاضر است واو مردے با غلظت طبع و شرارت خوئے بود و نسب از طلقائے بنی عدی بن کعب داشت۔ چوں ابوبکر از کلمات عمر بن الخطاب تصمیم عزم داد کہ علی علیہ السلام را در طلب بیعت حاضر کند قنفذ را با جماعتے فرمان کرد کہ بخانہ علیؑ رود و او را طلب کند قنفذ برفت و علیؑ او را بار نداد و قنفذ باز شد و خبر بازداد عمر گفت اے قنفذ اجازت علیؑ را چہ کنی بے رخصت بدرون سرائے شو علیؑ را با خود بیاور۔ قنفذ برفت و این کرت نیز بار نیافت و بازشتافت و از بیرون سرائے ابوبکر را آگہی فرستاد کہ فاطمہؑ میگوید ہرگز رخصت نخواہم کرد کہ شما بخانہ من در آئید۔ عمر در خشم شد و گفت ما را با زنان و زنان را با ما چہ کار است و در زمان فرمان کرد کہ گروہے با انجمن شدند و ہیمہ استان بر در سرائے فاطمہؑ آمدند۔ عمر بن خطاب بانگ در داد کہ یا علیؑ بیرون شو و با خلیفہ رسولخدا بیعت کن و گر آتش بدین سرائے در زنم و پاک بسوزانم فاطمہؑ برخاست و فرمود اے عمر تو را با ما این مخاصمت و مجارات چیست در پاسخ گفت در سرائے ما بگشا و اگر نہ این خانہ را بر شما آتش در میزنم و پاک مے سوزانم فاطمہؑ گفت اے عمر از خدائے نمیترسی و بے اجازت من بخانہ من درمی آئی۔ عمر دانست کس در بروئے او نخواہد گشود در غضب شد و فرمان کرد تا نار و حطب حاضر کردند و آتش بدر سرائے افروختند چوں لختے بسوخت با پائے زد و بیفگند و بخانہ در رفت۔ فاطمہؑ از پیش روئے او در آمد و فریاد برداشت کہ اے پدر اے رسولخدائے! مرا دریاب پسر خطاب شمشیر خود را با غلاف برآورد و بر پہلوئے فاطمہؑ بزد دیگر بارہ آنحضرت نالہ برکشید و پدر را بہ استغاثت نام برد و این کرت تازیانہ برآورد و وداع فاطمہؑ را بہ بلند ندا در داد کہ اے رسول خدائے بہ مخلف بودند اوپس تو ابوبکر و عمر۔ از خدائے درگذشتند و از دین نگشتند۔ این وقت آتش خشم علیؑ در کانون خاطر زبانہ زدن گرفت برجست و گریبان عمر را بگرفت و او را سخت برزمین کوفت و بینی و گردن او را ہم فشرد و چنانکہ گفتی خواست روز گارش را در این جہان بکران آرد و گفت اگر قضا و قدر خدائے از در حکمتے کہ خود داند نرفتہ بود و عہد رسولخدائے بر ذمت من فرود نیامدے میدانستی کہ بہ سرائے من در آمدن نتوانستی عمر چوں خویشتن را نیز صیدے نگریست کہ در زیر چنگ ہژبرے خشمناک اسیر است بجماعتے کہ در بیروں سرائے بودند استعانت برد۔ قنفذ بسوئے ابوبکر شتاب گرفت و صورت حال باز گفت ابوبکر در اندیشہ رفت کہ مبادا علیؑ با تیغ کشیدہ از سرائے بیرون تازد و جماعتے با او پیوستہ گردند و فتنہ حدیث کنند قنفذ را فرمان داد کہ عجلت کن و نگران باش اگر علیؑ خواہد از خانہ بیرون شود بروئے انتحام کنید و او را ماخوذ دارید و اگر این نتوانید و از دفع آن عاجز مانید آن سرائے را آتش در زنید و پاک بسوزانید۔ قنفذ با شتاعت و مردم را از حکم ابوبکر بیاگاہانید پس مردمان ہمدست و ہمداستان بخانہ علیؑ در رفتند و نخستین شمشیر آنحضرت را بربودند و برآنحضرت غلبہ جستند و ریسمانے در گردنش افگندند و کشاں کشاں طریق مسجد پیش داشتند فاطمہؑ بر باب سرائے بایستاد و مردم را از قصد خویش دفع ہمیداد۔ قنفذ پیش تاخت و با تازیانہ اش چنان زد کہ مانند دملج علامتے بر بازوئے مبارکش بادید آمد و بعد از وفات آنحضرت ہنوز آن علامت بجائے بود۔ و آنحضرت ہمچنان دست از علیؑ باز نمیداشت۔ قنفذ بحکم عمر در را بر شکم او داشت و پیغمبر او را محسن نام گذاشت ساقط شد و بروایتے عمر بن الخطاب باتفاق مغیرہ بن شعبہ در بر شکم فاطمہؑ فشردند و فرزندش را شہید کردند۔ اینوقت

درہم شکست و آن جنین کہ در شکم

ومن فیہا وما کان فیہا غیر علی وفاطمہ والحسن والحسین۔ یعنے عمر نے فاطمہؑ کے شکم پر ضرب لگائی جس کے صدمہ سے آپ کا حمل ساقط اور بچہ جس کا نام رسول اللہ محسن رکھ گئے تھے۔ ضائع ہوگیا اور عمر چلا چلا کر کہہ رہے تھے کہ گھر کو اور گھر والوں کو جلا دو اور گھر میں بجز علی مرتضیٰ وفاطمہ زہرا وحسنؑ وحسینؑ کے کوئی اور نہ تھا۔ لیکن امام صاحب موصوف نے اس واقعہ کے راوی کی نسبت یہہ لکہا ہے۔ میلہ الی الرفض یعنے راوی کا میلان رفض (تشیع) کی طرف تھا۔ الغرض جب بنی ہاشم کو اس ہنگامہ کی خبر ہوئی تو اپنے اپنے گھروں سے نکل آئے اور آمادہ بہ جنگ ہوئے لیکن امیر المومنینؑ نے اون کو ہتھیار چلانے سے منع فرمادیا اور خود ان لوگوں کے ساتھ جو آپ کو گرفتار کرنے آئے تھے حضرت ابوبکر کے دربار میں تشریف لائے۔ آپ کے بعد بضعتہ المصطفٰے جناب فاطمہ صلوات اللہ علیہا باحال پریشان برقع اوڑھے ہوئے مجمع اصحاب میں تشریف لائیں اور فرمایا اے ابوبکر! کیا تو مجھ کو بیوہ اور فرزندان رسولؐ کو یتیم کرنا چاہتا ہے ہوش میں آ۔ اور زیادہ ظلم نہ کر نہیں تو میں اپنے گیسو پریشان اور گریبان چاک کرتی ہوں اور پیغمبر کا پیراہن سر پر ڈالکر خدا سے شکائیت کرتی ہوں یادرکہ خدا کے نزدیک حضرت صالح میرے بابا سے زیادہ مکرم نہیں ہیں اور نہ ناقہ صالح مجھ سے زیادہ عزیز ہے اور نہ اوس کا بچہ میرے بچوں سے زیادہ صاحب قدر ہے۔ یہہ فرمایا اور حسنینؑ کا ہاتھ پکڑ کر حضرت مصطفٰےؐ کی قبر اطہر کی طرف قصد کیا۔ جناب امیرؑ نے جو دیکھا کہ حضرت معصومہ پر جلال وغیظ طاری ہے اور بد دعا کیا چاہتے ہیں تو فوراً سلمانؓ سے کہا کہ دوڑو اور فاطمہؑ کو میری جانب سے منع کرو کہ بد دعا نہ کریں کیونکہ میں دیکھہ رہا ہوں کہ خدا کے غضب نے مدینہ کو گھیر لیا ہے۔ اگر ایک کلمہ بھی بد دعا میں اون کی زبان سے نکل جائیگا تو تمام شہر اور اوس کے لوگ نیست ونابود ہو جائنگے۔ یہہ سنتے ہی حضرت سلمانؓ جناب خاتون محشر کے قریب آئے اور عرض کیا یا سیدۂ عالمیان! آپ رحمتہ للعالمین کی بیٹی اور خود بھی تمام عالم کے لئے رحمت خدا ہیں۔ امیر المومنین فرماتے ہیں کہ آپ صبر کریں اور بد دعا کرنے سے باز رہیں اور بیت الشرف میں تشریف لے جائیں۔ حضرت خاتون جنتؑ نے فرمایا اچھا اون کے حکم کی تعمیل مجھپر واجب ہے میں گھر جاتی ہوں اور صبر کرتی ہوں سلمان فارسی رحؓ ناقل ہیں کہ جسوقت جناب سیدہ یہہ فرما رہی تھیں اوس وقت میں نے دیکھا کہ مسجد کی دیواریں اس قدر بلند ہوگئی تہیں کہ اگر آدمی جاتا

توانائی از فاطمہ برفت ودست از علیؑ بازداشت۔ بالجملہ علیؑ را ہمچناں کشاں کشاں بسجد آوردند۔
مولوی شبلی نعمانی نے الفاروق میں آگ لگانے کی آمادگی کو بحوالہ ابن ابی شیبہ وعلامہ طبری نقل کرکے اس طرح تسلیم کیا ہے کہ حضرت عمر کی تندی وتیز مزاجی سے یہہ حرکت کچھہ دور نہیں ہے۔ المولف

تو اون کے نیچے سے گذر جاتا اور جب وہ معصومہ اپنے گھر چلی گئیں تو وہ دیواریں پھر اپنی جگہ پر آ گئیں اور ایک غبار اوٹھا (ناسخ التواریخ و احتجاج طبرسی) غرض جناب سیدہ گھر تشریف لے گئیں اور اوس صدمہ سے جو پہلوئے اقدس پر پہونچا تھا آپ کا حمل ساقط ہو اور وہ بچہ جس کا نام پیغمبر خدا محسن تجویز کر گئے تھے ضائع ہو گیا اور آپ بیمار ہو گئیں چنانچہ صاحب معارج النبوۃ بھی آپ کی شہادت کا سبب اسقاط حمل لکھتے ہیں۔

جناب صدیقہ طاہرہ کے واپس جانے کے بعد امیر المومنینؑ اور اصحاب سے جو گفتگو ہوئی اوس کو ہم بطور مکالمہ کے معہ حوالہ کتب ذیل میں درج کرتے ہیں۔

امیر المومنین۔ مجھے کیوں آپ لوگوں نے طلب کیا ہے؟ **عمر** آپ اس لیئے بلائے گئے ہیں کہ جس طرح اور لوگوں نے ابوبکر سے بیعت کر لی ہے آپ بھی اون سے بیعت کیجئے۔

امیر المومنین آپ لوگوں نے پیغمبر کی قرابت کو اپنا وسیلہ قرار دے کر انصار پر حجت تمام کی اور اون کو مجوج کر کے ابوبکر کو خلیفہ بنایا۔ میں بھی وہی حجت آپ کے مقابلہ میں پیش کرتا ہوں۔ تمام عالم میں کیا مجھ سے بھی کوئی قریب تر عزیز پیغمبر کا ہے۔ میں حیًا و میتاً رسول اللہ سے قریب تر ہوں۔ میں ہی اون کا وصی اور وزیر ہوں پیغمبر خدا کے علوم و اسرار کا میں ہی مستودع ہوں میں کتاب و سنت کو تم سے بہتر جانتا ہوں (۱) عواقب امور سے میں بہ نسبت تمہارے زیادہ واقف ہوں۔ میں صدیق اکبر[2]

---

[1] علامہ حموینی (عالم اہلسنت) بہ اسناد لکھتے ہیں۔ عن شقیق عن ابن مسعود قال نزل القران علی سبعة احرف له ظهر و بطن و ان عند علی علیه السلام علم القرآن ظاهره و باطنه۔ یعنے ابن مسعود کہتے ہیں کہ قرآن سات حروف پر نازل ہوا ہے۔ اور اوس کے معانی دو قسم کے ہیں ظاہر و باطن اور علی علیہ السلام کو قرآن کے ظاہر و باطن کا علم یقیناً حاصل ہے ابن المغازلی اور موفق الخوارزمی (علمائے اہلسنت) نے بہ اسناد لکھا ہے۔ عن علقمه عن ابن مسعود قال کنت عند النبی صلی اللہ علیه و آله وسلم فسئل عن علم علی فقال قسمت الحکمة عشرة اجزاء فاعطی علی تسعة اجزاء والناس جزءا واحدا و هو اعلم بالعشر الباقیه۔ یعنے ابن مسعود ناقل ہیں کہ میں پیغمبر خدا کی خدمت میں تھا پس آنحضرت سے علی مرتضیٰ کے علم کی بابت سوال کیا گیا۔ حضور نے فرمایا کہ علم کے دس حصے کئے گئے اون میں سے نو حصے علیؑ کو مرحمت ہوئے اور باقی ایک حصہ علم کا تمام لوگوں کو دیا گیا اور اس باقی حصہ میں بھی علیؑ سب سے زیادہ عالم ہیں (محمد بن علی الحکیم ترمذی نے بھی رسالہ فتح المبین میں ابن عباس سے یہی نقل کیا ہے) علامہ حموینی و حکیم ترمذی و ابن المغازلی و موفق خوارزمی و دیلمی وغیرہم علمائے اہلسنت نے بہ اسناد یہ حدیث نقل کی ہے کہ جناب رسالتمآب نے فرمایا انا مدینة العلم و علی بابها یعنے میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اوس کے دروازہ ہیں

[2] شیخ الاسلام سلیمان الحنفی اپنی کتاب ینابیع المودۃ میں لکھتے ہیں کہ ابن ماجہ۔ القزوینی۔ احمد حنبل۔ ابو نعیم الحافظ۔ ثعلبی اور حموینی علماء نے اسناد کے ساتھ نقل کیا ہے۔ عن عباد بن عبد اللہ قال قال علی انا عبد اللہ و اخو رسول اللہ و انا الصدیق الاکبر لا یقولها بعدی الا کذاب مفتر و لقد صلیت قبل الناس سبع سنین یعنے علیؑ ابن ابی طالب نے کہا کہ میں بندۂ خدا و برادر رسول خدا ہوں اور میں صدیق اکبر ہوں میرے بعد (یا میرے سوا) اس لقب

ہوں۔ میں نے سب سے پہلے رسول اللہ کی تصدیق کی ہے اور اشاعت اسلام میں ہی پیغمبر خدا کا داہنا بازو رہا ہوں۔ پس تم لوگ خدا سے ڈرو اور حیلے بہانے نہ کرو۔ اے مہاجرین جس طرح انصار نے تمہارے ساتھ انصاف کا برتاؤ کیا اور بوجہ قرابت پیغمبر تمکو فضیلت دی اوسی طرح تم کو بھی لازم ہے کہ میرے ساتھ انصاف کرو اور حق سے منہ نہ موڑو (کتاب الامامت والسیاست وروضتہ الصفا وغیرہ) **حضرت عمر** ہم تمکو نہ چھوڑیں گے جب تک ابوبکر سے بیعت نہ کرلوگے اور اگر بیعت نہیں کروگے تو قتل کئے جاؤ گے (حضرت ابوبکر سے مخاطب ہوکر) آپ کیوں نہیں قتل کا حکم دیتے؟ (کتاب الامامت والسیاست) **امیر المومنینؑ**۔ اگر ایسا کروگے تو ایک بندہ خدا اور برادر رسولخدا کے قاتل ہوگے۔ **حضرت عمر** بندۂ خدا ہونا تو خیر مگر برادر رسولؐ خدا ہونے کا میں قایل نہیں (کتاب الامامت والسیاست) حضرت عمر کا یہہ کلام سن کر حسنینؑ فرزندان رسولؐ الثقلین جو وہاں اپنے پدر بزرگوار کے پاس ہکا بکا کھڑے تھے بے اختیار رونے لگے۔ امیر المومنین نے اون کو سینہ سے لگا لیا اور تسلی دے کر فرمایا کہ اے فرزندو! گریہ نکرو پسر خطاب کی کیا طاقت ہے کہ وہ مجھے قتل کرے (ناسخ التواریخ) اور پیغمبر خدا کی قبر کی طرف مخاطب ہوکر کہا یاابن ام ان القوم استضعفونی وکادوا یقتلوننی۔ یعنے اے میرے ماںجائے! قوم نے مجھ کو ضعیف کردیا اور قریب ہے کہ مجھے قتل کرڈالے (کتاب الامامت والسیاست ابن قتیبہ) **حضرت ابوبکر** (بجواب عمر) جب تک فاطمہؑ ان کے پہلو میں ہے مجھے قتل کا حکم دینے میں کراہت معلوم ہوتی ہے (کتاب الامامت والسیاست ابن قتیبہ) **بریدۃ الاسلمی** اے عمر! کیا غضب ہے کہ تم برادر رسولؐ اور پدر فرزندان رسولؐ پر حملے کررہے ہو۔ تم قریش کے ایک معمولی آدمی ہو تم کو یہہ زیبا نہیں ہے کہ بہترین خلق کے ساتھ ایسی تند مزاجی اور گستاخی کے کلام کرو۔ کیا تم اور ابوبکر غدیر خم کے مقام پر نہ تھے جبکہ پیغمبر خدا نے تم دونوں بلکہ ہم سب سے فرمایا تھا کہ جاؤ اور علیؑ کو بہ امارت مسلمین سلام کرو اور تہنیت دو۔ اور خود تمنے اسوقت رسول اللہ سے پوچھا بھی تھا کہ کیا یہہ امر منجانب خدا ہے اور

کو کوئی کسی کے لئے نہیں کہیگا۔ بجز کذاب و مفتری کے۔ اور یقیناً میں نے تمام آدمیوں سے سات برس پہلے نماز پڑھی ہے۔ ۱۲ المولف

ؔ کتاب الامامت والسیاست کی عبارت یہہ ہے:۔ (قال عمر) واللہ الذی لا الہ الا ھو نضرب عنقک قال (علی) اذ تقتلون عبد اللہ واخا رسول اللہ قال عمر اما عبد اللہ فنعم واما اخو رسول اللہ فلا وابوبکر ساکت لا یتکلم فقال عمر الا تامر فیہ بامرک فقال لا اکرھہ علی شئی ما کانت فاطمۃ الی جنبہ فلحق علی بقبر رسول اللہ وھو یبکی وینادی یاابن امی ان القوم استضعفونی وکادوا یقتلوننی۔ المولف

آنحضرت نے فرمایا تھا کہ ہاں منجانب خدا ہے۔ **حضرت ابوبکر** (بریدہ سے) یہہ تو تم سچ کہتے ہو لیکن رسول اللہ نے ساتھ ہی یہہ بھی تو فرمایا تھا لا یجتمع لاھلبیتی الخلافۃ والنبوۃ۔ یعنے میری اہلبیت کے وا‌سطے خلافت اور نبوت جمع نہونگی۔ **بریدہ** واللہ یہہ غلط ہے حضور سرور عالم نے یہہ ہرگز نہیں فرمایا۔ بخدا میں اب ایسے شہر ہی میں نہ رہوں گا جہاں کی حکومت تم ایسے شخصوں کے ہاتھ میں ہو۔ یہہ کہکر بریدۃ الاسلمی اوس جلسہ سے اوٹھ گئے (ناسخ التواریخ)

امیرالمومنین (عمر سے) میں تمہاری دھمکیوں کو کب خیال میں لاتا ہوں جب تک جان باقی ہے میں اپنے حق سے دست بردار نہوں گا۔ **حضرت ابوبکر** بھلا یا ابا الحسنؑ! آپ کا کلام بالکل بجا ہے اور ہم کو اوس میں کوئی شک نہیں ہے۔ **ابو عبیدہ** یا ابا الحسنؑ! آپ کو جو سبقت و فضیلت اسلام میں ہم سب پر حاصل ہے اوس کو ہم سب جانتے ہیں اور ہم مانتے ہیں کہ آپ سب سے زیادہ خلافت پیغمبر کے اہل و سزاوار ہیں لیکن ابھی آپ کا سن کم ہے اور اکثر اہل عرب کے قلوب آپ کی طرف سے صاف نہیں ہیں اون کی جانب سے آپکی خلافت پر فتنہ و فساد پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ ابوبکر سن رسیدہ اور تجربہ کار اور زمانہ کے نشیب و فراز سے بخوبی واقف ہیں۔ ان امور کے لحاظ سے لوگوں نے اون سے بیعت کرکے اون کو خلیفہ مقرر کر دیا ہے جب آپ کا سن شریف اس درجہ پر پہونچیگا تو خلافت آپ کے سپرد کر دیجائیگی جس کے آپ ہر طرح سے مستحق ہیں مگر بالفعل جسطرح اور اصحاب نے بہ اتفاق ابوبکر سے بیعت کر لی ہے اوسی طرح آپ بھی اون سے اتفاق فرمائیے اور مخالفت نہ کیجئے تو بہتر ہے (احتجاج طبرسی۔ و روضۃ الاحباب و روضۃ الصفا وغیرہ) **امیرالمومنین** اے ابو عبیدہ! ایسی بات کہنا تمکو زیبا نہیں جو حق کے منافی اور دیانت کے خلاف ہو۔ کم سنی کا جو عذر تمنے کیا وہ ویسا ہی ہے جیسا کہ بنی اسرائیل نے حضرت داوٗدؑ سے حضرت سلیمانؑ کی نسبت کیا تھا جبکہ داوٗدؑ نے بحکم خدا سلیمانؑ کو اپنا خلیفہ مقرر فرمایا تھا[1] پس اے ابو عبیدہ اپنے حال پر رحم کرو اور جو بات صدق و صفا سے بعید ہو زبان سے نہ نکالو۔ جو عزت کہ جناب باری تعالےٰ نے خاندان نبوت کو عطا فرمائی ہے اوسکو دوسرے خاندان میں منتقل کرنے کی کوشش نہ کرو۔ قرآن ہمارے گھر میں نازل ہوا ہے اوس کے معانی مجات

[1] جب حضرت داوٗد علیہ السلام کو منجانب خدا حکم ہوا تو اونھوں نے منبر پر جاکر کہا کہ خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں سلیمان کو اپنا خلیفہ تمپر مقرر کروں بنی اسرائیل نے یہہ سنکر واویلا مچایا کہ ایک بچہ کو آپ ہمپر خلیفہ مقرر کرتے ہیں حالانکہ اوس سے زیادہ عمر کے لوگ قابل خلافت ہم میں موجود ہیں۔ حضرت داوٗدؑ نے کہا کہ خدا کا حکم یہی ہے اور سلیمان میرے بعد تمپر خلیفہ ہیں۔ پس حضرت سلیمانؑ نے اپنے والد حضرت داوٗدؑ کا ورثہ لیا نبوت و حکمت و علم و ملک میں (تاریخ ابوالفدا و تفسیر ثعلبی و معالم التنزیل و تھیشا پوری)

ہے ہم واقف ہیں جناب پیغمبر کے دین و سنن کے ہم معدن ہیں اوضاع شریعت و مصالح ملت کو دوسروں سے ہم بہتر سمجھتے اور جانتے ہیں۔ امر خلافت ہمارے لئے ہے اور ہم اہلبیتؑ ہی اوس کے احق ہیں انتظام ملک و رعیت پروری کے انداز تم ہمسے زیادہ نہیں جانتے۔ خدا و رسولؐ کے جو احکام میرے بارہ میں صادر ہوئے ہیں وہ ہمل ذہلی موقع نہیں ہے یاد رکھو کہ اگر تم خلافت پر متصرف ہوگئے تو حق سے تجاوز کروگے۔ کیا تم کو یاد نہیں ہے کہ پیغمبر خدا نے میرے بارے میں فرمایا ہے کہ علیؑ میرا وارث و وصی اور میری امت کا امامؑ ہے تو لوگوں کو لازم ہے کہ نفس کے متابعت سے پرہیز کرو تاکہ خسارہ میں نہ ہو (روضۃ الصفا و احتجاج طبرسی) بشیر ابن سعد نے ابو الحسن! بجدا آپکا ارشاد بجا ہے اگر آپ کا یہہ کلام ابوبکر سے بعیت کرنے کے قبل مسلمان سنتے تو شاید دو آدمیوں سے زیادہ کوئی آپ کی مخالفت نہ کرتا لیکن چونکہ آپ گھر میں بیٹھے رہے اس وجہ سے ہم لوگوں نے یہہ سمجھ کر کہ آپ کو خلافت کی طرف میلان نہیں ہے ابوبکر سے بعیت کرلی اور امر خلافت اون کے تفویض کردیا (روضۃ الاحباب)

امیر المومنین تمہاری ان باتوں سے مجھے سخت تعجب معلوم ہوتا ہے کیا تمکو یہہ منظور تھا کہ تم لوگوں کی طرح میں بھی حضرت ختمی مرتبت کے جنازہ کو بلا کفن دفن چھوڑ کر طلب ریاست کے لئے دوڑتا پھرتا کیا تم کو پیغمبر خدا کا کلام یاد نہیں ہے جو ہمارے بارے میں بارہا ارشاد فرمایا ہے۔ ابھی گویا کل کی

---

[1] امام اہلسنت احمد ابن حنبل بہ اسناد تحریر فرماتے ہیں۔ عن انس بن مالک قال قلنا السلمان سل النبی عن وصیہ فقال سلمان یا رسول اللہ من وصیک فقال یا سلمان من وصی موسیٰ فقال یوشع بن نون قال صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وصیی ووارثی یقضی دینی وینجز موعدی علی ابن ابی طالب۔ یعنے انس بن مالک صحابی راوی ہیں کہ ہم نے سلمان سے کہا کہ رسول اللہ سے پوچھو کہ آپ کا وصی کون ہے چنانچہ سلمان نے پوچھا تو حضور سرور عالم نے فرمایا کہ موسیٰ کا وصی کون تھا سلمان نے عرض کیا کہ یوشع بن نون تھے۔ پیغمبرؐ خدا نے فرمایا کہ میرے وصی اور وارث اور میرے دین کے قاضی اور میرے وعدے کے پورا کرنے والے علیؑ ابن ابی طالب ہیں موفق بن احمد (عالم اہلسنت) نے بھی اسی مضمون کی حدیث بریدہ صحابی سے نقل کی ہے۔ اور ایک دوسری حدیث حضرت ام سلمہ ام المومنین کی سند سے اس طرح نقل کی ہے۔ قالت قال رسول اللہ ان اللہ اختار من کل نبی وصیا وعلے وصیی فے عترتی واہلبیتی وامتی بعدی یعنے ام المومنین نے بیان کیا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے ہر نبیؐ کے واسطے وصی مقرر کیا ہے اور علیؑ میرے بعد میری عترت و اہلبیتؑ اور امت میں میرے وصی ہیں۔ موفق بن احمد موصوف نے یہہ حدیث بھی بہ اسناد نقل کی ہے :۔ عن غیاث بن ابراہیم عن جعفر الصادق عن آبائہ عن النبی قال نزل جبرئیل صبیحۃ یوم فرحا مستبشرا وقال قرت عینی بما اکرم اللہ لخاک ووصیک وامام امتک علے ابن ابی طالب قلت وبما اکرم اللہ اخی قال باہا اللہ سبحانہ بعبادتہ البارحۃ ملائکتہ وحملۃ عرشہ وقال یا ملائکتی انظروا الی حجتی فی ارضی کیف عفر خدہ فی التراب تواضعا لعظمتی اشہد کم انہ امام خلقی ومولی بریتی۔ یعنے غیاث بن ابراہیم نے حضرت امام جعفر صادق سے اور اونھوں نے اپنے آبائے کرام عہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا پیغمبر خدا نے کہ ایک روز صبح کے وقت بہت خوش خوش بشارت دیتے ہوئے جبرئیل میرے پاس آئے اور کہا کہ اللہ تعالےٰ نے جو بزرگی آپ کے بھائی اور وصی

کی بات ہے کہ حضور سرور عالم نے غدیر خم پر ہزاروں آدمیوں کے سامنے اعلان فرمایا کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وآل من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ۔ اے حاضرین! میں تم کو قسم دیتا ہوں کہ تم میں سے جس نے رسول اللہ کو یہہ کہتے سنا ہو وہ اس امر کی شہادت ادا کرے زید ابن ارقم کہتے ہیں کہ جناب امیر کے استشہاد پر اوس جلسہ کے بارہ ایسے شخصوں نے جو اہل بدر سے تھے گواہی دی کہ ہمنے رسول اللہ سے یہہ حدیث سنی ہے لیکن میں نے شہادت نہ دی۔ اس کتمان شہادت کی مجھے خدا کی طرف سے یہہ سزا ملی کہ میری بینائی جاتی رہی۔

امیر المومنین (بہ سلسلہ کلام خود) پس میں خلافت کا تم سب سے زیادہ مستحق ہوں تمکو چاہئے کہ میری اطاعت[1] کرو اور میرے حق کو غصب نہ کرو (احتجاج طبرسی و روضۃ الصفا وغیرہ) **حضرت ابوبکر** (بقول صاحب روضۃ الصفا وغیرہ یہہ دیکھکر کہ امیر المومنین کے کلمات و دلائل نہایت محکم و استوار ہیں اور وہ کسی طرح رد نہیں ہو سکتے نہایت رفق و مدارا سے) اے ابوالحسن! اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ اس امر میں مخالفت و منازعت کریں گے تو میں ہرگز خلافت قبول نہ کرتا۔ اب چونکہ لوگوں نے مجھ سے بیعت کر لی ہے اگر آپ بھی اون سے موافقت فرمائیں تو عین عنایت ہے اور اگر آپ کو بیعت کرنا منظور نہیں ہے تو آپ پر کوئی جبر نہیں ہے تشریف لے جا سکتے ہیں (روضۃ الاحباب و روضۃ الصفا وغیرہ) اس کے بعد امیر المومنین بلا بیعت کئے ہوئے بیت الشرف کو تشریف لے گئے اور حالت موجودہ پر صبر و سکوت فرمایا (روضۃ الصفا وغیرہ) امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی نسبت مورخین اسلام و نصاریٰ نے جو لکھا ہے اوس کا اقتباس ہم کتاب سراج المبین وغیرہ سے ذیل میں لکھتے ہیں جس سے آنحضرت کی روش اور اوس زمانہ کی رفتار کا اندازہ ناظرین کو ہو گا۔ ایسے تیرہ و تاریک زمانہ میں جناب علی مرتضیٰ کا خاموش رہ جانا

اور آپ کی امت کے امام علی ابن ابی طالب کو عنایت فرمائی اوس سے میری آنکھیں خشک ہو گئیں یعنے مجھے بہت ہی خوشی حاصل ہوئی۔ اسنے کہا کہ خدائے عز و جل نے میرے بھائی پر کیا اکرام فرمایا ہے جبرئیل نے کہا کہ اللہ نے اونکی کل کی عبادت پر ملائکہ اور حاملان عرش سے مباہات فرمائی اور کہا کہ دیکھو کہ اس میری حجت نے جو زمین پر ہے کس عاجزی سے میری عبادت میں اپنے رخساروں کو خاک آلود کیا ہے میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ وہ میری خلق کا امام اور میری بریت کا مولیٰ ہے

[1] اخرج الحاکم فی مستدرکہ عن ابی ذر قال قال رسول اللہ من اطاعنی فقد اطاع اللہ عز و جل ومن عصانی فقد عصی اللہ ومن اطاع علیا فقد اطاعنی ومن عصا علیا فقد عصانی۔ یعنے حاکم نے (جو محدثین و علمائے اہلسنت سے ہیں) اپنی کتاب مستدرک میں یہہ حدیث لکھی ہے اور شیخ سلیمان الحنفی نے بھی اسی حوالہ سے اپنی کتاب ینابیع المودۃ میں اوس کو نقل کیا ہے کہ ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ جس شخص نے میری اطاعت کی اوسنے خدا کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اوس نے خدا کی نافرمانی کی اور جس نے علی ابن ابی طالب کی اطاعت کی اوس نے میری اطاعت کی اور جس نے علی کی نافرمانی کی اوس نے میری نافرمانی کی۔ علامہ حموینی نے جو مشہور علمائے اہلسنت میں سے ہیں یہ اسناد لکھا ہے:-

اسلام کی سچی خیر خواہی اور ہمدردی کا صحیح نمونہ ہے۔ یہہ امر صاف ظاہر ہے کہ نصرت اسلام اور خدمت خیر الانام میں جد و جہد جسطرح حضرت علیؑ نے کی ویسی کسی نے نہیں کی۔ مولوی احسان اللہ صاحب تاریخ الاسلام میں لکھتے ہیں کہ جو تعلق حضرت مرتضوی کو حضرت نبویؐ سے تھا اگر اوس سے قطع نظر کی جائے تب بھی آپ سے زیادہ کوی دوسرا یہہ صفت موصوف نہ تہا۔ شجاعت۔ صداقت۔ اتقا۔ دانشمندی۔ سخاوت۔ حلم۔ علم۔ توکل۔ قناعت۔ زہد۔ اسلام اور بانی اسلام پر جان نثاری غرض جس پہلو سے دیکھا جائے۔ حضرت علیؑ اپنا ثانی نہیں رکھتے ان کو پیغمبری کا درجہ بوجہ ختم نبوت نہیں ملا حالانکہ حضرت ہارون علیہ السلام نے حضرت موسیٰ کے ساتھ اتنا نہیں کیا جتنا حضرت علیؑ نے جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کیا۔ جناب امیرؑ کی یہہ کمال کریم النفسی تھی اور اس میں شک نہیں کہ آپ ہی کی ذات مستغنی عن الصفات پر یہہ عالی ظرفی وبلند ہمتی ختم تھی کہ ایسے نازک وقت میں اپنی ذاتی مضرت ومنفعت سے بالکل قطع نظر کرکے اسلام کی حفاظت فرمائی اور اوس کی اعانت اپنے اوپر ویسی ہی ضروری ولازمی سمجھی جیسے حضرت پیغمبر علیہ وآلہ السلام کے زمانہ مبارک میں سمجھتے تھے۔ اگرچہ آپ فی الحال محض خانہ نشین وعزلت گزین ہو گئے تھے اور ارباب حکومت سے کنارہ کش رہتے تھے اور آپکی موجودہ حیثیت اسلام کی مضرت وذلت کی جوابدہ نہیں ہوسکتی تھی تاہم اون امور سے جو ذات اسلام سے وابستہ تھے آپنے چشم پوشی نہیں فرمائی۔ آپ اب بھی اسلام کی حمائت ونصرت میں اوسی طرح سرگرم تھے جس طرح پر آپ نے سرگرمی ومستعدی کے ساتھ اوائل اسلام میں قریش کے مجمع عام میں وعدہ فرمایا تھا اور جس کو سن کر قریش کے بڑے بڑے دلیروں کے رنگ اوڑ گئے تھے آپ کو یاد تھا کہ یہہ وہی اسلام ہے جس کے تحفظ کے لئے آپ اپنا خون اور پسینہ ایک کرچکے ہیں اگرچہ اہل اسلام نے اس وقت آپ کے حقوق سے چشم پوشی کی تھی مگر آپنے تاہم حمائت اسلام میں کوتاہی نہیں فرمائی اور اس طور پر جہاد نفس کرکے اسلام کی حقیت کو ظاہر فرمایا۔ جب کوئی مشکل ارباب حکومت پر آپڑتی تھی تو آپ نہائت مستعدی سے اوس کو حل فرمادیا کرتے تھے اور اپنے مشورہ سے امور اسلام کو فائدہ پہونچاتے رہتے تھے جس کا شاہد حضرت عمر کا قول لولا علی لھلک عمر مشہور عام ہے آپنے اس پر آشوب زمانہ میں خود بھی سکوت وتحمل فرمایا اور تمام بنی ہاشم اور وابستگان خاندان رسالت کو روکا اور اسلام کے سر پر خانہ جنگیوں کی آفت نہیں آنے دی۔ حضور کی اس گوشہ نشینی میں بظاہر

عن الاعمش عن ابی وائل عن حذیفہ بن الیمان قال قال رسول اللہ طاعۃ علی طاعتی ومعصیۃ معصیتی یعنے حذیفہ بن یمان صحابی بیان کرتے ہیں کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ علیؑ کی اطاعت میری اطاعت اور اون کی نافرمانی میری نافرمانی ہے۔ ۱۲۔ المولف

یہہ بھی مصلحت معلوم ہوتی ہے کہ بعض اراکین حکومت اس فکر میں تھے کہ موقع ملے تو آپ پر فتنہ و فساد اور مخالفت اسلام کا الزام لگا کر خلافت کا ملزم قرار دیں۔ انتخاب بالرائے ہوجانے کی وجہ سے عموماً ہر شخص کو آزادی اور خود رائے کا ادعا ہوگیا تھا۔ لوگوں کی نظر نہ حضرت مرتضوی کی وقعت پر تھی اور نہ اسلام کی حمائیت پر۔ ایسی حالت میں جھوٹوں بھی موقع پاکر آنحضرت کی ذات قدسی صفات پر الزام لگا دینا ناممکن نہ تھا یہی وجہ تھی کہ حضور نے ارباب حکومت سے الگ تھلگ ہوکر گوشہ نشینی اور خاموشی اختیار فرمائی تھی تاکہ کسی کو آپ کے بے لوث پاک و صاف دامن پر فتنہ و فساد کے الزام کا دھبہ لگانے کا موقع نہ ملے۔ اپنے استحقاق کے پامال کر دے جانے پر بھی اسلام کی حفاظت و حمائیت جس طرح آپ نے فرمائی وہ درحقیقت آپ ہی کی ذات ستودہ صفات اور نفس مطمئنہ کا کام تھا۔ نصاریٰ مورخین کی رائیں:- (۱) رسولؐ کے بعد اسلام کی افسری کا دعویٰ علیؑ کے لئے زیادہ موزوں و مناسب معلوم ہوتا ہے۔ انسائیکلو پیڈیا

(۲) اگر قرابت کی وجہ سے جانشینی کا اصول علیؑ کے موافق ابتدا سے مان لیا گیا ہوتا تو وہ بادکن جھگڑے آگے چلکر پیدا ہوتے جنہوں نے اسلام کو خون میں غوطہ دیا۔ سیڈلیٹ از اسپرٹ آف اسلام

(۳) خلافت کے لئے علیؑ سب سے زیادہ ممتاز تھے کیونکہ یہہ رسولؐ کے ابن عم اور داماد تھے اور فاطمہؑ سے جو اون کی اولاد تھی صرف وہی رسولؐ کی یادگار تھی۔ سکیسرس آو محمدؐ

(۴) علیؑ بلحاظ اپنے فضائل و شرافت خاندانی و قرابت رسالت پناہی سب سے ارفع و اعلےٰ اور تخت عرب کے جو پیغمبر خدا کے انتقال فرماجانے سے خالی ہوگیا تھا سب سے زیادہ مستحق تھے۔ علیؑ ابن ابی طالب اپنے ذاتی حق کی بنا پر خاندان ہاشم کے سردار اور شہر مکہ و خانہ کعبہ کے موروثی شہریار تھے اون میں سپاہی اور شاعر اور ولی خدا کے اوصاف مجتمع تھے اون کے اخلاقی اور مذہبی اقوال سے اون کی عقلمندی اور روشن ضمیری اب تک نمودار ہے۔ زبان یا تلوار کے مقابلہ میں علیؑ ابن ابی طالب کا برمقابل آپ کی فصاحت یا شجاعت سے مغلوب و زیر ہوجاتا تھا۔ جناب رسالتمآب کی خدمات کی بجا آوری میں ابتدائے بعثت سے دفن کے مراسم ادا کرنے تک علیؑ ابن ابی طالب نے کبھی غفلت یا کوتاہی نہیں کی چنانچہ اسی خدمتگذاری و جان نثاری نے پیغمبر خدا کی زبان مبارک سے یہہ کلمات کہلائے کہ علیؑ میرا بھائی اور خلیفہ اور موسیٰ ثانی کا وفادار ہارون ہے۔ تاریخ مسٹر گبن

جناب سیدۃ العالمین کی حالت زار

حضرت سید البشر پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتقال کے بعد بضعۃ المصطفیٰ جناب

فاطمہ الزہراء صلی اللہ علیہا بالکل نحیف و لاغر ہو گئی تھیں اور روتے روتے درد سر لاحق ہو گیا تھا جس کی وجہ سے ہر وقت سر مبارک میں عصابہ باندھے رہتی تھیں۔ اکثر رونے روتے بیہوش ہو جایا کرتی تھیں جب ہوش آتا تو حسنین علیہما السلام سے کہا کرتی تھیں کہ تمہارے باپ رسول اللہ کہاں ہیں جو تمکو پیار کیا کرتے تھے اور دوش مبارک پر لے کر چلتے تھے اے فرزندو تمہارے باپ کہاں گئے جو تم پر سب سے زیادہ مہربان تھے اور جن کو تمہارا زمین پر چلنا بھی گران گذرتا تھا کبھی میں نے یہہ نہ دیکھا کہ یہہ دروازہ کھلا ہو اور تم اون کی گردن مبارک پر سوار ہوئے ہو۔ ہائے وہ تمہارے چاہنے والے کیا ہوئے۔ صاحبزادے بھی نانا نانا پکارتے تھے۔ امیر المومنین باوجود اپنے حزن وملال کے ان سب کی تسلی و تشفی میں کوشش کیا کرتے تھے۔ لیکن جناب صدیقہ طاہرہ کو پیغمبر خدا کے ذکر اور اون پر گریہ کرنیکے سوا کوئی کام ہی نہ تھا۔ جناب معصومہ کے دلخراش و جانکاہ نوحہ و گریہ سے سننے والے کا دل پاش پاش ہو جاتا تھا چنانچہ ایک روز چند مشائخ اہل مدینہ جمع ہو کر حضرت امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا ابا الحسن جناب سیدۃ العالمین اپنے والد بزرگوار کے غم میں ہر وقت رویا کرتی ہیں اون کے رونے سے ہمارا چین و آرام جاتا رہا ہے نہ دن کو ہم کام کر سکتے ہیں اور نہ رات کو آرام۔ اس لئے ہماری عرض یہہ ہے کہ آپ اون مخدومہ طاہرہ کی خدمت میں ہماری جانب سے التماس کریں کہ آپ رسول اللہ کی مصیبت و فراق میں یا تو شب میں رویا کریں اور دن کو خاموش رہا کریں یا دن کو رویا کریں اور رات کو آرام کیا کریں۔ جب وہ چلے گئے تو جناب امیر بیت الشرف میں تشریف لائے اوس وقت بھی جناب معصومہ رو رہی تھیں لیکن آنحضرت کو آتے دیکھکر لحاظ سے چپ ہو رہیں۔ امیر المومنین اون کے پاس جا کر بیٹھ گئے اور کہنے لگے کہ اے بضعۃ الرسول آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غم میں جسقدر گریہ و نوحہ کرو بجا ہے خدا تمکو اس کا اجر عطا فرمائے اس وقت چند اہل مدینہ میرے پاس آئے تھے اور مجھ سے یہہ کہتے تھے کہ میں تم سے اون کی جانب سے کہوں کہ تم یا رات کو رویا کرو اور دن کو گریہ موقوف رکھا کرو یا دن کو رویا کرو اور شب کو خاموش رہا کرو کیونکہ تمہارے رونے سے اون کے کام و آرام میں خلل پڑتا ہے جناب معصومہ نے رو کر کہا کہ اے ابن عم میں کیا کروں گریہ موقوف کرنا میرے اختیار میں نہیں ہے جب تک بابا جان سے نہ ملوں گی رونا ترک نہیں کر سکتی اور عنقریب میں دنیا سے رحلت کیا چاہتی ہوں اون لوگوں کو زیادہ دن تکلیف نہ ہوگی یہہ کہکر آپ پھر رونے لگیں حضرت امیر نے کہا کہ تم کو اختیار ہے اس کے بعد

آنحضرت نے قبرستان بقیع میں ایک حجرۂ بنوادیا اور اوس کا نام بیت الاحزان رکھا۔ اوس روز سے جناب معصومہ کا یہہ معمول تھا کہ جب صبح ہوتی تو حسنین علیہما السلام آگے آگے اور اون کے پیچھے خود حضرت زہرا صلواۃ اللہ وسلامہ علیہا روتی ہوی قبرستان بقیع میں تشریف لیجاتی تھیں اور وہاں بیت الاحزان میں دن بھر رویا کرتی تھیں شام کو جناب امیر خود جاکر جناب معصومہ کو اپنے ساتھ گھر لے آیا کرتے تھے۔ یہہ دستور اوس وقت تک رہا جب تک کہ آپ میں چلنے پھرنے کی طاقت رہی اور علالت میں زیادتی نہیں ہوئی۔

انتزاع فدک

گرفتم قلم را چو من در بنان کہ این قصہ را آورم در بیان چہ گویم چہ حالی مرا دست داد طلبش بہ بنان و قلم اوفتاد دلم گفت این فکر بر من حرام زبان گفت از من مخواہ این کلام جگر گفت ہے ہے مرا تاب نیست کہ در خورد این آتشم آب نیست سرم گفت گر من بسوزم بداغ از ان بہ کزین فکر سوزم دماغ روان کرد چشمم دو سیلاب خون کہ این قصہ را من ببینم چگون چو واندہر یک بدینسان جواب نمودم چنین با جوارح خطاب کہ الحق درین باب حق با شماست کہ این قصہ جانسوز و شیون فزاست ولے چون زبعد رسول خدا کشیدند آل عبا این جفا نہ از بہر دنیا بل از بہر دین نہ از کافران بلکہ از مسلمین ضرور است آورد نش در بیان برائے خبر کردن غافلان بگوئید اے محرم و اجنبی روا بود اجفا بر آل نبی

کنون این حکایت بیان میکنم بدانسانکہ روداہ بے بیش و کم

امیر المومنین نے تو بیعت سے انکار کر ہی دیا تھا جیسا کہ ناظرین کو قبل ازین معلوم ہو چکا ہے اور حضور کے انکار سے خاص خاص اصحاب خیر البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مثل سلمان فارسی و ابوذر غفاری وغیرہ کے بھی حضرت ابوبکر کی بیعت سے کارہ تھے۔ ارباب حکومت چاہتے تھے کہ جس طرح ہو سکے مخالفین زیر کئے جائیں چنانچہ ایک روز سلمان رض و ابوذر رض دربار خلافت میں طلب کئے گئے اور اون کو بیعت کی تکلیف دی گئی۔ اس موقع پر حضرت سلمان فارسی اور حضرت عمر سے جو مکالمہ ہوا اوس کا لکھنا باعث طوالت ہے مختصر یہہ ہے کہ آخر حضرت عمر نے غصہ ہو کر سلمان رض سے کہا کہ تم حجت و نصیحت کرنیکے لئے نہیں طلب کئے گئے ہو اوٹھو اور ابوبکر سے بیعت کرو اور اون کا ہاتھ پکڑ کر حضرت ابوبکر کے ہاتھ میں دیدیا اور حاضرین سے فرمایا کہ

سدی نے بھی بیعت کر لی۔ حضرت ابوذر سے بھی یہی معاملہ کیا گیا سلمان رض و ابوذر رض
کہا کہ اسی کا نام بیعت ہے تو جبر۔ یہہ کہکر وہ دونوں بزرگوار چلے گئے دربار برخاست ہونے کے
بعد حضرت عمر نے حضرت ابوبکر سے کہا کہ جب تک علیؑ بیعت نہ کرینگے آپ کی خلافت اندیشنا
لت میں رہیگی آپ اوس روز اون کے دعوے اور دلائل کو سُن چکے ہیں اور وہ ایسے قوی اور
لم ہیں کہ اون کا جواب مجلس بھر میں کوئی نہ دے سکا اور آج بھی جو حجتیں سلمانؓ نے پیش کیں
ان کا بھی جواب بجز اس کے کچھ کہتے نہ بنا کہ امت نے اجماع کر کے ابوبکر کو خلیفہ کر لیا ہے
بعد پھر اوس اجماع پر بھی جو اعتراض اونھوں نے وارد کئے اون کا رد کسی سے نہو سکا۔ اگر
یہی حالت رہی تو لوگوں کے دل اودھر مایل ہو جائینگے اور آپ کو حکومت سے دست بردار ہونا
پڑے گا اب اس کا موقع نہیں ہے کہ حجتوں اور بحثوں سے کام لیا جائے۔ حضرت ابوبکر نے کہا
تم ہی بتلاؤ کہ کیا تدبیر کرنی چاہیئے جس سے علیؑ کی قوت جاتی رہے اور وہ مجبور ہو جائیں
حضرت عمر نے کہا کہ میرے نزدیک تو سر دست یہہ مناسب بلکہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اہلبیت سے
وضع فدک لے لیا جائے اور یہہ ظاہر کیا جائے کہ وہ عام مسلمانوں کا حق ہے اور فاطمہؑ اوسپر
تصرف کرنے کی مجاز نہیں ہیں۔ حضرت ابوبکر نے کہا کہ پیغمبر خدا نے فدک اون کو عطا کیا ہے
اب اوس کا اون سے انتزاع کرنا صریحاً زیادتی ہوگی اور لوگ بھی اسکو روا نہ رکھینگے حضرت
عمر نے کہا کہ ایسے خیالات آئین ملک داری کے خلاف ہیں فدک پر قبضہ کر لینے میں کئی فائدے
متصور ہیں اول تو یہہ کہ اوس کی آمدنی کثیر ہے اور اوس کے ذریعہ سے اہلبیتؑ کو اپنے بذل و
سخا سے لوگوں کو اپنی طرف مایل و گرویدہ کر لینے کا جو موقع حاصل ہے وہ اُن سے جاتا رہے گا
اور خود جب محتاج ہوں گے تو مضطر ہو کر خواہ مخواہ ہماری اطاعت پر راضی ہو جائینگے دوسرے
یہہ کہ جب ہم عام مسلمانوں کا حق فدک میں بتلا کر اون کے فائدے کے لئے اوس کا لینا ظاہر
کرینگے تو وہ لوگ ہمکو اپنا خیرخواہ سمجھکر ہمارے ہوا خواہ ہو جائینگے تیسرے یہہ کہ فدک کے معاملہ
سے خلافت کا دعوے نیچے پڑ جائیگا۔ علاوہ فدک کے خمسؑ بھی اہلبیتؑ کے لئے موجب

لہ قاضی القضاۃ ابویوسف شاگرد رشید حضرت ابوحنیفہ کتاب الخراج میں جو اونھوں نے خلیفہ ہارون رشید
عباسی کے واسطے تصنیف کی تھی لکھتے ہیں:۔ واما الخمس الذی یخرج من الغنیمۃ فان الکلبی محمد بن السائب
رحمۃ اللہ علیہ حدثنی عن ابی صالح عن ابن عباس رض ان الخمس کان فی عہد رسول اللہ علی خمسۃ اسہم
للہ وللرسول سہم ولذی القربی سہم ولليتامیٰ والمساکین وابن السبیل ثلاثۃ اسہم ثم قسمہ ابوبکر
الصدیق وعمر الفاروق وعثمان ذوالنورین رض علی ثلاثۃ اسہم وسقط سہم رسول اللہ وسہم

طمانیت ہے اور اس سے بھی اون کو تقویت پہونچتی ہے اس لئے اس کو بھی ضبط کر لینا ر
مناسب ہے جب اس سے بھی محروم کر دیئے جائینگے تو نان شبینہ تک کو محتاج ہو کر ہماری ا
اطاعت کے اون سے کچھ بن نہ پڑے گا۔ حضرت ابوبکر نے اپنے وزیر باتدبیر حضرت عمر کی
پالیسی کو پسند فرمایا اور ضبطی فدک وخمس کا حکم دے دیا۔ حکومت کی طرف سے ایک عامل مقرر

ذی القربیٰ وقسم علی الثلاثة الباقین۔ یعنے ابن عباس سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا کے زمانہ میں خمس کے
پانچ حصے کئے جاتے تھے ایک حصہ خدا اور رسول کا اور ایک حصہ ذوی القربیٰ کا اور تین حصے یتامیٰ ومساکین
ومسافرین کے ہوتے تھے۔ حضور سرورعالم کے بعد حضرت ابوبکر وعمر وعثمان نے پیغمبر خدا اور ذوی القربیٰ (پیغمبر کے
قرابتداروں) کے حقوق ساقط فرما دئے اور صرف باقی تین حصے قائم رکھے۔ محمد فاروق اپنی کتاب فصول الحواشی
لاصول الشاشی میں لکھتے ہیں:۔ وکان لذوی القربیٰ سہم نعنیہم وفقیرہم علی الاطلاق فقد سقط بعد وفات
النبی ع سہمہم۔ یعنے ذوی القربیٰ کو جو حصہ خمس سے دیا جاتا تھا وہ بلالحاظ غنا وفقر کے دیا جاتا تھا مگر پیغمبر خدا
کے انتقال کے بعد اون کا حصہ ساقط کر دیا گیا۔ ابن حجر فتح الباری میں لکھتے ہیں:۔ روی مسلم وابوداود
والنسائی وغیرہم من طریق شہاب عن یزید بن ھرمز عن ابن عباس فی سہم ذوی القربیٰ قال ھو القربیٰ
رسول اللہ قسم لہم النبی وقد کان عرض عمر علینا من ذلک شیئا رابناہ دون حقنا فرددنا ہ۔ یعنے مسلم
وابوداؤد ونسائی وغیرہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ذوی القربیٰ پیغمبر خدا کے قرابتدار ہیں۔
اور اون کو حضور پرنور حصہ دیا کرتے تھے آنحضرت کے بعد عمر نے قدرے ہم کو دینا چاہا جو ہمارے اصلی
حصہ سے بہت کم تھا اس لئے ہم نے اوس کو واپس کر دیا مسلم نے اپنی صحیح میں اور نووی نے اوس کی شرح
میں دربارہ خمس ابن عباس کا یہہ قول لکھا ہے:۔ ھولنا فابی علینا قومنا۔ یعنے خمس ہمارا (قرابتداران
رسول کا) حق تھا لیکن ہماری قوم نے ہم کو اوس کے دینے سے انکار کیا۔ علامہ جلال الدین سیوطی دُرمنثور
میں لکھتے ہیں:۔ اخرج ابن ابی شیبہ عن مجاھد قال کان آل محمد لا تحل لہم الصدقة فجعل لہم خمس الخمس
یعنے آل محمد پر صدقہ حلال نہیں ہے اس لئے خمس میں سے پانچواں حصہ اون کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔
شارح مقاصد لکھتے ہیں:۔ اما الخمس فقد کان لذوی القربیٰ وھم بنو ھاشم وبنو المطلب من اولاد عبد
مناف بالنص والاجماع۔ یعنے از روئے نص (حکم خدا) واجماع خمس ذوالقربیٰ کے لئے ہے اور وہ اولاد عبد
مناف میں سے بنی ہاشم اور بنی مطلب ہیں۔ صحیح بخاری میں یہہ روایت ہے۔ عن عائشہ ان فاطمہ
بنت النبی ارسلت الی ابی بکر تسالہ عن .... ما بقی من خمس خیبر..... فابی ابوبکر ان یدفع
الی فاطمہ منہا شیئا۔ یعنے ام المومنین عائشہ راوی ہیں کہ جناب سیدہ نے ابوبکر سے بقیہ خمس خیبر میں سے
اپنا حصہ طلب کیا لیکن حضرت ابوبکر نے اوس میں سے اون کو کچھ بھی نہ دیا۔ (روایت کا یہہ جزو ہے پوری
روایت آگے لکھی ہے اس مقام پر صرف اسی قدر جزو کا تعلق تھا اس لئے اسی قدر لکھنے پر اکتفا کیا گیا
صاحب ینابیع المودۃ کتاب مذکور میں جس جگہ اونھوں نے قرآن شریف کے اون بارہ مقامات کا ذکر کیا
ہے جہاں جہاں اللہ تعالےٰ نے عترت پیغمبر کو بعض امور میں مخصوص فرمایا ہے لکھتے ہیں:۔ آیۃ انما
غنمتم من شئ فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربیٰ فقرن سہم ذی القربیٰ بسہمہ وبسہم رسولہ
فہذا فضل ایضا للآل دون الامة واما قولہ والیتامیٰ والمساکین فان الیتیم اذا انقطع یتمہ
والمساکین اذا انقطعت مسکنتہ لم یکن لہ نصیب من المغنم وسہم ذی القربیٰ الی یوم القیامۃ

ے اوس کو حکم دیا گیا کہ فدک پر جا کر خلافت کی طرف سے قبضہ کرلے اور فاطمہؑ کے عامل کو نکالدے
ل مذکور نے حسب فرمان فدک پر قبضہ کرلیا۔ جناب معصومہ صلوٰۃ اللہ علیہا کے عامل نے آکر کیفیت

یقیم الغنی والفقیر منہم سواء فقرن سہمہم لسہمہ۔ یعنے آیۃ انما غنمتم الخ میں جو خمس خدا و رسولؐ و قرابتداران
ان کیلئے مقرر کیا گیا ہے اوس میں اللہ تعالےٰ نے خود اپنے حصہ اور پیغمبر کے حصہ کے ساتھ ذوالقربیٰ کا حصہ مقرر فرمایا ہے
یہہ فضل بجز آل نبیؐ کے کسی امتی کے لئے نہیں ہے اور جو خدا نے یتیموں اور مسکینوں کا حصہ مقرر کیا ہے وہ اوسوقت ساقط
ہوجاتا ہے جبکہ یتیم سے صفت یتیمی اور مسکین سے صفت مسکینی منقطع ہوجاتی ہے۔ کیونکہ یہہ صفات زائل ہوجانیکے بعد
اون کے واسطے کوئی حصہ غنیمت میں نہیں ہے لیکن آل نبیؐ کا حصہ قیامت تک قائم ہے اونمیں خمس کے استحقاق میں
غنی و فقیر دونوں برابر ہیں اور اون کا حصہ خدا کے حصہ کے ساتھ ساتھ ہے۔ سنن ابوداؤد میں ہے۔ عن سعید
بن المسیب قال انا جبیر بن مطعم ان رسول اللہ لم یقسم لبنی عبد الشمس و لا لبنی نوفل من الخمس شیئا کما قسم لبنی ہاشم
و بنی المطلب قال و کان ابوبکر یقسم الخمس نحو قسم رسول اللہ غیر انہ لم یکن یعطی قربیٰ رسول اللہ کما کان یعطیہم
رسول اللہ۔ یعنے جبیر بن مطعم صحابی کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا بنی عبد الشمس اور بنی نوفل کو خمس میں سے کچھ نہیں دیتے تھے
بنی ہاشم و بنی مطلب کو دیا کرتے تھے اور حضرت ابوبکر بھی خمس اوسی طرح تقسیم کرتے تھے جس طرح رسول اللہ کیا کرتے
تھے مگر فرق اس قدر تھا کہ حضرت ابوبکر آل نبی کو خمس میں سے کچھ نہیں دیتے تھے اور پیغمبر خدا اون کو دیا کرتے تھے
مولوی شبلی نعمانی سیرۃ النعمان میں لکھتے ہیں:۔ "آنحضرت مال غنیمت جب تقسیم کرتے تھے تو اپنے عزیز و اقارب کا بھی حصہ
لگاتے تھے خلفائے راشدین حتی کہ حضرت علیؑ نے بھی ہاشمیوں کو کبھی حصہ نہیں دیا" حضرت علیؑ کو حکم خدا اور عمل رسول اللہ
کی خلاف ورزی میں حضرات ثلاثہ کے ساتھ شریک تبلانا محض تعصب کیوجہ سے ہے اور غرض اس کی یہہ ہے کہ یہ خلاف ورزی
بوجہ اتفاق علی مرتضیٰ جائز و درست معلوم ہو حالانکہ دراصل حضرت علیؑ نے کبھی ایسا نہیں کیا اور نہ کرسکتے تھے۔ علاوہ اس کے
اکابرین اہلسنت کا تو یہہ مقولہ ہے کہ حضرت علیؑ کے زمانہ میں کفار پر نہ فوجکشی ہوئی اور نہ کوئی ملک فتح ہوا ایسی حالت میں مال
غنیمت ہی کہاں ملا جو اونھوں نے ہاشمیوں کو نہیں دیا۔ مولوی صاحب موصوف نے یہہ اوس مقام پر لکھا ہے۔
جہاں اونھوں نے یہہ دکھلایا ہے کہ خلفائے ثلاثہ اور ابوحنیفہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف حکم دیتے تھے
اور اس خلاف ورزی کا دفع دخل اس طرح کیا ہے کہ یہہ احکام تشریعی نہ تھے بلکہ پیغمبر خدا کے طبعی تھے لیکن جس امر میں
اونھوں نے غلطی سے یا تعصب سے حضرت علیؑ کو خلفائے ثلاثہ کے ساتھ شریک تبلایا ہے اوس کی یعنے تقسیم خمس کی نسبت تو قرآن
میں صاف حکم ہے اور حصہ داروں کا تعین خدا نے فرمادیا ہے اس لئے یہہ فعل پیغمبر خدا کا طبعی نہیں ہوسکتا۔ آیہ انما غنمتم من شیء
فان للہ خمسہ و للرسول و لذی القربیٰ الخ میں تاویل و سخن سازی کی گنجائش ہی نہیں ہے اور نہ کوئی شخص اس حکم کی خلاف
ورزی کو صحیح طور پر جائز کہہ سکتا ہے تاوقتیکہ اس آیۃ کی ناسخ آیۃ قرآن میں وہ نہ تبلائے کیونکہ محض کسی کے قیاس سے
نص قرآنی منسوخ نہیں ہوسکتا۔ تفسیر ابوالسعود میں ہے:۔ انہا کانت فی عہد رسول اللہ علی خمسۃ اسہم سہم لہ علیہ
الصلوٰۃ والسلام و سہم للمذکورین من ذوی قرباہ و ثلاثۃ اسہم لاصناف الثلاثۃ الباقیۃ واما بعدہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم فسہمہ ساقط وکذا سہم ذوی القربیٰ ویؤیدہ ماروی عن ابی بکر انہ منع بنی ہاشم الخمس۔ یعنے پیغمبر
خدا کے زمانہ میں خمس کے پانچ حصے کئے جاتے تھے ایک حصہ خود آنحضرت کے قرابتداروں کا اور باقی تین حصے
یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے ہوتے تھے لیکن آنحضرتؐ کے بعد خود اون کا اور اون کے قرابتداروں کا حصہ

عرض کی۔ آپنے حضرت امیر سے پوچھا کہ اب کیا کرنا چاہئے آیا میں اپنے حق کا مطالبہ کروں یا صبر و سکوت اختیار کروں۔ امیر المومنین نے کہا کہ صبر کرنا بہت خوب ہے اور انجام کار بہی ہوتا ہے لیکن اتمام حجت کے لئے اپنے حق کا اظہار کر دینا بھی ضرور ہے۔ پس صدیقہ طاہرہ بضعتہ المصطفیٰ جناب فاطمۃ الزہرا صلوٰۃ اللہ علیہا نے سر سے پاؤں تک چادر اوڑھی اور باوجودیکہ مزاج علیل تھا چند عورتوں کے حلقہ میں مسجد نبوی کی طرف روانہ ہوئیں جہاں حضرت ابوبکر مع اصحاب تشریف فرما تھے۔ دیکھنے والوں کو آپ کی رفتار اور سکینہ و وقار سے یہہ معلوم ہوتا تھا کہ خود حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لا رہے ہیں جس وقت جناب صدیقہ مسجد میں داخل ہوئیں تو بعض نرم دل مسلمان پیغمبر خدا کا زمانہ بہ نظر عبرت یاد کر کے رونے لگے۔ آپنے اون کو گریان دیکھکر سکوت فرمایا۔ عورتوں نے اصحاب کے سامنے ایک سفید پردہ کھینچدیا اور جناب معصومہ پس پردہ تشریف فرما ہوئیں۔ جب وہ لوگ خاموش ہوئے تو آپنے حضرت ابوبکر کی طرف متوجہ ہو کر گفتگو فرمائی جس کا ماحصل بطور مکالمہ کے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے:۔ **صدیقہ** اے ابوبکر! خدا اور رسولؐ کا حکم سب پر واجب التعمیل ہے تم اوس سے مستثنیٰ نہیں ہو۔ میں جو کہہ رہی ہوں اوسے گوش ہوش سے سنو اور خدا کے غضب سے ڈرو اور کسی کے حقّ میں دست درازی نہ کرو۔ فدک میرے والد رسول اللہ نے بحکم خدا مجھے عطا کیا اور دستاویز اپنی مہر سے مزین کر کے میرے حوالہ کی اور فدک میرے قبضہ میں دیدیا (دستاویز حضرت ابوبکر کے سامنے رکھکر) دیکھو یہہ وہی دستاویز ہے۔ پس فدک پر جو تمنے زبردستی قبضہ کر لیا ہے اوسے چھوڑ دو۔

حضرت ابوبکر نے وہ دستاویز دیکھکر حضرت عمر کو دی۔ اونھوں نے کہا کہ یہہ تو فاطمہؑ کا محض دعویٰ ہے اس کے ثبوت میں اُن سے گواہ طلب کیجئے۔ **ابوبکر** (جناب سیدہ سے) آپنے دعوے کے ثبوت میں گواہ پیش کیجئے **صدیقہ** میرا قبضہ خود میری ملکیت کی دلیل ہے آپ کس شرع

ساقط کر دیا گیا اور اس کی تائید اوس روائیت سے بھی ہوتی ہے کہ حضرت ابوبکر نے بنی ہاشم کو خمس سے ممنوع و محروم کر دیا۔ ۱۲ المولف

سلہ علامہ جلال الدین سیوطی تفسیر دُرِّ منثور میں آیہ وآت ذالقربےٰ حقہ (یعنے اے پیغمبر اپنے قرابتدار کو اوس کا حق دیدو) کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ جس وقت یہہ آئیت نازل ہوئی تو پیغمبر خدا نے فاطمہ کو بُلا کر فدک اون کو دیدیا۔ حاشیہ ابراہیمی میں لکھا ہے۔ اما ان فدک کانت فی ید فاطمہ فیدل علیہما فی کنز العمال للشیخ علی المتقی فی صلۃ الرحم من کتاب الاخلاق عن ابی سعید قال لما نزلت وات ذالقربیٰ حقہ قال النبیؐ یا فاطمہ لک فدک (رواہ الحاکم فی تاریخ) یعنے فدک جناب زہرا ؑ کے قبضہ میں تھا جیسا کہ شیخ علی متقی نے کتاب کنز العمال میں لکھا ہے حاکم نے اپنی تاریخ میں روائیت کی ہے کہ جب آیہ وات ذالقربیٰ حقہ نازل ہوئی تو پیغمبر خدا نے جناب فاطمہؑ سے فرمایا کہ فدک تمہارا ہے۔ ملا معین کاشفی اپنی کتاب معارج النبوۃ میں دربارہ فدک لکھتے ہیں کہ حضرت فاطمہؑ را نزد ابوبکر آورد گفت این کتاب رسول خدا است کہ برائے من و حسنؑ و حسینؑ نوشتہ است۔ ... و حجتے نوشت واں وثیقہ بود بداو۔ بعد از وفات رسول پیش امیر المومنین ابوبکر آورد گفت این کتاب رسول خدا است کہ برائے من و حسنؑ و حسینؑ نوشتہ است۔

کی رو سے مجھپر بار ثبوت عاید کرتے ہیں۔ عمر ان باتوں سے کچھ فایدہ نہیں اگر آپ کو فدک کا دعوےٰ ہے تو گواہ پیش کیجئے۔ جناب صدیقہ طاہرہ صلواۃ اللہ نے رفع حجت کی نظر سے ام ایمن اور صاحبان آیہ تطہیر یعنے حضرات علیؑ وحسنؑ وحسینؑ علیہم السلام کو شہادت میں پیش کیا۔ ام ایمن نے گواہی دینے سے پہلے کہا کہ اے ابوبکر تمکو میں خدا کی قسم دیتی ہوں سچ کہنا کہ آیا تمنے پیغمبر خدا کو یہہ کہتے سنا ہے اُم ایمن امرءۃ من اہل الجنۃ (یعنے ایمن زنان اہل جنت میں سے ہے) حضرت ابوبکر نے کہا کہ البتہ میں نے یہہ حدیث پیغمبر خدا سے سنی ہے۔ اس کے بعد ام ایمن نے کہا فاشہد ان اللہ عزوجل اوحیٰ رسول اللہ وآت ذاالقربیٰ حقہ فجعل فدک لہا طعمۃ باامر اللہ یعنے میں شہادت دیتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ پر وحی نازل کی کہ ذی القربیٰ کو اوس کا حق دیدو پس آنحضرت نے فاطمہؑ کو فدک قوت بسری کے لئے دیدیا۔ امیر المومنین اور حسنینؑ نے بھی یہی گواہی دی۔ عمر۔ (ابوبکر لاجواب ومتردد دیکھکر) ام ایمن زن عجمیہ ہے اس کی شہادت قابل قبول نہیں ہے رہے علیؑ وہ تو اپنی ہی ایسی کہیں گے اور حسنین کم سن ہیں اون کی بات قابل لحاظ نہیں۔ ابوبکر (سیدؑ سے) یہہ لوگ آپکے طرفدار ہیں اس لئے اُن کی بات قابل قبول نہیں (صواعق محرقہ ابن حجر مکی) بروایت دیگر فرمایا کہ نصاب کافی نہیں ہے (۱) صدیقہ اے ابوبکر! یہہ کیا کلام وعقیدہ ہے۔ ہم اہلبیتؑ محمدؐ ہیں ہم کو بے اعتبار اور جھوٹا سمجھنے سے خدا کی تکذیب لازم آتی ہے۔ کیا قرآن تم اتنی جلد بھول گئے۔ اللہ جلشانہٗ تو ہماری شان میں آیہ مبارکہ تطہیر نازل فرماکر ہماری طہارت وعصمت کی خبر دے

(۱) اس امر میں مابین سنی وشیعہ اختلاف ہے کہ جو شہادت جناب معصومہؑ نے اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش کی تھی اوس کی کیا وقعت تھی اس لئے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ چند احادیث وروایات مسلمہ ومندرجہ کتب اہلسنت اس مقام پر نقل کردیں تاکہ ناظرین کو بطور خود رائے قایم کرنے کا موقع ملے۔ کنز العمال میں ہے ان رسول اللہ وابابکر وعمر وعثمان کانوا یقضون بشہادۃ الواحد والیمین۔ یعنے پیغمبر خدا اور ابوبکر وعمر وعثمان ایک شہادت اور قسم پر فیصلہ کرتے تھے۔ کتاب تلویح شرح توضیح میں مرقوم ہے۔ ان النبی قضیٰ بشہادۃ شاہد والیمین صاحب الحق وروی عنہ ان النبی وابابکر وعمر وعثمان کانوا یقضون بشہادۃ الواحد والیمین۔ یعنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف ایک شہادت اور صاحب حق کی قسم پر حکم جاری کردیتے تھے اور ابوبکر وعمر وعثمان کا بھی یہی معمول تھا۔ بخاری کی کتاب ہبہ میں لکھا ہے کہ پسران صہیبا غلام ابن جدعان دو گھروں اور ایک کوٹھری کے دعویدار تھے کہ اوصہیب رسول اللہ نے عطا کئے ہیں۔ مروان نے گواہ طلب کئے تو صرف ابن عمر پیش ہوئے اور انھیں کی شہادت پر دعوے ڈگری کیا گیا۔ جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفا میں اور ابن سعد نے طبقات کبریٰ میں لکھا ہے کہ پیغمبر خدا کی وفات کے بعد جب بحرین کا مال آیا تو جابر نے حضرت ابوبکر کے سامنے دعوےٰ کیا کہ رسول اللہ نے مجھے وعدہ کیا تھا کہ جب بحرین کا مال آیا تو جابر نے حضرت ابوبکر کے سامنے دعوے کیا کہ رسول اللہ نے مجھسے وعدہ کیا تھا کہ جب بحرین سے مال آئیگا تو تمکو پانسو درم دوں گا۔ حضرت ابوبکر نے جابر کا مجرد قول بلا کسی ثبوت وشہادت کے قبول کرکے اون سے کہا کہ اس مال میں سے لیلو۔ جابر نے پانسو درم لئے تو حضرت ابوبکر نے ایکہزار درم اور عطا کئے صحیح بخاری میں بھی یہہ روایت منقول ہے اور شاہ ولی اللہ دہلوی نے ازالۃ الخفا

اور ہم کو ہر قسم کی نجاست اور برائی سے پاک و پاکیزہ اور معصیت سے مبرا و معصوم قرار دے اور تم ہمکو جھوٹا اور بے اعتبار سمجھو۔ پر ایا مال ناحق لینے اور اوس کے حصول کے لئے جھوٹی شہادت دینے یا دلانے سے بدتر بھی کوی رجس ہوسکتا ہے جس سے خداوند کریم نے ہم کو طاہر فرمایا ہے۔ علاوہ اس کے اگر ان گواہوں کی گواہی کافی اور جائز نہوتی تو پیغمبر خدا ان کی گواہی پر کیوں اکتفا فرماتے۔ کیا تم رسول اللہ سے بھی اعلم و اقضیٰ ہو۔ خیر اگر تم اس طرح پر میرے دعوے کو قبول نہیں کرتے تو مجھ کو میرے پدر بزرگوار رسول مختار کا ورثہ پہونچتا ہے اور اس طور سے بھی میں فدک کی مستحق ہوں کیونکہ

میں لکھا ہے کہ اس روایت کو بخاری نے بطریق مختلفہ اخراج کیا ہے۔ علامہ زمخشری کتاب ربیع الابرار میں تحریر کرتے ہیں کہ ایک یہودی نے پیغمبر خدا سے اپنے قرض کا مطالبہ کیا حضور نے فرمایا کہ میں نے قرضہ ادا کردیا ہے اوس نے گواہی طلب کی۔ سرور عالم نے اصحاب کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ تم میں سے کون شخص میری گواہی دیتا ہے۔ خزیمہ نے کہا کہ یا رسول اللہ میں گواہی دیتا ہوں۔ حضور نے فرمایا کہ تم کس بنا پر گواہی دیتے ہو تم تو اوس وقت موجود ہی نہ تھے۔ خزیمہ نے کہا کہ جب ہم آپ کی تصدیق وحی آسمانی پر کرتے ہیں تو آپ کے اس قول کی تصدیق کیونکر نہ کریں کہ آپنے قرض ادا کردیا ہے۔ پس آپنے خزیمہ کی شہادت قبول فرمائی اور اون کو ذوالشہادتین کا خطاب عنایت کیا۔

صحیح بخاری میں ابوہریرہ سے روایت ہے قال اخذ الحسن بن علی تمرۃ الصدقۃ فجعلھا فی فیہ فقال النبی کخ کخ لیطرحھا ثم قال لاشعرت انا لا ناکل الصدقۃ۔ یعنے رسول اللہ کے پاس کچھ چھوارے صدقہ کے آئے رکھے کہ اتنے میں حضرت حسنؑ آئے اور آپ کو یہہ نہیں معلوم تھا کہ وہ صدقہ کے چھوارے ہیں آپنے ایک چھوارہ اوٹھا کر مُنہ میں ڈال لیا۔ پیغمبر خدا نے فرمایا تھو تھو تاکہ اوسے تھوکدیں پھر فرمایا کہ کیا تمہیں نہیں معلوم کہ ہمپر صدقہ کی چیز کھانا حلال نہیں ہے۔ اس واقعہ کے متعلق شیخ عبدالحق صاحب دہلوی شرح مشکات میں تحریر فرماتے ہیں کہ "پیغمبر خدا کے طرز کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ امام حسن علیہ السلام کو پہلے سے اس حکم کا علم تھا اور اون کو ایسا علم ہونا کچھہ بعید نہیں ہے کیونکہ وہ صغیر عاقل تھے اور اس میں شک نہیں ہے کہ ان دونوں اماموں یعنے حسنؑ و حسینؑ نے کم سنی میں احادیث پیغمبر کا تحمل کیا اور وہ آنحضرت کے زمانہ میں آٹھ برس کے تھے"۔ علامہ عسقلانی کتاب فتح الباری شرح بخاری میں تحریر فرماتے ہیں :۔ الحسن فی ھذا السن کان یطالع اللوح المحفوظ ان علومھم لدنیہ وھبیۃ لاکسبیہ۔ یعنے حضرت حسنؑ اس کم سنی یعنے پانچ سات برس کی عمر میں لوح محفوظ کا مطالعہ کرتے تھے۔ ان لوگوں یعنے اہلبیتؑ کا علم کسبی نہ تھا۔ بلکہ لدنی اور وہبی تھا۔ یہہ حدیث مشہور عام ہے حتی کہ جمعہ کے خطبہ میں لوگ سنا کرتے ہیں کہ پیغمبر خدا نے فرمایا الحسن و الحسین سید اشباب اھل الجنۃ وابوھما خیر منھما۔ یعنے حضرت حسن و حضرت حسینؑ جوانان اہل بہشت کے سردار ہیں اور اون کے والد اون سے بہتر ہیں۔ الشیخ سلیمان الحنفی کتاب ینابیع المودۃ میں لکھتے ہیں :۔ احمد فی مسندہ وابونعیم وابن المغازلی وموفق الخوارزمی اخرجوا بالاسناد عن ابی لیلیٰ وعن ابی ایوب الانصاری رض قالا قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم الصدیقون ثلاثۃ حبیب النجار وھو مومن الذی قال یاقوم اتبعوا المرسلین وحزقیل مومن آل فرعون الذی قال اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ وعلی ابن ابی طالب و ھو افضلھم۔ یعنے امام احمد حنبل اور حافظ ابونعیم وابن المغازلی و موفق خوارزمی علمائے اہلسنت نے بہ اسناد ابولیلیٰ وابو ایوب انصاری اس حدیث کو لکھا ہے کہ فرمایا جناب رسالتمآب نے کہ

فدک خاص پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملک ہے میں حضور سرور عالم کی بیٹی اور اون کی چیز کی مالک اور وارث ہوں[1] ابوبکر اس طرح پر بھی آپ کا دعوے درست نہیں ہے کیونکہ پیغمبروں

صدیق تین شخص ہیں ایک تو حبیب نجار کہ وہ ایسے مومن تھے کہ اونھوں نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ پیغمبروں کا اتباع کرو دوسرے حزقیل کہ وہ مومن آل فرعون تھے جنہوں نے کہا کہ کیا تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے کہ اللہ میرا پروردگار ہے تیسرے علی ابن ابی طالب اور یہہ سب میں افضل ہیں۔ کتاب ینابیع المودۃ میں شیخ صاحب موصوف ایک اور حدیث نقل فرماتے ہیں۔ عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ لعبد الرحمن بن عوف یا عبدالرحمن انکم اصحابی وعلے ابن ابی طالب اخی ومنی وانا من علی فھو باب علمی ووصیی وھو وفاطمہ والحسن والحسین ھم خیر الارض عنصراً وشرفا وکرما۔ یعنے ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا نے عبد الرحمن بن عوف سے فرمایا کہ اے عبد الرحمن تم لوگ تو میرے اصحاب ہو مگر علی ابن ابی طالب۔ وہ میرے بھائی ہیں اور مجھ سے ہیں اور میں اون سے ہوں اور وہ میرے علم کا دروازہ اور میرے وصی ہیں۔ وہ اور فاطمہؑ اور حسنؑ وحسینؑ خلقت وشرافت وکرامت میں جملہ اہل ارض سے بہتر وافضل ہیں۔ کتاب مناقب میں یہہ حدیث ہے اور شیخ سلیمان الحنفی نے بھی کتاب ینابیع المودۃ میں نقل کی ہے اور اس حدیث کا سلسلہ حذیفہ بن الیمان صحابی پر منتہی ہوتا ہے۔ حذیفہؓ کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا نے فرمایا۔ انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اھلبیتی ان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی وانھما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض فتعلموا منھم ولا تعلموھم فانھم اعلم منکم یعنے میں تم لوگوں میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑتا ہوں قرآن اور اہلبیت۔ اگر تم لوگ ان دونوں کی پیروی کروگے تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہوگے اور یہہ دونوں حوض کوثر پر مجھ سے ملنے تک کبھی باہم جدا نہونگے پس تم لوگ ان سے علم حاصل کرو اور اون کو تعلیم نہ دو کیونکہ یہہ تم سے زیادہ علم رکھتے ہیں (طبرانی نے بھی اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ علامہ زمخشری نے لکھا ہے کہ یہہ حدیث قدسی ہے لادخل الجنۃ من اطاع علیا وان عصانی ولادخل النار من عصاہ وان اطاعنی۔ یعنے باری تعالے فرماتا ہے کہ میں جنت میں اوس شخص کو ضرور داخل کرونگا جسنے اطاعت کی ہوگی علیؑ کی اگرچہ اوس نے میرا گناہ کیا ہو۔ اور دوزخ میں داخل کروں گا اوس شخص کو جس نے نافرمانی کی ہوگی علیؑ کی۔ اگرچہ اوس نے میری اطاعت کی ہو۔ اور یہہ حدیث تو بہت مشہور ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا۔ علی مع القرآن والقرآن مع علی لن یفترقا حتی یردا علی الحوض یعنے علیؑ اور قرآن ساتھ ہیں اور یہہ دونوں آپس میں جدا نہونگے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں۔ ۱۲ المولف

[1] صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے:۔

عن عائشہ ان فاطمہ بنت النبی ارسلت الی ابی بکر تسالہ عن میراثھا من رسول اللہ مما افاء اللہ علیہ بالمدینۃ وفدک وما بقی من خمس خیبر فقال ابوبکر ان رسول اللہ قال لا نورث وما ترکناہ صدقہ۔ انما یاکل ال محمد فی ھذا المال وانی واللہ لا اغیر شیئا من صدقہ رسول اللہ عن حالھا التی کان علیھا فی عھد رسول اللہ ولا عملن فیھا بما عمل بہ رسول اللہ فابی ابوبکر ان یدفع الی فاطمہ منھا شیئا فوجدت ای غضبت فاطمہ علی ابی بکر فی ذالک فھجرتہ فلم تکلمہ حتی توفیت وعاشت بعد النبی ستۃ اشھر فلما توفیت دفنھا زوجھا علی ولم یوذن بھا ابابکر وصلی علیھا۔ یعنے ام المومنین عائشہ بنت ابوبکر نے بیان کیا ہے کہ جناب فاطمہ زہراؑ بنت پیغمبر خدا نے اپنے پدر بزرگوار کی میراث مدینہ اور فدک سے جو اللہ نے اون کو دیا تھا اور خیبر کا باقی خمس حضرت ابوبکر سے طلب کیا تو حضرت ابوبکر نے کہا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا بلکہ ہمارا (یعنے انبیا کا) متروکہ صدقہ ہوتا ہے البتہ اس مال سے آل محمدؐ کو نفقہ دیا جائیگا اور واللہ جو رسول اللہ کرتے تھے وہی میں بھی کروں گا۔ اور

کا ترکہ میراث نہیں ہوتا بلکہ صدقہ ہوتا ہے۔ **صدیقہ** - یہہ قول تمہارا قرآن کے بالکل خلاف ہے خدا کا یہہ حکم ہر خاص و عام بندے کے لئے بلا استثنا ہے کہ دختر کے حصہ کا دگنا پسر کا حصہ ترکہ میں ہوتا ہے جو چیز خدا نے اپنے ہر بندے کے لئے حلال فرمائی ہے اوس کو تم اے ابوبکر آل نبیؐ کے لئے حرام قرار دیتے ہو۔ تمہارے مرنیکے بعد تمہارا ترکہ کون لے گا۔ **ابوبکر**۔ میری اہل و اولاد (۱)

کسی قسم کا تبدل و تغیر نہ کروں گا۔ پس حضرت ابوبکر نے اوس میں سے (یعنے ترکہ اور خمس میں سے) جناب سیدہ کو کچھ نہ دیا اور صاف انکار کر دیا پس جناب فاطمہ صلوٰۃ اللہ علیہا حضرت ابوبکر سے اس وجہ غضبناک ہوئیں اور اون سے ملاقات ترک کر دی اور مرتے دم تک اون سے بات نہیں کی اور پیغمبر خدا کے بعد چھ مہینہ تک زندہ رہیں اور جب انتقال فرمایا تو حسب وصیت حضرت ابوبکر کو جناب سیدہ کے جنازہ پر حاضر ہونے اور نماز پڑھنے کی اجازت نہیں دیگئی اور حضرت علیؑ نے رات کے وقت نماز جنازہ پڑھکر اون کو دفن کیا۔ صحیح بخاری میں دوسری روایت اس طرح لکھی ہے۔ ان عائشۃ ام المومنین اخبرتہ ان فاطمہ ابنت رسول اللہ سالت ابابکر الصدیق بعد وفات رسول اللہ ان یقسم لہا میراثہا ما ترک رسول اللہ مما افاء اللہ علیہ فقال لہا ابوبکر ان رسول اللہ قال سمعت رسول اللہ لا نورث ما ترکناہ صدقہ فغضبت فاطمہ بنت رسول اللہ فہجرت ابابکر فلم تزل مہاجرتہ حتے توفیت و عاشت بعد رسول اللہ ستۃ اشہر۔ یعنے ام المومنین عائشہ نے خبر دی ہے کہ فاطمہؑ بنت پیغمبر نے بعد وفات آنحضرت ابوبکر سے کہا کہ جو کچھ رسول اللہ نے چھوڑا ہے اور جو اون کو خدائے تعالےٰ نے دیا تھا بطور میراث تقسیم کر دیجئے ابوبکر نے کہا کہ میں نے رسول اللہ سے سنا ہے کہ ہمارا (یعنے انبیا کا) ورثہ کسی کو نہیں ملتا جو کچھ ہم (انبیا) چھوڑتے ہیں صدقہ ہوتا ہے پس فاطمہؑ ابوبکر پر غضبناک ہوئیں اور اون سے ملاقات ترک کر دی اور آخر وقت تک اس ترک ملاقات پر قائم رہیں اور بعد پیغمبر خدا کے چھ مہینہ زندہ رہیں۔ شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی ازالۃ الخفا میں احراق بیت و منع میراث فاطمہؑ کی نسبت لکھتے ہیں:- "درہمیں ایام (زمانہ خلافت ابوبکر) مشکلے دیگر کہ فوق جمیع مشکلات توان شمرد پیش آمد" اس کے بعد احادیث مندرجہ بالا بحوالہ صحیح بخاری نقل فرمائی ہیں۔ سر ولیم مور اپنی کتاب اینلس آف دی کیلیفیٹ میں لکھتے ہیں کہ جناب فاطمہؑ نے اپنے دعوے پر شہادت پیش کی لیکن حضرت ابوبکر نے فدک واپس نہیں کیا جس سے وہ نہایت آزردہ اور غضبناک ہوئیں۔ سبط ابن جوزی (اہلسنت) اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں:-

جاءت فاطمہ بنت رسول اللہ الی ابی بکر و ہو علی المنبر فقالت یا ابابکر افی کتاب اللہ ان ترث ابنتک ولا ارث ابی فاستعبر ابوبکر باکیا ثم قال بابی ابوک وبابی انت ثم نزل فکتب لہا بفدک ودخل علیہ عمر فقال ما ھذا فقال کتبتہ لفاطمہ میراثہا من ابیہا فقال فماذا تنفق علی المسکین وقد حاربتک العرب ثم اخذ عمر الکتاب فشقہ یعنے فاطمہ بنت پیغمبر خدا ابوبکر کے پاس آئیں اوس وقت وہ منبر پر تھے پس سیدہ نے فرمایا اے ابوبکر کیا قرآن میں یہہ حکم ہے کہ تمہاری بیٹی تمہاری میراث پائے اور مجھے میرے باپ کی میراث نہ ملے۔ یہہ سن کر حضرت ابوبکر نے آبدیدہ ہوکر کہا کہ میرے باپ تمہارے باپ پر اور تم پر قربان ہوں یہہ کہکر منبر سے اوتر آئے اور فدک کے لئے سیدہ کے حق میں تحریر لکھدی اتنے میں عمر آئے اور پوچھا کہ یہہ کیا ہے ابوبکر نے کہا کہ یہہ وثیقہ ہے جو میں نے فاطمہؑ کی میراث کے لئے لکھدیا ہے۔ حضرت عمر بولے کہ اب مسکینوں کو کیا دوگے تمام عرب تو تم سے لڑنے کو تیار ہے یہہ کہکر عمر نے وہ تحریر لیکر چاک کر ڈالی۔ یہی روایت کتاب انسان العیون فی سیرۃ الامین والمامون مصنفہ نورالدین علی ابن برہان حلبی میں بھی لکھی ہے۔ ۱۲۔ المولف۔

۱؎ فی شمائل ترمذی عن ابی ہریرۃ قال جاءت فاطمہ الی

صدیقہ۔ سبحان اللہ تمہاری اولاد تو وارث ہو اور ترکہ پائے اور پیغمبر کی اولاد اپنے باپ کے ترکہ سے محروم رہے کیا یہہ قرآن میں ہے؟ ابوبکر میں نے خود پیغمبر خدا کی زبانی سُنا ہے کہ انبیا نہ خود کسی کے وارث ہوتے ہیں اور نہ کوئی انبیا کا وارث ہوتا ہے اون کا متروکہ مسلمانوں کا مال ہوجاتا ہے (مدارج النبوۃ) صدیقہ تم غلط کہتے ہو۔ ہرگز جناب رسالتمآبؐ کی یہہ حدیث نہیں ہے کیونکہ یہہ صریحا حکم خدا کے خلاف ہے۔ خود قرآن میں پیغمبروں کے ورثہ اور ترکہ لینے کا ذکر موجود ہے رسول قرآن کے خلاف کیونکر کچھہ فرما سکتے تھے چنانچہ قرآن میں ذکر ہے کہ حضرت سلیمان نے اپنے والد حضرت داؤد کی میراث لی۔ دوسری جگہ اللہ تعالےٰ خبر دیتا ہے کہ حضرت ذکریا نے خدا سے دعا کی بار الہا مجھے فرزند عطا کر کہ وہ میری اور آلؑ یعقوب کی میراث لے۔ اے ابوبکر کیا یہہ حضرات پیغمبر نہ تھے؟ ابوبکر جس میراث کا آپ نے ذکر فرمایا اوس سے میراث نبوت مراد ہے (۱)

الی بکر فقالت من یرثک فقال اھلی وولدی فقالت مالی لا ارث ابی فقال ابوبکر سمعت رسول اللہ یقول لا نورث ولکنی اعول من کان رسول اللہ یعولہ وانفق علےٰ من کان رسول اللہ ینفق علیہ۔ یعنی شمائل ترمذی میں ابوہریرہ سے روایت ہے کہ جناب فاطمہ نے حضرت ابوبکر سے کہا کہ تمہارا وارث کون ہوگا۔ اونھوں نے جواب دیا۔ کہ میری اہل و اولاد۔ پس سیدہ نے کہا تو میں اپنے باپ کی وارث کیوں نہیں ہوں ابوبکر نے کہا رسول اللہ کو کہتے سُنا ہے کہ ہماری میراث کسی کو نہیں پہونچتی۔ لیکن میں اوسی طرح صرف کروں گا اور نفقہ دوں گا جس طرح پیغمبر خدا کیا کرتے تھے ۱۲ المولف۔ لہ قال النووی فی شرحہ وحکی القاضی عن الحسین البصری انہ قال عدم الارث منہم مختص نبینا صلعم بقولہ تعالی عن ذکریا یرثنی و یرث من ال یعقوب وزعم ان المراد ورثۃ المال وقال لو اراد وراثۃ النبوۃ لم یقل وانی خفت الموالی من ورائی لا یخاف الموالی علی النبوۃ وبقولہ تعالی وورث سلیمان داؤد۔ یعنی نووی نے اپنی شرح میں اور قاضی نے حسن بصری سے حکایت کی ہے کہ عدم ارث بخلاف انبیائے سابق کے ہمارے ہی پیغمبر سے مخصوص ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے حضرت ذکریا کے بارے میں جو اون کا قول یرثنی الخ نقل فرمایا ہے اوس سے مال کی وراثت مراد لی گئی ہے اگر مال کی وراثت مراد نہوتی تو اپنے موالی سے خوف کا اظہار نہ کیا جاتا کیونکہ نبوت کے بارے میں اون سے کوئی خوف نہیں ہوسکتا تھا اور پھر خدا کے قول سے سلیمان کا وارث داؤد ہونا ظاہر ہے کہ ملک و مال میں وہ اون کے وارث ہوئے۔ اگرچہ نووی نے یہہ دیکھکر کہ قرآن میں انبیا کے ورثہ پانے اور ترکہ لینے کا ناقابل تاویل بیان کا ذکر موجود ہے حضرت ابوبکر کی متذکرہ حدیث عدم ارث کو حضرت رسولؐ سے مخصوص کردیا لیکن حدیث مذکور کے الفاظ اس تاویل کا مطلق تحمل نہیں کرتے کیونکہ حضرت ابوبکر نے جو حدیث بیان کی ہے اوس کے الفاظ یہہ ہیں نحن معاشر الانبیا لا نرث ولا نورث ما ترکناہ صدقہ۔ الفاظ نحن معاشر الانبیاء (یعنے ہم گروہ انبیا) اور جمع کی ضمیر کے استعمال سے ظاہر ہے کہ یہہ حدیث جملہ پیغمبروں سے متعلق ہے صرف رسول اللہ سے اوس کو مخصوص کرنا کسی طرح درست نہیں ہوسکتا۔ اگر پوری حدیث متذکرہ حضرت ابوبکر حضور سرور عالم کا قول مان لیا جائے تو قرآن کی صریح مخالفت ہوتی ہے۔ بہرحال اس قول کو پیغمبر خدا کی حدیث ماننے سے ایک ایسی مشکل پیدا ہوتی ہے جو حل نہیں ہوسکتی۔ المولف

صدیقہ۔ یہہ قول بھی تمہارا صریحاً باطل ہے اگر نبوت میراث ہوتی اور ترکہ میں تقسیم ہوا کرتی تو انبیا کی تمام اولاد نبی ہوتی حالانکہ ایسا نہیں ہے چنانچہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی ذریت و اولاد کے لئے خدا سے امامت کا سوال کیا تو خدا نے فرمایا کہ یہہ منصب ظالموں کو نہیں ملسکتا۔ اس سے ظاہر ہے کہ نبوۃ میراث میں نہیں دیجاتی۔ اور نہ میراث سے نبوۃ مراد ہے۔ علاوہ اس کے یہہ تو سمجھو کہ اگر پیغمبروں کی میراث جایز نہوتی تو ضرور تھا کہ رسول اللہ ہم کو یہہ حکم بتا جاتے اور ہدایت کر جاتے کہ میرے بعد میرا ترکہ نہ لینا کیونکہ ہم آنحضرت کے وارث ہیں اور اس حکم کا تعلق خاص طور پر ہم ہی سے ہو سکتا تھا۔ یہہ کیونکر ممکن ہے کہ جو حکم جس سے متعلق ہو اوس کو باوجود بالکل سہل و ممکن ہونے کے نہ تبلائیں اور غیروں کو خفیہ طور سے تبلا جائیں جن کو اوس سے کوئی تعلق بھی نہو۔ تمہارے اس بیان سے تو لازم آتا ہے کہ پیغمبر خدا نے احکام کی تبلیغ مناسب طور پر نہیں فرمائی جو قطعاً ناممکن ہے۔ اے ابوبکر حضرت ختمی مرتبت جانتے تھے کہ اون کے بعد لوگ جھوٹی حدیثیں اپنے مطلب کے موافق بنا بنا کر پیش کریں گے اسی لئے حضور فرما گئے ہیں کہ اگر قرآن کے خلاف کوئی شخص حدیث میری طرف منسوب کرے تو سمجھ لینا کہ وہ حدیث میری نہیں ہے

تفسیر نیشاپوری سورۂ مریم۔ واختلفوا ایضاً فی الوراثۃ فعن ابن عباس والحسن والضحاک ھی وراثۃ المال وعنھم ایضاً ان المراد یرثنی المال ویرث من آل یعقوب النبوۃ اوبالعکس وفی روایۃ ابی صالح ان المراد فی موضعین النبوۃ فلفظ الارث مستعمل فی المال واورثکم ارضھم ودیارھم واموالھم وفی العلم واورثنا بنی اسرائیل الکتاب العلماء ورثۃ الانبیاء وحجۃ الاولین ما روی انہ قال رحم اللہ ذکریا وما علیہ من یرثہ فان ظاھرہ یدل علی انہ بالوراثۃ المال وکذا قولہ انا معشر الانبیاء لانورث ما ترکناہ صدقۃ وایضاً ان العلم والنبوۃ کیف یحصل بالمیراث ولوکان المراد ارث النبوۃ لم یحتج الی قولہ رب رضیا لان النبی لایکون الا رضیا۔ ایضاً تفسیر کبیر رازی۔ (خلاصہ مطلب) وراثت کو مال یا علم سے متعلق کرنے میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے۔ ابن عباس و حسن و ضحاک نے اوس سے وراثت مال مراد لی ہے اور یہہ بھی اون سے منقول ہے کہ یرثنی سے وراثت مال اور یرث من آل یعقوب سے وراثت نبوۃ مراد ہے اور اس کے بالعکس بھی۔ ابی صالح کی روائیت میں ہے کہ دونوں جگہ وراثت نبوۃ مراد ہے اور ارث کا لفظ وراثت مال میں بھی مستعمل ہوا ہے جیسے اون کی اراضیات و مکانات و اموال کا تمکو وارث کیا اور بنی اسرائیل کو کتاب کا وارث کیا اور انبیا کے وارث علما ہیں۔ وراثت مال مراد لینے کی دلیل یہہ ہے کہ روائیت میں ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خدا رحم کرے ذکریا پر کہ اون کا کوئی وارث نہ تھا یہہ قول آنحضرت کا صریحاً وراثت مال پر دلالت کرتا ہے اور اسی طرح خود فقرہ لانورث۔ وراثت مال سے متعلق ہے علاوہ اس کے علم و نبوت کا میراث میں ملنا خلاف عقل و صریحاً باطل ہے کیونکہ اس سے یہہ لازم آتا ہے کہ انبیاء کے تمام اقربا جو میراث کے مستحق ہوں علم و نبوۃ کا حصہ

(۱) پس اے ابوبکر جو حدیث تمنے بیان کی وہ قرآن کے بالکل خلاف ہے اس لئے وہ حضرت رسالت پناہ کی حدیث نہیں ہے۔ **ابوبکر** خدا اور رسولؐ نے بجز صدق وراستی کے کچھ نہیں کیا ہے اور اے دختر محمدؐ جو کہتی ہیں سچ اور بجا کہتی ہیں۔ آپ معدن حکمت وموطن ہدایت ومصدر رحمت اور رکن دین وعین حجت ہیں۔ میں آپ کو طریق صواب سے علیحدہ نہیں جانتا آپ شاید خیال کرتی ہوں گی کہ فدک میں نے اپنی ذات خاص کے لئے لیا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ تجہیز لشکر وآلات حرب کے لئے میں نے فدک لیا ہے تاکہ مسلمان کفار وفجار سے جہاد کریں اور اوس کی آمدنی اون کے کام آئے اور اس ذریعہ سے اسلام کی اشاعت ہو اور یہہ صرف میری ہی رائے نہیں ہے بلکہ تمام مسلمان اس امر میں مجھ سے متفق ہیں کیونکہ اس سے اسلام کی تقویت اور مسلمانوں کا فائدہ ہے اور جس چیز سے عام مسلمانوں کا فائدہ متعلق ہو وہ میں کیونکر آپ کو واپس دے سکتا ہوں۔ میرا ذاتی مال موجود ہے اوس میں سے آپ جو چاہیں لے سکتی ہیں مجھے دینے میں عذر نہیں ہے (ناسخ التواریخ) **صدیقہ** (نہایت آزردہ وغضبناک ہوکر) اے ابوبکر! خدا ورسولؐ نے جو چیز ہمکو دی تھی اوس کو تم نے بجبر وظلم ہم سے لے لیا اور خدا ورسولؐ کی مخالفت ونافرمانی کی اس چند روزہ دنیا کے فریب میں تم لوگ آگئے اور دین کو پس پشت ڈال دیا اے ابوبکر! اوس روز سے ڈرو جس روز میں خدا کے حضور میں تم سے خصومت اور تمہارے ظلم کی فریاد کرونگی **عمر** (بہ آواز بلند) اے فاطمہ! آپ چاہتی ہیں کہ مسلمانوں کا حق لے لیں ہم سے بھلا یہہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ مسلمانوں کو محروم کرکے فدک آپ کو دے دیں۔ **صدیقہ** (نہایت غضبناک ہوکر) استغفر اللہ میں کسی کا حق لینا نہیں چاہتی بلکہ میں اپنے ہی حق کو چاہتی ہوں۔ اے عمر! تجھ سے یہہ باتیں عجیب نہیں ہیں۔ تیرے کردار کی خبر ہم کو بابا رسول اللہ دے گئے ہیں۔ لیکن اے پسر خطاب چند روزہ

پائیں اور اگر وہ اوس سے محروم رہیں تو اون کو اون کے حق سے محروم کرنیوالا ظالم وغاصب ہو جو کوئی نہیں ہوسکتا بجز خداوند کریم کے کہ جو عادل حقیقی ہے اور پھر قرآن میں جو قول رضیا نقل ہوا ہے وہ مہمل ہو جاتا ہے کیونکہ نبی جو کوئی ہوگا وہ پسندیدہ اور معصوم ضرور ہوگا پھر یہہ دعا مانگنا کہ مجھے پسندیدہ وارث دے ایک فعل عبث اور مہمل ہوگا جو پیغمبر کی شان سے بعید ہے۔ دیکھو تفسیر کبیر فخر الدین رازی۔ اوس میں بھی تقریباً یہی مضمون ہے

(۱) یہہ حدیث متفق علیہ ہے قال رسول اللہ اذا روی لکم عنی حدیث فاعرضوہ علی کتاب اللہ فان وافقہ فاقبلوہ والا فردوہ۔ وذالك يقتضى تقديم القرآن على الخبر۔ یعنے پیغمبر خدا نے فرمایا کہ جب میری طرف سے تمہارے سامنے کوئی حدیث روایت کی جائے تو اوس کو قرآن سے ملاؤ اگر قرآن کے موافق ہو تو قبول کرو ورنہ مت قبول کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ حدیث پر قرآن مقدم ہے (تفسیر کبیر امام رازی)

(۲) صحیح بخاری۔ غضبت فاطمة على ابي بكر فی ذالك فلم تكلمه حتى توفيت۔ یعنے فاطمہ اس بارہ میں ابوبکر پر غضبناک ہوئیں اور مرتے دم تک اون سے خفا رہیں اور بات نہیں کی۔

زندگی پر اتنا غرہ نہ کر۔ کل قیامت کے دن حقیقت معلوم ہوجائیگی اور آج کا دن اوس روز تجھے بہت یاد آئیگا۔ اس موقع پر جناب صدیقہ طاہرہ فاطمہ زہراء نے جو خطبہ فرمایا ہے وہ ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ اس خطبہ کو ابوبکر احمد بن عبدالعزیز الجوہری نے جو ثقات و اعیان اہلسنت سے ہیں کتاب سقیفہ میں اور صاحب ناسخ التواریخ نے جو اہل تشیع سے ہیں تاریخ مذکور میں نقل کیا ہے

خطبہ جناب فاطمہ زہرا صلی اللہ علیہا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی مَا اَنْعَمَ وَلَهُ الشُّكْرُ عَلٰی مَا اَلْهَمَ وَالثَّنَاءُ بِمَا قَدَّمَ مِنْ عُمُوْمِ نِعَمٍ ابْتَدَاَهَا وَسُبُوْغِ اٰلَاءٍ اَسْدَاهَا وَتَمَامِ مِنَنٍ وَالَاهَا جَمَّ عَنِ الْاِحْصَاءِ عَدَدُهَا وَنَاٰی عَنِ الْجَزَاءِ اَمَدُهَا وَتَفَاوَتَ عَنِ الْاِدْرَاكِ اَبَدُهَا وَنَدَبَهُمْ لِاِسْتِزَادَتِهَا بِالشُّكْرِ لِاِتِّصَالِهَا وَاسْتَحْمَدَ اِلَی الْخَلَائِقِ بِاِجْزَالِهَا وَثَنّٰی بِالنَّدْبِ اِلٰی اَمْثَالِهَا وَاَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ كَلِمَةٌ جَعَلَ الْاِخْلَاصَ تَاْوِيْلَهَا وَضَمَّنَ الْقُلُوْبَ مَوْصُوْلَهَا وَاَنَارَ فِي الْفِكْرِ مَعْقُوْلَهَا اَلْمُمْتَنِعُ مِنَ الْاَبْصَارِ رُؤْيَتُهُ وَمِنَ الْاَلْسُنِ صِفَتُهُ وَمِنَ الْاَوْهَامِ كَيْفِيَّتُهُ اِبْتَدَعَ الْاَشْيَاءَ لَا مِنْ شَيْءٍ كَانَ قَبْلَهَا وَاَنْشَاَهَا بِلَا احْتِذَاءِ اَمْثِلَةٍ اِمْتَثَلَهَا كَوَّنَهَا بِقُدْرَتِهِ وَذَرَاَهَا بِمَشِيَّتِهِ مِنْ غَيْرِ حَاجَةٍ مِنْهُ اِلٰی تَكْوِيْنِهَا وَلَا فَائِدَةٍ لَهُ فِيْ تَصْوِيْرِهَا اِلَّا تَثْبِيْتًا لِحِكْمَتِهِ وَتَنْبِيْهًا عَلٰی طَاعَتِهِ وَاِظْهَارًا لِقُدْرَتِهِ وَتَعَبُّدًا لِبَرِيَّتِهِ وَاِعْزَازًا لِدَعْوَتِهِ ثُمَّ جَعَلَ الثَّوَابَ عَلٰی طَاعَتِهِ وَوَضَعَ الْعِقَابَ عَلٰی مَعْصِيَتِهِ زِيَادَةً لِعِبَادِهِ عَنْ نِقْمَتِهِ وَحِيَاشَةً مِنْهُ اِلٰی جَنَّتِهِ۔ وَاَشْهَدُ اَنَّ اَبِيْ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ اخْتَارَهُ وَانْتَجَبَهُ قَبْلَ اَنْ اَرْسَلَهُ وَسَمَّاهُ قَبْلَ اَنِ اجْتَبَلَهُ وَاصْطَفَاهُ قَبْلَ اَنِ ابْتَعَثَهُ اِذِ الْخَلَائِقُ بِالْغَيْبِ مَكْنُوْنَةٌ وَبِسِتْرِ الْاَهَاوِيْلِ مَصُوْنَةٌ وَبِنِهَايَةِ الْعَدَمِ مَقْرُوْنَةٌ عِلْمًا مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی بِمَآئِلِ الْاُمُوْرِ وَاِحَاطَةً بِحَوَادِثِ الدُّهُوْرِ وَمَعْرِفَةً بِمَوَاقِعِ الْمَقْدُوْرِ اِبْتَعَثَهُ اللّٰهُ اِتْمَامًا لِاَمْرِهِ وَعَزِيْمَةً عَلٰی اِمْضَاءِ حُكْمِهِ وَاِنْفَاذًا لِمَقَادِيْرِ حَتْمِهِ فَرَاَی الْاُمَمَ فِرَقًا فِيْ اَدْيَانِهَا عُكَّفًا عَلٰی نِيْرَانِهَا عَابِدَةً لِاَوْثَانِهَا مُنْكِرَةً لِلّٰهِ مَعَ عِرْفَانِهَا فَاَنَارَ اللّٰهُ بِمُحَمَّدٍ ظُلَمَهَا وَكَشَفَ عَنِ الْقُلُوْبِ بُهَمَهَا وَجَلٰی عَنِ الْاَبْصَارِ غُمَمَهَا وَقَامَ فِي النَّاسِ بِالْهِدَايَةِ وَاَنْقَذَهُمْ مِنَ الْغِوَايَةِ وَبَصَّرَهُمْ مِنَ الْعَمَايَةِ وَهَدَاهُمْ اِلَی الدِّيْنِ الْقَوِيْمِ وَدَعَاهُمْ اِلَی الطَّرِيْقِ الْمُسْتَقِيْمِ ثُمَّ قَبَضَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ قَبْضَ رَاْفَةٍ وَاخْتِيَارٍ وَرَغْبَةٍ وَاِيْثَارٍ فَمُحَمَّدٌ عَنْ تَعَبِ هٰذِهِ الدَّارِ فِيْ رَاحَةٍ قَدْ حُفَّ بِالْمَلَائِكَةِ الْاَبْرَارِ وَرِضْوَانِ الرَّبِّ الْغَفَّارِ وَمُجَاوَرَةِ الْمَلِكِ الْجَبَّارِ صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی اَبِيْ نَبِيِّهٖ وَاَمِيْنِهٖ عَلٰی

الْوَحْيِ وَصَفِيِّهٖ وَخِيَرَتِهٖ مِنَ الْخَلْقِ وَرَضِيِّهٖ وَالسَّلَامُ عَلَيْهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ
پھر مہاجرین و انصار کو خطاب کرکے فرمایا۔ اَنْتُمْ عِبَادَ اللّٰهِ نُصُبُ اَمْرِهٖ وَنَهْيِهٖ وَحَمَلَةُ
دِيْنِهٖ وَوَحْيِهٖ وَامناء الله على انفسكم وبلغائه الى الامم وزعمتم حق لكم لله فيكم
عهدٌ قدمه اليكم وبقيةٌ استخلفها عليكم كتاب الله الناطق والقرآن الصادق
والنور الساطع والضياء اللامع بينةٌ بصائره منكشفةٌ سرائره منجليةٌ ظواهره
مغتبطٌ به اشياعه قائدٌ الى الرضوان اتباعه مؤدٍ الى النجاة اسماعه به تنال
حجج الله المنورة وعزائمه المفسرةُ ومحارمه المحذرة وبيناته الجالية وبراهينه
الكافية وفضائله المندوبة ورخصه الموهوبة وشرائعه المكتوبة فجعل الله الايمان
تطهيراً لكم من الشرك والصلوة تنزيهاً لكم عن الكبر والزكوٰة تزكيةً للنفس ونماءً
في الرزق والصيام تثبيتاً للاخلاص والحج تشديداً للدين والعدل تنسيقاً للقلوب
وطاعتنا نظاماً للملة وامامتنا اماناً من الفرقة والجهاد عزاً للاسلام والصبر
معونةً على استيجاب الاجر والامر بالمعروف مصلحةً للعامة وبر الوالدين و
قايةً من السخط وصلة الارحام منماةً للعدد والقصاص حقناً للدماء والوفاءَ
بالنذر تعريضاً للمغفرة والمكائيل والموازين تغييراً للبخس والنهي عن شرب الخمر
تنزيهاً عن الرجس واجتناب القذف حجاباً عن اللعنة وترك السرقة ايجاباً للعفة
وحرم الله الشرك اخلاصاً له بالربوبية فاتقوا الله حق تقاته ولا تموتن الا وانتم
مسلمون واطيعوا الله فيما امركم به ونهاكم عنه فانه انما يخشى الله من عباده العلماء
ايها الناس اعلموا اني فاطمة وابي محمد صلى الله عليه وآله اقول عوداً وبدواً ولا اقول
ما اقول غلطاً ولا افعل ما افعل شططاً لقد جاءكم رسولٌ من انفسكم عزيزٌ عليه ما
عنتم حريصٌ عليكم بالمومنين رؤوفٌ رحيمٌ فان تعزوه وتعرفوه تجدوه ابي دون نسائكم
واخ ابن عمي دون رجالكم ولنعم المعزى اليه صلى الله عليه وآله فبلغ الرسالة صادعاً
بالنذارة مائلاً عن مدرجة المشركين (نسخہ فبلغ النذارة صادعاً بالرسالة ناكباً عن
سنن مدرجة المشركين) ضارباً ثبجهم اخذاً باكظامهم داعياً الى سبيل ربه بالحكمة
والموعظة الحسنة يكسر (نسخہ يجذ) الاصنام وينكث الهام حتى انهزم الجمع وولوا
الدبر حتى تفرى الليل عن صبحه واسفر الحق عن محضه ونطق زعيم الدين وخرست

شقاشق الشياطين وطاح وشيظ النفاق وانحلت عقد الكفر والشقاق وفهتم بكلمة
الاخلاص في (نسخه مع) نفر من البيض الخماص (نسخه الخماص الذين اذهب الله عنهم
الرجس وطهرهم تطهيراً) وكنتم على شفا حفرة من النار (نسخه فانقذكم منها) نهزة
الطامع وقبسة العجلان مذقة الشارب ونهزة الطامع وقبسة العجلان وموطأ
الاقدام تشربون الطرق وتقتاتون الورق اذلة خاسئين تخافون ان يتخطفكم الناس
من حولكم فانقذكم الله تبارك وتعالى بمحمد صلى الله عليه واله بعد اللتيا والتي وبعد
ان مني ببهم الرجال وذوبان العرب ومردة اهل الكتاب كلما اوقدوا ناراً للحرب
اطفاها الله او نجم قرن للشيطان وفغرت فاغرة من المشركين قذف اخاه في لهواتها
فلا ينكفئ حتى يطا صماخها باخمصه ويخمد لهبها بسيفه مكدوداً في ذات الله
مجتهداً كادحاً وانتم في بلهنية من العيش وادعون فاكهون آمنون تتربصون بنا
الدوائر وتتوكفون الاخبار وتنكصون عند النزال وتفرون عند القتال فلما اختار
الله لنبيه دار انبيائه ومأوى اصفيائه (نسخه واتم عليه ما وعده) ظهر فيكم حسيكة
النفاق وسمل جلباب الدين ونطق كاظم الغاوين ونبغ خامل الاقلين وهدر
فنيق المبطلين (نسخه الكفر) فخطر (نسخه يخطر) في عرصاتكم واطلع الشيطان رأسه
من مغرزه هاتفاً بكم (نسخه فوجدكم لدعائه) فالفاكم لدعوته مستجيبين و
للغرة فيه ملاحظين ثم استنهضكم فوجدكم خفافاً واحمشكم فالفاكم غضاباً فوسمتم
غير ابلكم واوردتم غير شربكم هذا والعهد قريب والكلم رحيب والجرح لما
يندمل والرسول لما يقبر ابتداراً زعمتم خوف الفتنة الا في الفتنة سقطوا وان
جهنم لمحيطة بالكافرين فهيهات منكم وكيف بكم وانى تؤفكون وكتاب الله بين
اظهركم اموره زاهرة واعلامه باهرة وزواجره لائحة واوامره واضحة قد خلفتموه
وراء ظهوركم ارغبة عنه تريدون ام بغيره تحكمون بئس للظالمين بدلاً ومن يبتغ
غير الاسلام ديناً فلن يقبل منه وهو في الآخرة من الخاسرين ثم لم تلبثوا الا ريث
ان تسكن نفرتها ويسلس قيادها ثم اخذتم تورون وقدتها وتهيجون جمرتها وتستجيبون
لهتاف الشيطان الغوي واطفاء انوار الدين الجلي واهماد السنن النبي الصفي تسرون
حسواً في ارتغاء وتمشون لاهله وولده في الخمر والضراء ونصبر منكم على مثل

حز المدیٰ وو خز الشنان فی الحشا وانتم تزعمون ان لا ارث لنا افحکم الجاہلیۃ تبغون
ومن احسن من اللہ حکماً لقوم یوقنون افلا تعلمون بلیٰ تجلیٰ لکم کالشمس الضاحیۃ انی
ابنتہ ایہا المسلمون ءاغلب علیٰ ارثیہ یا ابن ابی قحافۃ افی کتاب اللہ ان ترث اباک
ولا ارث ابی لقد جئت شیئاً فریّاً افعلیٰ عمدٍ ترکتم کتاب اللہ ونبذتموہ وراء
ظہورکم اذ یقول وورث سلیمان داؤد وقال فیما اقتص من خبر یحییٰ بن زکریا اذ قال
رب ھب لی من لدنک ولیًا یرثنی ویرث من اٰل یعقوب وقال واولوا الارحام بعضہا
اولیٰ ببعض فی کتاب اللہ وقال یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین وقال
ان ترک خیرن الوصیۃ للوالدین والاقربین بالمعروف حقاً علی المتقین وزعمتم
ان لا حظوۃ لی ولا ارث من ابی ولا رحم بیننا افخصکم اللہ بآیۃٍ اخرج منہا ابی
ام ھل تقولون اھل ملتین لا یتوارثان ولست انا وابی من اھل ملۃٍ واحدۃٍ
ام انتم اعلم بخصوص القرآن وعمومہ من ابی وابن عمی فدونکہا مخطومۃً مرحولۃً
تلقاک یوم حشرک فنعم الحکم اللہ والزعیم محمد والموعد القیامۃ وعند الساعۃ
ما تخسرون ولا ینفعکم اذ تندمون ولکل نبأٍ مستقرٌ فسوف تعلمون من یاتیہ
عذابٌ یخزیہ ویحل علیہ عذاب مقیم۔ اس کے بعد انصار کی جانب متوجہ ہوکر فرمایا
یامعشرۃ الفتیۃ (نسخہ البقیۃ) واعضاد (نسخہ عماد) الملۃ وانصار (نسخہ حضنۃ)
الاسلام ما ھذہ الغمیزۃ (نسخہ الفترۃ) فی حقی والسنۃ عن ظلامتی اما کان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ ابی یقول المرء یحفظ فی ولدہ سرعان ما احدثتم وعجلان اذا ھالۃ
ولکم طاقۃ بما احاول وقوۃ علی ما اطلب واذا ولٰا تقولون مات محمدٌ صلی اللہ علیہ
وآلہ فخطبٌ جلیلٌ استوسع وھیہ واستھر فتقہ وانفتق رتقہ واظلمت الارض لغیبتہ
وکسفت النجوم لمصیبتہ واکدت الآمال وخشعت الجبالُ واضیع الحریم وازیلت الحرمۃ
عند مماتہ فتلک واللہ النازلۃ الکبریٰ والمصیبۃ العظمیٰ لا مثلہا نازلۃ ولا بائقۃ
عاجلۃ اعلن بہا کتاب اللہ جل ثناء لا فی افنیتکم وفی ممساکم ومصبحکم ھتافاً و
صراخاً وتلاوۃً والحاناً ولقبلہ ما حل بانبیاء اللہ ورسلہ حکمٌ فصلٌ وقضاءٌ حتمٌ
وما محمدٌ الا رسولٌ قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علیٰ اعقابکم
ومن ینقلب علیٰ عقبیہ فلن یضر اللہ شیئاً وسیجزی اللہ الشاکرین۔ ایہاً بنی قیلۃ

اهضم تراث ابيه وانتم بمرئٍ منّي ومسمع ومبتدئٍ و مجمع تلبسكم الدّعوة وتشملكم الخبرة وانتم ذوو العدد والعدّة والاداة والقوّة وعندكم السلاح والجنّة توافيكم الدّعوة فلا تجيبون وتاتيكم الصّرخة فلا تغيثون وانتم موصوفون بالكفاح معروفون بالخير والصّلاح والنجبة الّتي انتجبت والخيرة الّتي اختيرت قاتلتم العرب وتحمّلتم الكدّ والتّعب وناطحتم الامم وكافحتم البهم فلا نبرح او تبرحون نامركم فتاتمرون حتّى اذا دارت بنا رحى الاسلام ودرّ حلبُ الايّام وخضعت نعرت الشّرك وسكنت فورة الافك وخمدت نيران الكفر وهدئت دعوةُ الهرج واستوثق نظام الدّين فانّى حرتم بعد البيان و اسررتم بعد الاعلان ونكصتم بعد الاقدام واشركتم بعد الايمان الا تقاتلون قوماً نكثوا ايمانهم وهمّوا باخراج الرسول وهم بدؤكم اوّل مرّةٍ اتخشونهم فالله احقّ ان تخشوه ان كنتم مؤمنين الا قد ارى ان اخلدتمُ الى الخفض وابعدتم من هو احقّ بالبسط والقبض وخلوتم بالدّعة ونجوتم من الضّيق بالسّعة فمججتم ما وعيتم ودسعتم الذى تسوّغتم فان تكفروا انتم ومن فى الارض جميعاً فانّ الله لغنيٌّ حميدٌ“ -

الا وقد قلت ما قلت على معرفةٍ منّي بالخذلة الّتي خامرتكم والغدرة الّتي استشعرتها قلوبكم ولكنّها فيضةُ النّفس ونفثة الغيظ وخور القنا وبثّة الصّدر وتقدمة الحجّة فدونكموها فاحتقبوها دبرة الظّهر نقبة الخفّ باقية العار موسومة بغضب الله وشنار الابد موصولة بنار الله الموقدة الّتي تطّلع على الافئدة فبعين الله ما تفعلون وسيعلم الّذين ظلموا اىّ منقلبٍ ينقلبون وانا ابنة نذيرٍ لكم بين يدى عذابٍ شديدٍ فاعملوا انّا عاملون وانتظروا انّا منتظرون“ (۱)

(۱) شمس الدین ابو المظفر یوسف سبط ابن الجوزی جو علمائے کرام اہلسنت میں سے ہیں کتاب تذکرۃ الخواص الامۃ فی معرفۃ الائمہ میں لکھتے ہیں :- قال الشعبی لما منعت میراثها (ای فاطمۃ بنت الرسول) لاثت خمارها علی راسها وحمدت الله واثنت علیه ووصفت رسول الله باوصاف فکان مما قالت کلما فغرت فاغرۃ من المشرکین او نجم قرن من الشیطان وطاء صماخه باخمصه واخمد لهیبته بسیفه وکسر قرنه بعرضه حتی اذا اختار الله له دار انبیائه ومقر اصفیائه واحبائه اطلعت الدنیا راسها الیکم فوجدتکم لها مستجیبین ولغرورها ملاحظین هذا والعهد قریب والمدی غیر بعید والجرح لم یندمل فانی تکونون کذا وکتاب الله بین اظهرکم یا ابن ابی قحافه اترث اباك ولا ارث ابی دونکها مرحولة مزمومة فنعم الحاکم الحق والموعد القیامة ولکل نباء مستقر فسوف تعلمون ثم اومات الی قبر النبی وقالت -

ترجمہ۔ ہر حمد اللہ کے لئے اون نعمتوں پر ہے جو اوس نے عطا فرمائی ہیں اور خدا کا شکر اون نیکیوں پر ہے جو اوس نے دلمیں ڈالی ہیں اور ہر ثنا اس وجہ سے ہے کہ اوس نے ہر طرح کی نعمت کے ساتھ جسے اوس نے ابتدا فرمائی پہل (سبقت) کی اور عطائے کاملہ کی وجہ سے جو اوس نے بذل فرمائیں اور تمام احسانات کے سبب سے جو اوس نے مسلسل جاری رکھے جن کا شمار حد سے زیادہ ہے اور جن کی انتہا معاوضہ سے دور ہے اور جن کی ہمیشگی ادراک سے بعید ہے اور شکر کے صلہ میں اون نعمتوں کے علی الاتصال زیادہ طلب کرنے کی طرف توجہ دلائی اور عطایا کی زیاتی کے لئے مخلوقات سے طالب حمد ہوا اور ایسی نعمتوں کی طرف مکرر توجہ دلائی اور میں اس بات کی گواہی دیتی ہوں کہ سوائے خدائے یکتا ولاشریک کے کوئی معبود نہیں ہے یہہ وہ کلمہ ہے کہ اخلاص کو جس کی تاویل قرار دیتا ہے - اور جمیع قلوب کو اوس کی معنے پر مشتمل کیا ہے اور کلمہ توحید سے جو کچھ سمجھہ میں آتا ہے اوس کو فکر میں منور فرمایا ہے آنکھوں سے اوس کی رویئت اور زبانوں سے اوس کی صفت اور خیالات سے اوس کی کیفیت ممتنع ہے - بغیر کسی ایسی چیز کے جو قبل اشیاء کے ہو اوس نے اشیاء کو خلق فرمایا اور بغیر ایسے نمونوں کی تقلید کے جنکو

قدکان بعدك انباء وهنبثة لوکنت شاهدها لم یکبر النوب
اے بابا بعد آپ کی بہیر مصیبتیں اور آفتیں وارد ہوئیں اگر آپ اون کو دیکھتے تو وہ زیادہ نہ بڑہتیں

انا فقدناك فقد الارض وابلها واغتیل اهلك لما اغتالك الترب
ہم آپکے مفقود ہوجانے سے مثل اراضی بے باران ہوگئے اور آپکے زیر زمین پنہان ہوجانے سے آپکے اہل سخت پریشان کئے گئے

وقد رزئنا بما لم یرزه احد من البریة لا عجم ولا عرب
اور ہم ایسے ستائے گئے کہ کوئی بھی دنیا میں خواہ وہ عجم ہو یا عرب ستایا گیا ہوگا۔

ثم انها اعتزلت القوم ولم نزل تندب رسول الله حتے لحقت به

یعنے شعبی نے ذکر کیا ہے کہ جب جناب فاطمۃ الزہرا اپنی باپ رسول اللہ کے میراث سے ممنوع کی گئیں تو آپنے اپنی چادر اوڑھہ لی اور خدا کی حمد و ثنا اور پیغمبر خدا کی نعت کے بعد جو کچھ فرمایا اوس کے بعض فقرات یہہ ہیں کہ جب مشرکین میں سے کسی مُنہ پھاڑنے والے نے مُنہ پھاڑا یا کسی شیطان کے ہمقرین نے ظہور کیا تو پیغمبر خدا نے اون کی سخت زمینوں کو اپنے تلووں سے روند ڈالا اور اون کے شعلوں کو اپنی تلوار سے بجھا دیا اور اون کے مجمع کو اپنے حملوں سے پراگندہ کردیا تا آنکہ اللہ تعالٰے نے اون کے واسطے اپنے انبیاء کا مکان اور اپنے برگزیدوں اور دوستوں کی آرامگاہ کو اختیار فرمایا پس دنیا نے اپنا سر تمہاری طرف ظاہر کیا اور تمکو اپنا قبول کرنے والا اور اپنے اوپر فریفتہ ہونے والا پایا حالانکہ پیغمبر خدا کا عہد قریب ہے اور زخم غم ابھی مندمل نہیں ہوا ہے - تم لوگ قرآن کے موجود ہوتے ایسے کیوں ہوگئے - اے پسر ابو قحافہ تو تو اپنے باپ کی میراث پائے اور میں اپنے باپ کی میراث نپاؤں - اس کسے ہوئے تیار ناقہ کو لیلے مگر (یاد رکھ کہ) خدا بہت اچھا حاکم ہے اور وعدہ گاہ قیامت ہے اور ہر خبر کے لئے ایک مستقر ہے پس بہت جلد تمکو حقیقت معلوم ہوجائیگی - اس کے بعد جناب سیدہ

پہلے سے بنایا ہو اون کو ایجاد فرمایا اور اپنی حکمت کے ظاہر کرنے اور اپنی طاعت پر متنبہ کرنے اور اپنی قدرت کے اظہار اور اپنے بندوں کے تعبد اور اپنی دعوت کی تقویت کے لئے بغیر اس کے کہ اون کے وجود کی طرف اوسے کوئی حاجت ہو یا اون کی صورت گری میں اوس کا کوئی فائدہ ہو اوس نے اون کو اپنی قدرت سے پیدا اور اپنے ارادے سے خلق فرمایا۔ بعد اوس کے اوس نے اپنے عذاب سے بچانے کے لئے اور اون کو اپنی جنت کی طرف رہبری کرنے کے لئے اپنی طاعت پر ثواب مقرر کیا اور اپنی نافرمانی پر عذاب وضع کیا۔ اور میں اس بات کی گواہی دیتی ہوں کہ میرے والد حضرت محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) اوس کے بندے اور رسول ہیں خدا نے اون کو قبل پیغمبری کے برگزیدہ اور منتخب فرمایا اور قبل پیدا کرنے کے اون کو رفعت دی اور قبل بعثت کے اون کو اپنے لئے مخصوص فرمایا۔ چونکہ اللہ تعالےٰ مسائل امور کا عالم اور حادثات زمانہ پر محیط اور مواقع مقدرات کا جاننے والا ہے اوس نے حضرت کو اوس وقت جبکہ خلائق حجاب غیب میں مخفی اور پردہائے ہولناک میں محفوظ اور نہایت عدم سے ہمقرین تھی اپنی حکمت کی تکمیل اور اپنے حکم کے اجرار کی تاکید اور اپنے مقدرات حتمی کے نفاذ کے لئے مبعوث فرمایا پس حضرت نے جماعتوں کو اون کے ادیان میں متفرق اور اپنی اپنی آگوں کا پوجنے والا اور اپنے اپنے بتوں کی پرستش کرنیوالا اور باوصف معرفت کے اللہ کا منکر پایا۔ خدا نے محمدؐ کی برکت سے اون کی تاریکیوں کو روشن فرمایا پس اونھوں نے لوگوں کے قلوب سے اون کے مشکلات امور کو واضح فرمایا اور اون کی آنکھوں سے پردوں کو دور کیا اور ہدایت کے لئے لوگوں میں قیام کیا اور گمراہی سے اون کو مخلصی بخشی نابینائی سے اون کو بصیر کیا راہ راست کی طرف اون کو ہدایت فرمائی اور طریق مستقیم کی طرف اون کو دعوت دی بعد ازان اللہ تعالیٰ نے شدت رحمت و رضا اور میل خواہش کے ساتھ اون کی روح کو قبض فرمایا۔ پس حضرت محمدؐ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا کی مشقت سے راحت میں ہیں اور ملائکہ ابرار اور رضوان رب غفار اور قرب ملک جبار میں گھرے ہوئے ہیں۔ خدا میرے پدر بزرگوار اپنے نبی اور اپنی وحی کے امین اور اپنے برگزیدہ اور بہترین خلق اور اپنے محبوب پر رحمت نازل کر۔ اور سلام ہو اوس پر اور خدا کی رحمت و برکات۔

پھر مہاجرین و انصار کو خطاب کر کے فرمایا۔ تم سب بندگان خدا اوس کے امر و نہی کے قائم

لے پیغمبر خدا کی قبر کی طرف اشارہ کر کے یہ اشعار (مندرجہ بالا) فرمائے۔ بعد ازاں اپنے قوم سے علیحدگی اختیار فرمائی اور اپنے پدر عالیمقدار پر گریہ و زاری کرتی رہیں یہاں تک کہ اون سے جا ملیں۔
مسعودی نے بھی اپنی کتاب مروج الذہب میں اس خطبہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ۱۲ المولف

کرنے والے اور اوس کے دین و احکام شریعت کے حامل اور اپنے نفوس پر خدا کے امین اور امتوں کی طرف اوس کے دین کے پہونچانے والے ہو۔ خدا کی کتاب ناطق و قرآن صادق اور نور تابان و ضیائے درخشان ہے جس کی حجتیں واضح ہیں جس کے مطالب خفیہ آشکارا ہیں جس کے ظواہر روشن ہیں جس کے باعث سے اوس کے تابعین پر غبطہ کیا گیا ہے اوسی کے واسطہ سے خدا کی حجتہائے روشن اور فرائض واضحہ اور قابلِ احتراز محرمات اور اوس کے ایضاحات ظاہرہ اور دلائل کافیہ اور امور راجحہ اور مباحات موہوبہ اور شرائع مقررہ تک رسائی ہوتی ہے۔ تمہارے لئے خدا کا عہدہ ہے جو اوس نے پہلے ہی سے تم سے لیا ہے اور وہ بقیہ ہے جس کو تم پر خلیفہ کیا ہے اور تم نے زعم کیا ہے کہ وہ تمہارا حق ہے۔ خدا نے تم کو شرک سے پاک کرنے کے لئے ایمان کا اور کبر سے منزہ کرنے کے لئے نماز کا اور تزکیہ نفس اور ترقی رزق کے لئے زکات کا اور اخلاص کے استحکام کے لئے روزوں کا اور دین کے مضبوط کرنے کے لئے حج کا اور قلوب کے ہموار کرنیکے لئے عدل کا اور ملت کی درستی کے لئے ہماری اطاعت کا اور تفرقہ سے محفوظ رہنے کے لئے ہماری امامت کا اور اسلام کی عزت کے لئے جہاد کا اور اجر کے قابل قبول ہونے کے اعانت کے لئے صبر کا اور مصلحت عام کیلئے امر بالمعروف کا اور عذاب خدا سے بچنے کے لئے قصاص کا اور مغفرت کے مہیا ہونے کے لئے وفاء نذر کا اور دفع نقصانات کے لئے ناپوں اور اوزان کا اور پلیدیوں سے طہارت کے لئے شرب خمر سے ممانعت کا اور لعنت سے بچنے کے لئے دشنام دہی سے احتراز کا اور اثبات عفت کے لئے ترک سرقہ کا حکم دیا اور اپنی ربوبیت کے ساتھ اخلاص کے لئے اللہ تعالے نے شرک کو حرام کیا پس خدا سے کما ینبغی خوف کرو اور نہ مرو مگر ایسے حالت میں کہ مسلمان ہو اور جس چیز کا خدا نے تمکو حکم دیا ہے اور جس چیز سے تمکو منع کیا ہے اوس میں اللہ تعالے کی فرمانبرداری کرو کیونکہ اس کے سوا کچھہ نہیں ہے اوس کے بندوں میں سے صرف علما ہی اوس کا خوف کرتے ہیں۔ بعد اس کے ارشاد فرمایا۔ اے لوگو! واقف ہو کہ میں فاطمہؑ ہوں اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے والد ہیں۔ اول و آخر میرا قول ایک ہے اور جو کہتی ہوں غلط نہیں کہتی ہوں اور جو کرتی ہوں خلاف حق نہیں کرتی ہوں۔ اس میں شک نہیں کہ تمہیں میں سے تمہارے پاس رسول آیا جو اذیتیں تم نے اوٹھائی ہیں وہ اوسپر گراں ہیں۔ تمہاری طرف راغب اور اہل ایمان کے ساتھ مہربانی اور رحم کرنے والا تھا اگر تم اوس کی قرابت پر غور کرو اور اوسے پہچانو تو برخلاف اپنی عورات کے اوسے میرا باپ پاؤ گی اور برخلاف اپنے

مردوں کے میرے ابن عم کا بھائی پاؤ گے۔ اور بیشک اوس کی طرف منسوب ہوا کیسا اچھا ہے خدا اوس پر اور اوس کی آل پر رحمت وسلام نازل کرے۔ پس اوس نے اس طرح تبلیغ رسالت کی کہ علانیہ لوگوں کو ڈراتا تھا مشرکین کے درجات کی طرف توجہ نہ کرتا تھا اون کے اعاظم اور رؤسا کو مارتا تھا اون کے نرخروں کو دباتا تھا اور موعظہ حسنہ کے ساتھ اپنے پروردگار کے طریقہ کی طرف بلانے والا تھا۔ بتوں کو توڑتا تھا رؤسائے مشرکین کے سروں کو کچلتا تھا تا آنکہ جماعتیں منہزم ہوگئیں اور پیٹھیں پھر گئیں یہانتک کہ رات اپنی صبح سے منشق ہوگئی (یعنے کفر کی تاریکی دور ہوگئی اور اسلام کی روشنی پھیل گئی) اور دین اسلام کی حقیقت ظاہر ہوگئی دین کا منتظم گویا ہوا شیاطین کے نعرے پست ہوئے اراذل نفاق مشرف بہلاکت ہوئے عقدہائے کفر وعداوت کھل گئے۔ چند گرسنہ شکم روشن چہر اشخاص کی دیکھا دیکھی تم نے کلمہ اخلاص اپنے منہ سے نکالا حالانکہ تم چاہ آتش میں گر پڑنے کے قریب تھی۔ ہر پینے والے کے ایک گھونٹ تھے طمع کرنے والے کے لئے مال غنیمت تھے جلدی کرنے والے کے لئے فائدہ مند اور پاؤں کی روندن تھے تم اون ڈبروں میں آپ باران پیتے تھے جس میں اونٹ وغیرہ پیشاب کرتے تھے اور درختوں کی پتے کھاتے تھے اس بات سے ڈرتے تھے کہ تمہارے اطراف کے لوگ تم کو پکڑ لے جائیں۔ پس اللہ تعالے نے بعد ان حالات کے اور بعد اس کے کہ مردان دلاور اور گرگان عرب اور سرکشان اہل کتاب نے تم کو بلاؤں میں مبتلا کر رکھا تھا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے تمہیں نجات عطا فرمائی جب کبھی اون لوگوں نے آتش حرب مشتعل کی اللہ تعالے نے او سے خاموش کر دیا یا جب شیطان کی امت نے ظہور کیا اور مشرکین میں سے کسی منہ پھیلانے والے نے منہ پھیلایا تو حضرت نے اپنے بھائی کو جو ذات خدا میں مستغرق اور امر خدا میں سعی کرنے والا رسول خدا سے قریب اولیائے خدا کا سردار اہتمام کرنے والا نصیحت کرنے والا جد وجہد کرنے والا کوشش کرنے والا تھا اون کے حلقوں میں ڈالدیا (یعنے اون کے دفع کرنے پر متعین کیا) اور وہ اوس وقت تک نہ پھرا جب تک اوس نے اون کے کانوں کو اپنے تلووں سے روند نہ لیا اور دم تیغ سے اونکی مشتعل کی ہوئی آگوں کو بجھا نہ دیا۔ اور تم رفاہ اسباب معیشت میں مشغول تھے تن آسانی خوشی کیبی اور اطمینان میں بسر کرتے تھے زمانہ کے ہم سے پھر جانے کے منتظر اور ہمارے اخبار مصائب وفتن کے متوقع تھے سختی کے وقت پھر جاتے تھے اور وقت جنگ فرار کر جاتے تھے پھر جب اللہ تعالے اپنے نبی کے لئے اپنے انبیا کا مکان اور اپنے برگزیدوں کی آرامگاہ پسند فرمائی

توتم میں نفاق آمیز عداوت ظاہر ہوئی اور پردہ دین کا کہنہ ہوگیا۔ جو گمراہ ہیبت سے دم بخود تھے گویا ہوئے جو لوگ زاویہ خمول میں مخفی تھے اونھوں نے خروج کیا کفر کے باطل کرنے والوں کی خوبی ضائع ہوئی پس شیطان تمہارے ہاں سبقت کرنے والا ہوا اور اوس نے تمہیں پکارتے ہوئے اپنی کمینگاہ سے سر نکالا اور تم کو اوس نے اپنی دعوت کا قبول کرنے والا اور اپنی عزت کا لحاظ کرنے والا پایا بعد اوس کے وہ تمہیں حرکت میں لایا اور تمکو سبک پایا اور وہ تم کو غصہ میں لایا اور تم کو غضبناک پایا پس تم نے دوسرے کے اونٹ پر اپنا نشان لگایا (یعنے دوسرے کا مال غصب کیا) اور اس پنگھٹ پر وارد ہوئے جو دوسرے کا ہے۔ اس امر میں غور کرو حالت یہہ ہے کہ عہد (پیغمبر) قریب کا ہے گھاو بڑھا ہوا ہے زخم مندمل نہیں ہوا ہے اور پیغمبر نے قبر میں آرام نہیں لیا ہے کہ تم نے پیش بندی سے بغیر کسی حجت کے فتنہ کے خوف کو بذیرا کیا۔ آگاہ ہو کہ تم فتنہ میں گرفتار ہوئے اور اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ جہنم کفار کو گھیرے ہوئے ہے پس وائے ہے تمپر یہہ تمہاری کیا حالت ہوگئی ہے اور تم کدھر جاتے ہو کتاب خدا تمہارے پاس موجود ہے اوس کے احکام ظاہر اور اوس کے نواہی آشکارا اور اوس کے اوامر واضح اور اوس کے علامات باہر ہیں تم نے قرآن کو پس پشت ڈالدیا ہے کیا بہ رغبت تم اوس سے روگردانی کرتے ہو یا اوس کے خلاف حکم کرتے ہو۔ ظلم کرنے والے کے لئے بُرا عوض ہے اور جو شخص سوا اسلام کے کسی دین کی خواہش کرے گا پس خدا ہرگز اوس سے قبول نہ کرے گا اور وہ آخرت میں ہلاک ہونے والوں میں سے ہوگا بعد اوس کے تم نے توقف نہیں کیا مگر اس قدر کہ بھڑک اوس کی کم ہو جائے اور مہار اوس کی نرم ہو جائے اوس کے بعد تم آتش فتنہ بھڑکانے لگے اور فساد کے شرارہ ہیجان میں لانے لگے اور تم دین روشن کے انوار بجھانے اور سنتہائے نبی برگزیدہ کے باطل کرنے میں شیطان گمراہ کی دعوت کو قبول کرنے لگے تم اپنے مافی الضمیر کے خلاف ظاہر کرنے لگے اور اہلبیت و اولاد پیغمبر کے ساتھ خفیہ چال چلنے لگے اور ہم تمہاری ایذا پر جو دل وجگر میں مثل دم دشنہ اور سنان نیزہ کے کام کرتی ہے صبر کرتے ہیں۔ اور اس وقت میں تم زعم کرتے ہو کہ ہمارے لئے میراث نہیں ہے کیا تم حکم جاہلیت کے خواستگار ہو اہل ایمان کے لئے خدا سے بہتر کس کا حکم ہے پھر کیا تم ناواقف ہو۔ نہیں بلکہ آفتاب درخشان کی طرح تمپر روشن ہے کہ میں اوس کی بیٹی ہوں۔ اے مسلمانو! کیا میں اپنے ارث میں مغلوب ہو جاؤں اے پسر ابو قحافہ! کیا یہہ خدا کی کتاب میں ہے کہ تم اپنے باپ کے میراث پاؤ اور میں اپنے باپ

کی میراث نہ پاؤں۔ بیشک تم نے یہہ عجیب جھوٹھ گڑھا ہے پھر کیا جان بوجھکر تم نے کتاب خدا کو چھوڑ دیا ہے اور اوسے پس پشت پھینک دیا ہے جہاں خدا فرماتا ہے اور سلیمانؑ نے داؤدؑ کی میراث پائی اور منجملہ خبر یحییٰؑ بن ذکریاؑ کے اللہ تعالےٰ نے جو قصہ بیان فرمایا ہے اوس میں ارشاد فرمایا ہے کہ جب ذکریاؑ نے عرض کیا کہ پروردگار میرے مجھے اپنی عنایت سے دلی عطا فرما جو میرا اور آل یعقوبؑ کا وارث ہو اور اللہ تعالےٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے کہ بعض ذوی الارحام بعض سے اولےٰ ہیں اور فرمایا ہے کہ خدا تم کو تمہارے اولاد میں مرد کے لئے عورت سے دونے حصے (مثل حظ الانثیین) کی وصیت کرتا ہے اور ارشاد فرمایا کہ پرہیزگاروں کو سزاوار ہے اگر وہ کوئی مال وصیت بطور احسان کے والدین اور اقربا کے لئے چھوڑیں اور تم نے گمان کیا ہے کہ میرے لئے میرے باپ کے متروکہ سے کوئی حصہ اور میراث نہیں ہے نہ ہم میں کوئی قرابت ہے آیا اللہ تعالےٰ نے تمہیں کسی آیتہ کے ساتھ مخصوص کیا ہے جس سے میرے والد کو خارج کیا ہے یا تم یہہ کہتے ہو کہ مختلف مذاہب کے لوگ ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوتے اور میں اور میرے والد ایک ہی مذہب پر نہیں ہیں کیا تم خصوص و عموم قرآن کو میرے ابن عم سے زیادہ جانتے ہو۔ اچھا تم اس مہار و زین سے تیار ناقہ کو لے لو (مگر یاد رکھو) وہ تمہارے محشور ہونے کے دن تم سے ملاقی ہوگا اور کیسا اچھا حکم کرنے والا اللہ تعالےٰ ہوگا اور حق کے طالب محمدؐ ہونگے اور وعدہ گاہ قیامت ہوگی۔ اوس وقت تمہیں کیا خسارہ ہوگا اور جو ندامت اوس وقت تمہیں ہوگی وہ تم کو نفع نہ دے گی۔ اور ہر چیز کے لئے ایک وقت ہے بہت جلد تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ ذلیل کرنے والا عذاب کس پر نازل ہوگا اور عذاب دائمی کس کے لئے ہوگا۔ اس کے بعد انصار کی طرف ملاحظہ فرمایا اور ارشاد کیا۔ اے گروہ جوانان و قوت بازوئے مذہب و یاوران اسلام ہمارے حق میں یہہ کیسی چشم پوشی ہے اور جو ظلم ہم پر ہو رہے ہیں اونکی نسبت یہہ کیسا تغافل ہے۔ کیا میرے والد پیغمبر خدا کو یہہ فرماتے تم نے نہیں سنا ہے کہ انسان کی بزرگداشت اوس کی اولاد کے ساتھ نیکی کرنے میں ہے تم نے جو کچھ کیا اوس میں کس قدر عجلت کی اور اپنی خواہشات نفس میں کس قدر تعمیل کی حالانکہ ہم جن مظالم کا تحمل کر رہے ہیں تم کو اون کے دفع کرنے کی قوت ہے اور ہم اپنے جس حق کے طالب و خواستگار ہیں اوس کی تم میں طاقت ہے۔ کیا تم اتنا ہی کہتے ہو کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتقال کیا پس یہہ سانحہ عظیم ہے اوس کا اثر پھیل گیا ہے اوس کی صبح کا دن ہو گیا اوس کا نسبت و

کشود دگرگون یعنی انتظام درہم وبرہم ہوگیا اوس کی وفات سے دنیا تاریک ہوگئی اور اوس کی مصیبت میں ستارے کسوف میں آگئے اور اوس کی وفات پر آرزوئیں پامال ہوگئیں اور پہاڑ متزلزل ہوگئے اور حریم وحرمت زائل ہوگئی پس بخدا یہ وہ نازلۂ کبریٰ اور مصیبت عظمیٰ ہے کہ مثل اوس کے کوئی مصیبت اور کوئی آفت عاجلہ نہوگی۔ اللہ جلشانہ کی کتاب جس کو تم صبح وشام اپنے گھروں میں پڑھتے ہو اور جس کی تم تلاوت کرتے ہو ظاہر کردیا ہے کہ اوس سے پہلے جو انبیا خدا اور اوس کے مرسلین پر گذرا وہ حکم قطعی اور فیصلہ حتمی ہے وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم ومن ینقلب علی عقبیہ فلن یضر اللہ شیئا وسیجزی اللہ الشاکرین (یعنے اور نہیں ہیں محمدؐ مگر پیغمبر کہ اون سے پہلے پیغمبر گذرے ہیں پھر اگر وہ مرجائیں یا قتل ہوجائیں تو کیا تم اپنی حالت سابقہ پر عود کرجاؤ گے اور جو شخص حالت سابقہ پر عود کرے گا وہ ھرگز خدا کو کسی طرح کا نقصان نہیں پہونچائیگا اور عنقریب اللہ تعالے شکر کرنے والوں کو جزا دے گا) ہاں اے بنی قیلہ (قبیلۂ اوس وخزرج)! افسوس میرے باپ کی میراث ھضم کی جارہی ہے اور تم مجھے دیکھ رہے ہو اور میری باتیں سن رہے ہو اور تم مجلس میں موجود ہو میرے دعوت (تقریر) نے تمہیں گھیر لیا ہے اور تم خود میرے حال سے باخبر ہو تم صاحبان کثرت واستعداد اور صاحبان آلات وقوت ہو تمہارے پاس سلاح وسپر موجود ہے تم میرے پکارنے کو سنتے ہو اور میری حمایت نہیں کرتے اور تم میرا استغاثہ سنتے ہو اور فریادرسی نہیں کرتے تم موصوف بہ شجاعت اور معروف بخیر وصلاح ہو تم چھنے ہوئے منتخب اور برگزیدگان وبزرگان قوم ہو تم نے اہل عرب سے مقابلہ کیا ہے اور رنج وتعب برداشت کئے ہیں تم نے دشمنوں سے جہاد اور شجاعوں کی مدافعت کی ہے ہمیشہ تم حکمرانی کرتے تھے اور تم ہمیشہ ہمارے امر کی بجا آوری کرتے تھے تا آنکہ جب آسیائے اسلام ہمارے سبب سے گردش میں آئی (یعنے امور اسلام منتظم ہوئے) اور دودھ زمانہ کا جاری ہوا (یعنے مخلوقات خدا اوس کے فیض سے مالامال ہوئے) نعرہائے شرک پست ہوئے ہیجان کذب وافترا کا ساکن ہوا آتش کفر خاموش ہوئی اور فتنہ سکون پذیر ہوا دین کا انتظام مستحکم ہوا پس وضوح حالات کے بعد تم کہاں حیرت میں پڑ گئے اور اظہار کے بعد پردہ اخفا میں چلے گئے پیشقدمی کے بعد پلٹ گئے اور ایمان کے بعد مشرک ہوگئے کیا تم اوس قوم سے مقاتلہ نہیں کرتے جنھوں نے اپنے عہد کو توڑ دیا اور رسول کے نکالدینے میں اہتمام کیا اور پہلی دفعہ تم سے مقابلہ کیا۔ کیا تم اون سے خائف ہو پس اگر تم ایمان رکھتے ہو تو (سمجھو کہ) اللہ تعالے سب سے زیادہ اس کا مستحق ہے کہ اوس سے ڈرو۔ آگاہ ہو کہ میں تمہیں

دیکھتی ہوں کہ تم آرام طلبی کی طرف مائل ہو اور جو شخص سب سے زیادہ حل و عقد کا مستحق ہے تم نے اوس کو علیحدہ کر دیا ہے اور تن آسانی مین مبتلا ہو گئے ہو اور وسعت کے ساتھ تنگی سے نجات حاصل کی ہے پس جو لباس تم نے پہنا تھا اوس کو اتار کر پھینک دیا اور جو تم نے کھایا تھا اوسے اوگل دیا پس اگر تم اور تمامی اہل ارض سب کے سب کفر اختیار کرو تو خدا بے نیاز و محمود ہے۔ ہاں اے لوگو! آگاہ ہو کہ جو کچھ میں نے کہا ہے وہ تمہاری ترک نصرت کو جس نے تمہیں غافل بنا رکھا ہے جانکر اور اوس مکر کو جس نے تمہارے دلوں پر قبضہ کیا ہے سمجھ کر کہا ہے ولیکن یہہ جو کچھ میں نے کہا ہے دلگرفتگی اور اظہار غیظ اور ضعف قلب اور حزن خاطر اور اتمام حجت تھا آئندہ تم کو اختیار ہے کہ اوس کو غصب کر لو اور اپنا ذخیرہ (آخرت) بناؤ۔ (لیکن یاد رکھو کہ) یہہ جراحت پشت اور سوراخ قدم اور ہمیشہ کے لئے تنگ اور ذلت دائمی ہے جس کا نام خدائی غضب ہے اور اللہ تعالےٰ کی بھڑکائی ہوئی آگ سے جو قلوب کو جلاتی ہے متصل ہے۔ جو کچھ تم کرتے ہو وہ خدا دیکھتا ہے اور جن لوگوں نے ظلم کیا ہے اون کو بہت جلد معلوم ہو جائیگا کہ اون کی بازگشت کس جگہہ ہے اور میں عذاب آخرت سے تم کو ڈرانے والے نبیؐ کی بیٹی سخت مصیبت میں مبتلا ہوں پس جو چاہو کرو میں اوس کا انتقام لونگی ہم سب منتظر ہیں تم بھی منتظر رہو فقط۔ خطبہ تمام کرنے کے بعد نہایت آزردہ و رنجیدہ جناب معصومہ صلی اللہ علیٰ ابیہا و علیہا اپنے پدر بزرگوار حضرت ختمی مرتبت علیہ و آلہ السلام کی قبر مطہر پر تشریف لے گئیں اور اوسپر منہ رکھکر اس قدر روئیں کہ آنسوؤں سے قبر پاک تر ہو گئی اور چند اشعار بطور نوحہ کے فرمائے جن میں سے بعض یہہ ہیں۔

قد کان بعدک انباءٌ وہنبثۃٌ — لو کنت شاہدہا لم یکبر الخطب

اے بابا آپ کے بعد بہت مصیبتیں اور آفتیں نازل ہوئیں — اگر آپ موجود ہوتے تو وہ زیادتی نہ کرنے پاتے

انا فقدناک فقد الارض وابلہا — واختل قومک فاشہدہم فقد نکبوا

ہم آپ کو کھو کر قحط زدہ زمین کی مانند ہو گئے — اور آپکے نہونے سے آپکی قوم مختل اور منتشر ہو گئی آپ دیکھئے کہ کیسے گمراہ ہو گئے

ابدت رجالٌ لنا نجوی صدورہم — لما مضیت وحالت دونک الترب

لوگوں کے دلونمیں جو باتیں ہمارے خلاف پوشیدہ تھیں ظاہر ہو گئیں — جبکہ آپ دنیا سے تشریف لیگئے اور زیر زمین پنہاں ہو گئے

تجہمتنا رجالٌ واستخف بنا — لما فقدت وکل الارض مغتصب

لوگوں نے ہم سے ترشروی اور ہماری ہتک کی — آپ کا سایہ ہمپر سے اوٹھ جانیکے بعد کل زمین غصب کر لیگئی

لما رزئنا بالم یرزء ذو شجن — من البریۃ لا عجمٌ ولا عرب

بیشک ہم ایسے ستائے گئے کہ کوئی مصیبت زدہ دنیا میں خواہ وہ عجم ہو یا عرب نہ ستایا گیا ہوگا

سیعلم المتولی ظلم حامتنا یوم القیامۃ انی سوف ینقلب

متولی ظلم کو جس نے ہمپر ظلم کیا ہے عنقریب قیامت کے دن معلوم ہوگا کہ اوس کی جائے بازگشت کیا ہے

وکنت بدرًا ونورًا یستضاء بہ علیک تنزل من ذی العزۃ الکتب

اور آپ اے باباجان ماہ کامل تھے اور ایسے نور تھے کہ آپ سے روشنی حاصل ہوتی تھی اور آپ پر خدا کی طرف سے کتابیں نازل ہوتی تھیں

وکان جبریل روح القدس زائرنا فغاب عنا فکل الخیر محتجب

اور جبرئیل ہماری زیارت کو آیا کرتے تھے آپکے ہونے سے وہ ہم سے غائب ہو گئے اور تمام نیکیاں پوشیدہ ہو گئیں

فلیت قبلک کان الموت صادفنا لما مضیت وحالت دونک الکتب

کاش ہم اوسوقت سے پہلے ہی فوت ہو جاتے جبکہ آپنے دنیا سے رحلت فرمائی اور ریت کے نیچے چھپ گئے

بعد نوحہ وگریہ جناب خیر النساء صلواۃ اللہ علیہا بہزار حزن وملال بیت الشرف میں تشریف لائیں اور جناب امیر المومنین سے لوگوں کی زیادتی بر سبیل حکایت وشکایت بیان کی حضرت امیر نے فرمایا کہ ویل وافسوس خدا نہ کرے کہ تمہارے لئے ہو بلکہ اوس کے مستحق تمہارے دشمن ہیں اے دختر برگزیدۂ موجودات ویادگار نبوت تم اپنے دل میں آزردگی کو راہ ندو۔ خداوند کریم تمہارا کفیل امر اور ضامن رزق ہے اور جو کچھ کہ اللہ عز وجل نے تمہارے واسطے ذخیرہ کیا ہے وہ اوس سے بدرجہا بہتر ہے جو تم سے منقطع کر لیا گیا ہے۔ خدا کی راہ میں صبر اختیار کرنا خوب ہے اور پیغمبر خدا کی یہی وصیت ہے یہہ کلام سُن کر جناب سیدہ نے کہا حسبی اللہ اور پھر سکوت فرمایا (۱) جسوقت جناب معصومہ مسجد سے تشریف لیگئیں تو مہاجرین والضار میں ایک ہمہمہ پیدا ہوا۔ حضرت ابوبکر یہہ حالت دیکھکر فوراً منبر پر گئے اور کہا۔

ایھا الناس ما ھذہ الرعۃ الی کل قالۃ این کانت ھذہ الامانی فی عھد رسول اللہ الا من سمع فلیقل ومن شھد فلیتکلم انما ھو ثعالۃ شھید لا ذنبہ مرب لکل فتنۃ ھو الذی یقول کروھا جذعۃ بعد ما ھرمت تستعینون بالضعفۃ ویستنصرون بالنساء کام طحال احب اھلھا الیھا البغی الا انی لو اشاء ان اقول لقلت لبحت انی سألت ما ترکت ثم التفت الی الانصار وقال قد بلغنی یا معشر الانصار مقالۃ سفھائکم واحق من لزم محمدًا رسول اللہ انتم فقد جاءکم فاویتم ونصرتم الا وانی

(۱) صاحب ناسخ التواریخ اس مقام پر لکھتے ہیں کہ جناب فاطمۃ الزہرا صلواۃ اللہ علیہا محدثہ اور علم ماکان

لست بامسطاً یداً ولسانا ناعلیٰ من لم یستحق ذالک منا۔

یعنے اے لوگو۔ ہر شخص کے قول پر یہہ کیا تمہارا خیال ہے رسولخدا کے زمانہ میں یہہ آرزوئیں کب تھیں جس شخص نے سنا ہے اوس کو کہنا چاہیئے اور جو حاضر ہے اوس کو کلام کرنا چاہیئے۔ اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ وہ ایک لومڑی ہے جسپر اوس کی دُم گواہی دیتی ہے وہ ہر فتنہ کا پیدا کرنے والا ہے وہ ایسا شخص ہے جو کہتا ہے کہ اوس فتنہ کو بعد اوس کے پُرانے ہونے کے تازہ کرے۔ ضعفا سے مستغیث ہے عورتوں سے نصرت کا خواستگار ہے مثل ام طحال[1] زانیہ کے کہ اوس کے یاروں میں اوس کے نزدیک وہ درست تر ہے جو زنا کار ہے۔ ہاں خبردار ہو اگر میں کہنا چاہوں تو ضرور کہوں اور اگر کہوں تو اوسے ظاہر کردوں میں ساکت ہوں جس چیز کے کہنے کی ہوں نہیں کہتا ہوں بعد اس کے انصار کی طرف خطاب کیا کہ اے گروہ انصار تمہارے حمقار کا قول میں نے سنا اور تمہیں وہ لوگ ہو جو رسولخدا کے نزدیک زیادہ حقدار ہو وہ تمہارے پاس آئے اون کو تمنے جگہ دی اور اون کی نصرت کی۔ تم سب سمجھے رہو کہ میں اپنے دست وزبان کو اوسپر دراز نہ کروں گا جو میرا مزاحم نہو یہہ کہکر منبر پر سے اوترآئے۔

صاحب ناسخ التواریخ لکھتے ہیں کہ اس امر پر علمائے شیعہ وسنی کا اتفاق ہے کہ حضرت ابوبکر نے یہہ کلمات امیرالمومنین کے حق میں فرمائے چنانچہ احمد بن عبدالعزیز جوہری عالم اہلسنت نے باسناد خود اسی طرح اون کو روائیت کیا ہے اور ابن ابی الحدید کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوبکر کے ان کلمات کو نقیب ابو یحییٰ جعفر بن ابو یزید سے ذکر کرکے پوچھا کہ حضرت ابوبکر نے ان کلمات میں کس شخص سے تعریض کی ہے تو اونھوں نے جواب دیا کہ تعریض تو نہیں کی ہے۔ بلکہ تصریح کی ہے اسپر میں نے کہا کہ اگر تصریح ہوتی تو میں کیوں پوچھتا یہہ سنکر ابو یحییٰ ہنسے اور کہا کہ یہہ کلمات علیؑ کے حق میں حضرت ابوبکر نے فرمائے ہیں۔ میں نے کہا کہ کیا یہہ تمام

وایکون کی عالم تھیں اور ان حادثات کی اطلاع آپ کو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی رحلت سے پہلے کر چکے تھے لیکن آپ کا دعوے محض بغرض اظہار حق واتمام حجت وہدایت تھا ورنہ آپ کی منزلت وعلو ہمت ملک وملکوت سے بالاتر تھی بسا اوقات حسنینؑ علیہما السلام کو بھوکا سلا دیتی تھیں اور اون کا کھانا سائل کو بخشدیتی تھیں۔ آپ کی نظر میں فدک وعوالی کیا بلکہ مملکت دنیا پر پشہ سے زیادہ وقعت نہ رکھتی تھی۔ قطع نظر اس کے آپکو اس امر کا یقین ہونا اظہر من الشمس ہے کہ فدک واپس نہ ملیگا کیونکہ جو مدعی ہے وہی حاکم ہے اور عمداً اوس نے آپکے حقوق میں دست اندازی کی ہے ایسے شخص سے کسی طرح انصاف کی امید نہیں ہو سکتی پس اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ یہہ جو کچھ بحث تھی از راہ ہدائیت و ختم حجت تھی۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ ۱۲

[1] زمانہ جاہلیت میں ام طحال ایک عورت گذری ہے جو زنا کاری میں مشہور تھی ۔ ۱۲

باتیں علیؑ کے حق میں کہی ہیں اونھوں نے جواب دیا کہ ہاں اے فرزند یہہ پادشاہی ہے ملک عقیم ہوتا ہے اوس کو یگانے دبیگانے سے شناسائی نہیں ہوتی اور وہ بعید و قریب میں تمیز نہیں کرتا۔ یہہ جواب سُن کر میں نے پوچھا کہ پھر انصار نے ان کلمات کو سُن کر کیا کہا تو جواب دیا کہ وہ علیؑ کو یاد کرتے تھے اور کہتے تھے کہ خلافت حق علیؑ کا ہے اور حضرت ابوبکر اون کے کلام سے بے چین ہوتے تھے اور اون کو اوس کے خلاف سمجھاتے تھے۔

جب جناب امیر المومنین علیہ السلام کو ان کلمات کی خبر ہوئی تو آپنے حضرت ابوبکر کو ایک رقعہ لکھکر بھیجا جس کا خلاصہ مضمون بالاختصار یہہ تھا کہ تم نے عناد و کینہ دیرینہ کو ظاہر کیا اور حقوق اہلبیت پیغمبر پر قابض و متصرف ہوئے اسپر اکتفا نہ کرکے اب تم زباندازی بھی کرنے لگے اگر میں ماذون ہوتا تو تمہارے کردار کا جواب شمشیر بُرّان سے دیتا لیکن وصیت پیغمبر مانع ہے اور میں صبر کرتا ہوں تمہاری دنیا میرے نزدیک ایک لکۂ ابر کے مانند ہے جو بلند ہوکر پارہ پارہ ہوجاتا ہے اور تھوڑے ہی عرصہ میں دھوپ کی تپش اوس کو فنا کر دیتی ہے۔ یاد رکھو کہ تمہارے یہہ اعمال تمہارے لئے سخت ضرر اور خسارہ کے باعث ہوں گے اور عنقریب تم اون کا ثمرہ چکھو گے جو بہت تلخ ہوگا۔ اور سم قاتل کا کام دے گا۔ حضرت ابوبکر یہہ تحریر دیکھ کر بہت خوف زدہ ہوئے اور لوگوں کو جمع کرکے فرمایا کہ میں نے فدک دعوالی تمہارے نفع کے واسطے لیا اب علیؑ مجھ کو اپنی تلوار سے دھمکاتے ہیں پس میں خلافت سے باز آیا۔ سلامتی کے ساتھ زندگی بسر کرنا خوب ہے تم لوگ مجھ سے اقالۂ بیعت کر لیتے جاو کیونکہ میں علیؑ ابن ابی طالب سے منازعہ و مقابلہ کرکے اپنی جان مہلکہ میں ڈالنا پسند نہیں کرتا۔ حضرت عمر نے اون کو اور کہا کہ اس طرح عجز و ناتوانی اور ہراس کے کلام آپکے لئے زیبا نہیں ہیں مجھے آپکے قلب ترسندہ و نفس ہراسندہ پر تعجب آتا ہے اس میں شک نہیں کہ علیؑ وہ صخرۂ صما ہے کہ کسی کے توڑے نہیں ٹوٹ سکتا۔ اور وہ افعی جانگزا ہے کہ اوس کا زخم خوردہ کسی طرح جانبر نہیں ہوسکتا اور وہ شجر تلخ ہے کہ کتنے بھی شہد سے وہ کیوں نہ سینچا جائے مگر جب پھل دے گا تو کڑواہی دے گا۔ باوجود اس کے آپ اپنی جگہ استقلال سے بیٹھے رہئے اور دل کو مضبوط رکھئے کیونکہ علیؑ پیغمبر کی وصیت کے خلاف کچھ نہ کرے گا۔ یہہ گفتگو ہورہی تھی کہ امیر المومنین تشریف لائے اور حضرت ابوبکر سے مخاطب ہوکر فرمایا۔ کہ تم نے بنت پیغمبر کو اون کے حق سے محروم کرکے فدک دعوالی کو کیوں ضبط کرلیا ہے حضرت ابوبکر نے عرض کیا کہ فدک مسلمانوں کا مال ہے تاہم اگر وہ کافی

شہادت پیش کر کے اپنا حق ثابت کر دیں تو مجھے فدک واپس کر دینے میں کوئی عذر نہیں ہے
امیر المومنینؑ - اے ابوبکر کیا تم حکم خدا کے خلاف حکم دینا چاہتے ہو۔ **ابوبکر** - واللہ
ہرگز نہیں۔ **امیر المومنینؑ** - اگر کوئی چیز کسی مسلمان کے قبضہ میں ہو اور میں اوس کا
دعوے کروں تو تم کس سے گواہ طلب کرو گے۔ **ابوبکر** - آپ سے۔ **امیر المومنینؑ**
پھر تم نے بنت پیغمبر سے کیوں گواہ طلب کئے حالانکہ فدک اون کے قبضہ و تصرف میں جناب رسالتمآب
کے وقت سے تھا۔ **عمر** - یا علیؑ! بات کو بے کار طول نہ دو۔ اگر تمہارے پاس بینہ ہو تو لاؤ
ورنہ فدک مسلمانوں کے گذارہ کے لئے تو مقرر ہو ہی چکا ہے۔ **امیر المومنینؑ** (عمر کی طرف
تلفات نہ کر کے **ابوبکر** سے) اے ابوبکر تم نے قرآن شریف میں آیہ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس
اہل البیت ویطہرکم تطہیرا پڑھی ہو گی پس بتلاؤ کہ یہ کس کی شان میں نازل ہوئی ہے۔
ابوبکر - آپ لوگوں کی شان میں نازل ہوئی ہے جو اہلبیت پیغمبر ہیں۔ **امیر المومنینؑ** - اے ابوبکر! اگر کوئی
شخص فاطمۃ الزہرا پر کسی گناہ کا اتہام کرے اور گواہ گواہی دے تو تم کیا حکم دو گے؟
ابوبکر مثل اور عورتوں کے اونپر بھی حد جاری کرنے کا حکم دونگا **امیر المومنینؑ** اگر ایسا کرو گے
تو کافر ہو جاؤ گے۔ **ابوبکر** کیونکر؟ **امیر المومنینؑ** - اس وجہ سے کہ ایسا حکم دینے سے تم
خدا کی شہادت کو جو اوس نے فاطمہ کی طہارت و عصمت پر دی ہے رد کرنے والے اور خدا کی شہادت
کے خلاف ایک آدمی کی شہادت قبول کرنے والے ہو گے۔ تم نے فدک لے کر پیغمبر خدا سے خلاف
ورزی کی اور ناحق بنت پیغمبر کو اون کے حق سے محروم کر کے آزردہ کیا۔ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ اقامت
شہادت و بینہ مدعی کے ذمہ اور قسم مدعا علیہ کے ذمہ ہے تم نے اوس کے خلاف فاطمہؑ سے گواہ طلب
کئے حالانکہ وہ فدک پر قابض و متصرف تھیں۔ امیر المومنینؑ کا کلام ہدایت التیام سن کر بعض
مہاجر و انصار رونے لگے اور کہنے لگے کہ واللہ علیؑ سچ کہتے ہیں۔ اس کے بعد حضرت امیر بیت الشرف
کو تشریف لے گئے (ناسخ التواریخ)

ذکر گریہ و بکا و علالت جناب سیدۃ النساءؑ

جناب صادق آل محمد علیہم الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ سب سے زیادہ رونیوالے پانچ
شخص گذرے ہیں ایک حضرت آدم صفی اللہ کہ جب جنت سے جدا کر کے دنیا میں بھیجے گئے تو فراق
جنت میں آپ اس قدر روتے تھے کہ چشمہائے مبارک سے گویا پانی کی دو ندیاں جاری ہو گئیں
تھیں۔ دوسرے حضرت یعقوب علیہ السلام کہ جب اون کے فرزند حضرت یوسف علیہ السلام

گم ہوگئے تو اون کے فراق میں اس قدر روئے کہ بصارت زائل ہو گئی۔ تیسرے حضرت یوسف علیہ السلام کہ وہ اپنے پدر بزرگوار حضرت یعقوبؑ کی جدائی میں اس قدر رویا کرتے تھے کہ اون کے ساتھی اہل زندان تنگ آگئے اور اونھوں نے حضرت سے عرض کیا کہ آپ یا تو دن کو رویا کیجئے اور شب کو خاموش رہا کیجئے یا شب کو رویا کیجئے اور دن کو سکوت فرمایا کیجئے تاکہ کسی وقت تو ہم آرام لے سکیں۔ چوتھی حضرت خیر النساء فاطمۃ الزہرا علیہا السلام کہ وہ اپنے پدر بزرگوار حضرت ختمی مرتبت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فراق و یاد میں دن رات اس قدر درد والم سے رویا کرتی تھیں کہ اہل مدینہ بے چین ہوجاتے تھے جب سیدہ کو یہہ کیفیت معلوم ہوئی تو اون کی تکلیف کے خیال سے قبرستان بقیع میں جاکر اپنے والد کے غم میں گریہ و بکا کیا کرتی تھیں۔ پانچویں حضرت امام زین العابدین علی ابن الحسینؑ علیہما السلام کہ بعد واقعہ کربلا تمام عمر اپنے پدر بزرگوار حضرت سید الشہدا امام حسین علیہ السلام پر رویا کئے۔ جناب صدیقہ کبریٰ فاطمۃ الزہرا صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہا بعد پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پچہتر دن یا باختلاف روایات چھ مہینہ زندہ رہیں لیکن یہہ زمانہ نہایت سوگواری اور عظیم مصیبت و ملال میں گذرا۔ جب آپ اپنے پدر بزرگوار کی یاد میں سخت محزون و بے چین ہوتی تھیں تو ملائکہ نازل ہوتے تھے اور تعزیت و تسلی کی باتیں کرتے اور رسولخدا کی منزل و مکان اور بہشت و جنان کا ذکر کرکے دل بہلاتے تھے اور اون واقعات و امور کو جو آئندہ ہونے والے ہیں اور آپکے اولاد کے حالات آئندہ بیان کیا کرتے تھے۔ حضرت امیر المومنینؑ اون تمام باتوں کو لکھ لیتے تھے چنانچہ اسی کتاب کا نام مصحف فاطمہؑ ہے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مصحف فاطمہؑ میں حلال و حرام کے احکام نہیں ہیں بلکہ اوسمیں علم مایکون درج ہے (ناسخ التواریخ) بالآخر روتے روتے جناب صدیقہ کی علالت میں زیادتی ہوئی اور اوس صدمہ سے جو پہلوے اقدس پر پہونچا تھا بے چینی بڑھ گئی اور رفتہ رفتہ نشست و برخاست کی طاقت جاتی رہی اور اب ایسی علیل ہوئیں کہ دیکھنے والوں کو آپ کی زندگی سے مایوسی ہوگئی۔ ایک روز اسما بنت عمیس سے آپنے کہا کہ عورتوں کا جنازہ صرف چادر اوڑھا کر جو لے جاتے ہیں وہ مجھے پسند نہیں ہے کیونکہ اوس سے میت کی اچھی طرح پردہ پوشی نہیں ہوتی۔ اسمارنے عرض کیا کہ میں نے ملک حبش میں نعش بنانے کا طریقہ دیکھا ہے اوس میں میت بالکل پوشیدہ رہتی ہے اور کسی کو نظر نہیں آتی۔ آپنے پوچھا کہ نعش کس طرح بنائی جاتی ہے اسمارنے خرمے کی کچی لکڑی کو خم دیکر چارپائی میں لگایا اور اوس پر کپڑا ڈال دیا جناب صدیقہ نے اوس کو

دیکھکر بہت پسند فرمایا اور اسی قسم کے تابوت میں اپنا جنازہ اوٹھانے کی وصیت فرمائی۔

ناسخ التواریخ میں بحوالہ دلائل طبری و بسند حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام روائیت ہے کہ ایک مرتبہ جناب صدیقہ کبریٰ سلام اللہ علیہا نے بحالت نیند خواب میں حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا اور دیکھتے ہی فریاد کی یا ابتاہ آپ کی رحلت فرما جانے سے وحی کا آنا موقوف ہو گیا اور اسلام کی روشنی ماند اور دنیا تاریک ہو گئی۔ میں آپ کے فراق میں دنیا سے بیزار ہوں مجھے اپنے پاس بلا لیجئے۔ اتنے میں آپنے دیکھا کہ بہت سے فرشتے ظاہر ہوئے جن کے آگے دو فرشتے تھے اونھوں نے دفعتاً آپ کو لے کر آسمان کی طرف صعود کیا۔ اس کے بعد آپ کو نہائیت شاداب باغات اور عالیشان مکانات نظر آئے اون مکانوں میں سے بہت سی خوبصورت و پاکیزہ عورتیں برآمد ہوئیں اور اون سب نے آپ سے کہا مرحبا یا بنت محمدؐ۔ آپکے والد ماجد کی طفیل سے خداوند کریم نے ہم کو اور جنت کو پیدا کیا ہے۔ اس کے بعد وہ فرشتے آپ کو اور بلند لے گئے وہاں آپنے ایک مکان دیکھا کہ وہ اور تمام مکانوں سے زیادہ بارونق اور اون سب مکانوں پر حاوی تھا اور اوس مکان میں مرصع تخت بچھے ہوئے اور اون پر نہائیت عمدہ اور پر تکلف فرش کیا ہوا تھا اور وہاں قسم قسم کے کھانے رکھے ہوئے تھے۔ آپ نے پوچھا کہ یہہ کس کا گھر ہے۔ فرشتوں نے عرض کیا کہ یہہ مکان تمام مکانوں سے بلند ہے اور جملہ بہشت اس کے تحت میں ہیں اور یہہ خاص آپکے پدر بزرگوار اور اون کے اہلبیت کا مکان ہے آپنے پوچھا کہ یہہ نہر کونسی ہے فرشتوں نے عرض کیا کہ یہہ نہر وہی کوثر ہے جس کی عطا کا خدا نے وعدہ فرمایا ہے۔ اس کے بعد آپنے پوچھا کہ بابا جان کہاں ہیں ملائکہ نے جواب دیا کہ ابھی آپ اون سے ملاقات فرمائینگی۔ ناگاہ ایک اور قصر آپ کو نظر پڑا کہ اوس میں نہائیت بیش بہا پر تکلف فرش بچھا ہوا ہے اور جناب رسالتماب تشریف فرما ہیں اور کچھ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہیں۔ آنحضرت نے اوٹھ کر سیدہ کو مرحبا کہا اور سینہ سے لگا کر پیشانی کو بوسہ دیا اور آپنے برابر بٹھا کر فرمایا کہ دیکھو اے نور چشم! خداوند کریم نے تمکو کیا کیا نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔ یہہ مکان تمہارا اور تمہارے شوہر اور بیٹوں اور دوستوں کا ہے تمکو چاہیئے کہ چند روزہ زندگی خوشی سے بسر کرو۔ میرے پاس تمہارے آنے میں صرف چند روز باقی ہیں یہہ خواب دیکھکر جناب صدیقہ چونک پڑیں اور جناب امیرؑ کو آواز دی حضرت فوراً قریب آئے اور پوچھا خیر تو ہے آپنے جواب دیا کہ ہاں خیریت ہے اس کے بعد جو خواب دیکھا تھا بیان کیا۔

زمانہ بیماری میں بعض مہاجرین و انصار کی عورتیں کبھی کبھی عیادت کے لئے جناب صدیقہ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتی تھیں اور آپ اون کو امور خیر کی طرف ہدایت فرمایا کرتی تھیں ایک مرتبہ چند عورتیں مہاجرین و انصار کی حاضر ہوئیں اور پوچھا یا بنت رسول اللہ کیف اصبحت عن لیلتک یعنے اے دختر پیغمبر خدا رات آپ کی کیونکر بسر ہوئی اور کس حالت میں صبح ہوئی۔ حضرت معصومہ نے جواب دیا کہ میں نے ایسی حالت میں صبح کی کہ تمہاری دنیا میری نظروں میں مکروہ و خراب معلوم ہوئی اور تمہارے مرد بعد امتحان کے زشت و بد عمل ثابت ہوئے کہ اونھوں نے اپنے نفوس کے مکر کو قبول کیا اور حق سے روگردانی کی۔ خلافت پیغمبری اور فدک عطیہ خداوندی پر بظلم متصرف ہوکر اہل حق کو محروم کیا اور عذاب خدا کے مستوجب ہوئے۔ وہ وقت۔ دور نہیں ہے جبکہ خدائے تعالئے اون کو اس ظلم کی پاداش میں ماخوذ کرے گا اوس وقت اون کو معلوم ہوجائیگا کہ اس چند روزہ حکومت کے بدلے کیسی دائمی مذلت اون کو نصیب ہوگی (ناسخ التواریخ)

ابن قتیبہ دنیوری کہ متقدمین علمائے اہلسنت سے ہیں کتاب الامامۃ والسیاستہ میں لکھتے ہیں کہ ایک روز حضرت عمر نے حضرت ابوبکر سے کہا کہ فاطمہ بنت پیغمبر کو ہمنے بہت آزردہ کیا ہے اور وہ ہمپر غضبناک ہیں اور سنا جاتا ہے کہ اون کی حالت بہت سقیم ہے چلو اون کی عیادت کر آئیں حضرت ابوبکر نے اون کے مشورہ کو قبول فرمایا اور دونوں صاحب بیت الشرف پر حاضر ہوکر اذن کے خواستگار ہوئے۔ صدیقہ طاہرہ نے اذن دینے سے انکار فرمایا۔ اس کے بعد وہ دونوں حضرت امیرالمومنین کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم جناب سیدہ کونین کی خدمت میں بغرض عیادت حاضر ہونا چاہتے ہیں آپ اون سے سفارش کرکے حاضری کی اجازت دلاد یجئے۔ حضور نے جناب معصومہ سے اون کی استدعا بیان کی آپنے کہا کہ اچھا آدیں۔ اذن پاکر دونوں صاحب حاضر ہوئے اور سلام عرض کیا۔ جناب سیدہ نے اون کی طرف سے منہ پھیر لیا اور سلام کا جواب نہیں دیا۔ حضرت ابوبکر نے عرض کیا کہ اے حبیبہ رسولخدا۔ رسول اللہ کی قربت مجھے اپنی قرابت سے زیادہ محبوب ہے اور آپ میرے نزدیک میری بیٹی عائشہ سے زیادہ عزیز و محبوب ہیں۔ کاش میں اوسی روز مرجاتا جس دن آپ کے والد ماجد نے انتقال فرمایا تھا تاکہ میں اون کے بعد باقی نہ رہتا۔ اے سیدہ یہہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ میں آپ کو اور آپکے فضل و شرف کو پہچانوں اور آپ کا حق نہ دوں اور میراث رسول اللہ سے محروم کروں۔ بات یہہ ہے کہ میں نے آپ کے والد رسول اللہ سے سنا تھا کہ پیغمبروں کے واسطے میراث نہیں ہے اون کا متروک صدقہ۔

ہوتا ہے۔ یہہ سُن کر جناب صدیقہ نے فرمایا کہ اگر میں تم دونوں سے رسول اللہ کی حدیث بیان کروں تو اوس کا اقرار کروگے؟ حضرت شیخین نے کہا کہ ہاں۔ پس آپ نے فرمایا کہ میں تم کو قسم دیتی ہوں اللہ کی سچ کہنا آیا تم نے رسول اللہ کو یہہ فرماتے سُنا ہے۔ رضا فاطمہ من رضائی وسخط فاطمہ من سخطی فمن احب فاطمہ ابنتی فقد احبنی ومن ارضا فاطمہ فقد ارضانی ومن اسخط فاطمہ فقد اسخطنی (یعنے فاطمۂ کی رضامندی میری رضامندی ہے اور فاطمۂ کی ناخوشی میری ناخوشی ہے جس نے فاطمۂ سے محبت کی اوس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے فاطمۂ کو راضی کیا اوس نے مجھ کو راضی کیا اور جس نے فاطمۂ کو آزردہ کیا اوس نے مجھ کو آزردہ کیا) شیخین نے عرض کیا کہ ہاں یا بنت محمدؐ ہم نے پیغمبر کو بیشک یہہ کہتے سنا ہے۔ قالت فانی اشہد اللہ وملائکتہ انکما اسخطمانی وما ارضیتمانی ولئن لقیت النبیؐ لاشکونکما الیہ یعنے جناب معصومہ نے فرمایا کہ میں گواہ کرتی ہوں اللہ تعالے کو اور اوس کے ملائکہ کو کہ تم دونوں نے مجھے آزردہ وناراض کیا اور مجھ کو راضی نہیں کیا اپنے پدر بزرگوار حضرت رسولؐ مختار سے ملوں گی تو تمہاری شکایت کروں گی۔ فقال ابوبکر انا عائذ باللہ تعالے من سخطہ وسخطک یا فاطمۂ ثم انتحب ابوبکر یبکی حتٰی کادت نفسہ ان تزھق وھی تقول واللہ لادعون اللہ علیک فی کل صلواۃ اصلیہا۔ یعنے حضرت ابوبکر یہہ سُن کر کہنے لگے کہ ہم پناہ مانگتے ہیں خدا کی اوس کی ناراضی اور تمہاری ناراضی سے اے فاطمہ: یہہ کہکر اس طرح رونا شروع کیا کہ معلوم ہوتا تھا کہ اون کی روح نکل جائیگی لیکن سیدہ طاہرہ یہی فرمارہی تھیں کہ واللہ میں تمہارے لئے ہر نماز میں بددعا کروں گی۔

ابوبکر جوہری کہ علمائے اہلسنت سے ہیں اپنی کتاب سقیفہ میں لکھتے ہیں قالت فاطمۂ لابی بکر لا کلمتک ابداً قال ابوبکر لا اھجوتک ابداً قالت واللہ لادعون اللہ علیک قال واللہ لادعون اللہ لک۔ فلما حضرتھا الوفات اوصیت ان لا یصلے علیہا فدفنت لیلا یعنے جناب فاطمہ صلواۃ اللہ علیہا نے حضرت ابوبکر سے کہا کہ میں کبھی تم سے کلام نہ کروں گی ابوبکر نے کہا کہ میں ہرگز آپ سے مفارقت نہ کروں گا۔ سیدہ نے کہا کہ بخدا میں تمہارے حق میں بددعا کروں گی ابوبکر نے کہا کہ واللہ میں آپکے حق میں دعائے خیر کروں گا۔ پس جب جناب فاطمۂ کی وفات کا وقت آیا تو آپنے وصیت کی کہ ابوبکر میرے جنازہ کی نماز میں شریک نہونے پائیں اور رات کو دفن کی گئیں۔ (۱)

---

(۱) شاہ عبدالحق صاحب مدارج النبوۃ لکھتے ہیں:-

بیان وصیت جناب خیر النساء علیہا السلام

ایک روز جناب خیر النساء فاطمہ زہرا صلی اللہ علیٰ ابیہا وعلیہا نے ام ایمن اور اسماء بنت عمیس سے فرمایا کہ امیر المومنینؑ کو میرے پاس بلاؤ۔ جب حضرت امیر تشریف لائے تو صدیقہ کبریٰ نے کہا کہ اے ابن عم! مجھ کو معلوم ہو گیا کہ میری حیات کا رشتہ اب عنقریب منقطع ہونے والا ہے اور صرف تھوڑے عرصہ کے لئے تمہاری مہمان ہوں تم سے مفارقت کا وقت بہت قریب ہے بہت جلد بابا جان سے ملا چاہتی ہوں اس لئے میری خواہش ہے کہ تم سے کچھ وصیت کروں اور جو کچھ میرے دل میں ہے تم سے کہوں۔ امیر المومنین سرہانے بیٹھ گئے اور فرمایا کہ اے دختر پیغمبر جو کچھ تمہیں کہنا ہو کہو۔ جناب سیدہ نے کہا کہ اے ابن عم میں نے کبھی تم سے کوئی خلاف بات نہیں کی اور جب سے میرا تمہارا ساتھ ہوا کسی قسم کی تم سے مخالفت نہیں کی اور تمہاری اطاعت اپنے اوپر واجب سمجھی اور اپنے مقدور بھر تمہاری خدمتگذاری اور رضاجوئی میں کوتاہی نہیں کی تاہم میں چاہتی ہوں کہ احیاناً اگر مجھ سے تمہاری خدمت میں کوئی قصور ہوا ہو تو اوس سے درگذر کر کے مجھے معاف کرو۔ امیر المومنین نے رو کر کہا کہ معاذ اللہ تم یہہ کیا کہتی ہو تم راہ خدا میں جیسی نیکوکار و پرہیزگار رہو اور تم نے جس راست بازی اور دلجوئی سے میرے ساتھ بسر کی ہے وہ بیان سے باہر ہے تم نے راہ خدا میں فقر و فاقہ میں میرا ساتھ دیا اور کبھی لب پر شکایت کا حرف نہیں آنے دیا میں خود شرمندہ ہوں کہ تم نے میرے گھر میں کچھ آرام نہیں پایا اور ہمیشہ محنت و جفاکشی میں زندگی بسر کی چکی پیس پیس کر بچوں کو پالا پیٹ بھر کبھی کھانا نہیں کھایا۔ تمہاری حالت اور مفارقت کا خیال میرے دل کو سخت بے چین کرتا ہے تمہارا فراق مجھ پر بہت شاق ہے اور اوس سے رسول اللہ کا غم تازہ ہوتا ہے بعد آنحضرت کے تم سے میرے قلب حزین کو تسکین ہوتی تھی اور اون کے غم میں تمہیں دیکھکر فی الجملہ دل مغموم کو تسلی ہوتی تھی اب تم سے بھی جدائی ہوتی ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ تمہارے فراق سے زیادہ دردناک وسوزناک مصیبت کیا ہو سکتی ہے مگر رضائے خدا پر بہ صبر و شکر راضی رہنا سب سے بہتر ہے۔ یہہ کہہ کر دونوں معصوم بزرگوار بہت روئے اور جناب امیرؑ نے جناب سیدہ کو سینہ

آمد فاطمہ بنت رسول اللہ نزد ابی بکر و میراث طلبید . . . گفت ابوبکر شنیدہ ام از رسول خدا کہ نمی باشد مارا میراث . . . . پس نداد ابوبکر بفاطمہ چیزے ازان . . . . عجب وران ست کہ میگویند فاطمہؑ دلگیر شد دریں حکم از ابوبکر و غضب کرد بروے و ہجران کرد اوراتا وقت وفات خود . . . . این رنجیدن بحکم طبیعت بود اما دوام و استمرار آن غرابت است و تحقیق ثابت شدہ است رضا رفاطمہؑ از ابوبکر صدیق در مرض موتش۔

اس کے خلاف ام المومنینؑ حضرت عائشہ بنت ابی بکر کا قول جن سے زیادہ اس معاملہ کا علم شاہ عبدالحق محدث

سے لگا کر کہا کہ اے بضعتہ مصطفےٰ جو وصیت کرنا چاہتی ہو بیان کرو تاکہ میں اوس کی تعمیل کروں جناب صدیقہ نے کہا کہ خدا تم کو جزائے خیر دے اے ابن عم رسولؐ! میں وصیت کرتی ہوں کہ میرے بعد میری بھانجی امامہ بنت زینبؑ سے عقد کرنا کیونکہ میں دیکھتی ہوں کہ وہ میرے بچوں سے بہت محبت کرتی ہے اور اون کی خاطر داری میں بہت کوشاں رہتی ہے دوسری وصیت یہہ ہے کہ میرا جنازہ اوس طرح کے تابوت میں اوٹھانا جس کا نقشہ ملائکہ نے مجھے تلایا ہے اس کے بعد آپنے تابوت کی ساخت بیان کی (۱) تیسری وصیت یہہ ہے کہ جن لوگوں نے مجھپر ظلم کیا ہے اور اہلبیتؑ پیغمبر کے حق کو غصب کیا ہے وہ میرے جنازہ پر حاضر ہونے پائیں اور نہ میرے جنازہ پر نماز پڑہنے پائیں۔ واقدی نے جو علمائے اہلسنت سے ہیں لکھا ہے۔ ان فاطمہ لما حضرتھا الوفاۃ اوصیت علیا ان لا یصلی علیہا ابوبکر و عمر فعمل بوصیتہا۔ یعنے جب جناب فاطمہؑ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے جناب علیؑ مرتضیٰ سے وصیت کی کہ ابوبکر اور عمر میرے جنازہ پر نماز د پڑہنے پائیں پس علیؑ مرتضیٰ نے حسب وصیت عمل کیا صاحب ناسخ التواریخ جن کا مذہب امامیہ ہے لکھتے ہیں کہ جناب معصومہ نے حضرت علیؑ سے اس طرح وصیت فرمائی اوصیك ان لا یشھد احد جنازتی من ھؤلاء الذین ظلمونی واخذوا حقی فانھم عدوی وعدو رسول اللہ ولا تترك ان یصلی علی احد منھم ولا من اتباعھم وادفنی فی اللیل اذا ھدأت العیون ونامت الابصار۔ یعنے میں تم سے وصیت کرتی ہوں کہ جن لوگوں نے مجھ پر ظلم کیا ہے اور میرے حق کو غصب کیا ہے اون میں سے اور اون کی تابعین

موصوف کو ہرگز نہیں ہو سکتا ائمہ اہل سنت بخاری و مسلم نے یہہ نقل کیا ہے۔ لم تتکلم حتی ماتت یعنے جناب سیدہ نے حضرت ابوبکر سے مرتے دم تک کلام نہیں کیا چنانچہ صحیح بخاری کی پوری روایت یہہ ہے۔ ذکر مسلم عن عبد الرزاق عن معمر عن الزھری عن عروہ عن عائشہ وفی حدیث اللیث بن سعد عن عقیل عن ابن شھاب عن عروہ عن عائشہ فی خبر طویل یذکر فیہ ان فاطمہ ارسلت الی ابی بکر تسئل میراثھا من رسول اللہ القصہ فابی ابوبکر ان یدفع الی فاطمہ منھا شیئا فوجدت ای غضبت فاطمہ علی ابی بکر فی ذالك فھجرتہ ولم تکلمہ حتی توفیت فلما توفیت دفنھا زوجھا علی لیلا ولم یوذن بھا ابا بکر وصلی علیھا۔ یعنے حضرت عائشہ بنت ابی بکر فرماتی ہیں کہ جناب فاطمہؑ نے حضرت ابوبکر سے اپنے میراث جو رسول اللہ سے اون کو پہونچتی تھی طلب فرمائی لیکن حضرت ابوبکر نے اوس میں سے کچھ بھی نہ دیا اور صاف انکار کر دیا پس جناب فاطمہؑ حضرت ابوبکر پہ غضبناک ہوئیں اور اون سے ترک ملاقات فرمائی اور تمام عمر اون سے کلام نہیں کیا اور جب انتقال فرمایا تو حضرت ابوبکر اون کے نماز جنازہ میں شریک نہیں ہونے پائے اور جناب علیؑ مرتضیٰ نے اون پر نماز پڑہ کر رات کو دفن کیا (صحیح بخاری) مسلم نے بھی اپنی صحیح میں یہہ روائیت لکھی ہے جس کا ذکر قبل ازیں فدک کے معاملہ میں ہو چکا ہے ۱۲ - سلہ ایک روائیت تابوت کی

میں سے کوئی شخص میرے جنازہ پر حاضر ہونے اور نماز پڑھنے نہ پائے اور مجھ کو رات کے وقت دفن کرنا جب کہ سب لوگ سورہے ہوں۔ ناسخ التواریخ میں بحوالہ دلائل طبری وبسند حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام منقول ہے کہ جناب سیدہ سلام اللہ علی ابیہا وعلیہا نے یہہ بھی وصیت فرمائی کہ میرے مال میں سے ازواج پیغمبر میں سے ہرایک کو بارہ اوقیہ اور اسی اندازہ سے زنان بنی ہاشم اور میری بھانجی امامہ بنت ابی العاص کو دئے جائیں اور بہ اسناد دیگر عبداللہ بن حسن زید بن علیؑ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب سیدہؑ نے اپنا مال بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کو عطا کرنیکی وصیت کی تھی۔

ذکر وفات جناب سیدۃ النسا علیہا السلام

جب سے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتقال فرمایا تھا جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام کا بجز عبادت خدا اور آنحضرت کے فراق میں گریہ وبکا کرنے کے کوئی اور شغل نہ تھا۔ ایک روز جناب امیر باہر سے تشریف لائے تو دیکھا کہ جناب سیدہ کھانا پکانے اور پانی گرم کرنے اور بچوں کی پوشاک درست کرنے میں مصروف ہیں۔ آپنے پوچھا کہ اے بنت پیغمبر دنیا کے دو کام ایک ساتھ کرتے میں نے تم کو کبھی نہیں دیکھا آج کیا سبب ہے کہ باوجود اس قدر علالت وضعف کے اتنے کاموں میں مشغول ہو۔ جناب سیدہ رونے لگیں اور عرض کیا کہ یا ابا الحسنؑ مفارقت کا وقت قریب ہے میں چاہتی ہوں کہ بچوں کو نہلا دُھلا کر کپڑے بدل دوں اور کھانا کھلا دوں کیونکہ جب میں دنیا سے گذر جاؤں گی تو تم میرے غم اور تجہیز وتکفین میں رہو گے ان اطفال کی خبر کون لیگا۔ یہہ کلمات سُن کر امیرالمومنین رونے لگے اور فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اے بضعۃ الرسولؐ تمہارے پدر بزرگوار کے غم فراق میں تم سے فی الجملہ میرے قلب حزین کو تسکین تھی اب تم بھی اپنے فراق کا غم مجھے دے کر دنیا سے جاتی ہو یہہ الم بالائے الم ہے اور سخت جانکاہ ہے جس کا تحمل مشکل ہے۔ جناب صدیقہ نے کہا کہ اے ابوالحسن سچ کہتے ہو مگر حکم خدا سے چارہ نہیں۔ جس طرح رسول اللہؐ کے غم میں صبر کیا ہے اوسی طرح میری مصیبت پر بھی صبر کرنا۔ یہہ کہہ رہی ہیں کہ آپکی حالت متغیر ہوئی اور ضعف ونقاہت سے غشی سی آنے لگی لیکن بااین ہمہ آپنے بچوں کے کام میں اوسی طرح مشغول رہیں بار بار اون کو دیکھتی تھیں اور گریہ کو ضبط فرماتی تھیں اس کے بعد امیرالمومنین سے کہا کہ اے ابن عم میں سالہائے سال سے آپ کے ساتھ ہوں اگر احیاناً مجھ سے آپ کی خدمتگذاری اور رضاجوئی میں قصور ہوا ہو تو معاف فرمائیے حضرت امیرؑ نے کہا کہ

اسماء بنت عمیس سے قبل ازین بیان ہو چکی ہے۔ دوسری روایت یہہ ہے کہ ملایکہ نے جناب سیدہ سے نعش کا ذکر کیا تھا اور اوس کے بنانے کا طریقہ بتلایا تھا جس کا ذکر آپنے اپنی وصیت میں فرمایا ہے ۱۲ المولف۔

معصومہ اور نہایت ہی کریم اور خدا سے بے انتہا ڈرنیوالی ہو تم سے کیونکر کوئی قصور ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد جناب سیدہؑ نے کہا کہ اے ابوالحسن اگر حسینؑ سے کوئی امر آپ کے خلاف مزاج سرزد ہو تو بے ماں کے بچے جان کر اُن پر رحم فرمانے اور درگذر کیجیئگا۔ یا علیؑ میں گھر میں تنہا کبھی نہیں رہی اور اب اوس مکان میں جاتی ہوں جہاں نہ کوئی انیس ہے اور نہ ہمدم۔ اوس عالم تنہائی و تاریکی میں کون ساتھ ہوگا چاہتی ہوں کہ آپ مجھے بھول نہ جائیں اور میری قبر کو فاتحہ خوانی سے محروم نہ رکھیں اور کبھی کبھی میری قبر پر تشریف لایا کریں۔ جناب امیر یہہ حسرت آمیز باتیں سُن کر بآواز بلند رونے لگے اور فرمایا کہ اے یادگار نبوت تمہاری جدائی مجھ پر بہت دشوار ہے تمہاری مصیبت ایسی ہے جو کبھی کم نہیں ہو سکتی اور جس کا عوض کسی شے سے ممکن نہیں ہے میں اس عظیم و دردناک مصیبت پر انا للہ وانا الیہ راجعون کہتا ہوں جب تم رسول اللہ کی خدمت میں جانا تو میری طرف سے تسلیم عرض کرنا اور جو جو مصیبتیں اون کے بعد مجھ پر گذری ہیں اون سے بیان کر دینا۔ یہہ باتیں ہو رہی تھیں کہ جناب سیدہ کو غش آگیا۔ بچے یہہ حالت دیکھکر پریشان ہو گئے اور چلا چلا کر رونے اور ہائے اماں ہائے اماں کہہ کر پکارنے لگے تھوڑی دیر کے بعد جناب معصومہ کو غش سے افاقہ ہوا اور آنکھیں کھولکر اپنے نور چشموں کی طرف دیکھا اور اون کو سینہ سے لگا کر پیار کیا۔ جناب امیرؑ اوٹھکر ظہر کی نماز کے لئے مسجد تشریف لے گئے۔ آپ کے جانے کے بعد جناب سیدہ کو پھر غش آیا اور حالت دگرگون ہو گئی یہہ حال دیکھکر سب مضطر و پریشان ہو گئے اور بعض کنیزیں امیر المومنین کو بلانے کے لئے دوڑیں۔ جناب امیر نماز سے فارغ ہو کر آرہے تھے کہ ان کنیزوں کو مضطر و سراسیمہ دیکھکر آپنے کیفیت پوچھی۔ اونھوں نے عرض کیا کہ یا امیر المومنین جلد گھر میں تشریف لائے سیدہ کی حالت بالکل غیر ہو گئی ہے۔ اور کیا عجب ہے۔ کہ انتقال کر گئی ہو۔ حضور فوراً بیت الشرف میں تشریف لائے اور دیکھا کہ جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام بیہوش ہیں اور بار بار کروٹیں لے رہی ہیں۔ آپنے سر سے عمامہ پھینک دیا اور سرہانے بیٹھکر سیدہ کا سر اقدس اپنے زانوئے مبارک پر رکھا اور آواز دی یا زہراؑ کچھ جواب نہ ملا پھر آواز دی یا بنت محمد المصطفیٰ۔ پھر کچھ جواب نہ ملا۔ پھر آواز دی اے فاطمہؑ میں ہوں تمہارا ابن عم علیؑ ابن ابی طالب۔ ذرا آنکھیں کھولو اور کچھ بات کرو۔ ایکی مرتبہ جناب سیدہ نے آنکھیں کھولیں اور امیر المومنین کی طرف دیکھکر رونے لگیں۔ جناب امیرؑ نے آبدیدہ ہو کر کہا کہ اے دختر پیغمبر تمہارا کیا حال ہے اور مزاج کیسا ہے۔ میں ہوں تمہارا ابن عم علیؑ ابن ابی طالب

جناب معصومہ نے جواب دیا کہ اے ابن عم! ابھی میں نے بابا جان کو دیکھا کہ وہ مروارید سفید کے قصر میں تشریف رکھتے ہیں اور مجھ سے فرماتے ہیں کہ اے فاطمہ تیرے مصائب ختم ہوئے اب جلد آ کہ میں تیرا بہت مشتاق ہوں۔ اے ابا الحسن! مفارقت کا وقت آگیا اور موت قریب ہے میرے بچوں کی بہت دلجوئی کرنا کیونکہ یہہ دل شکستہ ہوں گے اُن پر غصہ سے آواز کو بلند نہ کرنا کیونکہ صدمہ یتیمی سے اُن کے دل تھوڑے ہوگئے ہوں گے۔ افسوس اوس امت جفا کا پر جوان سے عداوت رکھے گی اور بے جرم و خطا قتل کرے گی یہہ کہکر آپنے یہہ اشعار فرمائے ؎

ابکنی ان بکیت یا خیر ہاد   واسبل الدمع فھو یوم الفراق

اے سب سے اچھے ہدائیت کرنے والے اگر تم کو رونا ہے تو مجھپر روؤ اور آنسو بہاؤ کہ یہہ دن فراق کا ہے

یا قرین البتول اوصیک بالنسل   فقد اصبحا حلیفا اشتیاق

اے زوج بتولؑ میں تم کو اولاد کے بارے میں وصیت کرتی ہوں کیونکہ میرے بعد دونوں مصیبت میں صبح کریں گے

ابکنی وابک للیتامیٰ ولا تنس   قتیل العداء بطفت العراق

مجھ پر اور یتیموں کے لئے گریہ کرو اور اوس کو فراموش نہ کرو جو زمین گرم عراق پر مقتول ہوگا

فارقوا فاصبحو یتامیٰ حیاری   احلف اللہ فھو یوم الفراق

حیرت ناک یتیموں کو صبح فراق کا سامنا ہوگا   میں اونھیں خدا کے سپرد کرتی ہوں وہ دن فراق کا ہوگا

اُس کے بعد کہا کہ اے ابن عم تم مجھ کو بعد وفات میرے پیراہن میں غسل دینا اور مکشوف نہ کرنا میں پاک و طاہر ہوں اور بعد غسل و کفن نماز پڑھ کر شب کے وقت مجھے دفن کرنا اور میرے مدفن کی خبر عزیزوں کو نہ دینا۔ اس کے تھوڑی دیر کے بعد جناب صدیقہ کبریٰ صلواۃ اللہ و سلامہ علیہا کی حالت متغیر ہوئی اور احتضار کا عالم طاری ہوا اوس وقت تمام مکان معطر ہوگیا اور سیدہ نے وعلیکم السلام کہا۔ امیر المومنینؑ نے پوچھا کہ کس کو تم نے سلام کا جواب دیا۔ آپنے کہا کہ بابا رسول اللہ اور جبرئیلؑ آئے ہیں اون کے سلام کا میں نے جواب دیا ہے وہ لقائے بارتیعالےٰ کی بشارت دیتے ہیں اور باباجان کہتے ہیں کہ اے فرزند جلد آ اور جو کچھ تجھے درپیش ہے وہ تیرے لئے بہت خوب ہے تھوڑے وقفہ کے بعد پھر آپ نے وعلیکم السلام کہا اور جناب امیرؑ سے کہا کہ میکائیلؑ آئے ہیں اس کے بعد دفعتاً آپ کا رنگ زرد ہوگیا اور آپنے فرمایا۔ وعلیک السلام یا قابض الارواح عجل ولا تعذبنی۔ یعنے سلام ہو تم پر اے ملک الموت میری روح بہ نرمی قبض کرو کہ مجھے تکلیف نہو۔ اس کے بعد اسمار کو اپنے پاس بلاکر اور حجرہ کی طرف اشارہ

کرکے کہا کہ مجھے اس حجرہ میں پہونچادو جناب امیرؑ اوٹھ کر نماز عصر کے لئے مسجد گئے اور اسماء نے حجرہ میں فرش کرکے جناب معصومہ کو لے جاکر لٹادیا۔ آپ نے اسماء سے فرمایا کہ مجھے یہاں تنہا چھوڑ دو اور میرے پاس کوئی نہ آئے تھوڑی دیر کے بعد مجھے پکارنا اگر میں جواب نہ دوں تو جان لینا کہ میں دنیا سے گذر گئی۔ یہہ سُن کر سب علیحدہ ہو گئے اسماء کہتی ہیں کہ میں حجرہ کے دروازے پر ٹھہری رہی میں نے سنا کہ جناب سیدہ خدا کی درگاہ میں مناجات کر رہی ہیں اور عرض کرتی ہیں۔ الٰہی وسیدی اسئلك بالذین اصطفیتھم ان تغفر لشیعتی وشیعۃ ذریتی۔ یعنے اے میرے خدا اور اے میرے مالک بواسطۂ اون بزرگواروں کے جن کو تو نے برگزیدہ کیا ہے میں تجھ سے دعا کرتی ہون کہ میرے اور میری ذریّت کے شیعوں کو بخش دے مناجات و دعا کرتے کرتے دفعتاً خاموش ہوگئیں میں نے آپ کو آواز دی تو کچھ جواب نہ پایا۔ میں فوراً حجرہ کے اندر گئی اور چہرۂ انور سے چادر کا گوشہ ہٹا کر دیکھا تو آپ انتقال فرما چکی تھیں۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون ۱ؐ

جس طرح جناب فاطمۂ زہرا صلی اللہ علی ابیہا وعلیہا کی تاریخ ولادت میں علمائے کرام نے اختلاف فرمایا ہے اوسی طرح اس امر میں بھی اختلاف ہے کہ پیغمبر خدا علیہ وآلہ السلام کے بعد آپ کتنے دن زندہ رہیں اور کس تاریخ آپ نے انتقال فرمایا۔ کتاب مناقب وکتاب عیون المعجزات سے معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبر خدا کے بعد آپ چالیس دن زندہ رہیں اور بعض روائیتوں سے پیغمبر خدا کے بعد بہتّر (۷۲) یوم اور بعض سے پچاسی (۸۵) یوم اور بعض سے چار ماہ اور بعض سے دو ماہ اور بعض سے تین ماہ دس یوم اور بعض سے چھ مہینہ اور بعض سے آٹھ مہینہ زندہ رہنا پایا جاتا ہے۔ کتاب کافی میں لکھا ہے اور فاضل مجلسی علیہ الرحمتہ نے بھی قبول فرمایا ہے کہ پیغمبر خدا کے بعد جناب فاطمہؑ پچھتّر دن زندہ رہیں اور صاحب ناسخ التواریخ نے بھی پچھتّر یوم تسلیم کرکے تاریخ وفات ۲۷ جمادی الاوّل ۱۱ھ ہجری روز سہ شنبہ لکھی ہے اور اس لحاظ سے جناب صدیقہ کی عمر شریف بوقت انتقال اٹھارہ سال دو ماہ ایک دن کی بحساب قمری بتلائی ہے۔ لیکن یہہ تاریخ اس لحاظ سے ہے کہ پیغمبر خدا کی تاریخ وفات ۱۲ ربیع اول قرار دیجائے اور اگر آنحضرت کی تاریخ انتقال ۲۸ صفر مانی جائے تو جناب سیدہ کے انتقال کی تاریخ وسط ماہ جمادی الاول ہوگی

الغرض جب اسماء کو معلوم ہوا کہ جناب صدیقہ طاہرہ فاطمۃ الزہرا صلواۃ اللہ علیہا کا انتقال ہوگیا تو وہ رونے لگیں اون کے رونے سے حضرات حسنؑ وحسینؑ وزینبؑ وام کلثوم علیہم السلام گھبرائے ہوئے حجرے کے اندر آئے اور اسماء سے پوچھنے لگے کہ اماں کا مزاج کیسا ہے کیا

ۓ کسی شاعر نے تاریخ وفات یہہ لکھی ہے:۔ ۱۔ فاطمۂ آنکہ سید مدنی۔ برگزیدش بہ بضعۃ منی ۲۔ بسال فوتش بیتیمہ برخوان۔ ماند دنیا تمامش بے جان ۱۱ھ

سو رہی ہیں۔ اسمانے کہا کہ اے فرزندو! وہ اپنے والد رسولؐ خدا کے پاس تشریف لے گئیں۔ یہہ سُن کر سب رونے لگے۔ اسمار نے اون کو سنبھالا اور حسین علیہما السلام سے کہا کہ اے پیغمبر کے نور چشمو! باھر جاؤ اور اپنے ابا جان کو اس مصیبت عظمےٰ کی خبر کرو۔ امیر المومنینؑ اوس وقت مسجد میں نماز کے لئے گئے ہوئے تھے دونو صاحبزادے روتے ہوئے جب مسجد کے قریب پہونچے تو اون کو روتے دیکھکر لوگ دوڑے اور پوچھا کہ اے فرزندان پیغمبر خیر تو ہے کیوں روتے ہو۔ صاحبزادوں نے کہا کہ والدہ کا انتقال ہوگیا۔ جناب امیرؑ نے جو یہہ جانکاہ خبر سنی تو شدت اندوہ ملال سے زمین پر گر پڑے اور افتاں وخیزاں گھر میں تشریف لائے اور جناب معصومہ کے چہرۂ انور سے چادر ہٹا کر ملاحظہ فرمایا اوس وقت آپ کو جناب سیّدہ کے سرہانے ایک رقعہ ملا جسمیں یہہ لکھا ہوا تھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ھٰذا ما اوصت بہٖ فاطمۃ بنت رسول اللہ وھی تشھد ان لا الٰہ الا اللہ وان محمداً عبدہٗ ورسولہ وان الجنۃ حقٌ والنار حقٌ وان الساعۃ اٰتیۃٌ لاریب فیھا وان اللہ یبعث من فی القبور۔ یا علی انا فاطمۃ بنت محمدٍ زوجنی اللہ منک لاکون لک فی الدنیا والاٰخرۃ انت اولیٰ بی من غیری حنطنی وغسلنی وکفنی باللیل وصل علی وادفنی باللیل ولا تعلم احداً واستودعک اللہ واقرء علیٰ ولدی السلام الیٰ یوم القیامۃ۔ یعنے یہہ فاطمہؑ بنت محمدؐ کا وصیت نامہ ہے جس میں وہ گواہی دیتی ہے کہ سوائے اللہ تعالےٰ کے کوئی معبود نہیں ہے اور محمدؐ اوس کے بندے اور رسولؐ ہیں۔ اور یہہ کہ جنت و دوزخ کا ہونا سچ ہے اور موت برحق ہے اور اس میں شک نہیں ہے کہ قیامت آنے والی ہے اور اوس دن خدا مردوں کو قبروں سے اوٹھائے گا۔ یا علیؑ میں فاطمہؑ بنت محمدؐ ہوں خدا کے حکم سے میری تزویج تمہارے ساتھ کی گئی کیونکہ میں دنیا اور آخرت میں تمہارے واسطے ہوں اور تم بہ نسبت غیر کے میرے لئے اولےٰ ہو تم مجھکو حنوط وغسل وکفن شب کے وقت دینا اور مجھپر نماز پڑھ کر رات ہی کے وقت دفن کرنا اور کسی کو اطلاع نہ دینا۔ اور میں تمکو خدا کے سپرد کرتی ہوں اور اپنی بیٹوں پر قیامت تک سلام کہتی ہوں۔ جناب خیر النساء علیہا السلام کے انتقال کی خبر تمام مدینہ میں مشہور ہوگئی اور ھر طرف کہرام پڑ گیا۔ لوگ جوق جوق روتے ہوئے بیت الشرف پر حاضر ہوئے خواتین بنی ہاشم وزنان مہاجرین وانصار وامہات المومنین بجز حضرت عائشہ کے گھر میں جمع ہوئیں۔ تمام شہر میں اس قدر نالہ وشیون برپا ہوا کہ معلوم ہوتا تھا کہ

زلزلہ میں ہے ہر در و دیوار سے گریہ و بکا کی صدا بلند تھی۔ امیرالمومنین باہر تشریف لائے دونوں صاحبزادے آپ کے پاس نہایت بیقراری سے رو رہے تھے کہ اتنے میں چھوٹی بنت زادی حضرت ام کلثوم سر سے پیر تک چادر اوڑھے ہوئے اور مقنعہ چہرہ مبارک پر ڈالے روتی ہوئی آنحضرت کے پاس آئیں اور رو رو کر کہتی تھیں یا ابتاہ یا رسول اللہ واماتاہ۔ یعنے اے بابا رسول اللہ آپ کے بعد ہم اپنی اماں جان سے بھی جدا ہو گئے۔ صاحبزادی کے جگر خراش بین سے تمام مسلمانوں کے دل پاش پاش تھے اور سب وا سیدتاہ واویلا کہہ کر بہ آواز بلند رو رہے تھے اور منتظر تھے کہ جنازہ باھر لایا جائے تو نماز و دفن میں شریک ہوں اوس وقت ابوذر غفاری رح نے لوگوں سے کہا کہ آپ لوگ اپنے اپنے گھر جائیں دختر پیغمبر کا جنازہ ابھی نہیں اوٹھایا جائیگا۔ پس وہ لوگ چلے گئے۔

تکفین و تدفین جناب سیدۃ العالمین

امیرالمومنین علیہ السلام نے جناب سیدہ صلوٰۃ اللہ علیہا کی میت طاہرہ کو غسل دیا اور اوس کافور سے حنوط کیا جو جناب رسالتمآب کے انتقال کے وقت جبرئیل بہشت سے لائے تھے اور اوس کو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار حصے کر کے ایک حصہ اپنے واسطے اور ایک حضرت خیرالنساء اور ایک حضرت امیرؑ اور ایک حضرت حسن کے واسطے معین فرمایا تھا چنانچہ جب آنحضرت نے اوس کو چار حصوں میں تقسیم فرمایا اور حضرت حسینؑ کا حصہ نہیں لگایا تو صاحبزادے نے شکایت کی کہ نانا جان آپنے سب کو کافور بہشتی میں سے حصہ دیا مجھ کو کیوں نہیں مرحمت فرمایا۔ حضور سرور عالم یہہ شکوہ سن کر بے اختیار رونے لگے اور فرمایا اے نور چشم شہید راہ خدا کے واسطے کافور کی ضرورت نہیں ہے۔ الغرض جناب امیرؑ نے حضرت صدیقہ کبریٰ کو سات پارچہ کا کفن دیا اور جب بندِ کفن باندھنے لگے تو آواز دی کہ اے زینبؑ وام کلثوم واے حسنؑ و حسینؑ آؤ اور اپنی ماں کا آخری دیدار کر لو کہ پھر اس کے بعد جنت میں پہونچنے تک ملاقات نہ ہوگی۔ یہہ سنتے ہی سب نے دوڑ کر جنازہ کے گرد ہجوم کر لیا اور رونا شروع کیا کوئی جناب معصومہ کے قدموں پر سر رکھے رو رہا تھا کوئی سینہ اقدس سے لگا رو رہا تھا۔ جناب امیرؑ فرماتے ہیں کہ میں خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ جس وقت حسنینؑ اپنی ماں کی میت پر بیقراری سے رو رہے تھے فاطمہؑ کی لاش مطہر کو جنبش ہوئی اور اون کی طرف اوس نے میلان کیا اور بہ آواز نحیف آہ کی اور دونوں ہاتھ کفن سے نکال کر حسن و حسینؑ کو اپنے سینہ سے چمٹا لیا۔ اوس

وقت ہاتف نے آواز دی کہ یا علیؑ! حسنینؑ کو سیدہ کے سینہ سے جلد ہٹا لو کہ ملائکہ آسمان بیچین ہو رہے ہیں۔ امیرالمومنینؑ نے بہ نرمی صاحبزادوں کو صدیقہ طاہرہ کی میت سے جدا کیا اور کفن کے بند باندھ دیئے اور یہہ اشعار فرمائے۔

فراقك اعظم الاشياء عندی　　وفقدك فاطم ادها الثکول

اے فاطمہؑ تمہارا فراق میری لئے ایک مصیبت عظیم ہے اور تمہارا فقدان میری لئے انتہا درجہ کا غم ہے

سابکی حسرةً وانوح شجواً　　علی خلٍ مضیٰ اسنا سبیل

میں حسرت واندوہ سے گریہ ونوحہ کرتا ہوں ایسے دوست پر جو روشن راستہ سے گذر گیا۔

الا یا عین جودی واسعدینی　　فحزنی دائمٌ ابکی خلیلی

اے آنکھ رونے اور آنسو بہانے میں کوتاہی نہ کر اور اس حزن دائمی میں میرے دوست پر دنہیں میری مدد کر

حدیث فضہ میں یہہ اشعار بھی جناب امیرؑ سے منسوب ہیں۔

لکل اجتماعٍ من خلیلین فرقةٌ　　فکل الذی دون الفراق قلیل

دو دوستوں کے اجتماع کے لئے افتراق لازمی ہے اور سوائے فراق کے جو کچھ ہے وہ کم ہے

وان افتقادی فاطماً بعد احمدٍ　　دلیلٌ ان لا یدوم خلیلٌ

حضرت احمدؐ کے بعد اے فاطمہؑ تمہارا فقدان اس امر کی دلیل ہے کہ دوست کے لئے دوام نہیں ہے

ان اشعار کے جواب میں ہاتف نے یہہ اشعار کہے۔

یرید الفتیٰ ان لا یموت خلیله　　ولیس له الا الممات سبیلٌ

یہہ جوان چاہتا ہے کہ اس کا دوست نہ مرے حالانکہ سوائے موت کے راستہ ہی نہیں ہے

فلا بد من موتٍ ولا بد من بلی　　وان لقائی بعدکم لقلیلٌ

موت اور کہنگی لابدو لازمی ہے　　اور تمہارے بعد میری بقا بہت کم ہے

اذا انقطعت یوماً من العیش مدتی　　فان بکاء الباکیات قلیلٌ

جب زندگی کی مدت منقطع ہوجاتی ہے　　تو گریہ کرنیوالوں کی بکا کم ہوجاتی ہے

ستعرض عن ذکری وتنسی مودتی　　ویحدث بعدی للخلیل بدیلٌ

قریب ہے کہ میرے ذکر سے اعراض کیا جائے اور میری دوستی بھلا دیجائے اور میری بعد دوست کا بدل پیدا ہوجائے
جب رات زیادہ گئی اوس وقت جناب صدیقہ طاہرہ کا جنازہ حسب وصیت تابوت میں اوٹھایا گیا (۱) اوس کے ساتھ امیرالمومنینؑ وحسنین علیہم السلام اور عمارؓ ومقدادؓ وابوذرؓ

---

(۱) اسلام میں یہہ پہلا جنازہ تھا جو تابوت میں اوٹھایا گیا۔

وسلمان وعقیل وزبیر وعباسؓ وفضل وقثم وبریدہ وابن مسعود وحذیفہ رہ تھے (۲) پہلے اوس کو جناب پیغمبر خدا کی قبر اطہر پر لے گئے اور امیر المومنینؑ نے جناب سید المرسلین کی طرف خطاب کرکے عرض کیا السلام علیک یا حبیب اللہ السلام علیک یا نور اللہ السلام علیک یا صفوۃ اللہ منی السلام علیک والتحیۃ واصلۃ منی الیک وولدیک ومن ابنتک النازلۃ علیک بفنائک وان الودیعۃ قد استردت والرھینۃ قد اخذت فواحزناہ علی الرسول ثم من بعدہ علی البتول ولقد اسودت علی الغبراء و بعدت علی الخضراء فواحزناہ ثم واسفاہ ۔ یعنی سلام ہو آپ پر اے حبیب خدا۔ سلام ہو آپ پر اے برگزیدہ خدا۔ سلام ودرود متواترہ ومتصلہ ہو آپ پر میری طرف سے اور آپ کے دونوں فرزندوں کی طرف سے اور آپ کی دختر کی جانب سے جو آپ کے پاس نازل ہوئی ہے۔ وہ آپ کی ودیعت تھی جو مجھ سے مسترد کرلیگئی اور رہینہ تھی جو ماخوذ کرلیگئی واہ حزناہ آپ کی مفارقت اور بعد آپ کے بتولؑ کی جدائی میرے لئے سخت جانکاہ مصیبت ہے ان مصیبتوں نے دنیا میری نظروں میں تاریک کردی اور آسمان دور ہو گیا۔ واحزناہ واسفاہ۔ اس کے بعد جنازہ کو روضہ کے مقام پر لائے اور نماز جنازہ پڑھی اور اوسی مقام پر (بروائیتے) دفن کیا۔ دوسری روائیت سے معلوم ہوتا ہے کہ روضہ سے نماز پڑھ کر جنازہ کو جنت البقیع میں لے گئے اور وہاں ایک جگہ سے دو مرتبہ آواز آئی کہ جنازے کو یہاں لاؤ۔ امیر المومنینؑ اوس طرف متوجہ ہوئے اور ایک قبر تیار اوس جگہ آپ کو ملی اوس قبر میں جنازے کو اوتارا جبوقت قبر میں جنازے کو اوتار نے لگے تو دو ہاتھ اوس قبر میں نمودار ہوئے جو رسول اللہؐ کے ہاتھ معلوم ہوتے تھے اور آواز آئی کہ اے علیؑ! لاؤ میری امانت مجھے دو۔ جناب امیرؑ نے میت کو اون ہاتھوں میں دیدیا اس کے بعد وہ قبر بند ہو گئی۔ تیسری روائت یہہ ہے کہ جناب معصومہ کا جنازہ گھر سے نکالا ہی نہیں گیا اور گھر کے اندر ہی دفن کیا گیا صاحب ناسخ التواریخ لکھتے ہیں کہ فاضل مجلسی علیہ الرحمۃ کے نزدیک یہی روائت معتبر ہے کیونکہ جب حضرت امام رضا علیہ السلام سے جناب معصومہ کا مدفن پوچھا گیا تو آپنے فرمایا کہ وہ اپنے گھر کے اندر ہی دفن کی گئیں۔ اور جب بنی امیہ نے مسجد کو وسیع کیا تو وہ قبر مسجد میں آ گئی اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بھی یہی فرمایا ہے کہ جناب معصومہ اپنے مکان کے اندر ہی دفن ہوئیں۔ دفن کرنے کے بعد جناب امیر المومنینؑ نے قبر کے پاس بیٹھکر

(۲) بروائیت طبری جنازہ میں صرف امیر المومنین وعباس ومقداد وزبیر شریک تھے۔

ـ زمین یہہ پیغمبر خدا کی دختر ہے جو میرے پاس ودیعت
پیسے سپرد کرتا ہوں اس وقت آواز آئی کہ اے علی میں اسپر آپ سے
پھر نظر نکریں اور مراجعت فرمائیں۔ امیر المومنین نے جناب سیدہ
ایک اور بعض روائیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اوس کے اطراف میں سات
نشان بنا دیئے تا کہ اون لوگوں کو آپ کی قبر کا پتہ نہ ملے جن سے آپکا رنج اور آزردہ
ہیں شاہ عبدالحق صاحب دہلوی محدث اہلسنت مدارج النبوۃ میں لکھتے ہیں۔

در محل دفن وے (جناب سیدہ) رضی اللہ عنہا اختلاف است بعضے برآنند کہ مرقد مطہر
در بقیع است در قبۂ عباس آنجا کہ سایر اہلبیت نبوت آسودہ اند و بعضے برآنند کہ مدفن
در بیت اوست کہ داخل مسجد نبوی شدہ است و جنازۂ او را از خانہ بیرون نبردند و اما
زیارت وے در اینجا متعارف است و قول دیگر آمدہ کہ قبر وے رضی اللہ عنہا در مسجد
در بقیع کہ بوے منسوب است در جہت قبہ عباس مائل بشرق و امام غزالی در زیارت بقیع
زیارت این مسجد کردہ و گفتہ اند کہ وے معروف است بہ بیت الحزن کہ فاطمۂ زہرا در ایام حزن و
مصیبت پدر خود صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم از صحبت مردم توحش و جدائی گزیدہ در اینجا اقامت
کردہ بود و نیز گویند کہ این موضع خانہ ایست کہ علی مرتضیٰ در بقیع گرفتہ بود۔ واللہ اعلم
و قول اول صحیح و موافق اخبار و آثار است و مسعودی در مروج ذہب می آرد کہ در موضع قبور
امام حسن و زین العابدین و محمد باقر و جعفر صادق سلام اللہ علیہم اجمعین سنگے یافتند برو نوشتہ
ہذا قبر فاطمہ بنت رسول اللہ سیدۃ نساء العالمین و قبر الحسین بن علی و علی
بن الحسین بن علی و جعفر بن محمد علیہم التحیۃ والسلام و ظہور این سنگ در سن
اثنین و ثلاثمائۃ (۳۰۲) ہجری بود صاحب ناسخ التواریخ لکھتے ہیں کہ دفن کے بعد
صبح کو حضرات ابوبکر و عمر وغیرہ جناب امیر المومنینؑ کے دروازے پر شرکت نماز جنازہ
کے لئے حاضر ہوئے۔ مقداد بن اسود رضؓ نے اون سے کہا کہ جناب سیدہ طاہرہ ؑ کی
میت کو رات ہی میں دفن کر دیا اب کوئی امر باقی نہیں ہے۔ یہہ سن کر حضرت عمر نے حضرت
ابوبکر سے کہا کہ میں نے نہ کہا تھا کہ یہہ لوگ (بنی ہاشم) ایسا ہی کرینگے اور ہم کو شریک ہونے
نہ دینگے۔ حضرت عباسؓ نے کہا کہ خیر النساءؑ نے از روے وصیت تم لوگوں کی حاضری
اور شرکت نماز کو منع فرمایا تھا اس لئے تم کو تکلیف نہیں دیگئی۔ حضرت عمر نے نہائیت

۔۔ تم لوگ اپنے حسد سے باز نہ آؤ گے اور ہمیشہ ہم سے برے
چاہیں تو ابھی فاطمہ کی نعش کو قبر سے نکال کر اوس پر نماز پڑھیں امیرالمومنین
کو جلال آگیا اور غضبناک ہو کر فرمایا کہ اے پسر صہاک اگر تو ایسا ارادہ
کرے گا یہ تلوار تجھ کو تیرے خون میں نہلائے بغیر پھر میان میں واپس نہ آئیگی
حضرت عمر یہ قسم دو سید سن کر دم بخود ہو گئے اور حضرت ابوبکر آگے بڑھ کر امیرالمومنین سے
معذرت کرنے لگے۔ اس کے بعد سب لوگ متفرق ہو کر واپس چلے گئے۔
مولوی محمد مبین حنفی فرنگی محلی وسیلۃ النجاۃ میں لکھتے ہیں :۔ روز دیگر ابوبکر صدیق
و عمر فاروق و دیگر صحابہ با علی مرتضیٰ شکایت کردند کہ چوں ما را خبر نہ کردی اشرف
بردے دریافتے۔ علیؑ عذر گفت کہ بنا بر وصیت وے کردم۔
روضۃ الاحباب میں ہے :۔ روز دیگر ابوبکر صدیق و عمر فاروق و سائر اشراف
صحابہ رض با علی مرتضیٰ معاتبہ میکردند کہ چرا ما را خبر نکردی تا شرف نماز بروے دریافتے
علیؑ عذر گفت کہ بنا بر وصیت وے چنیں کردم۔

زیارت جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام

کتب مذہب امامیہ میں جناب فاطمہ زہرا کی زیارت کے بارہ میں لکھا ہے کہ جو کوئی زیارت
اون معصومہ کی پڑھے اور خدا سے آمرزش طلب کرے تو حق تعالیٰ گناہ اوس کے بخشدیتا
ہے ایام خاصہ میں مثلاً یوم ولادت کہ ۲۰ر جمادی الثانی ہے یا یوم وفات کہ (بہ اختلاف
روایات) ۳ر جمادی الاول ہے یا یوم تزویج کہ (بہ اختلاف روایات) ۶ار ذی الحجہ ہے یا
یوم مباہلہ کہ ۲۴ر ذی الحجہ ہے یا یوم نزول سورۂ ہل اتیٰ کہ ۲۵ر ذی الحجہ ہے ان کے علاوہ اور
ایام متبرکہ میں جناب سیدہ کی زیارت پڑھنا اولے و انسب ہے۔ طریقہ زیارت کا یہ ہے
کہ و ضو کر کے جناب سیدہ کی قبر اطہر کی طرف منہ کرے اور اس طرح زیارت پڑھے :۔
السلام علیک یا سیدۃ نساء العالمین۔ السلام علیک یا والدۃ الحجج علی الناس
اجمعین۔ السلام علیک ایتہا المظلومۃ الممنوعۃ حقہا۔ اللھم صل علی امتک
وابنۃ نبیک وزوجۃ وصی نبیک صلوۃ تزلفہا فوق زلفی عبادک المکرمین
من اہل السموات واہل الارضین۔ زیارت پڑھ چکنے کے بعد دو رکعت نماز بہ نیت
قربۃ الی اللہ بجا لائے اس طرح پر کہ ہر رکعت میں بعد سورۂ الحمد کے ساٹھ (۶۰) مرتبہ